158

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط

حج اور عمرہ خالص

اللہ تعالےٰ کے لئے بجالاؤ

ربِّ کعبہ کے حضور

(مُصوّر دلیلُ الحاجّ)

عبدالرحیم شبلی

—— : جس میں : ——

مصنف کے عارفانہ اور دل گداز رپورتاژ اور تحقیقی مضامین کے علاوہ مناسکِ حج، آدابِ زیارت، احکام و مسائل، ادعیۂ مسنون، حکومتِ پاکستان کی حج پالیسی، عربی بول چال اور سفر و قیامِ حج کے بارے میں مکمل اور تازہ ترین معلومات شامل ہیں

۲۹۷۶۹۹۱
297699
DATA ...RED
۱۸۵۲۲ 66162

باراوّل
رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ
نومبر ۱۹۷۲ء

ناشر ـــــ قمر تسکین۔ ۱۲ لاہور روڈ۔ لاہور
طابع ـــــ پاکستان ٹائمز پریس۔ رتن چند روڈ لاہور

مکتبہ: پیپلز پبلشرز
۱۲۔ لاہور روڈ ۔ لاہور

نیوز پرنٹ پرمٹ نمبر 3(13)71-ABC/49.4

Marfat.com

والدین کے نام

جنھوں نے مادّی اجر سے بے نیاز ہوکر اپنی
حیاتِ مستعار کے ۸۵ - ۸۵ سال دینِ اسلام کی
اشاعت و تعلیم کے لئے وقف کر دیئے اور جن کی مغفرت اور
بلندیٔ درجات کے لئے میں نے ربِّ کعبہ کا دروازہ کھٹکھٹایا
اور خیرُ الرُّسُل ؐ کے روضۂ پاک کے بابُ الرحمہ کو تھام کر
رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ کو اپنے آنسوؤں
سے سیراب کیا ہ

أَنْتَ الشَّفِيعُ الَّذِي تُرجى شَفَاعَتُهُ
عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ
وَصَاحِبَاكَ لَا أَنْسَاهُمَا أَبَدًا
مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَا جَرَى الْقَلَمُ

91

مصادر

۱۔ قرآنِ حکیم
۲۔ تفاسیر
۳۔ احادیث
۴۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ
۵۔ اخبارِ مکّہ ۔ ازرقی
۶۔ مرأۃ الحرمین
۷۔ تاریخ عمارۃ المسجد الحرام
۸۔ فی منزل الوحی ہیکل
۹۔ آثار المدینہ
۱۰۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام
۱۱۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا
۱۲۔ متفرق سفرنامے
۱۳۔ احکام و مسائل پر رسائل و کتب

Marfat.com

مندرجات

موضوع	صفحہ
فصل اوّل	
حقیقت وافسانہ	۱۷
خانۂ کعبہ کے چار ہزار سال	۱۹
غلافِ کعبہ	۳۷
حطیم۔ مطاف یا قربان گاہ؟	۴۷
ربِ کعبہ کے حضور۔ ایک رپورتاژ	۶۳
فصل دوم	
مناسکِ حج۔ مسائل واحکام	۱۲۹
حجۃ الوداع	۱۳۰
خطبہ حجۃ الوداع	۱۳۲
شرائط حج	۱۴۰
عمرہ یا حجِ اصغر	۱۴۸
قران	۱۵۰

Marfat.com

تمتع	۱۵۱
افراد	۱۵۲
احرام	۱۵۴
میقات	۱۵۶
تلبیہ	۱۵۹
طواف حج	۱۶۱
طواف عمرہ	۱۶۴
رمل	۱۶۴
اضطباع	۱۶۵
سعی صفا و مروہ	۱۶۵
حج کے ارکان	۱۶۷
فرائض	۱۶۷
واجبات	۱۶۸
سنن	۱۶۹
مستحبات	۱۷۰
عورتوں کا حج	۱۷۰
معذور کا حج	۱۷۳
بچوں کا حج	۱۷۴
حج بدل	۱۷۵
مرحوم والدین اور اعزّہ کی طرف سے حج	۱۷۸
حج سے قبل راہ میں وفات پانے والے	۱۸۰
پیدل حج کی فضیلت	۱۸۰
رمی	۱۸۲
نحر (قربانی)	۱۸۵
حلق اور قصر	۱۸۶

جنایت ۱۸۶
مذاہب اربعہ میں احکام حج ۱۹۰

فصل سوم

اثنا عشری طریق حج ۱۹۴
سفر حج ۱۹۷
عرفات کے میدان کی دعا ۱۹۷
طواف لنساء ۱۹۷
مدینہ منورہ کی زیارتیں ۱۹۸
زیارت وداع ۱۹۸
حج کے ایام ۱۹۹
مزدلفہ ۲۰۲
یوم النحر اور یوم العید (۱۰ تا ۱۳ ذی الحجہ) ۲۰۴

فصل چہارم

خشکی کے راستے زیارتیں ۲۰۷
ایران ۲۰۸
مشہد ۲۰۹
بصرہ ۲۱۰
العقل ۲۱۱
اُر کے کھنڈر ۲۱۱
کش کے کھنڈرات "
بابل کے کھنڈر "
کربلائے معلیٰ "
گنج شہیداں ۲۱۲

قبر حبیب ابن مظاہری ؍
شہادت گاہ ؍
روضہ ابوالفضل عباس ؍
تل زینبیہ رضؔ ؍
خیمہ گاہ ؍
مقام زعفرجن ۲۱۳
مقام قطع دست ہائے حضرت عباس رضؔ ؍
مقام علی اکبر ؍
مقام شیر فضہ ۲۱۳
مقام مکالمہ ؍
مقام حضرت علی رضؔ ؍
باغ امام جعفر صادق ۲۱۴
مقام امام عصر ؍؍
روضہ حضرت حرؒ ؍؍
روضہ حضرت عون ؍
مقام جمن ؍؍
روضہ حمزہ بن حضرت عباس ؍
نہر فرات، نہر حسینی، نہر علقمہ ؍
مسیب ؍
بغداد ۲۱۵
مدائن ؍
طاق کسریٰ ؍
نجف اشرف ۲۱۶
روضہ حضرت علی رضؔ ؍؍
" آدم علیہ السلام ؍؍

، نوح علیہ السلام	″
راس الحسین	″
مقام امام زین العابدین	″
وادی السلام	۲۱۷
مسجد حنانہ	″
روضہ کمیل ابن زیاد	″
مسجد زید بن صوحان	″
مسجد صعصعہ بن صوحان	″
مسجد سہلہ	۲۱۸
مقام صالحین	۲۱۸
مقام ابراہیم خلیل اللہ	″
مقام ادریس علیہ السلام	″
مقام خضرؑ	″
مقام زین العابدینؓ	″
مقام جعفر صادقؓ	″
مسجد کوفہ	″
کاظمین شریف	۲۲۰
سامرہ	۲۲۱
دمشق	۲۲۲
مسجد اموی	۲۲۳
مزار یحییٰ علیہ السلام	″
طاق	″
روضہ امیر معاویہؓ	″
ایران	۲۲۴
قصر شیریں	″
کرمان شاہ	″

Marfat.com

قم	〃
شہزادہ عبدالعظیم	〃
دمغان	〃
سبزوار	۲۲۵
نیشاپور	۲۲۵
زیارتوں کے فاصلے	۲۲۶

فصل پنجم

مقاماتِ مقدسہ مدینہ منورہ	۲۲۷
روضۂ اطہر	۲۲۸
مسجد نبویؐ	۲۳۳
ریاض الجنۃ	۲۳۹
متبرک ستون	〃
ستونِ حنانہ	〃
ستونِ عائشہ	〃
ستونِ توبہ	۲۴۰
ستونِ سریر	〃
ستونِ علی	〃
ستونِ وفود	〃
مقامِ جبریل	۲۴۱
ستونِ تہجد	〃
صفہ	〃
مسجد قبا	〃
جبلِ احد۔ شہدائے احد	۲۴۲
مسجد قبلتین۔	۲۴۳

Marfat.com

مسجد فتح یا مسجد احزاب	۲۴۴
مساجد خمسہ	۲۴۴
غارِ سجدہ	۲۴۵
مساجد شہر	۲۴۵
مسجد شمس یا مسجد فضیح	۲۴۵
مسجد اجابہ	"
مسجد قریظہ	"
مسجد قریہ ام ابراہیم	۲۴۶
مسجد بنی ظفر	"
مسجد الذبابیہ مسجد السایہ	"
مسجد جمعہ	۲۴۶
مقام بدر	"
بیت ابو ایوب انصاری رض	"
بیت امام حسین رض	۲۴۷
مقبرہ مالک بن سنان	۲۴۷
مقبرہ حضرت عبداللہ	۲۴۷
جنت البقیع	۲۴۸

فصل ششم

ادعیہ حج و زیارت	۲۵۳
آغاز سفر	۲۵۴
نیت حج یا عمرہ	۲۵۵
مکہ میں داخل ہوتے وقت	۲۵۵
باب السلام پر پہنچ کر	۲۵۶
بیت الشریف کو دیکھتے ہی	۲۵۶
باب بنی شیبہ سے داخل ہوتے وقت	۲۵۷

Marfat.com

طواف کرنے کی نیت	۲۵۷
دُعا الشوط الاوّل۔ پہلے چکر کی دعا	۲۵۸
دُعا الشوط الثانی۔ دوسرے چکر کی دعا	۲۵۹
دعا الشوط الثالث۔ تیسرے چکر کی دعا	۲۶۲
دعا الشوط الرابع۔ چوتھے چکر کی دعا	۲۶۰
دعا الشوط الخامس۔ پانچویں چکر کی دُعا	۲۶۱
دعا الشوط السادس۔ چھٹے چکر کی دُعا	۲۶۱
دعا الشوط السابع۔ ساتویں چکر کی دعا	۲۶۲
ساتویں چکر کے بعد ملتزم کی دعا	۲۶۲
دُعا مقام ابراہیمؑ	۲۶۳
دُعا حجر اسماعیل	۲۶۴
دعا السعی	۲۶۶
سعی کے بعد دُعا	۲۷۰
۸ ذی الحجہ کو حج کی نیت	۲۷۰
دعائے عرفہ	۲۷۱
دُعا مشعر الحرام	۲۸۲
دُعا منیٰ الماثور	۲۸۴
دُعا فی الجمرات الماثور	۲۸۴
دعا طواف الوداع	۲۸۵
دعا لبعد طواف الوداع	۲۸۶
مقام عرفات پر حضرت امام حسینؓ کی دعا	۲۸۸
دُعا داخلہ مدینہ طیبہ	۳۱۲
مسجد نبوی میں حاضری	۳۱۲
روضۂ اطہر پر درود و سلام	۳۱۴
زیارت حضرت ابوبکر صدیقؓ	۳۱۷

Marfat.com

زیارت حضرت عمر فاروق رضؓ	۳۱۸
مواجہ و مقصورہ شریف	۳۱۹
مقام نزول وحی اور باب جبریل	۳۲۱
زیارت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضؓ	۳۲۳
جنت البقیع میں	۳۲۴
شہدائے اُحد	۳۲۴
زیارت حضرت عثمان غنی رضؓ	۳۲۶
ابوسعید خدری رضؓ کے مزار پر	۳۲۷
مزار فاطمہ بنت اسد رضؓ	۳۲۷
حلیمہ سعدیہ رضؓ کے مزار پر	۳۲۸
شہداء کے مزاروں پر	۳۲۸
ابراہیم ابن رسول اللہ صلعم	۳۲۹
مزار حضرت نافع رضؓ	۳۳۰
مزار حضرت امام مالک رضؓ	؍؍
مزار ابن ابی طالب	؍؍
امہات المومنین رضؓ	۳۳۱
آنحضرت صلعم کی صاحبزادیاں	۳۳۲
حضرت عباس رضؓ کے مزار پر	۳۳۲
عمات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۳۳۴
اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق	۳۳۴
آباء نبی اللہ کے مزار پر	۳۳۵
مزار مالک انصاری بیرقی رضؓ	۳۳۵
مزار زکی الدین رضؓ	۳۳۶
مزار علی عریضی رضؓ	۳۳۶
سیدنا حمزہ رضؓ کے مزار پر	۳۳۷
بیرون قبہ کے مزار پر	۳۳۷

قبۂ ثنایا میں ۳۳۸
مسجد قبلتین میں ۳۳۸
جبل سلع پر ۳۳۹
مسجد قبا میں ۳۴۰
مدینہ شریف سے رخصت ۳۴۱
معلومات حج ۳۴۳
ایک اخبار نویس کی غیر سرکاری رپورٹ ۳۴۴
حج وزیارت کی پالیسی ۳۸۷
معلومات حج ۴۲۰
استطاعت حج ۴۲۱
حفظان صحت ۴۲۳
معلم اور وکیل ۴۲۶
سامان کی درآمد و برآمد ۴۲۸
جدہ پہنچنے کے بعد ۴۳۱
مکہ مشرفہ میں ۴۳۴
حجاز کے اوقات "
ارض حجاز میں خرید و فروخت ۴۳۶
حج کے موقع پر تجارت یا مزدوری کرنا۔ ۴۴۳
روزمرہ کے مستعمل عربی الفاظ مع اردو ترجمہ ۴۴۸
معلم اور مطوّف (سعودی حکومت کی منظور شدہ فہرست) ۴۶۰
حجاز کے مشہور اخبارات ورسائل ۴۷۰
اوقات نماز ۴۷۱
سطح سمندر سے بلندی "

تصاویر اور نقشے

صفحہ	
۱۸	حرم شریف
۳۶	غلاف کعبہ
۶۲	خانہ کعبہ
۷۴	ملتزم اور باب کعبہ
۸۹	مقام ابراہیم
۱۰۵	حجر اسود
۱۲۸	گنبد خضرا
۱۴۷	وادئ محسب میں کنکریاں چنی جارہی ہیں۔
۱۵۳	وادئ منیٰ میں
۱۵۷	مقام میقات
۱۶۰	حرم شریف میں نماز جمعہ کا ایک منظر
۱۶۶	منیٰ۔ صفا اور مروہ کا اندرونی منظر
۱۸۴	جمرۃ العقبیٰ کا ایک منظر
۲۳۵	مسجد نبوی کے برآمدے
۲۳۶	مسجد نبوی کے صحن کا ایک گوشہ
۲۴۹	جنت البقیع
۴۲۷	مسجد الحرام کی تعمیر نو
۴۴۱	مکہ سے عرفات تک حجاج کا رستہ

مکہ سے مدینہ تک	۴۴۳
منیٰ میں اپنے خیمے کا نمبر معلم سے معلوم کیجئے	۴۴۶
غارِ حرا کا بیرونی منظر	۴۴۷
ربِ کعبہ کے حضور	۴۶۱

Marfat.com

حقیقت و افسانہ

- ☆ خانہ کعبہ کے چار ہزار سال
- ☆ غلافِ کعبہ
- ☆ حطیم — مطاف یا قربان گاہ ؟
- ☆ رپورتاژ

Marfat.com

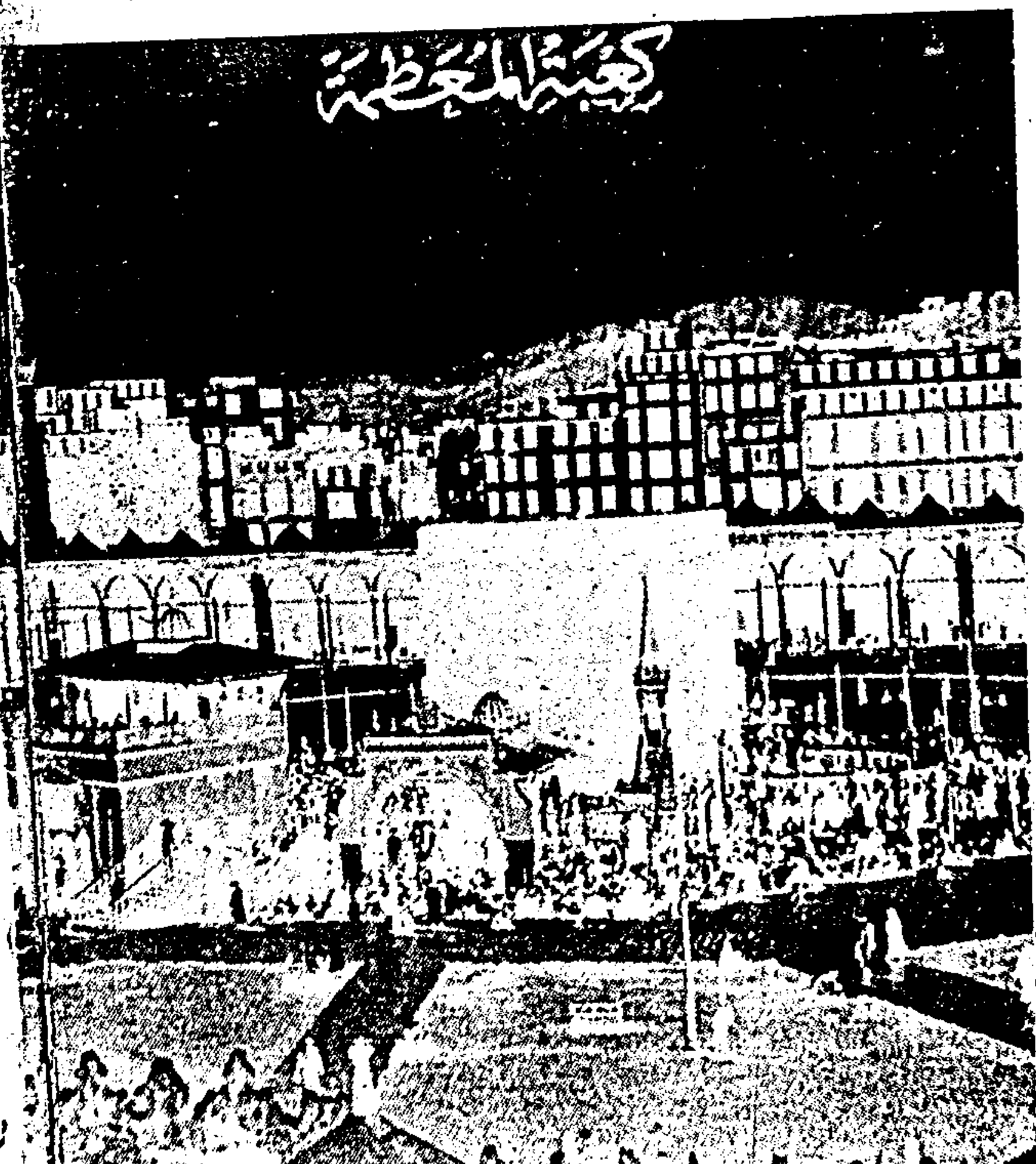

Marfat.com

خانہ کعبہ کے چار ہزار سال

آج سے تقریباً چار ہزار برس قبل جب حضرت ابراہیمؑ نے جنوبی عرب کی ایک بے آب و گیاہ وادی میں پرانے آثار پر خدا کے گھر کی بنیادیں استوار کیں تو ان کو خود بھی یقین نہ آتا ہوگا کہ یہ چوکور عمارت کسی زمانے میں مرجع خلائق بن جائے گی اور لوگ دور دور سے اس کی زیارت اور طواف کے لئے امڈتے چلے آئیں گے۔ چنانچہ جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم! تم میرا گھر بنا چکے۔ اب لوگوں میں حج کے فرض ہونے کا اعلان کردو تو آپ بڑے حیران ہوئے اور آپ نے سوچا کہ اس جنگل بیابان میں میرے اور میرے بیٹے اسمٰعیل کے سوا کون ہے جو میری آواز سنے گا اور یہاں حج کو آئے گا لیکن علیم و خبیر نے کہا

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۝ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ ۝ (سورۃ الحج۔ رکوع ۴)

یعنی۔ تم لوگوں میں حج کی فرضیت کا اعلان کردو۔ لوگ خود بخود تمہارے پاس (یعنی اس عمارت کے پاس حج کے لئے) چلے آئیں گے۔ پاؤں چل کر بھی۔ اور ایسی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی جو دور دراز رستوں سے چل کر آئی ہوں اور سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہوں۔ تاکہ یہ آنے والے فائدہ حاصل کرسکیں۔

اس وقت عرب میں نہ تو مکہ نام کی کوئی بستی تھی۔ نہ آس پاس کوئی آبادی تھی۔ نہ آمد و رفت

Marfat.com

یا بات چیت کا کوئی وسیلہ تھا۔ البتہ تاجروں کے قافلے کبھی کبھی اس رستہ سے دمشق اور بغداد یا بصرہ کو جاتے تھے حضرت ابراہیمؑ نے عمارت کے قریب ہی ابو قبیس نام کی ایک پہاڑی پر چڑھ کر خدا کے حکم کی تعمیل کی اور پہلی اذان دے دی۔ اس آواز میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ وہ پُراسرار طریقہ سے بگولہ بن کر اٹھی اور آندھی بن کر اقصائے عالم پر چھا گئی اور اس کے جواب میں سینکڑوں ہزاروں افراد ننگے سر، ننگے پاؤں لبیک لبیک کہتے ہوئے بیت اللہ میں پہنچ گئے

حضرت ابراہیمؑ کی آواز کو ابو قبیس کی چوٹیوں سے بلند ہوئے تقریباً چار ہزار برس گزر چکے ہیں اس دوران میں بے شمار طوفان اٹھے۔ ہزاروں انقلابات آئے۔ تاریخ نے کئی پلٹے کھائے۔ نقشۂ عالم پر بڑی بڑی سلطنتیں اُبھریں اور نقش برآب ہو گئیں۔ لیکن اس آواز کی شدت میں کوئی کمی نہیں آئی اور اس پر لبیک کہنے والے عورتوں اور مردوں کا سیلاب برابر بڑھتا چلا گیا۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ (آلِ عمران۔ ع ۱)

کہ یہ پہلا گھر ہے جو عوام الناس کی عبادت کے لئے بکّہ (مکّہ) میں تعمیر ہوا وہ برکت والا گھر ہے اور تمام لوگوں کے لئے موجبِ ہدایت۔

ایک دوسرے مقام پر اس عمارت کو "بیت العتیق" بھی کہا گیا ہے۔ مشہور ماہر لسانیات لین لکھتا ہے کہ عتیق کے معنی قدیم، معزز اور آزاد کے ہیں۔ اس نام میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ خدا کا یہ پہلا گھر ہمیشہ آزاد رہے گا اور کوئی دشمن اس پر قابض نہیں رہ سکتا۔ یہ گھر معزز بھی ہے اور اسے دنیا میں ہمیشہ عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائیگا پھر یہ پہلی عمارت ہے جس کو عوام کے لئے عبادت گاہ مقرر کیا گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ

Marfat.com

مکانات اس سے پہلے بھی تھے لیکن عبادت کے لئے سب سے پہلے یہی گھر مخصوص ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بیت اللہ سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ہی نے تعمیر کیا تھا لیکن قرآن مجید اور احادیث نے دوسرے نظریہ کی تائید کی ہے جو بیت اللہ کا اولیں معمار آدمؑ کو ٹھہراتا ہے۔ قرآن مجید نے بتایا ہے کہ

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

(سورۂ بقرہ ع ۱۵)

یعنی جب ابراہیمؑ اس گھر کی بنیادیں استوار کر رہے تھے اور ان کے ساتھ اسمٰعیل بھی تھا تو وہ دعائیں کرتے جا رہے تھے کہ اے اللہ ہماری خدمت قبول فرما تو سننے والا جاننے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "بیت" تو پہلے سے موجود تھا۔ ابراہیم نے اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر صرف بنیادیں اونچی کیں۔ اسی پر بس نہیں جب عمارت تیار ہو چکی تو ابراہیم نے جو دعا کی اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا کا پرانا گھر تھا۔

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝

یعنی اے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کے ایک حصہ کو بیت الحرام کے پاس لا کر آباد کر دیا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ پس تو اپنے فضل سے

Marfat.com

لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور ان کو کھانے کے لئے پھل دے تاکہ
وہ تیرے شکر گزار بندے ہوں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس جگہ حضرت ابراہیم نے ہاجرہ اور اسماعیل کو لاکر بسایا وہاں "بیت المعمور" کے نام سے ایک عبادت گاہ پہلے سے موجود تھی۔ احادیث سے بھی اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔ پھر مؤرخین نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ حتیٰ کہ ولیم میور ایسا دشمنِ دین بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ مکہ کی مذہبی تاریخ بہت قدیم ہے اور کعبہ کو شروع ہی سے عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا چنانچہ وہ اپنی کتاب "حیاتِ محمدؐ" میں لکھتا ہے کہ صقلیہ کے ایک پرانے جغرافیہ دان سائکولوس نے بتایا ہے کہ ۶۰ء ق م تک عرب میں ایک معبد موجود تھا۔ جس کا بے حد احترام کیا جاتا تھا۔ ظاہر ہے یہ معبد خانہ کعبہ کے سوا کوئی نہیں۔ کیونکہ کعبہ ہی ہے جس کی زیارت کے لئے لوگ یمن، حضرموت، خلیج فارس، شام، حرا اور عراق سے امنڈتے چلے آتے تھے۔ جس عمارت کا دور دور تک لوگوں میں اتنا احترام پایا جاتا تھا۔ وہ قدرتی طور پر ازمنہ قدیم سے مکہ میں موجود ہوگی"۔

پھر ولیم میور نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ حج کی رسوم بھی بہت قدیم ہیں۔ یہی قرآن مجید نے کہا ہے اور اسی بنا پر اہلِ کتاب کی توجہ اس طرف دلائی ہے کہ خانہ کعبہ خدا کا پہلا گھر ہے جو اس دنیا میں عوام الناس کی عبادت کے لئے تعمیر ہوا وہ نہیں جو یہودیوں اور عیسائیوں نے یروشلم میں بنا رکھا ہے۔ پھر ابنِ عباس کی ایک طویل حدیث ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جس مقام پر حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی بچوں کو لاکر ڈالا اس کے قریب ہی ایک ٹیلہ تھا جس کے دائیں اور بائیں سیلاب کا پانی بہتا رہتا تھا (بخاری ۶۰ = ۹) حدیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس طرح اسمٰعیل جب بالغ ہوگئے تو ابراہیم ان سے ملنے آئے اور بتلایا کہ مجھے

6162 /۸۵۲۲

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اِس ٹیلہ کے پاس بیت اللہ تعمیر کردں۔ چنانچہ باپ بیٹا دونوں نے مل کر پُرانی بنیادیں کھودیں اور دیواریں اونچی کیں۔

طبری نے اس سلسلہ میں ایک افسانہ وضع کیا ہے جو جزئیات میں ناقابلِ اعتبار سہی لیکن اس سے اتنا ضرور ثابت ہوجاتا ہے کہ خانہ کعبہ کی خشتِ اوّل حضرت آدمؑ نے رکھی تھی۔ اس نے لکھا ہے کہ جب آدمؑ کو جنّت سے نکال دیا گیا تو وہ اِدھر اُدھر گھومتے وادیٔ مکّہ میں آنکلے۔ جبریل نے ان کی رہنمائی کی اور اپنے پروں سے ایک گڑھا بے نقاب کیا۔ پھر اس میں لبنان، کوہِ زیتون، جبلِ جودی اور حرا سے بڑے بڑے پتھر لاکر پھینکے تاکہ گڑھا پُر ہوجائے۔ اس کے بعد خداتعالیٰ نے جنّت سے سُرخ بنات کا ایک خیمہ بھیجا۔ جس میں آدمؑ نے رہائش اختیار کی۔ (یہی سرخ بنات بعد کو حجرِ اسود بن گئی) پھر ایک سفید بنات کا خیمہ اُتارا جس نے نشست کا کام دیا۔ اس کے بعد خدا نے ایک اور خیمہ بھیجا جس کا آدمؑ نے اسی طرح طواف کیا جس طرح آسمان پر فرشتے خُدا کی کرسی کا کرتے ہیں۔ اُس زمانہ میں مکہ میں کوئی انسان نہ رہتا تھا اس لئے یہ معبد عبادت گزاروں سے خالی تھا جب آدم نے اس پر اپنے غم کا اظہار کیا تو خدا نے بشارت دی کہ "یہ بیت" بہت جلد "حرم" کا درجہ حاصل کرلے گا اور لوگ دُور دُور سے اس کے حج کو آئیں گے۔ آدم کی وفات کے بعد اس کے بیٹے شیث نے "بیت المعمور" یا کعبہ بنایا تاہم طوفانِ نوح اسے بہالے گیا اور مقدس پتھر فرشتوں نے چھپا کر ابوقبیس کے ایک غار میں رکھ دیا۔ بعض مؤرخوں کا بیان ہے کہ طوفانِ نوح نے کعبہ کو چھوا نہیں کیا اور حضرت نوحؑ خود یہاں آکر طواف کیا۔

طبری کی یہ داستان بڑی حد تک قیاسی سہی لیکن اس سے یہ ضرور اندازہ ہوسکتا ہے کہ لوگ ازمنۂ قدیم سے خانہ کعبہ کی عزّت و تکریم کرتے آئے ہیں۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے

Marfat.com

نے پُرانی بنیادیں کھودیں تو ٹیلہ پر پتھر کے بتوں کے ٹکڑے بکھرے پائے جس سے ظاہر ہے کہ شیث کی وفات کے بعد خانہ بدوش قبائل اِدھر سے پانی کی تلاش میں گزرتے رہے اور انھوں نے پوجا کے لئے اس عمارت میں بُت رکھ دئے۔ حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ وہ یہاں بیت اللہ بنانے سے قبل اس جگہ کو پاک وصاف کریں۔ قرآن مجید میں آیا ہے "اور ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کے مقام پر ٹھہرنے کا موقع دیا اور کہا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو اس لوگوں کے لئے پاک وصاف کردینا جو یہاں آکر طواف کریں گے۔ نماز پڑھیں گے، رکوع کریں گے اور سجدہ ریز ہوں گے اس کے بعد حج کا اعلان کردینا"۔

وَاِذْ بَوَّانَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدُ (سورہ الحج)

چنانچہ ابراہیم نے نہ صرف بیت المعمور سے بُت پرستی کے تمام نشان اکھاڑ پھینکے بلکہ اس جگہ کو مطہر کرنے کے بعد کعبۃ اللہ کی از سرِ نو بنیاد رکھی اس کے بعد حج کی اذان دی۔

حضرت ابراہیمؑ کی بے مثال قربانی کے پیشِ نظر خدا نے فرمایا تھا کہ وہ اسمٰعیل کی اولاد کو بہت بڑھائے گا۔ حتیٰ کہ وہ ایک قوم بن جائے گی اور اسی میں سے وہ قبائلی سردار پیدا ہوں گے جن کو بائبل نے "بیس شہزادوں" کا نام دیا ہے۔ چنانچہ اسمٰعیل کی اولاد میں سے کئی قبیلے نکلے جو صحرا میں پھیل گئے اور رفتہ رفتہ خانہ کعبہ سے ان کا تعلق ٹوٹ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بیت اللہ ایک مرتبہ پھر بُت کدہ بن کر رہ گیا اور یہاں بعض لوگوں نے قربان گاہ بھی قائم کردی۔ بطلیموس نے اپنے "جغرافیہ" میں ایک مقام میکوراب کا ذکر کیا ہے

Marfat.com

ماہرین لسانیات کے نزدیک یہ لفظ دراصل مکراب" ہے جس کے معنی معبد کے ہیں۔ اسی طرح دوسری عیسوی کے ایک جغرافیہ دان سیکولرس نے لکھا ہے کہ حجاز میں ایک قربان گاہ ہے جو پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے اور لوگ بڑی بڑی دور سے اس کی زیارت کو جاتے ہیں (ترجمہ اولڈفادر لندن) یہ اشارا واضح طور پر کعبہ کی طرف ہے جس کو ابراہیمؑ اور اسمٰعیل کے بعد صنم کدہ بنادیا گیا تھا۔ اسکے باوجود لوگ اس کی زیارت کو جاتے تھے۔ اسمٰعیل کی وفات کے بعد کعبہ کی تولیت ان کے بڑے بیٹے اور قبیلے کے سردار بہ نابت کو ملی لیکن جلد ہی بنی جرہم اور اور بنی عمالیق نے بنو اسمٰعیل کو تولیت سے محروم کردیا اور خود کعبۃ اللہ پر قابض ہو گئے۔ لیکن یہ قبضہ ان کے پاس زیادہ دیر تک نہ رہا۔ بنو خزاعہ نے خانہ کعبہ کی چابیاں بنو جرہم سے چھین لیں۔ خزاعہ کے سردار قصیٰ بن کلاب تھے۔ جنھوں نے اولادِ ابراہیم کو اپنے جھنڈے تلے جمع کیا اور سب نے مل کر خانہ کعبہ پر از سرِ نو اقتدار قائم کرلیا۔ قصیٰ بن کلاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پردادا تھے۔ انھوں نے خانہ کعبہ کی پرانی عمارت گراکر نئی عمارت بنوائی اور اس پر چھت ڈالنے کے علاوہ اس میں ایک دروازہ بھی رکھا۔ خانہ کعبہ کی مغربی جانب ایک "دارالندوہ" (کونسل ہال) بھی بنایا گیا۔ جس میں قبیلہ کے بڑے بوڑھے جمع ہوکر آپس میں مشورہ کرتے تھے۔ مکہ میں غالباً یہ پہلا مکان تھا جو پتھروں سے بنایا گیا۔ رفتہ رفتہ قبیلہ کے تمام لوگوں کو بھی اجازت دے دی گئی کہ وہ کعبہ کے آس پاس پتھر کے مکان بناسکتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کا دروازہ خانہ کعبہ کی طرف رکھیں۔

یہ قریش کا زمانہ تھا۔ خانہ کعبہ میں اب بھی بُت رکھے ہوئے تھے بلکہ ان میں اضافہ کردیا گیا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک عرب کے مختلف قبائل نے ۳۶۰ کے قریب بُت لاکر رکھ دئے تھے۔ ان میں لات، عزّیٰ، لیغوث اور یوگ خاص طور پر مشہور تھے۔ لیکن

Marfat.com

اِن سب کا سردار ہُبل تھا جس کو خانہ کعبہ کی چھت پر نصب کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر بھی بُت رکھ دئے گئے۔ کعبہ کی اندرونی دیواروں پر نقش و نگار کے علاوہ پرانے انبیا کی فرضی تصویریں کندہ کر دی گئیں اور ان کے ساتھ دور جاہلیہ کے قصائد لٹکائے جانے لگے۔ بُت پرستی کو فروغ دینے کے باوجود قریش ابراہیم کے خدا ــــ ربّ کعبہ کی تعظیم کرتے تھے۔ اس لئے طواف کی رسم بدستور جاری رہی۔ لیکن اس وقت تک چونکہ "خدا کے گھر" کو تجارت کا ذریعہ بنا لیا گیا تھا اور خانہ کعبہ کے متولّی ہونے کی حیثیت سے قریش اپنے آپ کو سب سے افضل و برتر سمجھتے تھے۔ اس لئے حج کے موقع پر وہ خود تو نئے کپڑے پہن کر اردگرد کی پہاڑیوں پر بیٹھ رہتے اور باہر سے آئے ہوئے حجاج اپنی غربت اور فلاکت کے باعث ننگے بدن طواف کرنے پر مجبور ہوتے۔ اسی طرح کنخانہ جن کو اپنی بہادری پر ناز تھا۔ قریش کے ساتھ مل کر مزدلفہ ہی میں ٹھہرے رہتے اور عرفات تک جانا اپنی توہین خیال کرتے تھے۔

خانہ کعبہ کو قرب و جوار کی رقابت کا بھی شکار ہونا پڑا۔ یمن میں حبش کے ایک گورنر ابرہہ نے جب خانہ کعبہ کی عزّت و تکریم کا حال سُنا تو اس نے ۵۷۰ء میں مکہ پر چڑھائی کر دی (یہی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سالِ ولادت تھا) اُس کے لشکر میں چار ہزار سپاہیوں کے علاوہ ایک دو ہاتھی بھی تھے۔ جس پر اسے "اصحاب الفیل" کا نام دیا گیا ہے۔ جب وہ "مکہ" کے مضافات میں پہنچا تو اس نے بہت سے اُونٹ چرتے دیکھے۔ ابرہہ نے اُونٹ پکڑ لئے اور قریش کے سردار عبدالمطّلب کو پیغام بھیجا کہ وہ تمام خزانہ اس کے حوالے کر دیں ورنہ وہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ جب سردار عبدالمطّلب کو پتہ چلا کہ ان کے دو سو اُونٹ بھی ابرہہ نے پکڑ لیے ہیں تو وہ اس کے پاس گئے

Marfat.com

اور اپنے اونٹ واپس مانگے ۔ وہ بڑا حیران ہوا اس کا خیال تھا کہ کعبہ کو بچانے کی خاطر اونٹ تو کیا چیز ہیں ۔قریش اپنا تمام مال و زر اس کے حوالے کر دیں گے ۔ اُس نے عبدالمطلب سے پوچھا "کیا تم کو اپنے اونٹ خانہ کعبہ سے بھی عزیز ہیں"۔ آپ نے کہا "بے شک! کعبہ میرا نہیں کسی اور کا ہے ۔ وہ جانے اور اس کا کام ۔ اونٹ میرے ہیں لہٰذا وہ مجھے واپس کر دو۔" ابرہہ غصہ میں آگیا ۔ اس نے اونٹ تو واپس کر دئے ۔ لیکن خود لشکر لے کر خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوا ۔ ابھی وہ وادئ محسّر میں تھا کہ ابابیل کے غولوں نے اُسے آلیا جو لشکر پر کنکریاں برسانے لگے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ پرندے یہ کنکریاں ساحلِ سمندر کے کسی ایسے مقام سے اٹھا کر لائے تھے جہاں چیچک یا ہیضے یا طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی ۔ جونہی یہ کنکریاں ابرہہ کے سپاہیوں پر پڑیں وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور قرآن مجید کے الفاظ میں ان کی حالت یوں ہو گئی جیسے چبایا ہوا بھوسہ (کَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ) اسی طرح یمن کے ایک اور حاکم طوبے ابوکریب نے بھی خانہ کعبہ کو ڈھانے کا فیصلہ کرلیا ۔ لیکن جونہی وہ لشکر لیکر روانہ ہونے کو تھا وہ بیمار پڑ گیا ۔ آخر اہلِ کتاب نے اسے بتایا کہ تم نے بڑی مقدس عمارت پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ۔ اس لئے تم بیمار پڑ گئے ۔ اب اس کا علاج یہی ہے کہ توبہ کرو اور خانہ کعبہ پر جا کر غلاف چڑھاؤ ۔ چنانچہ یہ نیت کرنے پر اُسے صحت ہو گئی اور اس نے جا کر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھائے بلکہ ایک قصیدہ بھی کہا (جس کا تذکرہ غلافِ کعبہ میں کیا جا رہا ہے)

خانہ کعبہ کے خلاف سازشوں کی آخری کڑی قرامطیوں نے ڈالی ۔ ابوطاہر قرامطی نے معتضد باللہ کو شکست دینے کے بعد بحرین پر قبضہ کرلیا ۔ اور ہجر کے مقام پر (موجودہ بحرین) ایک "دارالہجر" بنایا ۔ وہ چاہتا تھا کہ لوگ مکہ جانے کی بجائے یہاں آکر حج کیا کریں ۔

Marfat.com

اس نے پہلے تو مکہ جانے والے تمام رستوں پر پہرہ بٹھا دیا اور حاجیوں کو ورغلانے لگا۔ کہ دارالحج اب مکہ کی بجائے ہجر میں ہے۔ لیکن جب یہ فریب کامیاب نہ ہو سکا تو اس نے حج کے ایام میں مکہ پر حملہ کر دیا اور نہ صرف تیس ہزار شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا بلکہ سات سو حاجیوں کا بھی خون بہایا۔ اس کے بعد خزانہ لوٹا۔ اپنے گھوڑے کو بیت الحرام میں پیشاب کرایا اور حجر اسود اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے آیا۔ جو اس نے اپنے دارالہجر میں نصب کر دیا۔ لیکن ان تمام ہتھکنڈوں کے باوجود وہ عوام کو خانہ کعبہ سے منحرف نہ کر سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دارالہجر بہت جلد کھنڈروں سے بدل گیا اور اس کے خاندان کے تمام افراد یکے بعد دیگرے مختلف آفتوں کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے۔ آخر اس کے گھر والے اس مصیبت سے نجات پانے کے لئے خانہ کعبہ پہنچے اور حجر اسود کو وہیں رکھ آئے جہاں سے اٹھایا تھا لیکن اس شورش و ہنگامہ میں حجر اسود ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ جس کو بعد میں بڑی مشکل سے جوڑ کر رکھا گیا۔

تاریخ میں آخری مرتبہ خانہ کعبہ کی تعمیر بعثت اسلام سے پانچ برس قبل قریش کے زمانہ میں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ کوئی عورت خانہ کعبہ کو دھونی دے رہی تھی کہ ایک چنگاری اڑ کر پردے پر پڑی اور تمام عمارت جل کر راکھ ہو گئی۔ قریش نے اس کی از سر نو تعمیر کا فیصلہ کیا۔ اتفاق سے انہی دنوں ایک بازنطینی جہاز جدّہ کے قریب آ کر تباہ ہو گیا تھا۔ قریش نے اس کی لکڑی خرید لی اور اسی سے خانہ کعبہ کی عمارت دوبارہ بنائی۔ پرانا کعبہ ایک معمولی چار دیواری پر مشتمل تھا جس کے نہ کوئی چھت تھی نہ دروازہ۔ دہلیز بھی سطح زمین کے برابر تھی اس لئے برسات کے دنوں میں سیلاب کا پانی اس میں آگھستا تھا۔ تعمیر نو کے وقت ان فروگذاشتوں کا ازالہ کیا گیا اور نہ صرف اونچائی قدِ آدم سے دگنی کر دی گئی بلکہ دیواریں بھی پہلے لکڑی کا تختہ اور پھر پتھر رکھ کر استوار کی گئیں اس کے بعد اس پر چھت ڈالی گئی اور دروازہ بھی ایک اونچی

Marfat.com

کرسی پر نصب کیا گیا تاہم جب حجرِ اسود کو اٹھا کر کونہ میں رکھنے کا وقت آیا تو قبائلی سردار آپس میں جھگڑنے لگے۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ یہ اعزاز اسی کو حاصل ہو۔ آخر انھوں نے فیصلہ کیا کہ حجرِ اسود وہی شخص نصب کرے جو سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہو۔ اتفاق سے عین اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۵ برس تھی۔ اور ابھی مقامِ نبوت پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ سب نے نعرہ لگایا کہ "امین" آیا بس وہی فیصلہ کرے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خداداد ذہانت نے اس جھگڑے کا فیصلہ اس عمدگی سے کیا کہ سب عش عش کر اٹھے۔ آپ نے ایک چادر منگوائی۔ حجرِ اسود کو اس میں رکھا اور چاروں قبائل کے سرداروں کو دعوت دی کہ وہ ایک ایک کونہ پکڑ کر اٹھائیں۔ اس طرح نہ صرف اعزاز سب کے حصّہ آیا بلکہ تعمیر کا ایک اہم مرحلہ بھی طے ہو گیا۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی خانہ کعبہ کی تعمیر میں پورے جوش و خروش سے حصّہ لیا اور اپنے مبارک کندھوں پر گارا اور پتھر اٹھا کر ڈھوتے رہے۔ اس تعمیر کے لئے قریش نے آپس میں طے کیا تھا کہ صرف حلال کی کمائی خرچ کی جائے۔ اتفاق سے حلال کی کمائی کم پڑ گئی۔ اس لئے حطیم کی جانب سے دیوار کو پیچھے کر دیا گیا اور خانہ کعبہ کا کچھ حصّہ باہر رہ گیا۔ تاہم عمارت کے چوکور ڈیزائن پر اس کا کوئی اثر نہ پڑا۔ کیونکہ یوں بھی حطیم وہ جگہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے خزانہ محفوظ رکھنے کے لئے کھود کر مخصوص کی تھی۔ بایں ہمہ حطیم کو اب بھی خانہ کعبہ کا جزو سمجھا جاتا ہے۔

فتح مکہ (۸ھ) کے بعد رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی تطہیر کی اور تمام بت نکال باہر پھینکے۔ تاہم عمارت میں کوئی ردّ و بدل نہ ہوا۔ اس کے بعد سورۂ برأت کی روشنی میں مناسکِ ابراہیمی کی تجدید کا اعلان کیا اور ساتھ ہی تحویلِ قبلہ کے احکام جاری کئے جس کے بعد نمازیں بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ کی جانب منہ کر کے پڑھی جانے

Marfat.com

لگیں۔ معاندینِ اسلام یورپی مؤرخوں نے لکھا ہے کہ قبلہ اس لئے تبدیل کیا گیا کہ جنگ بدر کی فتح کے بعد مسلمان اپنے آپ کو محفوظ خیال کرنے لگ گئے تھے اور ان کا خیال تھا کہ اب یہود و نصاریٰ سے صلح و صفائی کے امکانات ختم ہو گئے ہیں اور وہ اطمینان سے الصخرہ اور بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ اور بیت الحرام کو اپنا قبلہ بنا سکتے ہیں۔ بظاہر یہ نظریہ غور طلب دکھائی دیتا ہے لیکن یورپی محققین نے اتنا نہیں سوچا کہ جنگ بدر تو ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان میں ہوئی یہود سے قطع تعلق ہجرت کے تیسرے سال جنگِ اُحد کے بعد ہوا۔ اس کے برعکس قبلہ کا رُخ ہجرت کے سوا سال بعد (یعنی جنگِ بدر سے تین ماہ بعد) بدلا گیا۔ لہٰذا یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے قبلہ کا رُخ محض اس لئے بدل لیا کہ وہ یہود و نصاریٰ سے مایوس ہو گئے تھے اور فتح بدر کے جوش میں آ کر انھوں نے دینِ براہیمی کو بھی پسِ پُشت ڈال دیا۔ جہاں تک مکہؐ اور بیت الحرام کی عظمت کا تعلق ہے اُس پر قرآنِ مجید ابتدا ہی سے زور دیتا آیا تھا۔ اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ اُس وقت تک نہیں بدلا جب تک واضح حکم نازل نہیں ہوا۔ مدینہ میں ہجرت کے بعد بھی آپ برابر سولہ ماہ تک یروشلم کی جانب ہی منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ تحویلِ قبلہ کا حکم عین اس وقت ملا جب یہود سے ابھی مصالحت کے امکانات باقی تھے لیکن مکہؐ کے کفار سے جنگ ناگزیر ہو گئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا تحویلِ قبلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام مکہ کے زمانہ بھی اس خواہش کا اظہار کرتے رہے کہ نماز خانہ کعبہ کی جانب منہ کر کے پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ یہی اوّلیں بیت اللہ ہے لیکن آپ از خود کوئی فیصلہ کرنا چاہتے تھے آپ کو وحی الٰہی کا انتظار رہا جو جنگِ بدر کے سولہ ماہ بعد ہوئی۔ بہرحال اس سلسلہ میں جفسن نے "ڈکشنری آف اسلام" میں یا ونسنک نے "انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" میں جو کچھ لکھا ہے اس میں ذرا بھی حقیقت نہیں ہے۔

Marfat.com

خیرالانامؐ نے آخری حج سنہ ۱۰ھ میں کیا۔ اس موقع پر آنحضرتؐ نے اپنا آخری خطبہ ارشاد فرمایا جو اسی کتاب میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ ابوہریرہؓ کی ایک حدیث کے مطابق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ فرض بجالایا کرو۔ ایک شخص نے پوچھا۔ ہر سال؟ آپ خاموش رہے۔ جب اس نے تین مرتبہ سوال دہرایا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میں اثبات میں جواب دوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے جس تم عہدہ برآنہ ہو سکو گے (مسلم) اسی مفہوم کی ایک حدیث ابنِ عباس کی ہے جس میں صرف اتنا اضافہ کیا گیا ہے کہ سوال کرنے والے کا نام عکرِ ابنِ حارث تھا۔

آنحضرتؐ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی خانہ کعبہ کی عمارت جُوں کی تُوں رہی۔ البتہ کسوی بدلا جاتا رہا تاہم زمانۂ جاہلیہ کی رسم ختم کر دی گئی۔ اُوپر نیچے کئی پردے لٹکائے جاتے تھے۔ اب پرانا پردہ اُتار کر تقسیم کیا جانے لگا۔ سنہ ۶۴ھ میں یزید کی فوج نے مکہ پر چڑھائی کی تو منجنیق سے آگ برسائی جس سے کعبہ کا پردہ بھی جل گیا اور کعبہ کی دیواروں کو بھی نقصان پہنچا۔ یزید کی موت کے بعد جب فوجیں واپس چلی گئیں تو عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کی دیواریں ازسرِنو استوار کیں اور اس مرتبہ حطیم کو بھی خانہ کعبہ کے اندر شامل کر لیا اس کے علاوہ دروازہ زمین کی سطح کے برابر رکھا تاکہ لوگ آسانی سے داخل ہو سکیں اور ایک دروازہ نکلنے کے لئے مقابل میں بنوا دیا۔ اس موقع پر عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک بہت بڑی دعوت بھی کی جس میں ایک سو اُونٹ ذبح کئے عبداللہ ابن زبیرؓ کی وفات کے بعد حجاج بن یوسف ثقفی نے مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا اور خانہ کعبہ کی عمارت کو بحال کیا۔ اس نے مشرقی دروازے کو پھر اونچا کر دیا اور اس کے بالمقابل دروازے کو بند کر دیا۔ اس کے علاوہ حطیم کی جانب سے دیوار توڑ کر پیچھے ہٹا دی اور اندر کے حصّہ میں مٹی ڈال کر کعبہ کی سطح کو اونچا کر دیا۔ محدثین کا بیان ہے کہ بعد کے سلاطین نے خانہ کعبہ کی عمارت کو پھر عبداللہ بن زبیرؓ

Marfat.com

کے ڈیزائن کے مطابق کرنا چاہا لیکن امام مالکؒ نے بڑے اصرار سے اس تجویز کی مخالفت کی۔

سنہ ۱۰۲۱ھ میں ترکیہ کے سلطان احمد ابن سلطان محمد خامس نے خانہ کعبہ کی چھت بدلوائی اور دیواروں میں جہاں جہاں بوسیدگی تھی اس کی مرمت کرائی۔ میزاب (پرنالہ) کو بھی درست کرایا۔ وہ مرمت کے لئے مٹی کے گارے کی بجائے سونا چاندی استعمال کرنا چاہتا تھا لیکن علما نے اجازت نہ دی

سنہ ۱۰۳۹ھ میں سلطان مراد کے زمانہ میں جب سیل کا پانی مسجد میں پہنچ گیا اور بیت اللہ کی دیواروں کا کچھ حصہ منہدم ہوگیا تو سلطان نے عمارت کی مرمت کرائی۔

عباسی بادشاہوں میں سے خلیفہ ہارون الرشید نے حجر اسود کے ٹوٹے پھوٹے حصے کو یکجا کیا اور چاندی پگھلا کر ان کو جڑوا دیا۔ امین الرشید نے کعبہ کے دروازے میں سونے کی میخیں ٹھونک کر اسے مضبوط کیا۔ مامون الرشید نے ایک طلائی زنجیر نذر کی جس میں جڑاؤ قیمتی پتھر تھے۔ انہی خلفا کی تقلید میں متوکل باللہ نے بھی خانہ کعبہ کی مرمت کے لئے سونا چاندی کا استعمال بڑی فراخدلی سے کیا اور نہ صرف کعبہ کی دہلیز سونے کی بنوائی بلکہ ستونوں پر بھی سونے کا پانی چڑھایا۔

خانہ کعبہ کو نذر نیاز دینے کا سلسلہ سلطان عبدالعزیز کے زمانہ تک جاری رہا۔ انھوں نے خود بھی بیت اللہ کی تزئین و مرمت میں گہری دلچسپی لی۔ خانہ کعبہ پر ہر سال سیاہ ریشم کا ایک غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ اسے کسوی کہتے ہیں خانہ کعبہ کی عمارت کی طرح اس پردہ کو بھی چار ہزار سالہ تاریخ کے مختلف ادوار میں سے گزرنا پڑا۔ تفصیلات ایک علیحدہ مضمون میں دیدی گئی ہیں۔

سعودی حکومت کے زمانہ میں گزشتہ بارہ سال سے (سنہ ۱۹۶۰ تا سنہ ۱۹۷۲ء) بیت الحرام کی توسیع و تزئین اور مرمت کا سلسلہ جاری ہے۔ تازہ ترین صورت یہ ہے کہ مسجد الحرام کو سہ منزلہ بنا دیا گیا ہے جس سے نمازیوں کے لئے مزید گنجائش پیدا ہو گئی ہے۔ تاہم حج کے ایام میں مسجد کے باہر

Marfat.com

چاروں طرف نمازیوں کی صفیں ہوتی ہیں۔ مسجد کی توسیع کے وقت صفا و مروہ کی پہاڑیوں کو بھی بیت الحرام میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اب صحن ہی سے اس دالان میں پہنچنا آسان ہوگیا ہے جس میں مسعیٰ واقع ہے۔ مسعیٰ یعنی سعی کے دو رویہ رستہ پر سنگِ مرمر کا ڈھلوانی فرش بچھا ہوا ہے۔ درمیان میں عورتوں، معذوروں اور بیماروں کی ہتھ گاڑیوں کے لئے ایک روش بنا دی گئی ہے پہاڑیوں کی نشاندہی کے لئے صرف چوٹیاں ننگی رکھی گئی ہیں اور ان پر پتھر من و عن موجود ہیں سعی کے وقت جس جگہ آکر ذرا تیز چلنا یا بھاگنا ہوتا ہے وہاں دائیں طرف دیوار میں بڑے بڑے سبز دروازے لگا دیئے گئے ہیں مسعیٰ کو فلورسینٹ لائٹ سے منور کیا گیا ہے۔ خانہ کعبہ کے ارد گرد پہلے چاروں مذاہب کے لئے علیحدہ مصلے تھے۔ اب ان کو موقوف کر دیا گیا ہے اور سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ آبِ زمزم کے اوپر پہلے قبہ بنا ہوا تھا اور نیچے چشمہ سے براہ راست بھی پانی لیا جا سکتا تھا لیکن اب قبہ گرا دیا گیا ہے۔ چشمہ کو چاروں طرف سے بند کر کے دیواروں میں ٹونٹیاں لگا دی گئی ہیں جن تک پہنچنے کے لئے سنگِ مرمر کی سیڑھیاں ہیں۔ یہاں بیک وقت پندرہ بیس آدمی کھڑے ہو کر پانی لے سکتے ہیں۔ ویسے سقے موجود ہیں جن کے پاس صراحیاں اور مشکیزے بھرے ہوتے ہیں اس لئے پانی منڈیر پر ہی مل جاتا ہے یا جمعہ کے وقت ہر نمازی کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

سقے اب پانی مسجد الحرام کے ایک حجرے میں جا کر بھرتے ہیں جہاں نلوں کے ذریعے آبِ زمزم پہنچا دیا گیا ہے۔ مسجد الحرام کے نیچے بھی ایک تہہ خانہ ہے جہاں بازار ہیں۔ ان بازاروں میں چاروں طرف سے سیڑھیاں اترتی ہیں۔ اس لئے مسجد کے دروازوں پر بھیڑ ہو تو کسی بھی سیڑھی سے اتر کر باہر شہر کے بازاروں میں پہنچنا آسان ہو گیا ہے۔ اس تہہ خانہ میں وہ حصہ شامل ہے جہاں ابوجہل کا مکان تھا۔ یہاں اب بیت الخلا اور غسل خانے بنا دیئے گئے ہیں۔

Marfat.com

خانہ کعبہ کی چوکور عمارت بدستور مسجد کے تقریباً وسط میں واقع ہے۔ اس کے سامنے (شمال مشرق) اور عقب (جنوب مغرب) کی دیواروں کی چوڑائی تقریباً ۴۰ فٹ ہے۔ باقی دونو پہلوؤں کی دیواریں ۳۵۔۳۵ فٹ چوڑی ہیں اور سب کی چوڑائی تقریباً ۵ فٹ ہے۔ کعبۃ اللہ کے چاروں کونوں کا الگ الگ نام ہے۔ شمالی کونہ کو "رکن العراقی" کہتے ہیں کیونکہ اس کا رُخ عراق کی جانب ہے۔ جنوبی کونہ "رکن الیمانی" کہلاتا ہے۔ اسی طرح مغربی کونہ رکن الشامی" اور مشرقی کونہ رکن الاسود" ہے۔ ان میں سے "رکن الیمانی" اور "رکن الاسود" کے کونے خاص طور پر بابرکت ہیں۔ "رکن الاسود" میں حجرِ اسود نصب ہے اور "رکن الیمانی" کو "ملتزم" کہتے ہیں جو دراصل خانہ کعبہ کے دروازے اور حجرِ اسود کا درمیانہ حصہ ہے۔ یہیں سے طواف شروع کیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حجرِ اسود اور رکن یمانی (ملتزم) قیامت کے روز اس حال میں اٹھیں گے کہ ان کے دو زبانیں، دو ہونٹ اور دو آنکھیں ہوں گی۔ وہ گواہی دیں گے کہ کس کس شخص نے ان کو بوسہ دے کر اپنا عہد پورا کیا۔ حجرِ اسود تو دیوار کے ایک پیالہ میں نصب ہے اس لئے ہر کوئی سر جھکا کر اسے بوسہ دے سکتا ہے۔ رکنِ یمانی (ملتزم) کا سلام یہ ہے کہ طواف کرتے وقت ہتھیلیوں کا رُخ اس کی جانب کر کے اُن کو بوسہ دیا جائے۔ خانہ کعبہ کی چھت پر ایک پرنالہ بھی نصب ہے جس کو "میزاب" کہتے ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر اوقات اسی کے سایہ میں آکر دوپہر گزارا کرتے تھے۔ یہ بھی دعاؤں کے قبول ہونے کی خاص جگہ ہے۔ "مقامِ ابراہیم" پر طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا ضروری ہے۔ یہاں ایک کمانی دار دروازہ بھی بنا ہوا ہے جس کو "بابِ ابراہیم" کہتے ہیں قریب ہی ایک جالی میں وہ پتھر رکھا ہُوا ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی دیواریں استوار کیں۔ پتھر پر ایک چھوٹے سے پاؤں کا نشان کھُدا ہوا ہے۔ بابِ ابراہیم کے پیچھے سنگِ مرمر کا ایک شہ نشین ہے جس کو "مصلّےٰ ابراہیم" کہتے ہیں۔ مسجد الحرام میں ایک

Marfat.com

نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ اس لئے حج کے ایام میں خانہ کعبہ کے قریب جگہ ملنا کارِ دارد ہے۔ حرم شریف کے سات مینار ہیں، چار ایک ایک کونے میں اور تین اُن کے درمیان۔ اندر آنے اور باہر جانے کے لئے چالیس کے قریب دروازے ہیں لیکن باب السلام باب النبیؐ، باب ابراہیمؑ، باب الوداع خاص طور پر مشہور ہیں۔

بہرحال گذشتہ چار ہزار برس میں خانہ کعبہ کو طرح طرح کے حوادث کا شکار ہونا پڑا۔ اس کے باوجود اس کی شان و عظمت میں کوئی فرق نہیں آیا اور اس کا یہ پیغام روز بروز بلند ہوتا جا رہا ہے کہ انسان کی نجات صرف توحید کے اقرار اور باہمی مساوات سے وابستہ ہے۔

Marfat.com

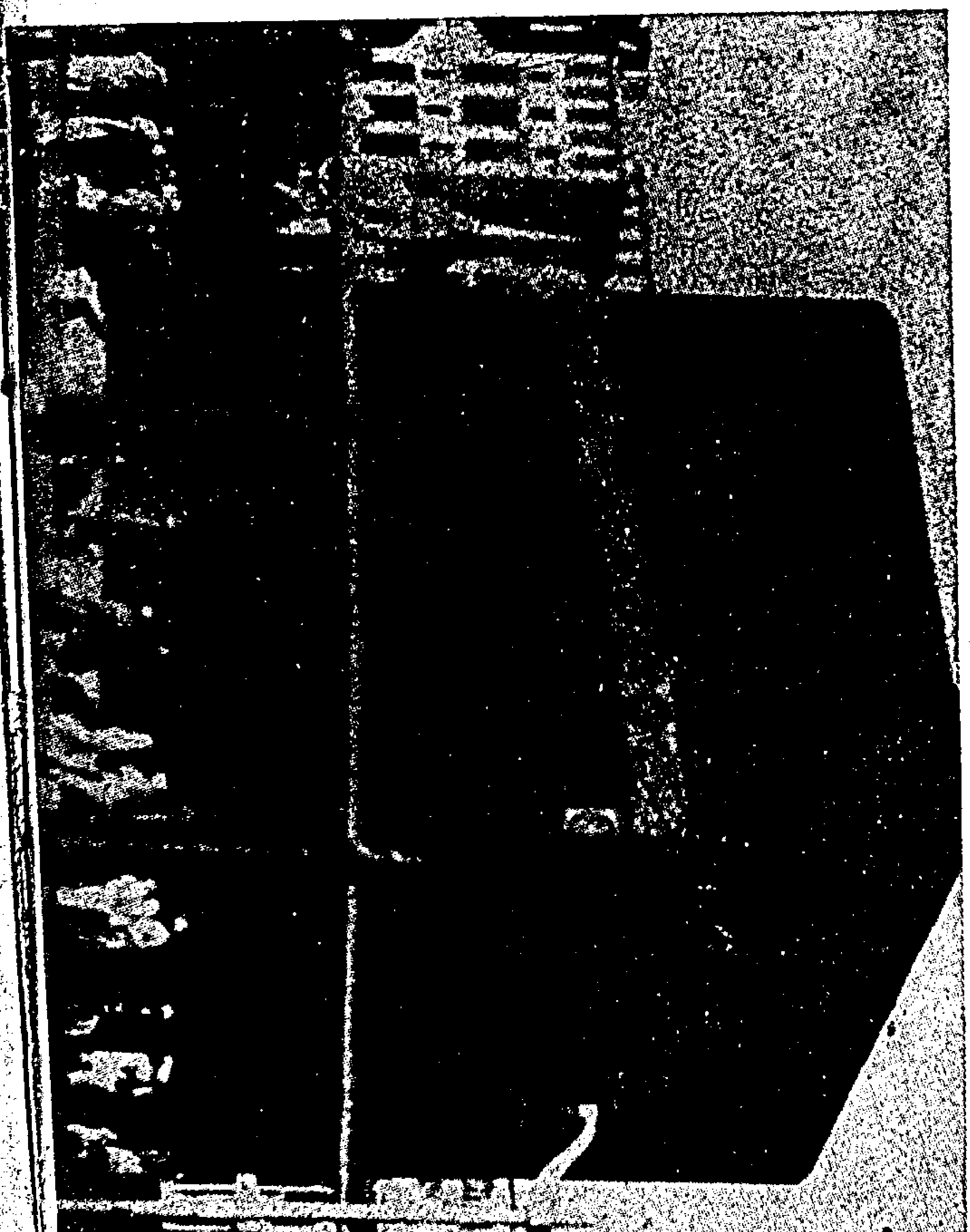

Marfat.com

غلافِ کعبہ
جس کی سلوٹوں میں چار ہزار سال کی تاریخ پوشیدہ ہے

خانہ کعبہ کے پوفیر سیاہ رنگ کے اطلس کا ایک پردہ لٹکا ہوا ہے جس کو عربی زبان میں "کسوۃ" (غلاف) کہتے ہیں۔ اس کے چار اجزاء ہیں پہلا جزو اصل غلاف ہے۔ دوسرا جزو حزام کہلاتا ہے تیسرا جزو "زنوکات" یا جو گوشوں پر مشتمل ہے اور چوتھا جسز و "برقع" ہے۔ اصل غلاف پر لہریہ خط میں جل جلالہٗ اور راست و معکوس خطوں میں کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کڑھا ہوا ہے حزام ڈھائی فٹ چوڑی ایک پٹی ہوتی ہے جس پر سونے کے تاروں سے آیاتِ قرآنی منقش کی جاتی ہیں۔ یہ بند زمین سے تقریباً ساڑھے دس فٹ کی بلندی پر خانہ کعبہ کو چاروں طرف سے اپنی آغوش میں لئے ہوتے ہیں۔ حزام کا جو حصہ بیت اللہ کے مشرقی دروازے کی جانب ہے اس کی پہلی پٹی پر ایک آیت کندہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور جب ہم نے اس گھر کو عوام کے لئے عبادت گاہ اور جائے امن بنایا اور انہوں نے مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا۔ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیل کو حکم دیا کہ وہ میرے گھر کو طواف کرنے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک کریں"

اسی سمت دوسری پٹی پر جو آیت درج ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیل اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو وہ دعا کرتے جا رہے تھے کہ اے خدا ہماری دعا قبول فرما تو سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنا مطیع ر

Marfat.com

فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد کو امت مسلمہ میں شامل کر۔ اور ہمیں مناسک سکھا اور ہمارے گناہ معاف فرما۔ تو معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے خدا ہم میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو تیری آیات پڑھ کر سنائے اور کتاب و حکمت سنائے اور پاکیزہ بنائے۔ یقیناً تو غالب اور حکمت والا ہے۔" (۱۴:۹:۱۴)

خانہ کعبہ کے مغربی حزام کے پہلے بند پر سورۃ حج کی یہ آیت منقش ہے۔

"جب ہم نے ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتادی اور حکم دیا میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرنا۔ اور میرے اس گھر کو قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھنا اور یہ بھی حکم دیا کہ لوگوں میں حج کے فرض ہونے کا اعلان کر دو۔ یہاں لوگ پا پیادہ۔ دبلی پتلی اونٹنیوں پر اور دور دراز کی منزلیں طے کر کے پہنچیں گے۔"

اسی سمت کی دوسری پٹی پر سورۃ حج کی ایک اور آیت کندہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"تاکہ وہ اپنے فائدے کے لئے حاضر ہوں۔ اور مقررہ دنوں میں اللہ کے نام پر قربانیاں دیں۔ تم کو یہ بھی اجازت ہے کہ اس قربانی میں سے تم بھی کھاؤ اور محتاجوں اور مسکینوں کو بھی کھلاؤ۔ پھر لوگوں کو چاہیئے کہ نہائیں دھوئیں اور اس گھر کا طواف کریں۔"

خانہ کعبہ کی جنوبی سمت حزام کی پہلی پٹی پر سورۃ آلِ عمران کی یہ آیت درج ہے۔

"اے محمدؐ! لوگوں سے کہہ دو کہ دین ابراہیمؑ کی پیروی کریں۔ جو مسلمان تھے مشرک نہ تھے وہ مکان جو سب سے پہلے عام لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے (بلاشبہ مکہ میں ہے) وہ تمام دنیا کے لئے موجب برکت و ہدایت ہے اس کی کھلی ہوئی نشانیوں میں سے ایک مقام ابراہیم بھی ہے۔"

اسی سمت دوسری پٹی پر آلِ عمران کی یہ آیت بھی لکھی ہوئی ہے۔

"جو شخص اس گھر میں داخل ہو گا امن پائے گا۔ اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ اس گھر کا حج

کریں بشرطیکہ یہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ جو شخص اس سے منکر ہو اللہ کو اس کی پروا نہیں ہے۔ اے محمدؐ! کہہ دو کہ اے اہل کتاب تم کیوں اللہ کے احکام سے انکار کرتے ہو اللہ کو تمہاری سب باتوں کا علم ہے۔"

جنوبی سمت کی پٹیوں پر اس فرمانروا کا نام اور دعائیں درج ہوتی ہیں جس کے عہد میں یہ غلاف تیار کیا گیا ہو۔

خانہ کعبہ کی مشرقی جانب حزام کے نیچے دونوں کونوں میں اور دروازے کے اوپر دونوں جانب کوئی دو فٹ مربع چوگوشے ہیں جن کے اندر خطِ طغریٰ میں سنہرے تاروں سے بسم اللہ اور قل ہو اللہ احد کڑھا ہوا ہے۔ ایک چوگوشے پر روپہلی تاروں سے یا اللہ لکھا ہوا ہے ان چوگوشوں کو رنوک کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ کی دوسری دیواروں پر رنوکات نہیں ہیں۔ ان دونوں چوگوشوں پر تقریباً دو سیر چاندی صرف کی جاتی ہے۔

برقع کو غلافِ کعبہ کا جزو نہیں سمجھا جاتا۔ تاہم یہ دروازے پر چق کے طور پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ ابتداء میں درِ خانہ کعبہ پر کوئی پردہ نہ تھا۔ البتہ جب حج کے موقع پر کلید بردار خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے لگتا تو دو آدمی زرد اطلس کی چادر تان کر کھڑے ہو جاتے۔ کلید بردار جب چابی لگا کر دروازہ کھول دیتا تو پردہ ہٹا دیا جاتا۔ برقع کی ایجاد کا سہرا مصر کی ایک ملکہ شجرۃ الدر کے سر ہے جس کا اصل نام فاطمہ تھا۔ اس کا عہد حکومت ۶۴۷ھ تا ۶۴۸ھ ہے اس نام سے اردو میں ایک ناول بھی شائع ہو چکا ہے۔ (عالمگیر بک ڈپو لاہور) برقع کا رنگ ہر دور میں بدلتا رہا ہے۔ کبھی سفید، کبھی سیاہ، کبھی سبز اور کبھی نیلا۔

خانہ کعبہ پر سب سے پہلا غلاف کس نے چڑھایا؟ مصدقہ روایت یہی کہ اس کا فخر خود حضرت اسماعیل کو حاصل ہوا۔ قدیم مصر میں مقابر اور مقدس مقامات پر چادر چڑھانے کا عام

Marfat.com

رواج تھا۔عربوں میں یہ رسم مصریوں ہی سے آئی۔حضرت اسماعیل کے بعد جس شخص نے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا وہ یمن کا ایک موحد بادشاہ تبع ابوبکر اسعد حمیری تھا۔ایک رات ابوبکر اسعد نے خواب میں دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کو لباس پہنا رہا ہے۔چنانچہ اس نے اعلیٰ درجے کے کپڑے کا غلاف تیار کرایا اور اسے لے کر بڑے کروفر کے ساتھ کعبہ کی جانب روانہ ہوا۔رستہ میں اس نے اہل مکہ کو اپنی آمد کی اطلاع دی اس کا خیال تھا کہ لوگ بڑے خوش ہوں گے اور دوڑتے ہوئے اس کے استقبال کو آئیں گے لیکن کسی نے اس کی پرواہ نہ کی۔یہ دیکھ کر شاہ یمن کو بڑا غصہ آیا۔اس نے سوچا کہ اہل مکہ کا غرور خانہ کعبہ کی وجہ سے ہے اس لئے کیوں نہ اسے منہدم کر دیا جائے۔چنانچہ اسی ارادے کے ساتھ وہ آگے بڑھا۔لیکن اچانک عذاب الٰہی نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ ایسا بیمار پڑا کہ کوئی علاج کارگر نہ ہو سکا۔آخر اہلِ کتاب میں سے کسی نے اسے سمجھایا کہ اس کی علالت کا سبب اس کا ناپاک ارادہ ہے۔خانہ کعبہ خدا کا گھر ہے وہ اپنے گھر کی توہین کیسے برداشت کر سکتا ہے۔یہ سن کر وہ بہت پشیمان ہوا اس نے اسی وقت سچے دل سے توبہ کر لی۔بارگاہِ الٰہی میں اس کی توبہ قبول ہوئی اور وہ صحت یاب ہو گیا۔ہدیہ تشکر کے طور پر اس نے خانہ کعبہ کو وہ قیمتی لباس پہنایا جو اس نے تیار کرایا تھا وہ شاعر بھی تھا۔اس موقع پر اس نے چند اشعار بھی کہے جن کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے۔

"ہم نے اس مکان کو جسے اللہ تعالےٰ نے بزرگی دی چھینٹ کا لباس پہنایا۔ اور چادریں اوڑھائیں۔

"ہم یہاں دس روز مقیم رہے اور ہم نے اس کے دروازے کے لئے چابی بنوائی ہم نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور مقامِ ابراہیمؑ کے پاس سجدہ کیا۔ہم سہیل ستارے کو رہنما بنا کر روانہ ہوئے اور اپنے جھنڈے کو اس طرح بلند کیا کہ وہ لپٹا ہوا تھا۔"

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ کو تمام بتوں سے پاک کیا تو اس پر یمنی کپڑے کا ایک غلاف چڑھایا۔ اگرچہ سرسید احمد خاں نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ "بایں ہمہ اس کے تسلیم کر لینے میں کچھ زیادہ بحث نہیں ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کا خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانا ثابت ہے بلکہ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں غلاف سال میں دو مرتبہ چڑھایا جاتا تھا۔ گرمیوں میں دیبا اور سردیوں میں پٹ سن کے کپڑے کا۔ ایک مرتبہ حضرت عثمان نے ایک حائضہ کو دیکھا کہ وہ غلافِ کعبہ کے ٹکڑوں کا ایک کرتہ پہنے ہوئے ہے آپ کانپ اٹھے اور اسے غلافِ کعبہ کی بے حرمتی پر محمول کرتے ہوئے حکم دیا کہ آئندہ غلاف کو تبرک کے طور پر تقسیم کرنے کی بجائے دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ کئی سال غلافِ کعبہ استعمال کے بعد دفن ہوتا رہا۔ آخر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا جب غلافِ خانہ کعبہ سے اتار لیا جائے تو پاک و ناپاک دونوں اسے چھو سکتے ہیں اس فتویٰ کے بعد حضرت عثمانؓ نے اپنا حکم واپس لے لیا اور پرانے غلاف کو فروخت کر کے جو رقم وصول ہوتی اسے غریبوں اور حاجتمندوں میں تقسیم کیا جانے لگا۔

حضرت عثمانؓ سے پہلے یہ بھی رواج تھا کہ غلاف خواہ پرانا ہو کر پھٹ جائے۔ اسے اتارا نہیں جاتا تھا۔ بلکہ اس کے اوپر نیا غلاف چڑھا دیا جاتا تھا۔ اس لئے بیک وقت کئی کئی غلاف خانہ کعبہ کی زینت بنتے رہے چنانچہ تیسری صدی کے ایک مؤرخ ارزقی کا بیان ہے کہ صرف ۱۰۰ھ سے ۲۴۰ھ تک خانہ کعبہ پر بیک وقت ایک سو ستر غلاف چڑھائے گئے حضرت عثمان غنیؓ نے دو غلاف چھوڑ کر باقی سب اتروا دیئے۔

آخری خلیفہ حضرت علیؓ کے بارے میں کوئی ایسی روایت نہیں ملی کہ انہوں نے غلاف چڑھایا ہو۔ ممکن ہے یہ کام کلید بردار کے سپرد کر دیا گیا ہو۔

Marfat.com

خلفائے راشدین کے بعد بنو امیہ باقاعدہ غلاف چڑھاتے رہے جو کبھی مصری پٹ سن کا، کبھی دیبا کا اور کبھی قباطی کا ہوتا تھا۔ امویوں کے دور میں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ حج کے ایام میں جب زائرین میدان عرفات میں چلے جاتے تو بدولیٹرے غلاف پھاڑ کر لیجاتے اس چوری کا انسداد اس طرح کیا گیا کہ ۸۔ ذی الحجہ کو اصل غلاف دوبارہ پہنایا جاتا۔

۶۴ھ میں جب یزید کے جرنیل حصین بن ہنبر نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے سنگ باری کی اور نقصان پہنچایا تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرائی اور اس پر دیبا کا غلاف چڑھایا۔ اس کے بعد بنو عباس بغداد سے غلاف باقاعدہ بھجواتے رہے اور اس کار خیر میں فاطمی، اسماعیلی، ایوبی اور مالیک سب بادشاہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مصری سلاطین نے بھی غلاف چڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا اور اس طرح مسلمان حکمرانوں کی باہمی رقابت کا اظہار ہوتا رہا۔ ادھر خانہ کعبہ پر غلافوں کا انبار لگ گیا۔ کیونکہ بادشاہوں کے علاوہ ان کے گورنر اور عمال بھی غلاف بھجوا دیتے تھے۔ چنانچہ ہندوستان سے سبکتگین نے اور سلطان محمود غزنوی نے غلاف بھجوائے۔

غلاف کعبہ کا جلوس لگانے کا فخر مصر کے ممالیک کو حاصل ہے غلاف کو ایک اونٹ پر لاد کر اس کا ساتھ ایک قافلہ روانہ کیا جاتا تھا۔ جلوس کی قیادت بالعموم حاکم صوبہ کرتا تھا مصر سے حجاز تک تمام افسروں کو ہدایت ہوتی کہ وہ جلوس کا استقبال کریں اور جس اونٹ پر غلاف لدا ہوا ہو اس کے پاؤں چومیں۔ تاہم سلطان جقمق (۸۴۲ھ) کے عہد میں اونٹ کی قدم بوسی کا حکم منسوخ کر دیا گیا۔

۹۲۳ھ میں جب سلطنتِ عثمانیہ قائم ہوئی تو اس نے غلاف پوشی کا اہتمام اپنے ذمہ لے لیا۔ تاہم غلاف کی تیاری بدستور مصر کے سپرد رہی عہد عثمانی میں اس امر کا خیال رکھا

Marfat.com

جاتا کہ غلاف خالص ریشم کا نہ ہو۔ بلکہ اگر تانا سوت کا ہو تو بانا ریشم کا۔

تیرہویں صدی ہجری میں تحریکِ وہابیہ کا نفوذ ہوا اور امیرِ نجد محمد بن سعود نے اس میں حصہ لیا تو حجاز میں مصری محمل کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ کیونکہ وہابیوں کے نزدیک باجے گاجے کے ساتھ غلاف کا جلوس نکالنا بدعت تھا۔ اس پر مصر نے ناراض ہو کر غلاف تیار کرنا بند کر دیا۔ چنانچہ وہابی حکومت نے خود سرخ رنگ کا غلاف تیار کر کے خانہ کعبہ کو پہنایا۔

۱۲۳۲ھ میں جب محمد علی پاشا نے وہابیوں کو شکست دی تو غلافِ کعبہ پھر مصر سے آنے لگا۔ لیکن ابھی چند سال بھی گذرنے نہ پاتے تھے کہ مصر و حجاز کا تنازعہ شروع ہو گیا اور مصری غلاف محمل سمیت جدہ سے واپس چلا گیا۔ چنانچہ اس سال شاہ حجاز حسین پاشا نے زین کی قسم کے موٹے کپڑے کا غلاف چڑھایا اور اس کے آٹھ سال بعد غلاف چڑھانے ضرورت محسوس نہ کی۔

۱۳۴۳ھ میں سلطان عبد العزیز نے شریفِ مکہ حسین پاشا کو شکست دے کر حجاز پر دوبارہ قبضہ کر لیا تو غلاف پھر مصر سے آنے لگا۔ لیکن ۱۳۴۵ھ میں مصر نے اچانک غلاف کی ترسیل بند کر دی۔ حج میں چونکہ صرف دس روز باقی تھے اس لئے سلطان ابن سعود نے نے سیاہ بانات کا غلاف مقامی طور پر کرا کے مقررہ تاریخ تک خانہ کعبہ کی نذر کر دیا اس کے بعد سلطان ابن سعود غلاف کا کچھ حصہ ہندوستان کے کاریگروں سے تیار کراتا رہا۔ بمبئی اور بنارس کے مسلمان کاریگروں نے اپنی صناعی اور کاریگری کا جو کمال دکھایا۔ اس کے اثرات اب تک باقی ہیں۔

۱۳۴۲ھ میں شاہ سعود نے مصری غلاف پھر واپس کر دیا اور پاکستان کی یہ پیش کش

Marfat.com

قبول کر لی کہ غلاف اس کے کاریگر تیار کریں گے۔

چنانچہ زری کے مشہور کاریگر الحاج محمد یعقوب نے "کسوۃ" تیار کیا اور خود جا کر خانہ کعبہ کو پہنایا پھر سعودی حکومت کی خواہش پر بیت الحرام کے قریب ہی بنارسی طرز کی کھڈیاں لگا کر دیں جن میں اب تک غلافِ کعبہ تیار ہوتا ہے۔

غلاف کعبہ کو تاریخ کے اس طویل دور میں جن حوادثِ زمانہ کا شکار ہونا پڑا انکا تذکرہ تاریخ کے صفحات پر خون کے الفاظ میں لکھا جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا عبد المطلب کے زمانہ میں کوئی عورت خانہ کعبہ میں عود کی دھونی دے رہی تھی کہ اتفاق سے ایک چنگاری اڑ کر غلاف پر جا پڑی جس سے آناً فاناً آگ بھڑک اٹھی اور نہ صرف غلاف جل کر خاک ہو گیا۔ بلکہ خانہ کعبہ کی دیواروں اور چھت میں بھی دراڑ آ گئے اسی نقصان کی تلافی کے لئے خانہ کعبہ کی وہ تعمیر ہوئی جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (عہد نبوت سے قبل) حصہ لیا اور حجرِ اسود کی تنصیب کے بارے میں ایک عاقلانہ فیصلہ دے کر تمام قبائل کے اطمینان کا سامان کر دیا۔

دوسری مرتبہ غلاف کو آگ دکھانے کی ذمہ داری یزید بن معاویہ کے جرنیل حصین پر عائد ہوتی ہے جس نے منجنیق سے خانہ کعبہ پر نہ صرف پتھر بلکہ آگ بھی برسائی۔

غلافِ کعبہ چونکہ قیمتی کپڑے سے تیار کیا جاتا تھا۔ اس لئے بدو لٹیرے بھی اس کی لوٹ مار سے ہاتھ رنگتے رہتے تھے۔ چنانچہ خلیفہ بغداد معتمد علی اللہ کے زمانہ میں بدو پورا غلاف اٹھا کر لے گئے اس کے بعد ۳۱۶ھ میں قرامطہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا تو ابو طاہر نے نہ صرف خزانہ بلکہ غلافِ کعبہ بھی لوٹ کر اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا۔ اسی طرح سلطان ابن سعود کے زمانہ میں (۱۳۴۵ھ) میں کوئی شخص غلاف کعبہ کو جہاں تک ہاتھ پہنچتا تھا۔ کاٹ کر لے گیا

Marfat.com

اور ابن سعود کو اس کی جگہ نیا غلاف لگانا پڑا۔

غلاف کعبہ سیاسی ہنگاموں کا بھی شکار رہا ہے۔ مامون الرشید کے زمانہ میں جب ابوطاہر سرایا نے خروج کیا تو مکہ معظمہ پر قبضہ کرنے کے علاوہ خانہ کعبہ کے تمام پرانے غلاف بھی اتار لئے اور ان کی جگہ نیا غلاف چڑھایا۔ اس پر جو عبارت کندہ تھی اس کے ذریعہ محمد طبا طباتی کی بیعت کے لئے دعوت دی گئی۔

۵۱ء میں سلطان یمن ملک المجاہد علی بن موید اس ارادہ سے اٹھا کہ شاہ مصر ملک الناصر کا غلاف اتار پھینکے۔ اور اس کی جگہ اپنا غلاف چڑھاتے لیکن شاہِ مصر کو اس کی بروقت اطلاع مل گئی اور اس نے فوج بھیج کر ملک المجاہد کا غلاف ضبط کر لیا۔

اہلِ مصر اپنا غلاف محمل سجا کر بڑے تزک و احتشام اور دھوم دھام سے روانہ کرتے تھے جب سعودی عرب پر وہابیوں کا قبضہ ہوا تو انہوں نے اس رسم کی مخالفت کی جس پر مصر نے برافروختہ ہو کر کئی مرتبہ محمل کی روانگی منسوخ کی۔ لیکن اہلِ نجد کے جذبات اس درجہ مشتعل تھے کہ وہ محمل تو کجا اس کے محافظوں کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہ کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ جب مصری محمل عرفات جاتے ہوتے منیٰ سے گزرا تو بعض نجدیوں نے اس پر کنکر پھینکے اور ایک نجدی تو اس درجہ جوش میں آیا کہ اس نے اونٹ پر گولی چلا دی اس پر محمل کے محافظوں نے مشین گن سے فائرنگ کی جس سے ۲۵ نجدی وہیں ڈھیر ہو گئے یہ حج کا موقعہ تھا جس میں چالیس ہزار نجدی بھی شریک تھے۔ جب ان کو اس خونریزی کی اطلاع ملی تو وہ مصریوں پر ٹوٹ پڑے۔ تاہم ابن سعود نے بڑی مشکل سے بیچ بچاؤ کرایا۔

غلاف کعبہ ایک دو مرتبہ سمندری طوفان میں بھی غرق ہو چکا ہے مصری محمل عام طور پر قاہرہ اور سکندریہ سے سمندر کے راستے بھیجا جاتا تھا کم سے کم دو مرتبہ ایسا ہوا کہ عین جس وقت

Marfat.com

بحری بیڑہ عمل کوستے سمندر عبور کر رہا تھا اسے سمندری طوفان نے آلیا اور غلاف غرقِ آب ہو گیا۔

نیرنگئ عالم اور حوادثِ زمانہ کا شکار ہونے کے باوجود غلاف کعبہ نے اپنے بنیادی فرض کو خیرباد نہیں کہا۔ وہ صدیوں سے اس خانہ خدا کی حفاظت کر رہا ہے جس کا مقصد عوام الناس کو درسِ وحدت دینا اور ان میں حقیقی مساوات کی روح پیدا کرنا ہے۔

Marfat.com

حطیم

مطاف یا قربان گاہ؟

حطیم خانہ کعبہ کے شمالی جانب ایک قوس نما احاطہ کا نام ہے جس میں سے مطاف گزرتا ہے اور جس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا ایسے ہی ہے جیسے خانہ کعبہ کے اندر بیٹھ کر پڑھنا۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ مجھے خانہ کعبہ کی چابی دلوا دیجئے تاکہ اندر بیٹھ کر نماز پڑھ سکوں۔ حضورؐ نے فرمایا حطیم میں پڑھ لو وہ بھی خانہ کعبہ کا حصہ ہے۔ خانہ کعبہ کا دروازہ چونکہ مقفل رہتا ہے اس لیے جو زائرین اندر بیٹھ کر عبادت کرنے کے آرزو مند ہوتے ہیں وہ اپنا شوق حطیم میں پورا کر لیتے ہیں۔ یوں تو مقام ابراہیمؑ کی طرح اس جا تے نماز سے بھی بے شمار برکات وابستہ ہیں لیکن سید علی الہجویریؒ (داتا گنج بخش) نے لکھا ہے کہ یہاں بیٹھ کر مراقبہ کیا تو درمیان سے خانہ کعبہ کی عمارت ہٹ گئی اور میری نگاہیں براہ راست نور ازلی کا مشاہدہ کرنے لگیں۔

اس سلسلہ میں میرے عزیز دوست خالد محمود (ایڈیٹر اخبار وطن لندن) نے میری توجہ ڈاکٹر غلام جیلانی کے ایک مقالہ کی جانب دلائی ہے جو ارمغان علمی میں شامل ہے۔ (یہ کتاب چیدہ چیدہ تحقیقی مقالات پر مشتمل ہے اور ۱۹۵۵ء میں مجلس ارمغان علمی پنجاب یونیورسٹی کی جانب سے

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی گئی تھی) ڈاکٹر یزدانی کا یہ مقالہ ۱۹۲۲ء کے تاثرات پر مبنی ہے اس لئے ظاہر ہے وہ گذشتہ پچاس برس کی تبدیلیوں کو پیش نظر نہیں رکھ سکے تاہم تحقیق و تدقیق کے جو ماخذ اس وقت دستیاب ہیں وہ اُس وقت بھی موجود تھے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے اسلامی روایت و درایت پر غور کئے بغیر یہود و نصاریٰ کے مزخرفات کی بنا پر یہ فتویٰ دیدیا ہے کہ۔" اس حصے کو طواف میں شامل کرنا یا وہاں نماز ادا کرنا کچھ قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ حدیث میں صحیح آیا ہے۔" لعن اللہ الیھود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد" (ارمغان علمی ص ۲۱۸ حاشیہ)

گویا ڈاکٹر صاحب کے نزدیک اگر یہ جگہ دورِ جاہلیہ میں قبرستان کے طور پر استعمال ہوتی رہی تو اسے اپنی اصلی حالت پر لانے کے لئے بھی مطاف یا جائے نماز کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ جو کوئی اس مقام کو سجدہ گاہ بنائے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔

ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو حصہ حطیم کہلاتا ہے وہ بیت اللہ کی قربان گاہ ہوگا اور اسی وجہ سے طواف میں اس کو کعبہ کے ساتھ لازم قرار دیا گیا۔ کیونکہ قربان گاہ زمانہ قدیم میں خانہ خدا کا جزو لاینفک ہوا کرتا تھا۔ اس کے ثبوت میں ڈاکٹر صاحب نے ایک تو قرآن مجید یہ آیت پیش کی ہے کہ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ (سورہ الحج آیت ۳۳)

یعنی قربانی کے جانوروں میں) تمہارے لئے ایک وقت مقررہ تک فائدے ہیں پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ بیت العتیق ہے۔"

ڈاکٹر صاحب نے خطوط وحدانی میں بیت العتیق کے معنی خانہ کعبہ لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قربانی حطیم میں لا کر کرنی چاہئے جو اس مقصد کے لئے مخصوص

ہے۔ ممکن ہے جاہلیہ کے کسی دور میں مشرک اور بت پرست یہیں قربانی دیتے ہوں لیکن اس رسم کی بنا۔ نہ تو حضرت ابراہیمؑ نے ڈالی ہے نہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجدید مناسک کے وقت اس کی جانب کوئی اشارہ کیا۔ تعامل سے یہی ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو منیٰ میں لے کر گئے تھے۔ جو خانہ کعبہ سے تین میل دور واقع ہے رستہ میں شیطان نے تین بار اسماعیلؑ کو بہکانے کی کوشش کی لیکن آپؑ نے اسے دھتکار دیا اور خوشی خوشی اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ تاہم آواز آئی۔ اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا اب اس کی تعبیر یہ ہے کہ بیٹے کی جگہ مینڈھے قربانی دے چنانچہ منیٰ کے جس مقام پر حضرت ابراہیمؑ نے مینڈھا ذبح کیا۔ اس کی نشاندہی کے لئے پہاڑ کی سطح پر اینٹیں چن دی گئیں۔ آج کل اسی جگہ قربانی کے جانور فروخت ہوتے ہیں اور قربانیاں دی جاتی ہیں۔ رستے میں جہاں جہاں شیطان نے بہکانے کی کوشش کی وہاں بھی تین چبوترے بنا دیئے گئے ہیں۔ یہیں رمی جمار کیا جاتا ہے۔

احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ سے بتوں کو پاک وصاف کیا اور مناسک حج کی تجدید کے لئے احکام صادر فرمائے تو قربانی منیٰ میں جا کر دی۔ اگر حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں حطیم کو قربان گاہ کا درجہ حاصل ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سنتِ ابراہیم کو جاری رکھنے کے خیال سے اسی جگہ قربانی کرنے کا حکم نہ دیتے۔ اس کے برعکس آپؐ نے منیٰ میں عین اس مقام پر جانور ذبح کر کے جہاں اسماعیل کو آنکھوں پر پٹی باندھ کر لٹایا گیا تھا یہ بتایا کہ حج کے موقع پر قربانی دینے کا صحیح مقام یہ ہے۔ ابو داؤد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ، اور ترمذی میں متعدد احادیث اس مضمون کی موجود ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام تین راتیں منیٰ میں گزارتے تھے (انہی کو ایام تشریق کہتے ہیں) اور اس اثنا میں نہ صرف رمی جمار کرتے یعنی جمرہ

Marfat.com

اول، جمرہ وسطیٰ، اور جمرہ عقبہ تینوں شیاطین پر کنکریاں مارتے بلکہ قربانی بھی دیتے اور حجامت بھی بنواتے ان ایام میں لوگ اپنے قربانی کے جانوروں کا دودھ دوہتے اور ان سے باربرداری کا کام لیتے، مالک، ترمذی اور نسائی نے یہ حدیث درج کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والوں کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ وہ منیٰ میں بے شک رات بسر نہ کریں اور قربانی کے دن (یوم النحر) اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے دو دن کنکریاں پھینک لیا کریں اس طرح قرآن مجید کے اس ارشاد کی تعمیل ہو جاتی تھی کہ ایک مقررہ وقت تک قربانی کے جانوروں سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کے بعد اس کی قربانی دیدو۔

غرض احادیث سے ثابت ہے کہ :۔ "رمی جمار" اور "النحر" کو ایام تشریق میں یکجا کر لیا جاتا ہے اور ان دونوں مناسک کی تکمیل کا صحیح مقام منیٰ ہے نہ کہ حطیم۔

باقی رہی یہ بات کہ پھر ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ کیوں کہا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیت العتیق سے مراد صرف خانہ کعبہ کی چار دیواری نہیں بلکہ پورا حرم شریف ہے جو دس مربع میل کو محیط ہے اور جس میں منیٰ بھی شامل ہے۔ پرانے زمانے میں بیت الحرام کی حدود صرف اس نشیب تک محدود تھیں جو دو میل لمبا اور نصف میل چوڑا تھا اور جس کو جبل المعلیٰ، جبل قعقیان، جبل ابوقبیس اور جبل خندامہ نے اپنے آغوش میں لے رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک بیت العتیق کے ارد گرد ایک فصیل بھی کھینچ دی گئی تھی جس میں تین طرف دروازے تھے۔ ابن جبیر نے بارہویں صدی میں جب اس فصیل کا معائنہ کیا تو دیواریں منہدم ہو چکی تھیں البتہ دروازے باقی تھے اب یہ دروازے بھی ناپید ہیں۔ صرف ان کا نام باقی ہے۔ بیت العتیق میں داخل ہونے کے لئے شمال کی جانب جو دروازہ تھا اسے باب المعلیٰ کہتے تھے۔ اسی لحاظ سے یہاں جنت المعلیٰ کے نام

Marfat.com

سے پرانا قبرستان ہے جس میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت آمنہ، ابوطالب، عبدالمطلب کے علاوہ بے شمار صحابہ مدفون ہیں (مگر ان میں سے کسی کی قبر بھی سلامت نہیں ہے) یہیں سے ایک سڑک منیٰ اور عرفات سے ہوتی ہوئی نجد کو جاتی ہے جنوبی دروازے کو مسفلہ کہتے ہیں جہاں سے یمن کو رستہ جاتا ہے یہیں سے بارش کا تمام پانی اکٹھا ہو کر کھلی وادی میں گرتا ہے مغربی دروازہ باب العمرہ کہلاتا ہے (پہلے یہاں باب الظاہر نام کا ایک گاؤں تھا) یہ دروازہ اس سڑک پر کھلتا ہے جو سرخ پہاڑیوں کے دامن میں سے ہوتی ہوئی مغرب کی جانب وادیٔ فاطمہ اور مدینہ منورہ کو جاتی ہے اسی کی ایک شاخ کا نام شارع جدہ ہے قرون وسطیٰ میں اسی دروازے سے ایک سڑک کھیتوں میں سے ہوتی ہوئی اس مقام تک جاتی تھی جہاں سے بیت العتیق کی حدود شروع ہوتی ہیں۔ اس مقام کو تنعیم کہتے ہیں۔

حجاج بیت الحرام میں داخل ہونے سے پہلے یہیں جمع ہوا کرتے تھے اب یہاں ایک بورڈ لگا ہوا ہے جس پر لکھا ہے کہ اس سے آگے کسی مشرک یا غیر مسلم کو جانے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ یہاں سے حرم کی حدود شروع ہوتی ہیں۔ غرض قرآن مجید نے اگر کہا ہے کہ قربانی کے جانوروں کا آخری مقام بیت العتیق ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ خانہ کعبہ کی چار دیواری کے پاس لا کر ان کو ذبح کیا جاتے۔ بلکہ ان کی قربانی کے لئے حرم شریف کی شمالی سرحد مقرر ہے کیونکہ یہیں ذبح عظیم کا واقعہ پیش آیا جس کی یادگار کے طور پر یوم النحر منایا جاتا ہے۔ ممکن ہے دور جاہلیہ میں قربانی حطیم میں کی جاتی ہو۔ لیکن اس کا مقصد ذبح عظیم کی یاد منانا نہیں بلکہ بتوں کی خوشنودی تھی۔ جس کا ابراہیمؑ کے "دین حنیف" یا رسول اللہؐ کے دین اسلام میں تصور بھی موجود نہیں۔

ڈاکٹر غلام یزدانی صاحب نے سوال اٹھایا ہے کہ کعبہ کی عمارت مختلف آفات سے

Marfat.com

کئی مرتبہ منہدم ہوئی اور دوبارہ قائم ہوئی۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ اس ٹوٹے ہوئے حصے (حطیم) کو دوبارہ چار دیواری میں شامل نہ کیا گیا؟ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ ابتداء میں یہ حصہ قربان گاہ تھا جس کو مسقف کرنا شاید صفائی کے خیال سے مناسب نہ سمجھا گیا ہو۔ حالانکہ اس الجھاؤ کو دور کرنے کے لئے تاریخ کعبہ پر ایک نگاہ ڈالنا ضروری ہے۔ سورہ الحج میں بتایا گیا ہے کہ جس مقام پر حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ تعمیر کیا وہاں ایک خانہ خدا بہت پہلے سے موجود تھا جس کے آثار کی نشاندہی الہاماً کی گئی۔ وَاِذْ بَوَّأْنَا لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (الحج آیت ۲۷)

حضرت آدمؑ کے بعد آپ کے ایک بیٹے شیثؑ نے خیمہ (بیت المعمور) کی جگہ پتھر کی ایک عمارت بنائی۔ لیکن وہ طوفان نوحؑ کی نذر ہوگئی صرف ایک پتھر باقی رہ گیا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ فرشتوں نے اسے جبل ابوقبیس پر چھپا کر رکھ دیا۔ اسی کو حجر اسود کہتے ہیں تاہم ایک روایت یہ بھی ہے کہ طوفان نے کعبہ کو چھوا تک نہیں اور حضرت نوحؑ نے یہاں آکر طواف کیا۔ بہر حال تاریخی روایات سے ظاہر ہے کہ شیثؑ کے بعد یہ عمارت خستہ حالت میں پڑی رہی حتیٰ کہ خانہ بدوش قبائل نے جو ادھر سے گزرتے رہتے تھے اس کو ایک مندر یا صومعہ کی شکل دے دی اور اس میں پوجا کے لئے بت نصب کر دیتے اور ممکن ہے قربان گاہ کی گنجائش بھی رکھی ہو سینکڑوں برس بعد جب حضرت ابراہیمؑ آتش نمرود سے بچ کر کنعان چلے آتے اور حبران میں سکونت اختیار کرلی تو خدا کے حکم کے تحت اپنے بال بچوں (ہاجرہؑ اور اسماعیل) کو مکہ کی وادی غیر ذی زرع میں چھوڑنے آتے۔

ڈاکٹر غلام یزدانی نے تورات کے حوالے سے لکھا ہے۔

"تورات کے بموجب حضرت ہاجرہ اپنی سوکن کے حقارت آمیز سلوک سے بگڑ کر صور

Marfat.com

کی طرف جانے لگیں اور ریگستان میں ایک چشمہ کے قریب پہنچیں تو غیب سے آواز آئی ہاجرہ! سارہ کی اطاعت کر لافانی خدا تیری اولاد کو اتنا پھیلائے گا کہ ان کا شمار بھی نہ ہو سکے گا۔ چشمے کا ذکر زمزم کے چشمے کے ذکر سے کچھ ملتا جلتا ہے۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ہونے کا اور وادی مکہ میں گزرنے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اتنے جنوب میں یعنی مکہ تک آنے کا کوئی قرینہ بھی نہیں۔" (ارمغان علمی ص ۲۱۴)

ڈاکٹر صاحب نے قرآن حکیم کے مقابلہ میں خواہ مخواہ تورات کی تصدیق کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ تورات میں بے شمار من گھڑت واقعات درج ہیں۔ قرآن مجید نے بتایا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس غیر آباد اور ویران وادی میں ہاجرہؑ اور اسماعیلؑ کو لا کر سپرد خدا کیا وہ مکہ کی ہی وادی تھی اور یہیں سے وہ چشمہ نکلا جسے آب زمزم کہتے ہیں۔ دوسری مرتبہ حضرت ابراہیمؑ اس وادی میں اس وقت آئے جب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو خدا کی راہ میں قربان کر رہے ہیں یہود نے اس کے مقابلہ میں اسحاق کی قربانی کی روایت گھڑی ہے تاہم جیسا کہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا پیش گوئی کے مطابق اولاد ابراہیمؑ میں اسماعیلؑ کے ذریعے سے اضافہ ہوا ہے نہ کہ اسحاق کے ذریعے سے۔ حضرت ابراہیمؑ اس کے بعد بھی مکہ میں برابر آتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کو حکم ہوا کہ بیت المعمور کے آثار پر ایک نئی عبادت گاہ تعمیر کرو۔ حضرت ابراہیمؑ نے پرانے آثار کی کھدائی کی تو ٹوٹے پھوٹے بتوں کے ٹکڑے برآمد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیث کے بعد خانہ بدوش قبائل نے اسے صنم کدہ بنا لیا تھا حضرت ابراہیمؑ نے یہ جگہ پاک وصاف کر کے جو عمارت تعمیر کی اس میں بھی قربان گاہ کی گنجائش نہ رکھی انہوں نے اپنے بیٹے کی قربانی منیٰ میں پیش کی اس لئے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی یاد وہ

Marfat.com

خانہ کعبہ میں تازہ کیا کرتے تھے قربانی کی یاد تازہ کرنے کا حکم پہلی مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ اور اس کے لئے جگہ بھی منیٰ تجویز کی خانہ کعبہ میں قربان گاہ کا اضافہ آنحضرت نے بھی نہیں کیا۔

واقعہ یہ ہے کہ وہ دین جو حضرت آدمؑ سے لے کر بعثت نبویؐ تک خدا تعالےٰ نے انسان کے لئے پسند کیا (جس کو اسلام کہتے ہیں خواہ وہ آدمؑ کا مذہب ہو یا ابراہیمؑ کا یا رسول کریمؐ کا یا ہم سب کا) اس میں معبد کے ساتھ قربان گاہ کا تصور ہی موجود نہیں ہے۔ قرآن مجید میں بے شک آیا ہے کہ ہم نے پہلی تمام امتوں کے لئے قربانی کو فرض قرار دیا۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَام لیکن یہ قربانی چڑھاوے کے لئے نہیں صدقہ وخیرات اور کھانے پینے کے لئے ہوتی تھی اس لئے وہ کہیں بھی ہو سکتی تھی۔ اس کے لئے معبد کے ساتھ مذبح بنانا ضروری نہیں تھا البتہ جب یہود و نصاریٰ نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو ترک کر دیا اور بت پرستی اختیار کر لی تو انہوں نے پرانی مشرکانہ رسوم کے تحت معبدوں کے ساتھ قربان گاہیں تعمیر کرنا شروع کر دیں تورات میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم کلدانیہ سے کنعان آئے تو رستہ میں انہوں نے کئی قربان گاہیں تعمیر کیں۔ حالانکہ یہ بھی ان پر الزام ہے۔ وہ پکے موحّد تھے۔ انہوں نے خدا کے حکم کے تحت پہلی مرتبہ صرف مکہ مشرفہ میں ایک عبادت گاہ تعمیر کی جس کے متعلق قرآن مجید نے کہا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران) خدا کا پہلا گھر مکہ میں تعمیر ہوا جو برکت والا اور عالموں کے لئے موجب ہدایت ہے اس کے بعد ممکن ہے انہوں نے خانہ کعبہ کی طرز پر کہیں اور بھی خانہ خدا تعمیر کیا ہو۔ لیکن کسی جگہ بھی قربان گاہ بنانے کا ثبوت نہیں ملتا۔ یہود و نصاریٰ نے ان سے بعض عمارتوں

Marfat.com

کی تعبیر ممکن ہے نسوب کردی ہو۔ ورنہ ایک پکے موحد کے متعلق یہ خیال کرنا بھی کفر ہے کہ وہ ان معنی میں کوئی مذبح تعمیر کرے گا جن معنی میں یہود و نصاریٰ تعمیر کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ انبیاءؑ نے مسجدوں اور معبدوں کو قربان گاہوں سے بدلنے کی ہمیشہ مخالفت کی ہے تورات میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اسحاق کے بدلے سانڈ کی قربانی دی۔ لیکن جیسا کہ انجیل (باب یوحنا) میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اعلان کیا کہ میں سانڈوں کی قربانی نہیں جذبات کی قربانی دینے آیا ہوں۔ اس زمانہ میں یہود نے سلیمانی ہیکل (بیت المقدس) میں قربانی کو بھی تجارت کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔

کبھی کہتے کہ جس کو سانڈ میسر نہیں وہ بکرے کی قربانی دیدے، اگر بکرا میسر نہ آتے تو مرغ کی قربانی دیدے اگر مرغ نہ ملے تو انڈے ہی سہی اور کبھی کہتے چلو سب کے بدلے نقد روپیہ دیدو۔ حضرت عیسیٰ جب بیت المقدس میں گئے تو انہوں نے سختی سے ٹوکا بلکہ انجیل کے بیان کے مطابق انڈے اور مرغ کے جو ٹوکرے وہاں پڑے تھے ان کو ٹھوکر لگا کر الٹ دیا اور کہا کہ خداوند کو ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ان کی تجارت سے باز آجاؤ قرآن کریم نے بھی قربانی کا فلسفہ یہی پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو گوشت اور خون نہیں پہنچتا وہ تو صرف تقویٰ دیکھتا ہے۔ (لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا)

ان حقائق کے پیش نظر وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی نے خانہ کعبہ کے ساتھ قربان گاہ تعمیر نہیں کی۔ لیکن اگر یہ صحیح ہے تو پھر حطیم یا حطلم کیا ہے؟ اس کے جواب کے لئے ہمیں خانہ کعبہ کی تاریخ پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈالنا ہوگی۔

تاریخ مکہ پر سب سے مستند کتاب ازرقی کی ہے جو تیسری صدی ہجری کا مصنف ہے

Marfat.com

اس نے بتایا ہے کہ چونکہ مکہ ایک تجارتی مرکز تھا۔ اس لئے اطراف سے ہر قسم کے لوگ یہاں آتے تھے انہوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق کم وبیش ۳۶۰ بت لاکر نہ صرف خانہ کعبہ بلکہ صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر بھی گاڑ دیئے ان میں سے بعض بتوں کا تذکرہ قرآن مجید اور احادیث میں بھی آتا ہے۔ لات و منات، یغوث، عزیٰ اور ہبل وغیرہ۔ آخر الذکر شام کا ایک تاجر عمر بن لحائی لایا تھا۔ جس کو خانہ کعبہ کی عین چھت پر نصب کر دیا گیا۔ اکثر بت کسی نہ کسی ستارے سے منسوب تھے۔ مثلاً لات کو زہرہ سے، عزیٰ کو شعریٰ سے، اور ہبل کو زحل سے منسوب کیا جاتا تھا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ انہی مشرکوں کے لاتے ہوتے تھے جن کے عقائد کے خلاف حضرت ابراہیمؑ نے پر زور جہاد کیا تھا۔ اور اپنے والد آذر سے کہا تھا۔ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ "کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو۔ تم اور تمہاری قوم دونوں صریح گمراہ ہیں۔"

اس کے علاوہ خانہ کعبہ کے اندر بے شمار دیگر چیزیں رکھ دی گئی تھیں جن کی پرستش کی جاتی تھی۔ مثلاً حضرت ابراہیم کے مینڈھے کے سینگ، حضرت عیسیٰ کی تصویر، فاختہ وغیرہ۔ بیت العتیق کی یہ کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل قریش کے زمانہ میں بھی رہی۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد خانہ کعبہ کی تولیت حضرت اسماعیلؑ نے سنبھال لی ان کا وارث بڑا بیٹا بہنت تھا۔ لیکن جلد ہی بنو جرہم نے بنو عمالیق کی مدد سے بنو اسماعیل کو مغلوب کر لیا اور بیت العتیق پر قابض ہو گئے۔ تاہم کچھ ہی مدت بعد بنو خزاعہ نے بنو جرہم کو شکست دے کر خانہ کعبہ کی چابیاں چھین لیں بنو خزاعہ کا ہی ایک سردار قصیّ بن کلاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پردادا تھا۔ اس نے

Marfat.com

اولادِ ابراہیم کو اپنے جھنڈے تلے جمع کیا اور پرانی عمارت کو ڈھا کر نیا خانہ کعبہ بنایا اس نے بھی قربان گاہ تعمیر نہیں کی۔ بلکہ خانہ خدا پر لکڑی کی چھت ڈالنے اور اس میں ایک دروازہ رکھنے کے علاوہ مغربی جانب ایک دارالندوہ تعمیر کیا اس کے علاوہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کو یہ اجازت دیدی کہ وہ قرب وجوار کی پہاڑیوں پر اپنے مکان بنالیں جن کے دروازے حرم شریف کی طرف کھلتے ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ قریش بھی بتوں کی پرستش کرتے تھے اور ان کے نام پر قربانی دیتے تھے۔ لیکن ان کا رب کعبہ پر بھی ایمان تھا۔ اور وہ حضرت ابراہیم کے دین کیمطابق خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان میں برائی ضرور پیدا ہوگئی تھی حج کے موقعہ پر وہ خود کپڑے پہن کر طواف کرتے تھے۔ لیکن غیر قریش حاجیوں کو مجبور کرتے کہ وہ ننگے بدن طواف کریں اسی طرح کنعانیوں کے ساتھ مل کر وہ مزدلفہ میں ٹھہرے رہنے اور عرفات کے میدان میں جانا توہین خیال کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل خانہ کعبہ کو دشمنوں نے منہدم کرنے کی کوشش بھی کی ۵۷۰ء میں یمن میں حبش کا ایک گورنر ابرہہ چار ہزار کا ایک لشکر لے کر چڑھ دوڑا اس کے ساتھ ایک دو ہاتھی بھی تھے اس لئے حملہ آور اصحاب فیل کہلاتے اس لشکر کو جس تباہی و بربادی کا سامنا ہوا۔ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ ابابیل نے لشکریوں پر جو کنکر برساتے اس سے چیچک پھیل گئی۔ ہاتھی ان کو روندتے ہوتے بھاگ نکلے اور ان کی حالت (بہ الفاظِ قرآن) "کعصفٍ ماکول" بھوسے کی مانند ہوگئی۔ اس کے بعد قریش کے زمانے میں خانہ کعبہ کو آگ لگ گئی کہتے ہیں کوئی عورت دھونی دے رہی تھی کہ چنگاریاں اڑ کر پردے پر پڑیں جس سے لکڑی کی چھت اور ستون جل کر خاک ہوگئے۔ اتفاق سے انہی دنوں بازنطینہ کا ایک جہاز جدہ کے قریب آکر تباہ ہوگیا۔ قریش نے اس کی لکڑی خرید لی اور خانہ کعبہ کی

Marfat.com

ازسر نو تعمیر کا بیڑا اٹھایا چندے کے بارے میں یہ طے ہوا کہ صرف حلال کی کمائی لائی جائے اس طرح جو روپیہ وصول ہوا اس سے صرف اتنی عمارت تعمیر ہو سکی جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک موجود رہی۔ کچھ جگہ باقی بچ گئی جس میں ہاجرہؓ اور اسماعیلؑ مدفون تھے۔ اس مقام پر ایک دیوار کھینچ دی گئی اسی کو حطیم یا حطم کہتے ہیں۔ یہ جگہ مطاف (طواف کے رستہ میں) شامل ہے اور حجاج یہاں سے نہ صرف طواف کرتے ہوئے گزرتے ہیں بلکہ یہاں بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی باعث ثواب سمجھتے ہیں خانہ کعبہ کی اس تعمیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حصہ لیا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۵ برس تھی اور ابھی آپ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا دیواریں اٹھانے کے بعد جب قبائلی سرداروں میں جھگڑا کھڑا ہوا کہ حجر اسود کون اٹھا کر رکھے تو آپ ہی نے یہ عاقلانہ فیصلہ دیا تھا کہ پتھر کو چادر میں رکھ کر ایک ایک کونہ تمام سردار تھام لیں تاکہ کسی کو بھی شکایت کا موقع نہ ملے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک خانہ کعبہ کی عمارت میں کوئی ردوبدل نہ ہوا اور حطیم کو بدستور طواف اور عبادت کے لئے استعمال کیا جاتا رہا حتیٰ کہ جب عبدالمطلب کو خواب میں حکم ملا کہ وہ اپنی عزیز ترین متاع کی قربانی پیش کریں تو وہ عبداللہ کو حطیم میں لے کر نہیں گئے بلکہ پہلے کاہن کے کہنے پر اونٹ ذبح کرنے کا تہیہ کیا۔ اس کے بعد اپنے بیٹے کو منیٰ لیکر گئے جہاں ان کو آواز آئی کہ قربانی قبول کر لی گئی۔ اب بیٹے کی جگہ اونٹ یا بکرا ذبح کرو چنانچہ عبدالمطلب نے یہ قربانی بھی منیٰ میں دی۔

۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا تو تمام بت نکال باہر پھینکے گئے اور کعبہ کو پاک صاف کر کے سنت ابراہیمؑ کی تجدید کا اعلان کیا گیا۔ اسی عرصہ میں تحویل قبلہ کا حکم ہوا اور نمازیں بھی کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھی جانے لگیں۔ اگر قربان گاہ کعبہ کا جزو ہوتی تو یقیناً اسے برقرار

رکھا جاتا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ کے ہرگز یہ معنی نہیں لئے کہ قربانی حطیم میں کیا کرو۔ آپ نے سنت ابراہیم کی یاد تازہ کرنے کے لئے یوم النحر منانے کا حکم دیا تو اس کے لئے جگہ منیٰ تجویز کی اور حطیم کی خالی جگہ حسب سابق نماز اور طواف کے لئے مخصوص رہی۔ ڈاکٹر غلام یزدانی کا خیال ہے کہ صفائی کے خیال سے حطیم کو مسقف نہیں کیا گیا حالانکہ یہ غلط ہے جب یہ جگہ دین اسلام کے پیروکاروں نے قربانی کے لئے کبھی استعمال نہیں کی تو چھت ڈالنے میں کیا اٹک تھی؟ البتہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ قریش کے زمانے میں تو حلال کی کمائی نہ ہونے کے باعث یہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔ اس کے بعد مسلمانوں کے دور میں روپیہ بہ افراط آ گیا اس وقت حطیم کو خانہ کعبہ کا جزو کیوں نہ بنایا گیا؟

۶۴ھ (۶۸۲ء) میں یزید کے ایک جرنیل نے عبداللہ بن زبیر سے انتقام لیتے لیتے خانہ کعبہ کو بھی برباد کر دیا تھا۔ اور حرم شریف میں اپنے گھوڑے کو پیشاب کرایا تھا۔ عبداللہ بن زبیر نے بعد میں صفائی کرائی اور پورے حرم شریف کی عمارت میں کچھ ردوبدل بھی کیا۔ لیکن انہوں نے بھی حطیم کو خانہ کعبہ میں شامل نہیں کیا۔ اسی طرح حجاج بن یوسف ثقفی نے کعبہ کو اصل حالت پر لانے کی کوشش کی اگر حطیم قربان گاہ ہوتی تو اسے بھی بحال کیا جاتا۔ یعنی جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے بتایا ہے قربانی لٹانے کے لئے لکڑیاں رکھی جاتی اور نیچے آگ جلانے کے لیے جگہ ہوتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اس کے تقریباً ایک ہزار سال بعد عثمانی دور آیا تو سلطان محمد خامس کے بیٹے سلطان احمد نے اسی ہزار پونڈ کے صرف کثیر سے خانہ کعبہ کی مرمت کرائی لیکن حطیم کو قربان گاہ اس نے بھی نہیں بنایا۔

۱۰۲۹ھ میں خانہ کعبہ ایک طوفان کی نذر ہو گیا۔ اور صرف ایک دروازہ باقی بچا اس مرتبہ مرمت سلطان مراد نے کرائی۔ بعد ازاں عبدالمالک بن مروان نے خانہ کعبہ اور حرم شریف

Marfat.com

میں سونا چاندی استعمال کئے۔ عباسی بادشاہوں میں سے ہارون الرشید نے حجر اسود کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے چاندی کے پلستر سے جوڑ کر نصب کرائے۔ مامون الرشید نے سونے کی ایک زنجیر چڑھائی جس میں ہیرے لگے ہوئے تھے متوکل باللہ نے دہلیز اور ستون تک سونے چاندی سے منڈھ دیئے۔ کیا یہ لوگ حطیم کی مرمت نہیں کرا سکتے تھے۔ سب سے آخر میں سعودی بادشاہ آتے ہیں انہوں نے مرمت کا جو سلسلہ شاہ عبدالعزیز کے زمانے سے شروع کیا تھا وہ اب تک جاری تھا۔ لیکن کسی نے بھی حطیم کو وہ درجہ نہ دیا۔ جو ڈاکٹر یزدانی صاحب کے ذہن میں ہے۔

آخر کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے۔

حطیم نہ آدمؑ اور نہ ابراہیمؑ کے زمانہ میں قربان گاہ قرار پائی۔ نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ درجہ دیا۔ یہ جگہ قریش کے زمانہ میں خالی رہ گئی تھی اور اب تک خالی چلی آتی ہے اس میں دو حکمتیں ہیں ایک تو یہاں اسماعیلؑ اور ہاجرہؑ مدفون ہیں (ممکن ہے شعیبؑ اور بعض دیگر انبیاء بھی ہوں) اگر یہ مقام خانہ کعبہ کے اندر واقع ہو تو سجدہ گاہ کہلاتے گا۔ دوسرے خانہ کعبہ کم وبیش چوکور ہے۔ اگر یہ جگہ بھی اس شامل کر لی جائے تو عمارت بدنما ہو جاتے گی اور مطاف بھی گول نہیں رہے گا۔ بلکہ حطیم کے اوپر سے ہو کر چکر لگانا پڑے گا۔ جو طواف کے تصوّر کے خلاف ہے۔ موجودہ حالت میں حطیم خانہ کعبہ کا جزو ضرور ہے۔ لیکن چاردیواری کے اندر واقع نہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہاں بیٹھ کر نماز پڑھ لینا ایسا ہی ہے جیسا اندر پڑھنا۔ باقی رہی انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والی بات تو پرانے قبرستان کو صاف کر کے مسجد تعمیر کر لی جاتے تو فقہی لحاظ سے یہ جائز ہے۔ سجدہ خدا کے سامنے ہی ہوگا۔ جس زمین پر انسان کھڑا ہو اسے سجدہ نہیں کیا جاتا۔ اس سے مرنے والے

کی توہین بھی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ اصل چیز روح ہے جو اپنے اصل کو لوٹ جاتی ہے بڈیوں کا احترام شنٹوازم اور دوسرے مشرکانہ مذاہب میں کیا جاتا ہے اسلام میں نہیں۔ جہاں تک یادگار قائم رکھنے کا تعلق ہے اس کا تقاضا ایک دیوار کھینچنے سے پورا ہو جاتا ہے اس کے اوپر چڑھنا یا بیٹھنا منع ہے اور یہ کافی ہے۔

اِسی دیوار کو "حجرِ اسماعیل" بھی کہتے ہیں اور یہاں بھی دعا کی جاتی ہے۔

Marfat.com

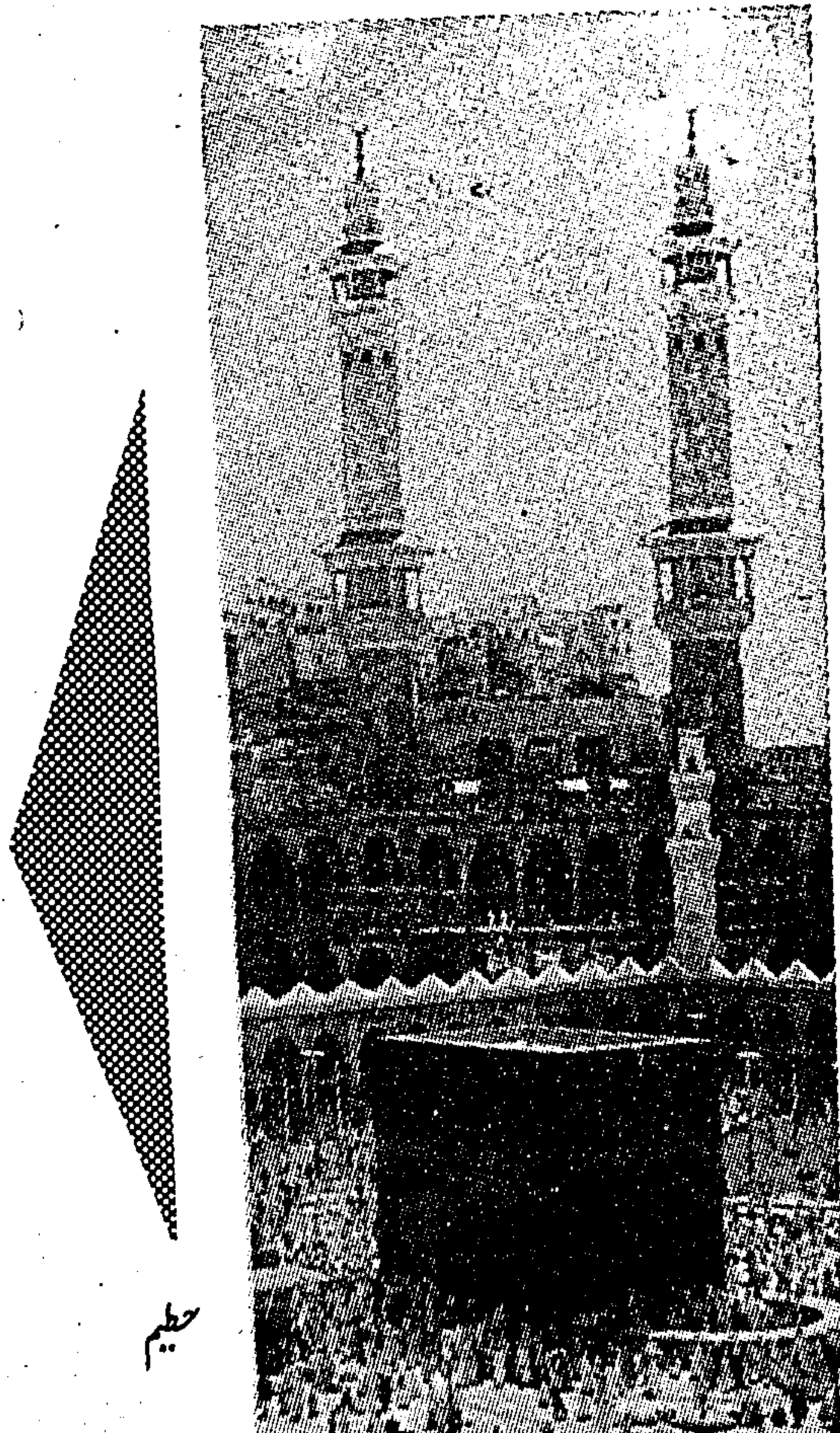

حطیم

Marfat.com

ایک رپورتاژ

ربِّ کعبہ کے حضور

دُودھیا رنگ کی کیڈلک کار تقریباً ۴۵ منٹ تک بڑی خاموشی کے ساتھ شاہراہ جدہ پر دوڑتے دوڑتے جب اچانک ایک گھاٹی کے قریب موڑ پر رُکی تو میں نے اپنے ضعف پر قابو پاتے ہوئے کمر سیدھی کی اور مُندھی ہوئی آنکھیں کھول دیں ۔۔۔ ا

بائیں طرف جھانکا تو ایک چٹان پر آمنے سامنے دو قدِ آدم بورڈ دکھائی دیئے جن پر عربی زبان میں لکھا تھا یہاں سے حدُودِ حرم شروع ہوتی ہیں۔ جن کے جملہ آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اِن حدُود سے آگے کسی مُشرک یا بُت پرست کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ دائیں طرف کسٹم کی چوکی تھی جہاں "جواز" (پاسپورٹ) اور "تنازُل" (داخلہ ٹکٹ) کی پڑتال ہوتی ہے۔ میں نے اپنے کاغذات ڈرائیور کے حوالے کئے سنتریوں نے ان پر سرسری سی نگاہ ڈالی اور "پاکستان" کا لفظ دیکھتے ہی پکار اُٹھے "هُوَ مِنَ الباکستان" پھر جلدی سے ڈرائیور کو کاغذات واپس کرتے ہوئے کہا "چلو چلو وہ پاکستان سے آیا ہے۔ اسے جلدی سے منزل پر پہنچا دو" موٹر میں تین مسافر اور تھے ایک یونانی جو قاہرہ میں پڑھتا تھا اور دو مصری۔ ان کے پاسپورٹ دیکھنے کی نوبت

Marfat.com

ہی نہ آئی۔ کُلّھُم حجاج سب حاجی ہیں۔ پہریدار بڑبڑاتے اور موٹر گھوم کر اس سڑک پر چل دی جو حدیبیہ اور وادی فاطمہ سے ہوتی ہوئی اُمّ القریٰ کو جاتی ہے۔

چلتے چلتے میں نے علمین پر ایک نگاہ پھر ڈالی۔ (حد بندی کے ان اونچے اونچے نشانوں کو اصطلاح میں علمین کہتے ہیں) میں نے بلند آواز سے الحمدللہ کہا۔ اور دل ہی دل میں پروردگارِ عالم کا شکر ادا کیا کہ ہمارے خاندان کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ میں کوئی بھی کافر یا مشرک پیدا نہیں ہوا۔ میرا تعلق گوٹیکی ضلع گجرات کے ہاشمی پیر زادوں سے ہے۔ جن کا شجرۂ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ سے جا ملتا ہے۔ بزرگوں کے لکھے ہوئے قلمی نسخوں میں پڑھا تھا کہ ہمارے مورثِ اعلیٰ حاجی عبداللہ دلوان پیر پیراں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے چھٹے خلیفہ تھے وہ تبلیغ کے لئے برصغیر ہند و پاکستان میں وارد ہوئے تو سب سے پہلے خانگی کے قریب دریائے چناب کے دائیں کنارے پر اترے۔ یہاں انہوں نے اپنے فرزند شاہ عبدالعزیز کو آباد کیا اور خود بشندور (ضلع جہلم) تشریف لے گئے۔ جہاں آج بھی ان کی خانقاہ مرجع خلائق ہے۔

میرے دائیں پہلو میں یونانی نوجوان بیٹھا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ اس کا پہلا حج ہے۔ وہ ازہر یونیورسٹی میں فورتھ ایئر کا طالب علم تھا۔ انگریزی اور عربی روانی سے بولتا تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ پاکستان سے آیا ہوں تو بڑا خوش ہوا۔ اور کہنے لگا پاکستان کے مسلمان صحیح معنی میں مسلمان ہیں۔ وہ یونان آتے ہیں تو ایتھنز کے چوک میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے توحید اور رسالت کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ ان کو دیکھ ہم تھوڑے سے مسلمانوں کے حوصلے بیحد بلند ہو جاتے ہیں۔

میں نے کہا "آپ دیوتاؤں کی سرزمین سے آتے ہیں۔ اولمپیا کے "خدا"، تو فراڈ

Marfat.com

تھے۔ آتشی شیشہ سے پھوس کو آگ لگا کے کہہ دیا کرتے تھے کہ خدا کا نور ہے۔ اور ہم مسلمان ہیں کہ اولمپک گیمز کے موقع پر اِسی کافرانہ رسم کو تازہ کرتے رہتے ہیں لیکن جب آپ خدائے واحد کے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کے وعدہ کے مطابق یقیناً طمانیت قلب محسوس کرتے ہوں گے۔ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا

اور ہم نے اس گھر کو عوام کے لئے پُرامن بنایا ہے۔ (بقرہ ع ۱۵)

وہ پہلے تو ہنسا اور بولا۔ "دیوتاؤں کی سرزمین تو صدیوں پرانی بات ہے۔ اب وہاں عیسائی حکمران ہیں۔ لوگوں نے انہی کو دیوتا بنا رکھا ہے۔ لیکن ہم مسلمان یقیناً بیت اللہ میں آکر امن وسکون محسوس کرتے ہیں۔ اور میرا تو جی چاہتا ہے کہ ہر سال حج کو آیا کروں۔"

حدودِ حرم میں داخل ہوتے ہی حکم ہے کہ تلبیہ یعنی لبیک پکارو ہم سب زیرِلب لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ پڑھ رہے تھے، یونانی نوجوان یکلخت جوش میں آیا اور اس نے زور زور سے تلبیہ شروع کر دی۔ اس کی آواز بڑی باٹ دار تھی۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ وہ تلبیہ پڑھے۔ ہم دہرائے جائیں گے۔ چنانچہ علیَین سے بیت السلام تک دس میل لمبی سڑک ہمارے وِرد سے برابر گونجتی رہی اور اس دوران میں قرب وجوار کا ہوش ہی نہ رہا۔ تاہم عمارتوں کے ایک جھرمٹ کے قریب "شمیسی" کا میل راہ پڑھا تو معاً یاد آیا کہ یہ حُدیبیہ کا نیا نام ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں صلح حدیبیہ ہوئی۔ اور صحابہ کرام نے بیعتِ رضوان کی۔ قرآن مجید نے یاد دلایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ کر بیعت لی تھی۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔ (سورہ فتح)

Marfat.com

روایات میں آیا ہے کہ یہ ببول کا درخت تھا۔ میری نگاہیں سڑک کے دونوں کناروں پر دور دور تک ببول کی تلاش میں لگی رہیں لیکن وہاں اِکی دُکی جھاڑیوں اور بڑے بڑے پتھروں کے سوا اب کچھ بھی باقی نہ رہا تھا۔ کاش! موٹر ایک لحظہ کے لئے یہاں رک جاتی تاکہ تاریخ کے ایک فیصلہ کن مرحلہ کی یاد میں ایک سجدۂ شکر ادا ہو جاتا۔ لیکن اس کاروباری زمانے میں تاریخ کے موڑ کو سڑکوں کے موڑ پر کون ترجیح دیتا۔

میری نگاہیں لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ کی صداؤں پر سے اچھلتی ہوئی باربار افق کے ان دھندلکوں کو ٹٹول رہی تھیں جن کے اندر اس مقدس بستی کی عمارتیں لپٹی ہوئی تھیں جس کے ماحول کو بھی برکت دی گئی ہے۔ (وَبَارَكْنَا حَوْلَهُ) لیکن نشیب میں واقع ہونے کے باعث بیت الحرم کے مینار بھی اس وقت تک دکھائی نہ دیئے جب تک موٹر مکہ شہر میں داخل نہ ہوگئی۔ مکہ مکرمہ کو دیکھتے ہی ہم سب پکار اُٹھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبُّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبُّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبُّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيَّ وَحَبِّبْنِيْ اِلَيْهَا

یعنی: "اے ساتوں آسمانوں کے رب، اور اس کائنات کے رب جس پر ان آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے۔ اے زمینوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جنہیں زمینوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ اے شیاطین کے رب اور اس تمام مخلوق کے رب جسے شیطانوں نے گمراہ کیا ہے۔ اے ہواؤں کے رب اور ان چیزوں کے رب جنہیں ہواؤں نے بکھیرا ہوا ہے۔ میں تیرے حضور اس بستی کے باشندوں کی بھلائی اور جو کچھ بھی اس بستی میں ہے ان سب کی بھلائی کا خواستگار ہوں۔ اور میں اس بستی کے شر سے اس کے باشندوں کے شر سے اور یہاں کی ہر ایک چیز کے شر سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ یا اللہ اس بستی کے اچھے لوگوں سے مجھے محبت ہو اور یہاں کے رہنے والے مجھ سے محبت کریں۔"

اس وقت تو حیرت ہوئی کہ اس بستی کے باشندوں کے شر سے کیوں پناہ مانگی جارہی ہے۔ لیکن دس پندرہ دن مکہ میں رہنے کے بعد احساس ہوا کہ یہ دعا بہت ضروری تھی۔ عثمانی دور میں بدو حاجیوں کے کپڑے تک اتار لیا کرتے تھے اور اس زمانہ میں شاید کوئی خوش نصیب ہی فریضۂ حج پورے اطمینان سے ادا کر سکتا ہوگا۔ سعودی حکومت نے حدودِ حرم میں بدوؤں کا داخلہ بند کر دیا ہے اور چوری چکاری، ڈاکہ اور قتل و غارت کو بڑی سختی سے روک دیا ہے۔ یوں بھی اب تعلیم عام ہوتی جارہی ہے اس کے باوجود عربی عوام کی فطرت نہیں بدل سکی۔ ان کی خوئے بد اب بھی شرارت اور بداخلاقی کے لئے کوئی بہانہ ڈھونڈ لیتی ہے۔ ان کے فتنہ و فساد سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ حاجی منظم ہو کر رہیں اور بازار میں سودا خریدتے، یا ٹیکسی کرایہ پر لیتے یا معلموں، وکیلوں، مزدوروں اور مطوفوں کی خدمات حاصل کرتے وقت انفرادی طور پر نہیں اجتماعی معاملہ کریں اور اگر کوئی بدمعاملگی کرے تو فوراً پولیس کو اطلاع دیں۔ اس سے شرپسند طبقہ خود بخود

راہِ راست پر آجاتے گا۔

حکم تو یہ ہے کہ مکہ مشرفہ میں داخل ہوتے ہی سب سے بیت اللہ میں حاضری دی جاتے۔ لیکن سامان رکھنے کے لئے ڈیرے اور رہنمائی کے لئے معلم کے بغیر گذارا نہیں شہر مکہ سے متصل ایک تاریخی کنواں "ذی طویٰ" ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا تھا۔ یہیں احرام باندھا جاتا ہے۔ لیکن ہم چونکہ کراچی ہی سے احرام میں آتے اس لئے ڈرائیور نے بھی یہاں ٹھہرنا ضروری نہ سمجھا اور وہ ہمیں اس رستہ سے اڈے پر لے گیا جو جنت المعلیٰ (قدیم قبرستان) سے ہوتے ہوتے حرم شریف کے دروازے باب السلام کے سامنے چلا جاتا ہے اسی رستہ سے جانا سُنّت ہے۔ شہر پہ نگاہ پڑتے ہی سب نے یہ دُعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْھَا ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْھَا
اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ
صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا ط

یعنی اے ہمارے اللہ اس مقدس شہر میں ہمیں اپنی برکتوں سے بہرہ ور کر۔ اور کھانے کو میوے عطا کر اور ہمارے دل اس شہر کے ساکنوں کی محبت سے معمور کر۔ اور جو لوگ یہاں سکونت پذیر ہیں ان کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دے۔

جدّہ میں میرے وکیل نے ڈرائیور کو ہدایت کی تھی کہ مجھے معلم شیخ حسین علی محمود کے مکان پر لے جاتے۔ لیکن ڈرائیور سب کو اڈے پر اتار کر چلتا بنا۔ دوسری سواریاں تو پہلی مرتبہ حج کو نہیں آتی تھیں اس لئے ان کو اپنے ڈیرے کا علم تھا۔ میں اس شہر میں اجنبی تھا۔ اور مطارِ جدّہ (ہوائی اڈے) پر جس ذہنی حادثہ سے دوچار ہوا تھا اس کے اثرات

Marfat.com

اب تک باقی تھے۔ میرا نام حج کے قرعہ میں نکلا تو جن معلموں کے خطوط مجھے ملے ان میں شیخ حسین علی محمود بھی تھے۔ شیخ حسین علی محمود کو میں بچپن سے جانتا تھا۔ وہ برسوں مصر میں رہے اور اس کے بعد سنا یہی تھا۔ کہ انہوں نے مکہ معظمہ میں معلمی کا پیشہ اختیار کرلیا ہے۔ اگرچہ ملاقات ہوتے مدتیں گذر چکی تھیں۔ تاہم پرانے تعلقات کی بناء پر۔ بڑی بے تکلفی سے لکھا کہ تمہاری طرح میرے بھی نوسو پورے ہو چکے ہیں اس لئے حج کو آرہا ہوں۔ موٹر لے کر جدہ پہنچ جانا۔ اس خط کا جواب بڑا حوصلہ افزا موصول ہوا۔ اور میں رستہ میں سوچتا آرہا تھا۔ کہ جونہی ہوائی جہاز سے اتروں گا۔ حسین علی محمود جو پہلے بھی عربی لباس پہنتا تھا۔ طربوش کی جگہ مندیل سر پر ڈالے دوڑا آئے گا اور مجھ سے لپٹ جائے گا اور اس کے بعد مجھے کسی بات کی فکر نہ رہے گی۔ لیکن جونہی میں نے کسٹم کے دروازے پر پہنچ کر اپنا پاسپورٹ کاؤنٹر پر رکھا تو ایک خشخشی داڑھی والے لحیم شحیم نوجوان نے اسے دیکھتے ہی نعرہ لگایا "آگئے"! اور سٹول سے اٹھ کر مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ میرا نام حسین علی محمود ہے۔

انا حسین علی محمود

I am Hussain Ali Mahmood

اس نے بیک وقت تین زبانیں استعمال کرتے ہوئے مجھے اندر ہال میں کھینچ لیا۔ مجھے یکدم اپنے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اور میں چکرا سا گیا۔ یا اللہ یہ کون ہے؟ حسین علی محمود تو یقیناً نہیں ہے۔ اگرچہ اسے ملے ہوئے ۲۵۔۳۰ برس ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ اتنا تو نہیں بدل سکتا۔ وہی ہوتا تو پہلے پنجابی میں بات کرتا۔ اس کے بعد میرے والد اور بھائی کے بارے میں پوچھتا۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور تھا۔ معلوم ہوا کہ میرے میزبان کا نام بھی شیخ حسین علی محمود ہے۔ اتفاق سے وہ بھی

Marfat.com

مصر میں رہا ہے اور اس کی شادی بھی لاہور میں ہوئی ہے۔ اس اتفاق سے اس نے پورا فائدہ اٹھایا۔ اور کاروباری لحاظ سے مجھے پھانسنے کے لئے خط و کتابت میں اس بات کا احساس بھی نہ ہونے دیا کہ میرا مطلوب کوئی اور ہے۔ جی میں آیا کہ اسی وقت بھانڈہ پھوڑ دوں اور صاف کہہ دوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ تم وہ نہیں ہو لیکن مصلحتاً خاموش رہا۔ آخر مجھے کسی معلم کی ضرورت تھی وہ بھی معلم تھا۔

کسٹم ہاؤس میں مجھ سے پوچھا گیا کہ مَنْ مُعَلِّمُكَ تمہارا معلم کون ہے؟ تو میں نے شیخ حسین علی محمود کا نام لے دیا۔ اسطرح میں بک ہوگیا۔ اسی کو فیس کے ۲۰ ریال (جو آجکل کے تین سو روپے کے برابر ہیں) ادا کرنا پڑے۔

تاہم جدہ میں وکیل یا معلم میرے کام نہ آتے۔ مطار کے صحن میں سامان پھینک کر کبھی بنچ پر اور کبھی بستر سے ٹیک لگاتے فرش پر یوں بیٹھا رہا جیسے کوئی ماں اپنے اندھے بیٹے کو مسجد میں پھینک کر چلتی بنے ایک دو قلیوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ معلم کا وکیل "تنازل" (داخلہ) کا بندوبست کر رہا ہوگا۔ وہ شام کو آتے گا تو پتہ چلے گا کہ کس طرح مکہ پہنچنا ہے۔ ابھی بارہ بجے تھے۔ جلدی ہو تو گھڑی کی سوئیاں بھی آہستہ آہستہ حرکت کرتی ہیں۔ بنچ پہ بیٹھے بیٹھے اکتا گیا تو چائے پینے کو جی چاہا۔ لیکن سامان کی رکھوالی کون کرتا۔ پھر ابھی زرمبادلہ لینا تھا۔ اور مجھے صراف کا بھی پتہ نہ تھا۔ اِدھر اُدھر نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ مدینۃ الحجاج (حاجی کیمپ) یہی ہے۔ یوں تو اس سہ منزلہ عمارت میں بے شمار کمرے تھے۔ لیکن جابجا وکیلوں، معلّموں اور سفارت خانوں کے بورڈ آویزاں تھے جہاں تک حجاج کا تعلق تھا وہ میری طرح برآمدے یا صحن میں پڑے تھے۔ یہاں تقریباً تمام ممالک کے سفارت خانے موجود تھے۔ صرف پاکستان کا دفتر نہیں تھا۔ میں نے اٹھ کر اِدھر اُدھر

Marfat.com

دیکھا تو ایک جگہ کچھ پاکستانی نظر آئے وہ بھی میری طرح وکیل کے انتظار میں تھے میں نے پوچھا یارو! یہاں کا سفیر کون ہے؟ اس کا کوئی آدمی یہاں ہوتا ہے؟ سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ایک نے بتایا کہ وہ پہلے بھی دو تین مرتبہ آچکا ہے۔ لیکن پاکستان کے سفیر کے بارے میں سنا ہے کہ ان دنوں وہ شکار کو نکل جاتا ہے۔ یا بڑے افسروں اور صنعت کاروں کے بھانجے، بھتیجوں کا کام نکالنے کے لئے کسی نہ کسی سعودی وزیر سے ملنے گیا ہوتا ہے۔

خدا خدا کر کے عصر کی نماز کا وقت آیا تو ایک پاکستانی لڑکا تلاش کرتا ہوا آیا۔ اور مجھے پہچاننے کی کوشش کرتا رہا۔ میں نے نام بتایا تو اس نے کہا کہ آپ ہی کو ڈھونڈ رہا تھا میں آپ کے وکیل کے ساتھ کام کرتا ہوں۔ آیئے! زرِمبادلہ وغیرہ لے لیں۔ "تنازل" لے آیا ہوں۔ موٹر پر بیٹھ کر مکہ پہنچ جایئے۔ میرے چہرے پر ایک پیاری سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے اپنی اتنی سی خدمات کا انعام مانگا تو دس ریال (بیس روپے) سے کم پر خوش نہ ہوا۔ موٹر کا کرایہ دس ریال تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ گیارہ ریال پانچ قرش جس بس کے دیتے ہیں وہ کہاں ہے؟ ۔اس نے جواب دیا کہ سرکاری بس تو شاذ ہی چلتی ہے۔ چلے بھی تو رستہ میں خراب ہو جاتی ہے۔ جی چاہے تو تین چار دن جدہ ہی کے کسی ہوٹل میں ٹھہر کر بس کا انتظار کر لیجئے۔ لیکن "تنازل" تو آج کی تاریخ کا ہے مکہ پہنچنا ہے تو دس ریال خرچو اور عشا کے وقت تک وہاں پہنچ جاؤ۔ میں نے خیریت اسی میں سمجھی کہ یہ زہر کا گھونٹ بھی پی لیا جائے۔

طبیعت بے حد آزردہ تھی۔ ریاح کا مریض بھی ہوں۔ ضعف بڑھ رہا تھا۔ مجھے چائے کی دکان نظر نہ آئی تھی۔ موٹر میں بیٹھا تو ڈرائیور قدرے بھلا مانس معلوم ہوا۔ میں نے اس سے کہا۔ "یا اخی! اشھنا شائے؟" اس نے اُردو میں جواب دیا۔ "چائے پینا مانگتا؟"

Marfat.com

میں نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ فوراً موٹر سے نکلا اور سامنے ہی ایک کھوکھے والے سے سلیمانی کا فنجان (چائے بغیر دودھ) بنوا کر لے آیا۔ دودھ والی چائے پینی ہو تو "شاتے بالحلیب" کہنا پڑتا ہے۔ لیکن میں نے قہوے ہی کو غنیمت سمجھا۔ ڈرائیور نے سگریٹ کی ڈبیہ نکالی تو مجھے بھی حوصلہ ہوا۔ میں نے پوچھا "یہاں تو سگریٹ پینا منع ہے" اس نے کہا آپ سے کس نے کہدیا" اور جا کر ۵۵۵ کا ایک پیکٹ لے آیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہاں پان سگریٹ بے حد ارزاں ہیں۔ دیسی پان (بھارتی) دو قرش کا ملتا ہے۔ اور ۵۵۵ اور دیگر بڑھیا سگریٹ صرف بارہ قرش میں (سرکاری شرح پر پاکستان کا روپیہ سعودی ریال کے تقریباً برابر ہے۔ لیکن کھلے بازار میں اس وقت ایک سو پاکستانی روپے کے بدلے صرف ۲۷ ریال ملتے تھے۔ اب یہ تناسب ایک اور اٹھائیس کا رہ گیا ہے۔) ڈرائیور نے مجھ سے سگریٹ اور چائے کے دام بھی نہ لئے۔ دراصل وہ سعودی عرب کا نہیں کسی اور اسلامی ملک کا رہنے والا تھا۔

خالی پیٹ قہوہ پینے سے طبیعت اور خراب ہوئی۔ موٹر سرپٹ جدّہ کی شاہراہ پر بھاگی جا رہی تھی اور مجھے زرد رنگ کی بادی قے آنے لگی جس کے چھینٹے احرام پر پڑے۔ ڈرائیور نے ٹائیلٹ پیپر نکال کر دیا۔ لیکن داغ دھبے دور نہ ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں پہنچتے ہی سب سے پہلے مُعلّم کی تلاش ہوئی۔ شیخ حسین علی محمود کے گھر جانے کو جی تو نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا؟۔ رقم اسی کے حوالے کی تھی۔ اور سرکاری طور اسی کو اپنا مُعلّم نامزد کیا تھا۔

حمّال سے پوچھا تو اس نے سامان اُٹھا لیا۔ اور سڑک کے اُس پار محلہ مسفلہ میں لے گیا۔ یہ ایک تنگ و تاریک بازار ہے جو کسی زمانہ میں شہر کا گندہ نالہ تھا۔ مُعلّم

Marfat.com

خانہ کعبہ کا دروازہ جس کے بائیں پہلو میں ملتزم اور حجرِ اسود ہیں

Marfat.com

حسین علی محمود کا مکان اسی بازار میں تھا۔ حج کے موسم میں تمام مُعلّم اپنے علاوہ اڑوس پڑوس کے مکان بھی کرایہ پہ اٹھا دیتے ہیں۔ سب کے سب مکان پرانی وضع کے ہیں اور ان میں ایک خاندان بھی آسائش سے نہیں رہ سکتا۔ چہ جائیکہ ایک ایک مکان میں پچاس پچاس حاجیوں کو ٹھہرایا جاتے اس کے باوجود حرص کا یہ عالم ہے کہ مُعلّم نہ صرف اپنے مکان کے باورچی خانوں اور غسلخانوں میں مہمان ٹھہراتے ہیں بلکہ صحن، چھت اور باہر کے چھٹوں اور چھجوں تک کا کرایہ وصول کرتے ہیں اور خود بھی وہیں پڑے رہتے ہیں۔ اکثر معلموں کے پاس تو کمرے بھی نہیں ہوتے۔ ان کے حاجی اپنے سامان سمیت باہر سڑک پر دکان کے چبوتروں پر بیٹھے رہتے ہیں۔ دراصل سعودی عرب کے باشندوں کی روزی کا سب سے بڑا ذریعہ وہی ہے جس کو حجّاج کی خدمت کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے وہ حجّاج کی خدمت تو کیا کریں گے اپنے پیٹ کی خدمت ضرور کرتے ہیں۔ عثمانی دور میں اکثر حجاج بیت الحرام کے آس پاس خیمے لگا لیا کرتے۔ لیکن اب منیٰ اور عرفات کے سوا کہیں بھی خیمے گاڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہاں بھی خیمے وکیلوں کے ہوتے ہیں جن کا بھاری کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ پھر فیس تو مُعلّم وصول کر لیتا ہے۔ کام اس کے بھائی بند کرتے ہیں کوئی مطوّف کہلاتا ہے اور کوئی مزوّر۔ جس کا معاوضہ علیحدہ مقرر ہے۔ ان لوگوں کو مناسکِ حج ادا کرانے کے لئے چونکہ خاص طور پر تربیت دی جاتی ہے اس لئے ان کے بغیر حجاج کا گزارا بھی نہیں۔

شیخ حسین علی محمود نے چونکہ غلط فہمی قائم رکھنے کیلئے گھر میں بتا رکھا تھا کہ ان کا ایک بہت پرانا لاہوری دوست ان کے یہاں مہمان ٹھہرے گا اس لئے ان کے بھائی بندوں نے بڑی خندہ پیشانی سے میرا استقبال کیا اور گھر کے اندر ہی شیخ حسین علی محمود کے دفتر کو

Marfat.com

(جس کو عام حالات میں دکان کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا) میرے لئے بطورِ خاص خالی کر دیا۔ اور اس کا پانسو روپے کرایہ وصول کیا۔ حالانکہ مجھے صرف دس پندرہ دن رہنا تھا۔

کہ مشرّفہ میں داخل ہوتے ہی "طوافِ سلامی" لازمی تھا۔ لیکن میں اپنے احرام کے بارے میں مشوش رہا۔ اگرچہ اضطراری حالت میں ناپاک کپڑوں سے بھی عبادت جائز ہے۔ اور ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ انہوں نے حج کے دوران اس قسم کی فقہی رعایتوں سے پورا فائدہ اٹھایا تاہم طبیعت نہیں مانتی تھی۔ ابراہیم (شیخ حسین علی محمود کے بھائی) سے ذکر کیا تو انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی احمد کو ہدایت کی کہ اپنا احرام تھوڑی دیر کے لئے دیدے اور میرا احرام ڈبل دھلائی پر دھوبی کو دے آئے۔ احمد بڑا اچھا لڑکا تھا۔ وہ ثانوی مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ اس لئے انگریزی سے تھوڑی بہت شُدبُد رکھتا تھا (حالانکہ باقی بھائیوں میں وہ انگریزی کا ماہر خیال کیا جاتا تھا) وہ مجھے طوافِ سلامی کے لئے بیت الحرام میں لے گیا۔

لبیک لبیک کہتے ہوتے بابُ السّلام کی دہلیز پر پہنچے تو پہلی مرتبہ کعبۃ اللہ کی زیارت ہوتی۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ کعبہ کو دیکھ کر خوف و دہشت اور روضۂ اطہر کو دیکھ کر عشق و محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن کعبہ پر نگاہ پڑی تو باوجودیکہ حرم شریف نمازیوں اور مطوفین سے اٹا پڑا تھا اور ان کی تسبیح و تہلیل سے مسجد گونج رہی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے چاروں طرف ایک گھمبیر سنجیدگی اور مقدّس سناٹا طاری ہے خانہ کعبہ کی سیاہ پوش چوکور عمارت نشیب میں واقع ہے۔ اس کے باوجود یوں لگا جیسے شیر کی طرح کوئی عظیم طاقت چھت پر اوندھے منہ لیٹی ہے۔ بظاہر اس نے آنکھیں موند رکھی ہیں لیکن اس کی نگاہ چاروں طرف ہے اور یہ طاقت ذرا سی آہٹ پر بھی بھپر کر اٹھ کھڑی ہو گی۔

Marfat.com

روایات میں آیا ہے کہ خانہ کعبہ پر پہلی نگاہ پڑتے ہی جو دعا کی جاتے قبول ہوتی ہے احمد تلبیہ پڑھتا ہوا کافی آگے نکل گیا تھا میں نے جلدی سے ہاتھ اٹھاتے اور لڑکھڑاتی زبان میں مختصر طور پر دعا کی۔ "پروردگار عالم میں بڑی دور سے آیا ہوں میری واحد دعا یہ ہے کہ میری دعاؤں کو شرفِ قبول بخش اور اگر وہ تیری سنّت کے خلاف ہوں تو مجھے ٹوک دیا کر۔ آمین۔

اس کے بعد دُعائے مسنون پڑھی۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مَنْ زَارَہٗ تَعْظِیْمًا وَّمَھَابَۃً

یعنی "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے میرے اللہ تو اس گھر کی شرافت، تعظیم و تکریم اور دبدبے میں اضافہ فرماتا رہ۔ اور جو اس کی زیارت کرے اسے بھی تعظیم و شرافت اور دبدبے کی نعمت عطا کر۔"

حرم شریف کے برآمدے اور صحن میں سے ہوتا ہوا مقامِ ابراہیم پر پہنچا۔ وہاں ایک کمانی دار دروازہ بنا ہوا ہے۔ جسے باب بنو شیبہ کہتے ہیں۔ مسجد الحرام کا اصل دروازہ یہی ہے اس میں داخل ہو کر حجرِ اسود پر پہنچا اور بسم اللہ۔ اللہ اکبر کہہ کر اسے چُوما۔ اور احمد کی قیادت میں کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ ساتھ طواف شروع کر دیا۔ اضطباع اور رمل کے بعد معمولی چال میں سات پھیرے پورے کئے۔ زمزم کا پانی پیا۔ جو منڈیر پر ہی مل جاتا ہے۔ نیچے اترنے کی ضرورت نہیں پڑتی پہلے یہ چشمہ ایک حوض کی صورت میں تھا جس پر

Marfat.com

چھت تھی۔ لیکن اب چھت ہٹادی گئی ہے اور حوض کو بند کرکے دس بیس ٹونٹیاں لگادی گئی ہیں۔ آب زمزم کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ جس نیت سے پیا جائے وہ پوری ہوتی ہے (حدیثِ جابر، اتحاف) مجھے نفخ اور اپھارے کی شکایت رہتی تھی۔ میں نے یہی دعا کی اے خدا اپنے وعدے کے مطابق میرا مرض دور کر۔ الحمدللہ کہ قیام حرمین الشریفین کے دوران یہ شکایت نہیں ہوئی اور اب بھی مرض کی نوعیت خواہ بدل گئی ہو اصل مرض باقی نہیں رہا۔ زمزم کا پانی پینے کے بعد صفا و مروہ کی سعی کی۔ یہ دونوں پہاڑیاں اب مسجد کا جزو ہیں سادوران کو ایک مسقف برآمدے میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ فرش بھی سنگِ مرمر کا ہے صرف نشانی کے طور پر دونوں پہاڑیوں کی چوٹیاں چند پتھر رکھ کر اصل حالت میں برقرار رکھی گئی ہیں۔ سعی سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو احمد نے کہا کہ حجام بیٹھا ہے اس سے حلق (ٹنڈ) کرالو۔ لیکن میں نے تقصیر کو ترجیح دی اور زندگی میں پہلی مرتبہ زیرو نمبر کی مشین سے تمام بال منڈواتے۔ حلق اور تقصیر میں صرف برائے نام فرق ہے۔ طوافِ سلامی مکمل ہو چکا تھا احمد کو دو ریال انعام دینا چاہا لیکن اس نے پانچ ریال کی باقاعدہ اجرت مانگی (پیشہ ور مطوفین سات یا دس ریال لیتے ہیں) جو دینی پڑی۔ لیکن رہ رہ کر خیال آتا رہا کہ ہوائی اڈے پر معلم نے جو ۲۰ ریال وصول کئے تھے وہ کاہے کے لئے تھے۔

طبیعت بدستور مضمحل تھی اس لئے واجبات سے فارغ ہو کر سیدھا اپنے ڈیرے پر پہنچا۔ احرام اتار کر کپڑے بدل رہا تھا کہ سوچنے لگا۔ ابھی کھانا کھانا ہے۔ لیکن کہاں سے کھایا جائے۔ پتہ نہیں بازار کتنی دور ہے۔ اور وہاں پاکستانی کھانوں کا بھی انتظام ہے یا نہیں؟ پھر اس کمرے میں سونا کس طرح ہے۔ یہاں نہ تو چارپائی ہے نہ چٹائی۔ میرے سوٹ کیس کے اوپر عربی زبان کا ایک اخبار رکھا تھا "الندوہ" اس کے پہلے صفحہ پر حجاج کی

Marfat.com

آمد پر خبر کا عنوان رکھا گیا تھا "ضیوف الرحمان" یعنی خدا تعالیٰ کے مہمان۔ اس پر مجھے بہت سے بزرگوں کے قصے یاد آتے۔ ایک بزرگ طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوتے دوپہر کے وقت مدینہ میں داخل ہوتے تو خادم نے عرض کی۔ حضرت جی! کھانا کہاں سے کھانا ہے؟ یہاں تو کوئی دکان بھی نہیں ہے۔ بزرگ بھوک کے مارے پریشان تھے اس کے باوجود بڑے تحمل سے جواب دیا۔ بھئی ہم تو رسول اللہ کے مہمان ہیں۔ کھانا کھلائیں گے تو کھالیں گے ورنہ نہ سہی۔ اِدھر یہ الفاظ ان کے منہ سے نکلے ادھر ایک شخص کھجور کی اوٹ سے نکلا اور بولا کھانا کھا لیجئے۔ بزرگ نے پوچھا۔ بھئی تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم بھوکے ہیں۔ اس نے کہا۔ میں صبح سے یہاں بیٹھا کسی مہمان کا انتظار کر رہا تھا۔ آپ آگئے تو میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ یہ قصے یاد آتے تو میں نے بازار جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور میرے منہ سے نکلا ہم تو ضیوف الرحمٰن ہیں کھانا کھلاتے گا تو کھالیں گے ورنہ نہ سہی۔ اتنے میں سیڑھیوں سے ابراہیم اترا۔ وہ اردو اچھی طرح بول لیتا تھا۔ اس نے کہا۔ آپ کھانا ہمارے پاس کھاتے گا۔ میں نے کہا تمہارے پاس کیوں کھاتے گا۔ ہم بازار سے کھاتے گا۔ وہ بولا نہیں بازار میں آپ کے مطلب کا کھانا نہیں ملے گا۔ ہم جانتا ہے آپ لوگ کیا کھاتا ہے۔ میری بیوی نے کھانا تیار کر دیا ہے ابھی لا رہا ہوں۔ چنانچہ وہ چاول مٹر گوشت اور چپاتیاں لے آیا۔ کھانا کھا کر بستر کھول ہی رہا تھا کہ وہ کہیں سے ایک چارپائی بھی لے آیا اور بولا یہاں چٹائی پر سوتے ہیں۔ میں بڑی مشکل سے ایک چارپائی ڈھونڈ کر لایا ہوں آپ تو پلنگ کے عادی ہوں گے۔ لیکن کسی اور حاجی کو مت بتانا کہ کھانے وغیرہ کا بندوبست میں نے کیا ہے۔ ورنہ سب پیچھے پڑ جائیں گے۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اس سے پندرہ دن کے کھانا کا معاوضہ طے کر لیا۔ اگرچہ اس نے دس ریال روزانہ کے حساب سے رقم مانگی

تاہم بازار کے مقابلہ میں یہ زیادہ محسوس نہ ہوتی اس لئے میں نے سودا طے کرلیا۔ اس طرح مجموعی طور پر قیام وطعام کے لئے چھ سات سو ریال دینے پڑے۔ ابھی مدینہ شریف جانا تھا۔ میرے پاس صرف چند ریال رہ گئے تھے۔ بہت گھبرایا۔ خدا سے دعا کی کہ اسی رقم میں برکت ڈالدے ورنہ بڑی مشکل ہوگی۔ یہاں سب ضرورت مند ہیں ادھار کون دے گا۔ الحمدللہ! یہ دعا بھی قبول ہوئی اور باوجود کھلا خرچ کرنے اور سودا سلف خریدنے کے پتہ نہیں چند ریال میں کس طرح ایسا اچھا گزارا ہوا کہ کراچی واپس آنے پر بھی میرے پاس چند ریال باقی تھے۔

مکہ اور مدینہ میں تہجد کیلئے بھی اذان ہوتی ہے۔ لاہور میں رات کی ڈیوٹی کے باعث دن چڑھے اٹھنے کا عادی تھا۔ وہاں تہجد کے وقت آنکھ کھل گئی۔ مسجد الحرام میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے یہی لالچ کشاں کشاں خانہ کعبہ میں لے گیا۔ آب زمزم کے کنارے مقام ابراہیم پر اور حطیم میں نماز پڑھنے کا جو لطف آتا ہے اس کا اندازہ وہ لوگ نہیں کرسکتے۔ جو عام مسجدوں میں نماز پڑھنے کے عادی ہیں۔

حج میں ابھی دس بارہ روز باقی تھے یہ ایام بیت الحرام کے خاص خاص مقامات پر کھڑے ہوکر دعائیں کرنے، قرب وجوار کے مقدس مقامات کی زیارت کرنے، بازاروں میں گھومنے اور اپنے اخبارات کے لئے مضامین اور خبریں لکھنے میں گذارے۔ میری ایک مخصوص دعا جو کئی مقامات پر دہرائی کم وبیش ذیل کے الفاظ میں رہی۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمْ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

Marfat.com

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اے پروردگارِ عالم، اے ربِ کعبہ! تیری شان اونچی ہو۔ تیری عظمتیں بلند ہوں تیری رفعتیں برقرار رہیں، آسمانوں پر تیرے شمس و قمر اور سیارے جگمگاتے رہیں تیرا نور کوہسار سے کوہسار تک پھیل کر کائنات کی رگوں میں دوڑتا رہے۔ تیرے فرشتے تیری کرسی کے گرد گھوم گھوم کر تیری حمد و ثنا کرتے ہیں۔ یہاں بھی تیرے ایک بندے ابراہیمؑ نے اسی مقصد کے لئے ایک گھروندہ بنایا تھا جس کو تو نے اپنا بیت کہہ کر اس کی عزت بڑھائی میں نے زمان و مکان کی پنہائیوں سے اس صدی کے پہلے ربع میں سر نکالا تو تیرے کلام کے توسط سے جو تو نے اپنے محبوب نبیؐ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا۔ یہ آواز میرے کانوں سے بھی ٹکرائی اس وقت میں ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا اور ابھی پہلے پارے کا ترجمہ سیکھا تھا یہ آواز میرے دل میں گھر کر گئی۔ حتیٰ کہ آج چالیس برس بعد اس قابل ہوا ہوں کہ تین ہزار میل مسافت طے کر کے یہاں آؤں۔ میں کوئی دنیاوی خواہش لے کر نہیں آیا مجھے کچھ نہیں مانگنا۔ میرے آنے کا مقصد صرف حاضری لگوانا ہے۔

اے حجرِ اسود! حضرت علیؓ نے کہا تھا کہ تیری آنکھ سب کچھ دیکھ رہی ہے تو گواہ رہ کہ میں نے یہاں حاضر ہو کر وہ اقرار پورا کر دیا ہے جو روزِ ازل رب العالمین نے اپنے بندے سے لیا تھا۔

اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَ وَفَاءً بِعَهْدِكَ

حرم شریف کے ارد گرد جو بے شمار آثارِ قدیمہ پھیلے ہوتے ہیں ان میں سب سے

زیادہ متاثر ابوقبیس کی چوٹی نے کیا۔ یہ پہاڑی صفا و مروہ کے قریب واقع ہے اور صرف ایک سڑک دونوں کے درمیان حائل ہے یہی پہاڑی ہے جس کی چوٹی پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے حج کے لئے پہلی اذان دی۔ اس وقت یہاں باپ بیٹے کے سوا کوئی نہ تھا۔ دونوں جب خانہ کعبہ کی دیواریں استوار کر چکے تو حکم ہوا۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ

ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ یہاں کون ہے جو میری آواز سنے گا۔ علیم و خبیر خدا نے کہا کہ اس کی پرواہ مت کرو۔

یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

بڑی دور دور سے لوگ چلے آئیں گے، پیدل بھی اور ایسی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز سے چل کر آتی ہوں اور مسافت کے باعث لاغر ہو گئی ہوں۔ اس وقت مواصلات کا کوئی بھی ذریعہ نہ تھا۔ اس کے باوجود یہ راز آج تک نہیں کھل سکا کہ جو آواز آج سے تقریباً چار ہزار برس قبل ابوقبیس کی چوٹی سے بلند ہوئی وہ کس طرح پُراسرار طریقے سے اکناف عالم میں اتنی پھیلی کہ آج تک عورتوں اور مردوں کے اس سیلاب میں کمی واقع نہیں ہوئی جو وادی غیر زرع کی زیارت کے لئے ہر سال امنڈتا چلا آتا ہے۔

اسی پہاڑی کی چوٹی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شق قمر کا معجزہ دکھایا تھا یہاں بلالؓ نے حضرت عمرؓ سے اجازت لے کر ایک مسجد بھی تعمیر کی تھی جو دراصل حرم شریف کے ماذنہ کا کام دیتی تھی آج کل یہ مسجد مُقفّل رہتی ہے اور ارد گرد خار دار تار لگی ہوئی ہے

Marfat.com

قریب ہی وہ بڑی بڑی سلیں پڑی ہیں جن پر رسولِ خدا اپنے صحابہ سمیت رونق افروز ہوا کرتے تھے۔ جب کفار نے کوئی خارق عادت معجزہ دکھانے پر اصرار کیا تو سامنے چودھویں کا چاند جگمگا رہا تھا۔ حضورؐ نے انگشتِ شہادت سے اشارہ کیا تو سب نے دیکھا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوا بلکہ کفار کو یوں لگا جیسے چاند پھٹ گیا ہے۔ حالانکہ پھر مالابار کے ہندو راجے نے یہ انشقاق کیسے دیکھ لیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ اگر چاند پھٹتا تو کائنات میں زلزلہ برپا ہو جاتا۔ اور رصدگاہیں اس کا مشاہدہ کرتیں۔ حالانکہ یہ ساتویں صدی عیسوی کا واقعہ ہے۔ اس وقت اتنی رصد گاہیں کہاں تھیں؟ رصد گاہیں تو دسویں صدی عیسوی میں خود مسلمانوں نے قائم کیں۔ پھر مالابار کے راجہ نے بھی تو ایک رصد گاہ بنا رکھی تھی۔ جہاں وہ رات کو آسمان کا جائزہ لیتا رہتا تھا۔ بعض نے قیاس ظاہر کیا ہے کہ اس وقت گرہن لگ گیا ہو گا جو ایک لکیر کی صورت میں چاند کے آر پار بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال بہت سی باتیں ہیں جن کی ابھی تحقیق ہونی ہے۔ جدید الخیال مفسرین نے جھگڑا چکانے کے لئے کہہ دیا ہے کہ یہ واقعہ طبعی نہیں کشفی ہے۔ چاند چونکہ عربوں کا قومی نشان تھا اس لئے وانشق القمر کا مطلب یہ ہے کہ ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا۔ حالانکہ کشف نبیؐ کو تو ہو سکتا تھا۔ کفار کو کس طرح ہوا یہ نظارہ دیکھ کر وہ مبہوت کیوں ہو گئے؟ اور اس کو سحر سے کیوں تعبیر کرتے رہے؟ پھر اتحاد تو پہلے ہی پارہ پارہ تھا نئی بات کون سی ہوئی۔

ابو قبیس کی چوٹی پر بیٹھے جب سامنے پہاڑیوں پر ذوالحجہ کے چاند کا نظارہ کر رہا تھا تو یہ خیالات یکے بعد دیگرے میرے دل میں پیدا ہوتے۔ لیکن وہاں بیٹھنا محال تھا پہاڑ پر بے شمار لوگوں نے اپنے مکانات بنا رکھے ہیں اور جس جگہ حضور کی نشست رہتی

Marfat.com

تھی اسے وہ نجاست اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اس کے علاوہ بے شمار بچے پیسے مانگنے کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں یہاں سے دور نیچے ایک طرف خانہ کعبہ نظر آتا ہے۔ دوسری طرف ایک تنگ سا قدیم بازار ہے جس میں لوگ رینگتے ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ شام کے وقت جب نسیم سحری چلتی ہے تو یہ منظر روحانیت افروز ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ گندگی کے باعث وہاں ایک لحظہ بھی کھڑے رہنا ناممکن ہوتا ہے احمد کو تو اپنے پڑوس کی پہاڑی کا نام بھی معلوم نہ تھا۔ میں پوچھتے پوچھتے یہاں پہنچا تھا۔ بے شمار سیڑھیاں ہیں جن پر چڑھتے چڑھتے ہانپ گیا اس لئے چاہتا تھا کہ کوئی دم اس قدرتی شہ نشین پر بیٹھ کر ذہن میں اسلاف کی تاریخ کے اوراق الٹ کر حظ حاصل کروں لیکن وہاں تو بچوں نے اتنا پاخانہ کر رکھا تھا کہ پاؤں رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ یہاں ترکیہ اور نہ جانے کینیا کے دو تین حاجی ملے جو جاننا چاہتے تھے کہ یہ شہ نشین سا کیا ہے؟ لیکن بدقسمتی سے نہ عربی جانتے تھے نہ انگریزی۔ تاہم چاند دکھایا۔ پھر انگلی سے اشارہ کر کے دو ٹکڑے بناتے اور قرآن مجید کی آیت "وانشق القمر" پڑھی تو ان کی سمجھ میں آیا اور وہ اچک کر شہ نشین پر جا کھڑے ہوتے اور چاند کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے اب بھی دو لخت ہے۔ میں نے سوچا کہ روس اور امریکہ کے خلاباز کئی مرتبہ چاند پر اتر چکے ہیں۔ کیا عجب کہ جستجو کے بعد اس میں کوئی دراڑ بھی نظر آجاتے۔ ویسے غار تو بے شمار ہیں۔ باقی رہا دھماکہ اور نظام کائنات کا درہم برہم ہونا۔ تو چاند کے پھٹنے سے زمین پر سمندری طوفان اور زلازل آسکتے ہیں لیکن اس زمانے میں ریکارڈ کون رکھتا تھا۔ سمندروں میں طوفان آئے ہوں تو اکے دکے بحری قزاقوں یا مچھیروں کے سوا کس نے دیکھے ہوں گے اور ان کے پاس باقی دنیا کو بتانے کا ذریعہ بھی کیا تھا۔؟

Marfat.com

ابوقبیس کی پہاڑی کے ساتھ ساتھ سڑک پر چلا جاتے تو قریب ہی مولد النبیؐ ہے پرانے مکانوں کو گرا کر یہاں ایک جدید طرز کی عمارت بنادی گئی ہے جس میں لائبریری ہے ہال میں کرسیاں پڑی ہیں۔ اوپر برقی پنکھے چلتے رہتے ہیں۔ زائرین آتے ہیں تو انہی کرسیوں پر بیٹھ کر روح پر فتوح پر درود پڑھتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ کمرہ من وعن رہنے دیا جاتا جس میں ظہور قدسی ہوا۔ تازگی روح کا کوئی سامان تو باقی رہتا۔ ملحقہ مکان بھی گرا کر نئی عمارتیں ایستادہ کی جارہی ہیں۔ تاہم پہاڑی پر واقع دوسرے مکانوں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس مکان میں حضور کی ولادت ہوئی وہ کتنا معمولی اور تنگ و تاریک تھا۔ سامنے جنّت المعلیٰ ہے جس میں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ، عبدالمطلب، ابوطالب، عبداللہ ابن زبیرؓ اسماءؓ اور دوسری بے شمار ہستیاں مدفون ہیں۔ لیکن ایک کی قبر بھی محفوظ نہیں ہے۔ صرف حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مزار کی نشاندہی اس چٹان سے ہو سکتی ہے جس پر اب بھی تیل کے چراغ کے نشان نمایاں ہیں۔ قبرستان مقفل رہتا ہے۔ شاید کبھی شام کے وقت حجاج کے لئے کھولا جاتا ہو۔ لیکن وہ بھی بالعموم باہر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں۔ کاش یہاں ایک بورڈ ہی لگا دیا جاتے جس پر نمایاں مدفونوں کے نام، تاریخ پیدائش و وفات وغیرہ کندہ ہو۔ سعودی عرب نہ جانے قبروں کا دشمن کیوں ہے؟ چراغ جلانا، غلاف چڑھانا اور عرس منانا معیوب سہی۔ لیکن قبروں پر فاتحہ پڑھنا تو سنت ہے حضورؐ خود بھی اپنے بزرگوں، اور صحابہ کرام کے مزاروں پر جا کر فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی فرمایا کہ جو شخص حج کو آتے لیکن میری قبر کی زیارت کو نہ آتے اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اگر قبر کا وجود نہ ہو تو زیارت کس کی ہوگی۔؟

حج کے روز چونکہ اژدحام کے باعث مقاماتِ مقدسہ اور آثارِ قدیمہ کو غور سے دیکھنے

Marfat.com

کا موقع نہیں ملتا۔ اس لئے دوسری یا تیسری ذوالحجہ کو منیٰ، عرفات اور مزدلفہ دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ بس میں زیادہ تر پنجاب کے مختلف شہروں سے آتے ہوئے حجاج تھے جو شیخ حسین علی محمود ہی کے پاس ٹھہرے تھے ان سے تعارف رستہ ہی میں ہوا۔ جماعتی رنگ میں سیاحت سے فائدہ رہا۔ مزدوروں کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ کیونکہ جو کچھ کتابوں میں پڑھا تھا۔ اس کی عملی مشاہدہ کے بعد ایک دوسرے سے تصدیق ہوتی رہی۔

مکہ سے تین میل دور منیٰ ہے جہاں حضرت ابراہیم اپنے فرزند کو قربانی کے لئے لے گئے تھے رستہ میں شیطان نے تین مرتبہ اسماعیلؑ کو بہکایا کہ تمہارا باپ تمہیں ذبح کر دیگا تم بھاگ نکلو۔ لیکن اسماعیل نے اس کی ایک نہ سنی۔ اور برابر والد کے پیچھے پیچھے چلتے رہے ان تینوں مقامات پر جہاں شیطان نمودار ہوا تھا۔ میل راہ کی طرح چبوترے سے بنے ہوتے ہیں۔ یہاں عرفات اور مزدلفہ سے واپس آکر ۱۰ ذی الحجہ کو رمی کی جاتی ہے۔ یعنی تینوں شیاطین پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں یہ کنکریاں مزدلفہ کی وادی محسّب سے ۷، یا کم از کم ۴۹ کی تعداد میں اٹھا کر لانا پڑتی ہیں۔ کم و بیش پندرہ لاکھ حاجی برابر دو چار دن تک ان شیاطین کو کنکریاں مارتے رہتے ہیں۔ لیکن لوگ حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ ڈھیر تو بالکل معمولی ہوتا ہے آخر یہ کنکریاں کہاں جاتی ہیں؟ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ حج کے بعد یہ کنکریاں اٹھا کر مرمت طلب سڑکوں پر پھینک دی جاتی ہیں۔ لیکن حج کے دوران میں ان کا مینار سا کیوں نہیں بن جاتا؟ اس کا جواب مجھے بھی نہیں سوجھ سکا۔ غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں (اور بعض مسلمان بھی اس کا اثر قبول کر لیتے ہیں) کہ شیاطین کو کنکریاں مارنا بت پرستی کے باقیات میں سے ہے حالانکہ شیطان سے پناہ مانگنا اور اسے کنکریاں مار کر اپنی قوت مدافعت میں اضافہ کرنا بت پرستی نہیں، بت شکنی کا ایک مظاہرہ ہے ان شیاطین میں سے بڑے کو جمرۃ عقبیٰ

درمیانہ کو جمرۃ وسطیٰ اور چھوٹے کو جمرۃ ادنیٰ کہا جاتا ہے۔ دراصل یہ علامتیں ہیں ان شرپسندوں قوتوں کی جو دنیا، عقبیٰ اور برزخ میں انسان کو گمراہ کر سکتی ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ظاہری طور پر کنکریاں پھینک کر قوتِ مدافعت کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ مسلمانوں میں شیطان سے اتنی نفرت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اگر کہیں مل جائے تو اسے مار بھگانے کے لئے تیار رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رمی جمرہ بھی اب ایک کھیل بن کر رہ گیا ہے اور لوگ شیطان کی علامت کو دیکھتے ہی اس قدر غصے میں آجاتے ہیں کہ اسے جوتے اور ڈنڈے رسید کرنے سے بھی نہیں چوکتے (حالانکہ شرعاً یہ ناجائز ہے اور جمرۃ ادنیٰ اور جمرۃ وسطیٰ کو کنکریاں مار کر ذرا پیچھے ہٹ جانے اور کعبہ کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جمرۃ عقبیٰ پر رمی کرنے کے بعد دعا ممنوع ہے)

منیٰ میں ایک پرانی مسجد بھی ہے جس کا نام مسجدِ خیف ہے۔ یہاں ۸ ر اور ۹ ذی الحجہ کو نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ منیٰ سے متصل ایک وسیع میدان ہے جہاں قربانی کے جانوروں کی بڑی منڈی لگتی ہے۔ یہیں ایک پہاڑی کے دامن میں نالے کے کنارے دو پتھر اوپر نیچے رکھے ہیں انہی پر حضرت ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو آنکھوں پر پٹی باندھ کر لٹایا تھا کہ آواز آئی "قد صدقت رؤیاك" "تو نے اپنا خواب پورا کر دکھایا۔ اب بیٹے کی جگہ مینڈھے کی قربانی دے۔ اس زمانے میں یہاں مینڈھا کہاں تھا۔؟ تاہم معجزۃً ایک نمودار ہوا جس کو حضرت ابراہیم نے قربان کیا۔ اس کے سینگ خانہ کعبہ میں مدتوں محفوظ رہے لیکن جب ایک عورت کی غلطی سے اس گھر کو آگ لگی تو دوسری نشانیوں کے ساتھ غالباً یہ نشانی بھی جل کر راکھ ہو گئی۔

منیٰ کی شاہراہ سے نیچے اتر کر بس میدان عرفہ کی جانب گھومی تو تاریخ کے بے شمار

Marfat.com

اوراق نگاہوں میں گھومنے لگے۔ اکثر سوچا کرتا تھا کہ خانہ کعبہ میں جو بڑے بڑے بت لات و منات و عزیٰ اور ہبل رکھے تھے وہ فتح مکہ کے بعد آخر کہاں پھینکے گئے۔ غور سے دیکھا تو منیٰ اور اس کے آگے کی پہاڑیوں پر کچھ بتوں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے کسی کا سر ہے تو کسی کی ٹانگیں اور کسی کا بازو۔ کاش بت پرست اس زمانے میں موجود ہوتے تو دیکھتے کہ مصر، عرب اور پاکستان میں ان کے معبودوں کا کیا حال ہے جو معبود خود ذلت اور کسمپرسی کے عالم میں گرے پڑے ہیں وہ دوسروں کی دادرسی کیا کرتے ہوں گے؟۔ میں سوچ رہا کہ آخر ابتداء میں لوگ بت پرستی کی طرف کیوں مائل ہوتے شام کے دھندلکوں میں منیٰ اور اس کے بعد مدینہ منورہ جاتے ہوتے رستہ کی پہاڑیوں کو دیکھا تو ان کی چوٹیوں پر ناتراشیدہ پتھر طرح طرح کے عفریتوں کی طرح بیٹھے ہوتے دکھائی دیئے۔ غیر ترقی یافتہ زمانے میں یہ منظر دیکھ کر واقعی خوف پیدا ہوا ہوگا۔ اور کمزور انسان نے اسے دور کرنے کے لئے انہی بدشکل اور ہیبت ناک پتھروں کی پوجا شروع کر دی ہوگی۔ مغرب کے لادین ماہرین نفسیات نے لکھا ہے کہ خدا کا تصور بھی خوف اور بھوک کی پیداوار ہے دیوتاؤں کے بارے میں تو یہ نظریہ بڑی حد تک درست ہے لیکن جس خدا کا تصور اسلام نے پیش کیا ہے وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اول تو بتوں کی طرح خدا بے حس و حرکت اور بے فیض نہیں بلکہ ایک عظیم قوت ہے۔ جس کا مظاہرہ برابر ہوتا رہتا ہے دوسرے اس پر اعتقاد رکھنے سے خوف اور بھوک سے نفسیاتی طور پر نجات نہیں ہوتی۔ بلکہ فی الحقیقت ہو جاتی ہے اس نے بار بار وعدہ کیا ہے کہ میں اپنے بندوں کا خوف اور بھوک دور کرتا ہوں چنانچہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ خدا پرست قومیں (خصوصاً مسلمان) بت پرستوں سے کہیں زیادہ نڈر اور بہادر ثابت

Marfat.com

ہوتی ہیں۔ جہاں تک رزق کا تعلق ہے وہ

يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَاب اور يَرْزُقُ
مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

کے دعدے کے مطابق ایسے ذرائع سے دیتا ہے کہ بت پرست کو یقین بھی نہیں آسکتا۔

حج بیت اللہ کے بعد میرا یہ عقیدہ یقین سے بدل گیا ہے کہ مادی نتائج محض روحانی وسائل سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں قرآن مجید میں لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى آیا ہے۔ لیکن سعی کے لئے مادّی ہونا شرط نہیں روحانی بھی کافی ہے اس کا ثبوت صفتِ رحمانیت کے تحت تو روز دیکھنے میں آتا ہے بے شمار مظاہرِ قدرت انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اس سے باہر ہیں۔ بارش انسان کی مادّی کوشش سے نہیں ہوتی۔ لیکن روحانی کوشش سے ہو سکتی ہے۔ تاریخ میں بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ مسلمانوں نے لبا اوقات کثرتِ اعدا پر اپنی مادی کوشش سے نہیں روحانی کوشش سے فتح پائی۔ روزمرّہ کی زندگی میں بھی جہاں مادی کوشش ناکام رہے وہاں روحانی کوشش کامیاب رہتی ہے۔

حج کے ایّام میں خود آزمانے کے علاوہ میں نے دوسروں کو دعا کے ذریعہ اپنے مسائل حل کرتے دیکھا ہے۔ ان میں سے بعض واقعات کا تذکرہ روضۂ اطہر کی زیارت کے ضمن کیا جائے گا۔ اسی کتاب میں بعض مشہور بزرگوں کے تجربات بھی بیان کئے جا رہے ہیں۔ کیا لادین طبقہ ان سب واقعات کو "اتفاق" یا یا خود ساختہ قرار دے گا؟ بعض لوگ تو اصرار کرتے ہیں کہ ایسے معجزے ہمارے

Marfat.com

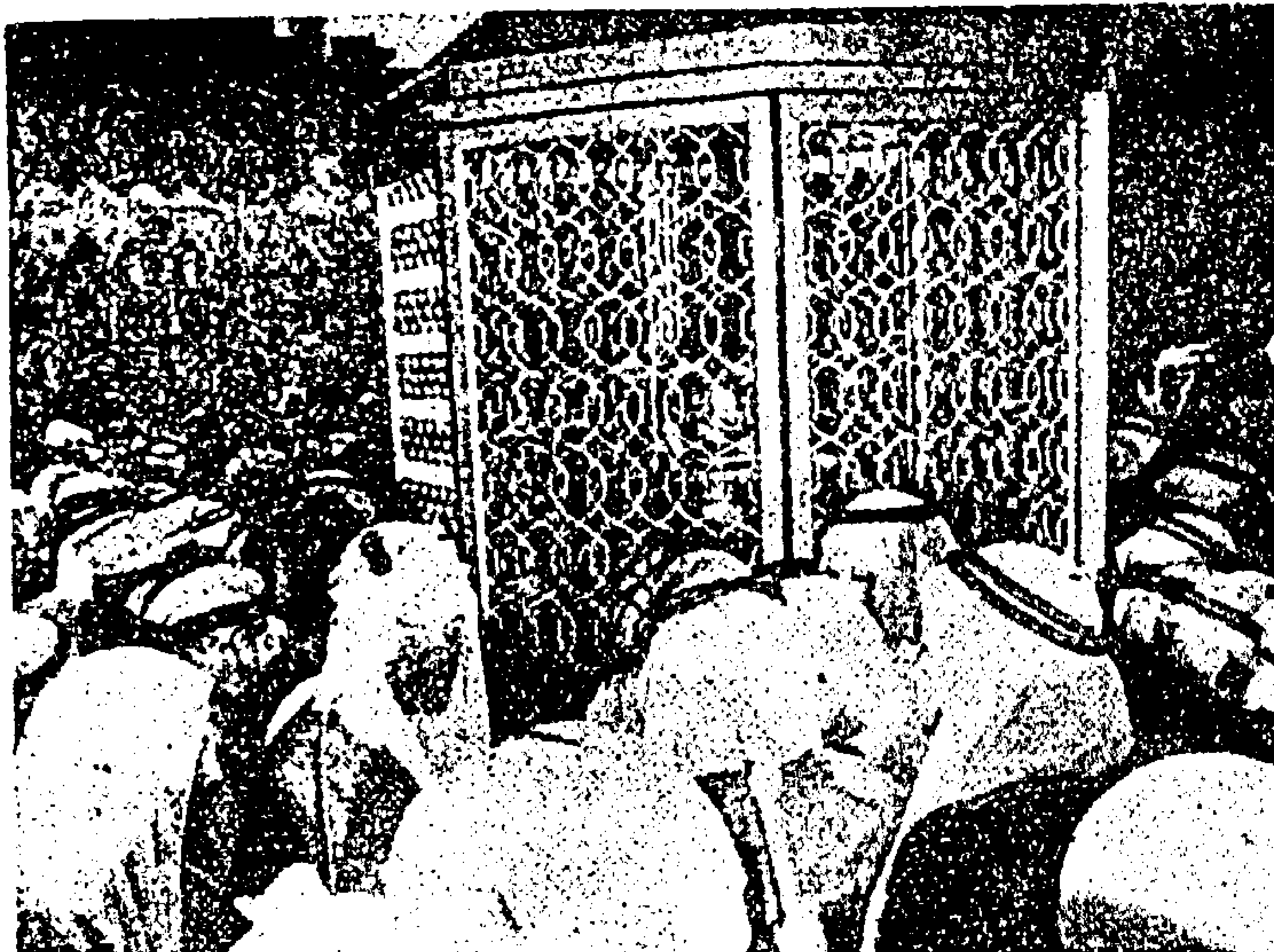

مقام ابراهيم

Marfat.com

سامنے کرکے دکھائے جائیں۔ لیکن جن کے سامنے ہوتے ہیں وہ بھی ان کو فریب نظر قرار دیدیتے ہیں۔ اس طرح تو ہندو فلسفہ کے مطابق پوری دنیا کو "مایا" اور Hallucination ٹھہرایا جاسکتا ہے۔

میدان عرفہ میں سب سے زیادہ کشش جبل الرحمہ میں ہے۔ یہی وہ پہاڑی ہے جس کی چوٹی پر کھڑے ہوکر نجات دہندہ عالمؐ نے انسانیت کو فلاح و بہبود کا آخری پیغام دیا۔ یہی وہ پہاڑی ہے جس کے دامن میں آدم و حوّا نے نہ صرف ایک دوسرے کو پہچانا بلکہ یہ عرفان بھی پایا کہ ان کی تخلیق کا مقصد ایک الگ تھلگ آسمانی جنت میں رہنا نہیں بلکہ اس خاکدان میں ایک نئی آسمانی جنت کی بنیادیں استوار کرنا ہے۔ یہی وہ پہاڑی ہے جس کے سیاہ پتھروں پر والہانہ سجدوں نے ابراہیمؑ کو وہ رازِ خود آگہی سوجھایا جس کے ذریعے نمرودوں کی خدائی کا تختہ ہمیشہ کے لئے الٹا جاسکتا تھا۔ یہی وہ پہاڑی ہے جس کے سیاہ پتھروں کی اوٹ میں رب کائنات نے نوح، موسیٰ، ہود، شعیب، صالح اور عیسیٰ علیہم السلام جیسے پیاروں سے راز و نیاز کی باتیں کیں ان کو اپنی صفات کے جلوے دکھائے اور ان کے اس عزم کو جلادی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں واپس جاکر مصنوعی خداؤں کا قلع قمع کریں گے اور اس دنیا میں صرف اس خدا کا قانون نافذ کریں گے جو سب کا خالق و مالک اور حقیقی معبود ہے۔

جبل الرحمہ کے قریب ہی مسجد نمرہ ہے جس کو مسجد عرفہ اور جامع ابراہیم بھی کہتے ہیں نہر زبیدہ بھی اسی میں سے ہوکر گذرتی ہے یہ ایک مسقف آبنائے ہے جو ہارون الرشید کی ملکہ نے ایک منّت پوری کرنے کے لئے وادئ مکہ میں تعمیر کرائی تھی اور اب تک برابر کام دے رہی ہے پانی گدلا سا ہے تاہم ایک گھونٹ پی کر کھڑے کھڑے وضو کیا اور اس محراب میں دوگانہ بجالایا جو کم و بیش ستر انبیائے کرام کی سجدہ گاہ رہی ہے میرے ہمسفر تو ادھر ادھر گھومتے اور

کوکا کولا پیتے رہے میں جبل الرحمہ کے ایک سیاہ پتھر پر بیٹھ کر کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ میرے سامنے آدمؑ سے اب تک کی ہنگامہ خیز تاریخ کے اوراق الٹ رہے تھے کلام پاک میں آیا ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ، جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ بے شمار لوگوں کو یہ عرفان چونکہ اسی وادی عرفہ میں ہوا تھا اس لئے قدرتی طور پر میرا ذہن بھی اپنے نفس کو ٹٹولنے لگا۔ پہلی دفعہ جھانکنے پر اپنی بے بضاعتی کا احساس ہوا۔ قدرت نے انسان کو صرف پانچ حواس دیتے ہیں اس کے ساتھ اگر یونگ کی تمام ترحسیات بھی شامل کرلی جائیں تو بھی یہ حواس اور حسیات کائنات تو بڑی چیز ہے انسانی زندگی کے اسرار و مضمرات پر حاوی ہونے کے لئے ناکافی ہیں انسانی آنکھ ایک خاص حد سے آگے دیکھنے سے قاصر ہے کان نہ تو انتہائی مدھم آواز سن سکتے ہیں نہ انتہائی اونچی۔ پھر کئی خوشبوئیں ہیں جن کو ہماری قوت شامہ سونگھنے سے قاصر ہے یہی حال دوسری حسّوں کا ہے پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان تمام قوتوں کو عمل میں لانے والی بعض ایسی قوتیں ہیں جن پر انسان کا کوئی اختیار نہیں۔ انسان بیٹھے بیٹھے اپنی بینائی سے محروم ہوسکتا ہے قوت گویائی کھوسکتا ہے حواس باختہ ہوسکتا ہے۔ عام طور پر ان حوادث کو اتفاق کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ دنیا میں کوئی واقعہ بھی اچانک یا دفعتًا یا اتفاقیہ نہیں ہوتا۔ بلکہ نفس سے باہر جھانکا جاتے تو معلوم ہوگا کہ ایک وسیع و عریض کائنات آباد ہے جس کے اپنے قوانین ہیں اور ان پر انسان کا کوئی اختیار نہیں آسمان پر لاکھوں کروڑوں کرّے اگر ایک دوسرے سے آڑے ترچھے زاویے بناتے ہوئے خلاؤں میں گھومتے رہتے ہیں تو یہ کھیل نہیں بلکہ ان کا زندگی کی نمو پر گہرا اثر پڑتا ہے جدید ترین انکشاف یہی ہے کہ لاکھوں کروڑوں کہکشاں ہیں جن کی رگوں میں قوت و حیات کی بجلیاں دوڑتی رہتی ہیں۔ یہی بجلیاں کواشر کے پیالوں سے نکل کر ایک سیارے کو

Marfat.com

پھلانگتی ہوئی دوسرے پر لپکتی ہیں اور زمین کے ذرے ذرے کو ایک نئی حرارت، ایک نئے نور اور ایک نئی جہت سے آشنا کرتی ہیں روحانیت کی زبان میں شاہ ولی اللہ نے حجۃ البالغہ میں اسی منظر کی تشریح یوں کی ہے کہ ملاء اعلیٰ سے جو فیصلے صادر ہوتے ہیں وہ دبیر فلک عطارد پر قلم کے نیگیٹو کی طرح نقش ہو جاتے ہیں جہاں سے ان کا عکس انسانی طرز عمل کو اپنے قالب میں ڈھالتا ہے۔

سیاروں کا یہ سفر اور کائنات کا کل کارخانہ ایک لگے بندھے پروگرام کے مطابق گردش کرتا ہے تضادات کر۔ روح حیات ہیں۔ ابھارنا اور زندگی کو نئی سے نئی نمو سے آشنا کرتا چلا جاتا ہے اور ابد تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ اپنے نفس کو پہچان کر اپنے رب کو پہچاننے کا مطلب یہی ہے کہ کوئی متنفس کائنات کی اجتماعی قوتوں سے علیحدہ نہیں رہ سکتا۔ تمام اجزا اپنے کل کے گرد گھوم رہے ہیں۔ انسان کو اللہ نے زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ مگر یہ خلافت اجتماعی ہے جہاں فرد مقرر ہوتے اجتماع کے حوالے سے ہوتے۔ فرد کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اجماع سے الگ کر کے مخاطب ہی نہیں کیا۔ اسے کائنات کی تسبیح کا امام قرار دیا۔ مگر امام کا تسبیح کے دانوں کے علاوہ کوئی تصور ہی نہیں۔ انسان انہی مادی عناصر سے مرکب ہوا جس سے کائنات کے دوسرے ارضی و سماوی اجسام نباتات اور معدنیات تعمیر ہوتے ہیں غرض جملہ طبیعات میں ایک ہی قانون رواں ہے جو ایک ہی مزاج اور ایک ہی اصول اور ایک ہی سمت رکھتا ہے یعنی مادے کی بدلتی ہوئی حالتوں کی ترقی اور نشو۔ روح عناصر ترکیب کا فارمولا ہے یعنی خالقِ حقیقی کا قانون ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا حکم بھی کہا گیا ہے۔

قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی مگر عربی میں "امر" کے معنی حکم کے علاوہ قانون کے بھی ہوتے ہیں۔ گویا مادے کی ترقی اور نشو روح کی ترقی اور نشو کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ واضح

لفظوں میں یوں کہئے کہ مادہ اور روح میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں دونوں کو علیحدہ کرنے کا مطلب انتشار اور تباہی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ انسان مظاہر قدرت سے سبق حاصل کرتا۔ اور اپنے نفس کو قوانین فطرت کے مطابق ڈھالتا رہتا۔ لیکن تاریخ کے اوراق بتارہے ہیں کہ اس کے طرز عمل میں ہمیشہ تضاد پیدا ہوتا رہا اور وہ اپنے مرکز سے بھٹک گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دنیا میں آج تک امن قائم نہیں ہوسکا۔ آسمان پر نگاہ ڈالی جائے تو ایک خاص نظم ایک خاص ترتیب اور ایک خاص جہت دکھائی دیتی ہے۔ لیکن انسان نے اپنے نفس کا رشتہ چونکہ اجتماعی قوتوں سے توڑ لیا اس لئے اس کی زندگی بدنظمی، بے آئینی اور بے ترتیبی کا شاہکار ہے۔ حج کا ادارہ انسان کو یہی یاد دلانے کے لئے قائم کیا گیا تھا کہ اس کے نفس کا اجتماعی روح سے گہرا تعلق ہے اس لئے جب تک وہ اپنے عناصر کی ہیئت ترکیبی کو سمجھ کر روحِ کُل میں گم نہیں کر دے گا اسوقت تک اس کی فلاح ممکن نہیں۔

نفس میں دوسری مرتبہ جھانکنے کے بعد انکشاف ہوا کہ انسانی فطرت اپنی ذات میں مکمل ہے اور وہ "اوامر و نواہی" کا فیصلہ خود کرسکتی ہے۔ اسے نہ تو روسو کا سہارا لینے کی ضرورت ہے نہ اکثریت کے آئین کا پابند ہونے کی حاجت۔ اور نہ تھورلیو اور جان سٹیورٹ مل کے سیاسی نظریوں سے الجھنے کی فرصت۔ اس کی فطرت خود گواہی دے گی کہ یہ کام اچھا ہے یا برا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ فطرت کی جلا پر آنچ نہ آنے دی جائے اور اس کی پیدائشی طہارت برقرار رہے دین اسلام کی بنیاد فطرتِ صحیحہ پر رکھی گئی ہے۔ اور اُس کی پاکیزگی برقرار رکھنے کے لئے بعض مجاہدے بھی تجویز کئے ہیں لیکن بدقسمتی سے مسلمان زیادہ دیر تک ان تقاضوں سے عہدہ برآ نہ ہوسکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاریخی عمل غلط راہوں میں بہنا شروع ہوگیا اور یہ قوم نماز، روزے حج اور زکوٰۃ کی بڑی حد تک پابند ہونے کے باوجود اپنی حقیقی جہت کھو بیٹھی۔

Marfat.com

آدمؑ پہلا انسان نہ سہی۔ وہ جدید تمدن کا بانی اور تاریخ انسانیت کا نقطہ آغاز یقیناً تھا اسی نے انسان کو غاروں سے نکلنے کے بعد اجتماعی زندگی کا فن سکھایا اس نے عرفات کے اسی میدان کے قریب خدا کے پہلے گھر کی بنیاد رکھی اور دنیا میں توحید اور مرکزیت کا ڈنکا بجایا۔ حضرت آدمؑ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے شیثؑ نے بیت المعمورؔ کو آباد رکھا لیکن جیسے جیسے آدم کی اولاد دُنیا میں پھیلتی رہی وہ اپنے نصب العین سے ہٹتی رہی آخر حضرت ابراہیمؑ نے خدا کے گھر کی بنیادوں کو از سر نو استوار کیا۔ ابراہیمؑ کی آواز میں ایک جذب تھا۔ ایک تاثیر تھی۔ اس کی آواز پر لوگ لبیک لبیک کہتے ہوتے دوڑتے چلے آتے اور سب نے یہ عہد کیا کہ وہ اس خرابہ جہاں میں خدا کا قانون نافذ کر کے رہیں گے۔ لیکن جیسے جیسے تاجر قبائل اس راستہ سے گذرتے رہے خارجیہ اثرات کے سائے گہرے ہوتے گئے اور فطرت صیحہ پھر مسخ ہوگئی۔ کعبہ کے پاسبانوں نے خدا کے گھر کو آمدنی کا ذریعہ بنالیا اور اس میں بُت رکھ دئے۔ اس زمانے کا انسان چونکہ ابھی تک خوف اور احتیاج سے آزاد نہ ہوا تھا اس لئے اَن دیکھے خدا پر اعتماد رکھنے کی بجائے شاید اس کے لئے یہ آسان تھا کہ اپنے ہی تراشیدہ خداؤں کے سامنے سر جھکاتے اور ان کو نذر نیاز دے کر اپنا خوف دور کرے۔ خدا کے گھر کو آمدنی کا ذریعہ بنانے کی ہوس اس درجہ بڑھ گئی کہ ایک موقعہ ایسا بھی آیا جب قرامطیوں کا سردار حجر اسود کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے آیا۔ اور (ہجر) بحرین میں ایک نیا کعبہ کھڑا کر کے اس میں گاڑ دیا۔

آخر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے اس خوف واحتیاج کو توحید کی ایک ہی ضرب سے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اور اسی پہاڑ پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ آج خدا نے اپنا دین انسان کے لئے مکمل کر دیا اور اس کی

Marfat.com

بنیادیں بڑی مضبوطی سے فطرت صحیحہ پر کھڑی کر دی ہیں۔ اسلام کسی رنگ و نسل یا قومیت کے نظریہ پر قائم نہیں بلکہ اس نے مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کو تراش کر ایک نئی ملت کی بنیاد رکھی جس کا نصب العین خدا کے قانون کا نفاذ ہے۔ خدا کا قانون کسی بادشاہ یا کسی آمر یا کسی اکثریتی پارٹی کا قانون نہیں بلکہ عین فطرت کا قانون ہے جو اپنی ذات میں اجتماعی ہے۔ اس کے تحت امیر و غریب یا کالے اور گورے یا عربی اور عجمی میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ حج اسی لئے فرض کیا گیا تھا کہ سب لوگ ایک ہی لباس پہن کر ننگے پاؤں اور ننگے سر لبیک لبیک کہتے ہوئے اس میدان میں جمع ہو جائیں۔ ایک لحظہ کے لئے اپنی زندگی کے تقاضوں پر غور کریں اور یہ عہد کر کے جائیں کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں خدا کا قانون نافذ کر کے رہیں گے۔

میرے سامنے تاریخ کے اوراق پلٹے جا رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ چند ابتدائی سال کے سوا مسلمان کبھی اپنے محور پر قائم نہ رہ سکے۔ وہ حج بدستور کرتے رہے۔ لیکن ان میں مرکزیت برقرار نہ رہی۔ خدا کا قانون نافذ کرنے کے لئے ان کے گھوڑے رودِ نیل سے کاشغر تک بے شک دوڑتے رہے لیکن جونہی ان کی تجارت کو فروغ ہوا۔ اور روپیہ پیسہ بکثرت آنے لگا ان میں پھر وہی سرمایہ پرستی پیدا ہو گئی اور قوانین بھی وہی بننے لگے جو برسر اقتدار طبقہ کے مفاد کو تقویت دیتے تھے۔ آئمہ و فقہا کا درجہ بہت بلند ہے لیکن ان میں سے کتنے ہیں جو سلاطین و ملوک کے دباؤ سے اپنے آپ کو آزاد رکھ سکے عجم کے زیر اثر نہ صرف تاریخ اسلام کے ایک زریں دور پر خطِ تنسیخ پھیر دیا گیا۔ بلکہ اس زمانے کی روایات و احادیث پر پانی پھیر کر ان حکایات کو دین کا جزو بنا دیا گیا۔ جو ڈھائی تین سو برس بعد وضع کی گئی تھیں اسی پر بس نہیں عوام کو اصل مقصد سے ہٹانے کے لئے فقہ کی موشگافیوں میں الجھا دیا گیا اور جس طرح قرون وسطیٰ کے مسیحی اس ڈور کا سرا نہ سلجھا سکے کہ انڈہ پہلے تھا یا

Marfat.com

مرغی ؟ اسی طرح مسلمان فقہا اب تک اس قضیہ سے نجات نہیں پا سکے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق ؟ کائنات محدود ہے یا غیر محدود ؟ خیر یہ تو اونچے درجے کی بحثیں ہونگی میں نے صفحے کے صفحے اس سوال پر سیاہ ہوتے دیکھے ہیں کہ احرام باندھ لیا گیا ہو تو جوں کو اپنے بدن سے علیحدہ کرنا جائز ہے یا ناجائز ؟ رفع حاجت سے فارغ ہونے کے بعد مٹی کا ڈھیلا پہلے پیشاب والی جگہ پر پھیرنا چاہیئے یا پاخانہ والی جگہ پر۔

ان بحثوں سے دین اسلام کو کوئی فائدہ پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو۔ مفاد پرست طبقہ یقیناً فائدے میں رہا۔ عوام تو ان موشگافیوں میں الجھے رہے اور خواص نے اپنا علیحدہ ایک طبقہ بنالیا جس کا کام لوٹ کھسوٹ اور استحصال کے سوا کچھ نہیں۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ خواص نے اپنے وسیع ترد سائل کا جال اتنا پھیلایا کہ پڑھا لکھا طبقہ بھی دام فریب میں آئے بغیر نہ رہا ماضی میں بادشاہوں کو سعدی اور مولانا روم ایسے شاعر مل گئے جنہوں نے عوام کے لیے ایسی کتابیں لکھیں جن کی تان اس سبق پر آکر ٹوٹتی ہے کہ شاہی ہر کس و ناکس کا کام نہیں بلکہ اسی کو زیب دیتی ہے جو تخت پر بیٹھا ہو۔ گویا عوام حکومت کے قابل نہیں بلکہ وہی ہے جو زور بازو سے تخت و تاج پر قابض ہو جائے۔ صوفیاء پر الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے رہبانیت اور ترک دنیا کی تعلیم دی اور مسلمان قوم کو افیون پلا کر رکھا۔ حالانکہ فقہا کے مقابلے میں صوفیاء ہی صحیح معنی میں حکومت کے باغی اور دین اسلام کے داعی ثابت ہوتے رہے ہیں۔ مجدد الف ثانی ہوں یا شیخ عبدالقادر جیلانی - نظام الدین اولیا، خواجہ اجمیر ہوں یا داتا گنج بخش، میاں میر ہوں یا شاہ حسین زنجانی ان لوگوں نے سرکار دربار میں جانا کبھی پسند نہیں کیا۔ دولت و امارت ان کو متاثر نہ کر سکی۔ وہ خود بھی بے نیاز رہے اور عوام کو بھی اپنی خودی بلند رکھنے کی تلقین کرتے رہے ان میں سے بعض نے مسلمان بادشاہوں کا صرف اس وقت ساتھ دیا۔ جب وہ کفار سے مقابلہ کرنے

Marfat.com

کے لئے نکلے۔

یہی جذبہ حریت تھا جو اسلام نے حج کے ذریعے عوام میں پیدا کرنا چاہا لیکن مفاد پرستی نے تاریخی عمل کو ہمیشہ غلط راہوں پر ڈالا ہے۔ مسلمان بھی اس گمراہی سے نہ بچ سکے حج کرنے کے باوجود ان کی فطرت کا آئینہ صیقل نہ ہو سکا۔ اور وہ مغربی استعمار کا شکار ہو کر رہ گئے اس میدان میں ہر سال اسّی ممالک کے پندرہ لاکھ حاجی جمع ہوتے ہیں اگر وہ حج بیت اللہ کی روح سے واقف ہوتے تو ان تمام ممالک میں اب تک انقلاب برپا ہو چکا ہوتا۔ افریقہ و ایشیا، برطانیہ و امریکہ اور روس و جاپان تو بڑی بات ہے ابھی تک ممالک عربیہ بھی مغربی استعمار سے آزاد نہیں ہو سکے اور وہ تیل کی رائلٹی پر اپنی قسمت کے سودے کر چکے ہیں۔

انہی خیالات میں غرق تھا کہ بس والے نے شور مچایا کہ جلدی آؤ ہمیں مزدلفہ سے ہو کر واپس جانا ہے۔ بھاری دل کے ساتھ جبل الرحمہ کے سیاہ پتھروں سے اٹھا اور میلین مبارک (جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑے ہو کر آخری خطبہ ارشاد فرمایا تھا) کی جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"یا رسولؐ اللہ! میں امت محمدیہ کا ایک ادنیٰ فرد ہوں جو ڈیڑھ ہزار برس بعد زمان و مکان کی پنہائیوں سے نکلا۔ تو دور دراز کا سفر طے کرنے کے بعد یہاں آسکا ہوں حضورؐ نے فرمایا تھا میرا یہ خطبہ نسلاً بعد نسلٍ آگے پہنچاتے رہنا۔

یا رسولؐ اللہ! یہ خطبہ تو تقریباً تمام ممالک کو پہنچ چکا ہے۔ لیکن مجھے اپنے آپ کو امتِ مسلمہ سے منسوب ہوتے ہوتے شرم آرہی ہے۔ ہم سب ناکارہ ہیں ہم سب بے عمل ہیں، ہم سب منافق ہیں۔ ہمارے لئے دعا فرمایئے اللہ تعالےٰ ہمارے حال پر

Marfat.com

رحم کرے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

ذوالحجہ کا چاند نظر آیا تو مکہ مکرمہ کے چہرے پر رونق آگئی تقریباً تمام عازمانِ حج واپس حرم شریف پہنچ چکے تھے۔ مسجد الحرام میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی بازاروں میں گھومنا بھی آسان نہ رہا تھا شاید ہی کوئی دکان ہو جس پر کھڑے ہونے کو بھی جگہ مل سکے اس کے باوجود ساز و سامان کی اتنی بہتات تھی اور دکاندار اتنے مستعد تھے کہ زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔ میں نے احمد سے کہا کہ مجھے اخبار میں چھاپنے کے لئے فوٹو درکار ہیں۔ وہ مجھے فوٹو گرافر کی دکان پر لے گیا۔ لیکن بدقسمتی سے نہ وہ انگریزی جانتا تھا۔ نہ کتابی عربی ہی سمجھتا تھا۔ اس لئے نئی تصویریں اتارنے کے لئے اسے آمادہ نہ کرسکا۔ عام آدمی کو تصویر لینے کے لئے بھی اجازت لینی پڑتی ہے جو میرے پاس نہیں تھی۔

احمد نے کہا۔ تم پاکستانی لوگ عربی کیوں نہیں بول سکتے"؟

میری غیرت جوش میں آئی میں نے کہا۔ اَعْلَمُ بِاللُّغَۃ

اَلعَرَبِیہ وَلٰکن لَمْ تستطیع اَن تفہم"

وہ حیران ہو کر کہنے لگا "کیسے"؟

میں نے کہا تم غلط عربی بولتے ہو۔ تم "ثلاثہ" کو "تلاتہ" کہتے ہو۔ تم "این" کو "فین" کہتے ہو۔ عربی میں گاف نہیں تھا تم نے وہ بھی شامل کرلیا۔ عثمانی دور نے تمہاری زبان، تمہارا کلچر اور تمہارے کردار کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ تم صدیوں تک غلام رہے ہو اور اب بھی ملوکانہ نظام کی گرفت میں ہو اللہ تمہاری حالت پر رحم کرے۔

چند دن مکہ کی گلی کوچوں اور آس پاس کی پہاڑیوں پر گھومتے گھومتے مجھے محسوس ہوا کہ

Marfat.com

اس مبارک شہر کی صبح و شام کا جواب نہیں۔ طلوع و غروب آفتاب کے وقت اور چاندراتوں میں منظر اس درجہ دلفریب اور روحانیت افروز ہوتا ہے کہ انسان پر ایک کیف سا طاری ہو جاتا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا وجہ اس شہر سے محبت نہیں تھی۔ مدینہ میں آپ ان ہواؤں کو بھی سینہ سے لگایا کرتے تھے جو مکہ سے آتی تھیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص شہر مکہ میں فوت ہوا وہ گویا اسی آسمان کے نیچے فوت ہوا۔ مدینہ میں آپؐ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں تو مکہ میں رہنا چاہتا تھا۔ لیکن وہاں کے لوگوں نے مجھے نکال دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوانی غارِ حرا میں گذری اسی خلوت کدہ میں آپ نے وحی الٰہی کی روشنی میں وہ منصوبہ تیار کیا جس نے اقوامِ عالم کی کایا پلٹ دی۔ اسی بناء پر یہ مقام دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن کوہِ حرا پر چڑھنا آسان نہیں اس کی اونچائی ایک میل سے کیا کم ہوگی۔ لیکن رستہ اتنا دشوار گذار ہے کہ صحت مند آدمی بھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سے پہلے چوٹی پر نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ اترتے وقت انسان چونکہ پھسلتا آتا ہے اس لئے مجھ ایسے ناتواں کو بھی صرف ۲۸ منٹ لگے۔ نہ جانے اس زمانہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تن تنہا اس پہاڑ پر کیسے چڑھ جاتے ہوں گے۔ پھر اردگرد کے ماحول میں بھی کوئی ظاہری کشش نہیں ہے۔ سنگلاخ چٹانیں، خشک پہاڑ، نہ سبزہ نہ روئیدگی غار کے اندر پتھر کی دو سلیں اوپر نیچے رکھی ہیں اور بس۔ تاہم چاندرات ہو نسیم سحری چل رہی ہو تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جبریلؑ کے پروں نے اب بھی اس گوشۂ تنہائی کو اپنے آغوش میں لے رکھا ہے۔ امیر علی نے لکھا ہے کہ حضورؐ اس غار سے باہر نکلتے تو چاروں طرف محمدؐ، محمدؐ لکھا ہوتا۔ اور آوازیں آتیں کہ محمدؐ اللہ کا رسولؐ ہے۔ یہاں انسان بے اختیار اس عظیم شخصیت پر درود و سلام بھیجتا ہے جس نے اپنی جوانی غور و فکر اور ریاض کی آگ میں جلا

کر نہ جانے کتنے آفتاب طلوع کئے، نہ جانے کتنے مایوس دلوں کو امید کی دھڑکن عطا کی۔ اور نہ جانے کتنے بے رونق چہروں کو زندگی کی روشنی بخشی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

مناسکِ حج ۸۔ ذی الحجہ سے شروع ہو جاتے ہیں ظہر تک منیٰ پہنچنا تھا معلم نے گیارہ بارہ بجے بسیں منگوائیں، سامان لادا۔ اور جہاں جس کا سینگ سمایا بیٹھ گیا منیٰ سیدھی سڑک سے تین میل لیکن دوسری سڑک سے کئی گھنٹے فاصلے پر ہے۔ پھر حج کا رش تھا۔ اس لئے جو بس عام حالات میں پندرہ منٹ لگاتی ہے۔ وہ ساڑھے تین گھنٹے میں منیٰ پہنچی۔ یہاں چار دن رہنا ہوتا ہے۔ معلم نے عرفات اور منیٰ کے کرایہ اور قیام وطعام کے لئے ۶۵ ریال (آج کل کے دو سو روپے) پیشگی وصول کر لئے تھے۔ ایک ایک خیمہ میں حجاج کو بھیڑ بکریوں کی طرح رکھا گیا۔ بیت الخلا کا کوئی انتظام نہ تھا۔ باہر بھی چونکہ پانچ دس میل کے رقبے میں خیمے ہی خیمے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہیں پیشاب کرنے کی مہلت بھی نہیں ملتی۔ افریقہ کے کئی حجاج کو سب کے سامنے بے حجاب ہو کر رفع حاجت کرتے دیکھا۔ سب کو چونکہ ایک ہی مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ اس لئے راہگیر بے چارے منہ پر رومال رکھے گذر جاتے تھے رات گئے بڑی مشکل سے پتہ چلا کہ قریب ہی حکومت نے بیت الخلا کا انتظام کر رکھا ہے لیکن پائیدان نہیں ہے۔ صبح تہجد کے وقت بھی آدھ گھنٹہ باری کا انتظار دیکھنا پڑا۔ لیکن دروازے سے جھانکتے ہی معلوم ہوا کہ اندر ایک گہرا گڑھا ہے جس کے قطر پر شاید ہاتھی کے لئے بھی کھڑا ہونا ممکن نہ ہو۔ لاحول پڑھ کے باہر نکل آیا۔ دو چار آدمیوں کو ساتھ لے کر پولیس کو اطلاع دی تو پتہ چلا کہ چین سے پائدان پہنچ چکے ہیں۔ لیکن ان کو نصب نہیں کیا جا سکا۔ آخر دوپہر تک بیت الخلا کا انتظام ہو سکا۔ لیکن دو دو منٹ بھی ایک آدمی

Marfat.com

کو ملتے تو شاید صبح قیامت تک فراغت نصیب نہ ہوتی۔ بڑی مشکل سے معلم کو آمادہ کیا کہ اپنے خیموں کے اندر ہی چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود کر پردہ لگا دے تاکہ کچھ تو اشک شوئی ہو سکے۔ اس تلخ تجربہ سے یہ سبق ملا کہ منیٰ اور عرفات کے چار دنوں میں دو چار لقموں سے زیادہ نہ کھانا چاہئے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

منیٰ وہ مقام ہے جہاں شیطان نے تین جگہ ابراہیم اور اسمٰعیل کو بہکانا چاہا پھر کفار اور مشرکین کے مکانات بھی زیادہ تر یہیں تھے۔ اسی مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے مسلمانوں سے عہد و پیمان کئے تھے پھر قربانی بھی یہیں کی جاتی ہے اس لئے یہ مقام مجاہدہ و تزکیہ کے لئے بے حد موزوں ہے۔ لیکن میرے خیمے کے اندر میرے ایک ہمسفر دن رات بلند آواز سے اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِالْعِبَادِ، يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ کا وظیفہ کرتے رہے اور باہر ایک پیر صاحب نے ڈیرہ جما لیا۔ جن کو کراچی کے ایک پریس کی حمایت حاصل تھی انہوں نے ایسے ایسے مسائل بگھارے کہ کلیجہ مسوس کر رہ گیا۔ ساتھ والے خیمہ میں غالباً مصر، لبنان اور ترکیہ کے کچھ نوجوان مقیم تھے جنہوں نے قاہرہ اور بیروت کے ریڈیو سٹیشنوں سے وصل و فراق کے نغمے سن سن کر راتیں گذار دیں اتنے میں کراچی کے ایک صاحب (جو بار بار مودودی پارٹی کی شکست کو بھی فتح قرار دے رہے تھے) یہ افواہ اڑائی کہ یحییٰ خاں کو قتل کر دیا گیا ہے اور جنرل حمید نے ان کی جگہ لے لی ہے میں نے اب تک اپنی اخبار نویسی کو صیغۂ راز میں رکھا ہوا تھا۔ یہ افواہ ایک کیمپ سے دوسرے کیمپ میں پھیلی تو رہ نہ سکا۔ میں نے افواہ کے سرچشمہ کا سراغ لگایا اور اسی مولوی کو گردن سے پکڑ کر پوچھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا"؟ اس نے کہا۔ "ریاض ریڈیو میں بتایا گیا ہے"۔ میں نے کہا چلو کسی پڑھے لکھے آدمی سے تصدیق کراؤ۔ لیکن وہاں نہ

Marfat.com

تو کسی نے ریاض ریڈیو سنا تھا نہ اخبارات آتے تھے۔اس لئے حج کے بعد مکہ واپس آیا تو عربی، انگریزی کے تمام اخبارات کی ورق گردانی کی لیکن اس خبر کے سوا کچھ نہ ملا کہ صدر یحییٰ خاں نے جلالۃ الملک شاہ فیصل کو عید مبارک کہی ہے۔میں نے یہی خبر اس مولوی کو بھی سنائی لیکن وہ اخبارات کو جھوٹا اور اپنے آپ کو سچا کہنے پر مصر تھا ایسے لوگوں کا کیا علاج؟ اے کاش! جہاں پرانے ابلیس کو پتھر مارنے کا حکم ہے وہاں دورِ حاضر کے شیاطین کی سرکوبی کا بھی کوئی انتظام ہوتا۔

۹- ذی الحجہ کو علی الصبح عرفات روانہ ہوئے جو منیٰ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے اس روز چونکہ سبھی کو میدانِ عرفات میں پہنچنا تھا اس لئے منیٰ سے عرفات تک بسوں کاروں اور ٹرکوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔بے شمار لوگ پا پیادہ بھی تھے اس لئے تمام رستے اٹے پڑے تھے۔ہر گاڑی کے ڈرائیور کی کوشش یہی ہوتی کہ وہ اپنی رفتار قائم رکھے اس لئے کسی کا سامان بھی گر جاتا تو وہ اٹھانے کے لئے رکنے سے انکار کر دیتا ہماری بس کی چھت سے دو مسافروں کے بستر گر گئے۔بہتیرا شور مچایا لیکن ڈرائیور نے گاڑی کو ٹھہرانے سے انکار کر دیا معلّم نے بتایا کہ یہاں کوئی چیز چوری نہیں ہوتی۔پولیس خود بخود بستر اٹھا کر اس کے مالک کو ڈھونڈ نکالے گی۔لیکن جن لوگوں کے بستر گم ہوتے تھے وہ "خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا" پڑھتے ہوئے مکہ سے رخصت بھی ہو گئے لیکن بستروں کو نہ ملنا تھا، نہ ملے۔

ارضِ حرم میں چوری نہیں ہوتی؟ مجھے اب تک اس پر شبہ ہے۔میرے مطوف احمد کے ۲۵ ریال ایک دفعہ اور فونٹین پن دوسری دفعہ طواف کرتے کرتے گر گئے۔لیکن حرم کے دفتر سے بھی ان کا پتہ نہ چلا۔احمد کا بیان تھا کہ سعودی باشندے چوری نہیں کرتے۔البتہ

یمنی لوگ بکثرت یہاں آجاتے ہیں۔ ان کی عادت نہیں چھوٹ سکی۔ کسی زمانہ میں چور کی سزا قطع ید تھی لیکن اب وہ بھی منسوخ ہو چکی ہے۔ ہاتھ کاٹنے کے بعد چور کی روزی کا بندوبست حکومت کرتی ہے۔ لہذا ہر بے روزگار چور کیوں نہ کہلاتے۔؟

میدان عرفات میں جبل الرحمہ سے منیٰ کی سرحد تک خیمے ہی خیمے نظر آتے تھے۔ ہمارا خیمہ جبل الرحمہ سے ذرا فاصلے پر سڑک کے عین کنارے نصب تھا۔ معلم نے یہاں بھی ایک ایک سائبان کے نیچے ۲۰،۲۰ حجاج کو ٹھہرانے کا بندوبست کیا تھا۔ میرے ساتھ لاہور اور لائل پور کے دو حجاج تھے جن کا میری طرح معلم کافی خیال رکھتا تھا۔ ہمیں بڑے خیمے کے ایک گوشہ میں ایک ہی قطار میں جگہ مل گئی۔ ایک آزاد کشمیر کے بوڑھے حاجی کو ہم نے ازراہِ خدا ترسی ساتھ ملا لیا۔ بڑے میاں گھر سے چار سو پاکستانی روپے لے کر "پی" فارم پر آتے تھے۔ جب جدّہ اترے تو اس روپیہ کی ایک تہائی قیمت یعنی صرف ۱۲۰ ریال ملے جس میں حج کے اخراجات تو کیا پورے ہوتے واپسی کا بھی امکان نہ رہا تھا۔ معلم کے لاہوری دوست کے اصرار پر اس کے لئے تھوڑا بہت چندہ کر دیا گیا۔ میں چونکہ کم کھاتا ہوں اس لئے ایک آدھ روٹی اور ایک پیالہ چائے اسے دیتا رہا۔ لیکن اس کے پاس قربانی کے لئے بھی روپیہ نہیں تھا اس لئے آٹھ پہرے روزے رکھنا پڑے۔ نہ جانے حکومت "پی" فارم والوں کا محاسبہ کیوں نہیں کرتی؟ وہ یا تو پوری رقم نہیں لاتے یا چوری چھپے اتنی لے آتے ہیں کہ پاکستانی روپے کی قیمت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

وقوفِ عرفہ کا وقت ظہر کی نماز کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔ اتفاق سے یہ حجِ اکبر تھا۔ یعنی جمعہ کے روز آیا تھا۔ اس لئے شیخ الاسلام نے جامع ابراہیمؑ میں جمعہ اور

عصر کی نمازیں قصر ادا کیں اور ایک روایتی خطبہ دیا۔ جس کے بعد جلالۃ الملک شاہ فیصل نے (سنا ہے کہ جبل الرحمہ سے) وقوفِ عرفہ کا افتتاح کیا جو صرف ریڈیو سے سنائی دیتا رہا۔ اس کے بعد سب لوگ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ معلموں نے اپنے اپنے حاجیوں کو دعائیں پڑھائیں۔ میرے اوپر جو سائبان تھا اس میں ایک سوراخ تھا۔ میں نے قرآن مجید ہاتھ میں لے کر سوراخ میں سے آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا۔

"اے ربّ کعبہ! میں نے تیرا کلام پڑھا۔ مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا کہ جو شخص حج کے روز آ کر یہاں ایک لحظہ کے لئے بھی توقف کرے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ گناہ بخشنا یا نہ بخشنا تو تیرے اختیار میں ہے مجھے تیرے عدل پر بھروسہ ہے لیکن میں تیرے کلام کو پڑھ کر صرف یہ گواہی دینے کیلئے کھڑا ہوا ہوں واقعی تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور محمدؐ تیرے سچے رسول ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پاک پروردگار! جہاں اتنے بڑے بڑے لوگ تیری توحید اور تیرے محمدؐ کی رسالت پر گواہی دے چکے ہوں وہاں میری گواہی کیا حیثیت رکھتی ہے؟ تاہم تیرا حکم ہے کہ جو شخص یہاں آتے لبیک کہتا ہوا آئے، اور اپنی گواہی دے۔ لہٰذا میں نے حکم کی تعمیل کر دی۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

عین اس وقت آسمان پر ابر کے ٹکڑے جھومنے لگے اور ہلکے ہلکے ترشح سے پورے میدان پر

Marfat.com

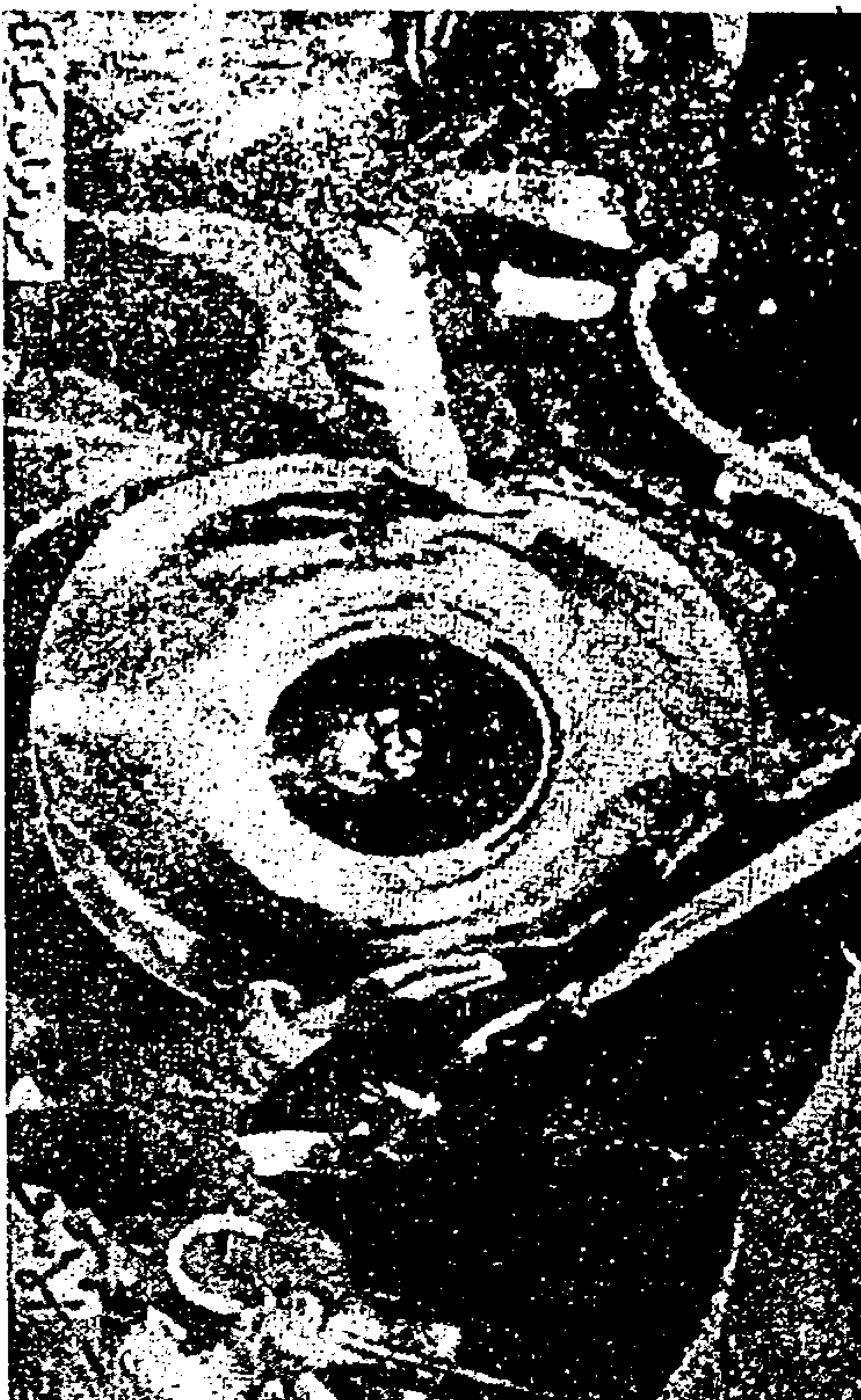

حجر اسود

Marfat.com

فردوسِ بریں کا گمان ہونے لگا۔ احادیث میں آیا ہے کہ یہ قبولیتِ دعا کا وقت ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے عین اسی وقت ہمارے چند ہمسفروں کو نہ جانے کیا سوجھی کہ آپس میں جھگڑنے لگے بات اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ ایک صاحب وضو کرنے گئے تو دوسرا آکر اس کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ لیکن بات اتنی بڑھی کہ ... کا نفیحتی کے سوا خیمہ میں کچھ بھی سنائی نہ دیا۔ میرے ساتھیوں نے کہا چلو جبل الرحمہ پر چلتے ہیں۔ وہاں کچھ تو سکون ہوگا۔ حج کے زمانہ میں جبل الرحمہ سے ایک ایک فرلانگ کے فاصلہ پر بھی جگہ مل جائے تو غنیمت ہوتی ہے۔ لیکن میرے ساتھی اتنے دعا نسو ثابت ہوتے کہ خیموں کو پھلانگتے ہوئے کالے کالے پتھروں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس موقع پر معلم نے بکری ذبح کر کے پلاؤ اور قورمے سے اپنے تمام حاجیوں کی ضیافت بھی کی۔ میری چائے بھی چونکہ اسی کے ذمے تھی اس لئے اس سے بھی محروم نہ رہا۔ تاہم چھٹتی نہیں ہے کافر یہ منہ سے لگی ہوئی۔ اخبارات میں چائے نوشی کی کچھ ایسی لت پڑ جاتی ہے کہ اس کی تلاش میں دو تین مرتبہ سڑک کے پار جانا پڑا۔ جہاں اس موقع پر کھانے پینے کی دکانیں بکثرت کھل جاتی ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ اونٹوں کو مکہ ہی میں پیٹ بھر کر پانی پلا دیا جاتا اور مشکیزے بھر لئے جاتے۔ تاکہ حج کے چار پانچ دن گذر سکیں اور ایک زمانہ یہ آیا ہے کہ منیٰ اور عرفات میں پانی چھوڑ کسی چیز کی بھی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کے ایک حصہ کو اس لق و دق صحرا میں لاکر آباد کیا تو خدا سے یہی دعا کی کہ "اے ربِ کعبہ! یہ تیری عبادت کر چھوڑا کریں گے تو ان کی روزی کا بندوبست کر دے اور ان کو پھل کھلایا کر"۔ اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ اس وادی میں ایسے ایسے پھل کھانے کو مل جاتے ہیں کہ پاکستان میں ان کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اتنے میٹھے انار اور انگور آج تک دیکھنے میں نہ آتے تھے دراصل "بارکنا حولہ" (بیت اللہ کے گرد و پیش کو بھی برکت دی گئی ہے) کا ایک یہ بھی مفہوم ہے۔

عصر کی نماز پڑھتے ہی خیموں کی طنابیں اکھاڑ لی گئیں۔ موٹروں کے انجن اسٹارٹ ہو گئے اور حاجیوں سے کہا گیا کہ وہ فوراً بستر بوریا لپیٹ کر گاڑیوں پر سوار ہو جائیں ورنہ غروب آفتاب تک اس میدان سے نکلنا مشکل ہو گا۔ اور جو کوئی سورج کے غروب ہوتے ہی باہر نہ نکلا اس کا حج نہیں ہو گا۔ گویا صرف گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں پندرہ لاکھ انسانوں کو یہ جگہ خالی کر دینی تھی۔ ادھر موٹریں تھیں کہ کچھوے کی چال چل رہی تھیں۔ دراصل ان کا ایک سرا نو میل دور مزدلفہ میں تھا اور دوسرا ابھی جبل الرحمہ کے پاس تھا۔ نگاہیں بار بار مغربی افق کا جائزہ لے رہی تھیں۔ سورج کا چہرہ ماند پڑ چکا تھا۔ زرد گول دھوپ بڑی تیزی سے سمٹتی جا رہی تھی۔ حاجیوں میں ایک گھبراہٹ سی پیدا ہوئی۔ ڈرائیور آگے کیوں نہیں بڑھتا۔ لیکن آگے کوئی جگہ ہوتی تو وہ پیڈل دباتا۔ اس نے کہا۔ مجھے تو آپ سے بھی جلدی ہے مزدلفہ پہنچ جاؤں تو ایک پھیرا اور لگا لوں۔ لیکن دوسرا پھیرا لگانے کی مہلت کہاں ملتی ہے؟

تاہم اتنا یقین تھا کہ ادھر سورج غروب ہوا۔ ادھر تمام موٹریں اس میدان سے باہر ہوں گی ورنہ ڈرائیوروں کو سخت سزا ملتی ہے۔ یہ اندازہ ٹھیک نکلا۔ میدان تو بر وقت پار کر لیا۔ اور سب نے خدا کا شکر ادا کیا کہ حج ساقط نہیں ہوا۔ لیکن ابھی مزدلفہ پہنچنا تھا۔

خدا خدا کر کے یہ ہفت خواں بھی طے ہوا۔ اور آدھی رات سے ذرا پہلے موٹر ٹھہری تو پتہ چلا کہ مزدلفہ پہنچ گئے ہیں لیکن یہاں موٹر ٹھہرانے کی بھی جگہ نہ تھی اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا مشعر الحرام یہیں واقع ہے مسجد میں تو پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا حکم یہ ہے کہ

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ

یہاں بہم ذکرِ الٰہی کرو۔

مزدلفہ کے معنی قربت اور مشعر الحرام کے معنی مقدس یادگار کے ہیں۔ یہاں چونکہ ابراہیمؑ کو قرب الٰہی ملا۔ اس لئے یادگار کے طور پر ایک مسجد بنا دی گئی ہے۔

موٹر میں بیٹھے بیٹھے ساری رات ذکر واذکار کرنا تھا۔ لیکن پانی کہاں تھا؟ سقوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اور ایک ایک گلاس ایک ایک ریال میں بیچنا شروع کر دیا وضو کے لئے پانی کہاں سے آتا؟ اتفاق سے چند مالٹے رومال میں باندھ رکھے تھے ان سے پیاس بجھاتی اور سڑک پر ہی تیمم کے لئے ہاتھ مار کر بیٹھے بیٹھے نفل پڑھے۔ صبح تین چار بجے ساتھیوں نے یاد دلایا کہ یہی وہ وادی ہے جہاں سے رمی کے لئے کنکریاں (جمار) چننی ہیں۔ احرام باندھا ہوا تھا۔ رفع حاجت کی ضرورت بھی محسوس ہو رہی تھی۔ پتہ چلا کہ موٹر ایک پارک کے قریب کھڑی ہے جہاں نماز کے لئے صفیں بھی بچھی ہوتی ہیں۔ لیکن پانی کا کسی نے نہ بتایا حالانکہ صبح ہوتی تو پتہ چلا کہ قریب ہی پانی کا نل تھا۔ سقے جان بوجھ کر نل کا پتہ نہیں بتا رہے تھے۔ پارک میں غالباً مزدور اور حمال وغیرہ سوتے پڑے تھے اور ادرگرد دور دور تک غلاظت بکھری پڑی تھی۔ مجبوراً یہیں فراغت پائی جس سے کچھ سکون محسوس ہوا۔ پھر ٹٹول ٹٹول کر کنکریاں چنیں۔ پرے پہاڑ تھا جہاں کنکریوں کی کوئی کمی نہ تھی لیکن وہاں جانے تو عین ممکن تھا کہ موٹر کا پتہ نہ چلتا۔ سبھی ایک جیسی موٹریں ہوتی ہیں اور کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ میں کس موٹر میں سوار تھا۔ ہمسفر بھی اجنبی ہوتے ہیں۔ اس لئے رات کے وقت چہرے بھی پہچانے نہیں جاتے۔ اسی تگ و دو میں کلائی کی گھڑی کہیں کھو گئی جس کا علم صبح کے وقت ہی ہوا۔ خیر اسے زکوٰۃ سمجھ کر چپ ہو رہا۔ ڈرائیور ساری رات قاہرہ ریڈیو سٹیشن سے "یا حبیبی" اور اسی قسم کے عاشقانہ گیت سن سن کر تالیاں بجاتا رہا تھا۔ اسے منع کیا کہ مشعر الحرام کا کچھ تو لحاظ کرو۔ ہم حج کرنے آتے ہیں قراق کے گیت سننے تو نہیں آتے۔ لیکن وہ لڑنے مرنے پر

تیار ہو گیا دراصل وہ شروع ہی سے باغی تھا۔ اور سواریوں کو وہیں پھینک کر روانہ ہونا چاہتا معلم نے بڑی مشکل سے اسے قابو میں رکھا۔

ابھی سپیدۂ سحر بھی پوری طرح نمودار نہ ہوا تھا کہ ڈرائیور نے موٹر سٹارٹ کر دی۔ ظہر سے پہلے منیٰ پہنچ گئے یہاں قربانی دینا تھی۔ پہاڑ کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی منڈی لگتی ہے جہاں لاکھوں آدمی کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم نے لاہور کے ایک صاحب کو جو بیوپاری تھے اپنا امیر بنایا اور جانور خریدنے چل دیئے یہاں پتہ چلا کہ قصائی ایک ہاتھ میں رقم تھامتے ہیں اور دوسرے ہاتھ میں مینڈھے کا کان اور دونوں لے کر ہجوم میں غائب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایک قصائی سے طے کیا کہ جب تک مینڈھا ذبح نہ ہو جاتے پیسے نہیں ملیں گے۔ وہ مان گیا لیکن مینڈھے اور قصائی کو نگاہ میں رکھنا بھی آسان نہ تھا۔ ادھر مینڈھے اور بکرے پاؤں کے نیچے آ آ کر مر رہے تھے۔ اُدھر ہجوم کا ایک ریلا آتا اور انسان دھکے کھاتا کہیں سے کہیں پہنچ جاتا بڑی مشکل سے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے اور اپنے آپ کو گم ہونے سے بچایا۔ ہمارے بعض ساتھی گائے یا اونٹ لینا چاہتے تھے۔ عرب میں اب اونٹ کہاں؟ جانوروں کی اتنی بڑی منڈی میں ایک ہی شتر بچہ نظر آیا۔ اس کی قیمت پانسو ریال تھی۔ گائے تین سو اور مینڈھا ستر، اسی ریال میں فروخت ہو رہا تھا۔ میں نے ایک مینڈھا ستر روپے والا پسند کیا۔ ہمارے پیچھے دو چھوٹے چھوٹے لڑکے لگ گئے۔ وہ اپنی غربت کا واسطہ دے کر اپنے لیئے خریدنے پر اصرار کر رہے تھے۔ یوں تو ان کی قیمت ۲۰، ۳۰ ریال تھی اور جی چاہتا تھا دونوں خرید لیں۔ لیکن غور سے دیکھا تو اوپر سرکاری مہر لگی تھی کہ ان کے کان کٹے ہوتے ہیں۔ دانت بھی ٹھیک نہیں۔ لہٰذا قربانی کے ناقابل ہیں۔ میں نے کہا۔ ارے جعل سازو! تم ہماری قربانی کا ستیاناس کرنا چاہتے ہو؟ دیکھو یہ کیا ہے؟ ان کا خیال تھا کہ ان کو عربی

Marfat.com

نہیں آتی۔ اور شاید فقہ سے بھی نابلد ہوں۔ لیکن جب ہم نے انہی کی طرح غلط سلط عربی بول کر ان کو ایک دو بے نقط سنائیں تو وہ بکریوں سمیت کہیں غائب ہو گئے۔

دراصل لوگ بلا وجہ عربی سے مرعوب ہیں۔ ہمارے مولویوں کا خیال ہے ان کے سوا عربی کوئی نہیں جانتا۔ حالانکہ جس قسم کی عربی وہ جانتے ہیں اسے کوئی عرب نہیں سمجھ سکتا۔ جس طرح یہاں کے عوام غلط سلط اردو یا پنجابی بولتے ہیں اسی طرح وہاں بھی عربی غلط سلط بولی جاتی ہے۔ مارک ٹوین نے تو مزاحاً کہا تھا کہ اگر میں صحیح انگریزی لکھنے لگ جاؤں تو شاید کوئی بھی انگریز نہ سمجھ سکے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر عرب میں صحیح عربی بولی جاتے تو شاید کوئی بھی مفہوم نہ پا سکے۔

دراصل قرآن مجید اور احادیث پڑھی ہوں یا تھوڑی بہت عربی سے واقفیت ہو۔ (جو ار دو دانوں کو ہونی چاہیئے) تو اظہار مطلب میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ مثلاً بلینڈھے کی قیمت پوچھنی ہو تو "بکم ھذا" کہنا کافی ہے۔ یعنی کتنے کا؟ وہ جواب میں سبعین (ستر) یا ثمانین (اسی) ریال کہے گا۔ یا انگلیاں کھڑی کر کے بتا دے گا۔ آپ پوچھنا چاہیں گے اچھا ہے نا؟ یا ٹھیک ہے نا؟۔ اعلیٰ یا طیب سوالیہ انداز میں کہہ کر مطلب پورا کر لیجئے۔ قیمت کے بارے میں "اللہ وکیل" (خدا گواہ) کہہ دیا جائے تو وہ حلفیہ کہے گا کہ ہاں اللہ وکیل۔ یا خوفِ خدا سے کچھ کم کر دے گا۔

بہر حال بلینڈھا خریدا تو قصائی کے ساتھی نے چاقو میرے ہاتھ میں دے دیا قریب ہی مٹی کا ایک تودہ سا تھا۔ اس پر بلینڈھا لٹا کر گردن میرے سامنے کر دی شاید زندگی میں پہلی مرتبہ یہ موقع ملا تھا۔ کہ بلینڈھا خود حلال کروں جی کڑا کر کے بلینڈھے کی شہ رگ پر چھرا پھیر دیا۔ خون کی گرم گرم دھار ہاتھوں پر اور سفید

چپل پر پڑی۔ ادھر ہجوم کا ریلا آیا اور ٹوپی بھی کہیں گر گئی۔ رومال بھی کہیں کھو گیا۔ ہجوم پیچھے ہٹا تو اپنے پاؤں کے نیچے کتنی چھوٹے چھوٹے بکرے روندتا چلا گیا۔ نہ جانے کتنے بکرے اسی طرح ہلاک ہو جاتے ہیں۔ قصائی نے کھال اتارنا شروع کی تو ہم ماحول سے پریشان ہو کر ہجوم سے نکل بھاگے۔ گوشت کی فکر کس کو ہوتی ہے؟ منڈی کے ایک کونے پر سرکاری طور پر کھالیں اور گوشت جمع کرنے کا انتظام ہے۔ لیکن دوسری طرف ان کا کوئی پرسان حال نہیں اس لئے بیشتر قربانیاں اب بھی وہیں دفنا دی جاتی ہیں۔ چنانچہ جب تک منڈی کے آس پاس رہے یہی محسوس ہوا کہ نیچے قربانیاں دفن ہیں۔ ابھی خدا کا شکر ہے کہ سعودی عرب میں چیل یا گدھ یا کتے کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ کوّے بھی غالباً مدینہ میں دیکھے تھے۔ ورنہ نہ چرند نہ پرند۔ لوگ بکری کا گوشت کھانے سے بھی منع کرتے ہیں۔ کیونکہ اردگرد کی پہاڑیوں پر جو جھاڑیاں ملتی ہیں وہ زہریلی ہوتی ہیں۔ اس لئے بکری کا گوشت بھی زہریلا ہوتا ہے۔ عام استعمال کے لئے یا تو بیروت سے یا استنبول سے بند ڈبوں میں گوشت آجاتا ہے۔ یا لوگوں نے گھروں میں بھیڑ بکریاں پالی ہوتی ہیں۔ جن کے چارہ کا بندوبست خاص طور پر ہوتا ہے۔

قربانی کے بعد سر منڈانا (حلق یا تقصیر) ضروری ہوتا ہے۔ سنا تھا کہ وہاں پاکستانی حجاموں نے ٹھیکہ لے رکھا ہوتا ہے۔ اور وہ پانچ دس ریال سے کم طلب نہیں کرتے۔ لیکن مجھے تو کوئی ایسا حجام دکھائی نہ دیا۔ خیمہ کے قریب ایک بھارتی مسلمان حجام موجود تھا۔ اس سے بجنور اور لکھنؤ کے کچھ اہلِ زبان حجامت بنوا رہے

Marfat.com

تھے۔ میں نے حجام سے کہا کہ مجھے شیلو بھی بنوانا ہے۔ وہ تو تیار تھا۔ لیکن بھارتی مولوی مجھے گھورنے لگے۔ میں نے ان سے کہا۔ بھئی تمہاری ہماری لڑائی ہے تم نے کشمیر داب رکھا ہے۔ تمہارا ایمان گاندھی اور نہرو کی دھوتی سے بندھا ہوا ہے اس لئے بحث کی ضرورت نہیں سا اپنے خیموں میں جاؤ اور مجھے اکیلا چھوڑ دو ا وہ زیر زبان منمناتے وہاں سے چلدیئے۔ میں نے کرسی پر بیٹھ کر سر منڈوایا ظالم نے استرے کی جگہ لکڑیوں میں دو بلیڈ باندھ رکھے تھے۔ تولیہ بھی گندا تھا۔ میں نے اسے ریزر لا کر دیا۔ اور کہا کہ بے برش کی کریم استعمال کرو۔ لیکن وہ ایک دو کی بجائے پانچ دس ریال کی باتیں کرنے لگا میں نے کہا سامان بھی دول اور دام بھی چار گنا۔ تم اپنے ہی ہاتھ دکھاؤ۔ چنانچہ مجبوراً اسی کے کُند استرے سے اپنے سر پر ایک دو زخم کرا کے رسم پوری کر لی۔ بعد میں ایک دو حجام اپنے لاہور کے لے وہ کہنے لگے ہمارے سیلون میں آجاتے۔ میں نے کہا اس ہنگامے میں تمہیں کہاں تلاش کرتا۔؟

عصر کے وقت شیاطین کو پھر جمار مارے۔ وہ روز عید تھا یہاں عام ممالک کی طرح دو رکعت نماز نہیں پڑھی جاتی صرف رات کو چراغاں ہوتا ہے۔ حجاج تو عبادت کے لئے آتے تھے۔ ممکن ہے کہ مکہ یا مدینہ میں بچوں نے عید منائی ہو۔

۱۰۔ ذی الحجہ کا پورا دن منیٰ میں ٹھہرنا ہوتا ہے۔ ۱۱۔ کو عصر کے وقت آخری رمی کے بعد واپسی ہوتی ہے۔ لیکن اس وقت بھی بھیڑ کا مسئلہ تھا۔ بس والے کمائی میں مصروف تھے۔ اس لئے رات گئے تک خیمہ میں نہ پہنچ سکے۔ آخر ہم نے فیصلہ کیا کہ سامان معلّم کے سپرد کرو اور خود پیدل چلنے۔ یاں۔ تین میل ہی تو ہے۔ یوں

Marfat.com

تو جماروں کے پاس کھڑے ہوں تو سامنے مکہ کی آبادی نظر آتی ہے۔ لیکن جب سڑک سوار ہوتے تو رستہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ میں یوں تو لاہور میں بھی سائیکل یا سکوٹر پہ پیدل چلنے کو ترجیح دیتا ہوں۔ لیکن وہاں یہ سفر دوبھر معلوم ہوا ادھر سڑک پر پاپیادہ اور موٹر سواروں کا وہ ہجوم تھا کہ خدا کی پناہ! آدھی رات کے قریب حرم شریف کے مینار نظر آئے تو خدا کا شکر ادا کیا۔ نماز پڑھی اور ایک ہوٹل میں جاتے اور عیش (روٹی) سے ناشتہ کر کے جا کے سو رہے۔ صبح معلوم ہوا کہ سامان بھی رات گئے یہاں پہنچا ہے اور ڈرائیور سڑک پر ہی پھینک گیا ہے۔ بڑی مشکل سے اپنا بیگ اور بستر تلاش کیا۔ اگر یہ خوشی نہ ہو کہ ہمارا حج مکمل ہو گیا ہے تو شاید طرح طرح کی پریشانیوں کے باعث انسان اپنے آپ کو کوسنے لگے۔ لیکن خدا کی راہ میں چونکہ تکلیف "تکلیف" نہیں رہتی۔ اس لئے بہت جلد سب کچھ بھول جاتا ہے۔

اب طوافِ وداع باقی تھا۔ یوں تو اتنے طواف کئے تھے کہ رہنمائی کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ مقصد "حج مبرور" (بے عیب اور بے خطا حج) ہوتا ہے۔ اس لئے احمد کو ساتھ لیا اور طواف، سعی، آبِ زمزم، مقامِ ابراہیمؑ پر نفل، سب تقاضے پورے کئے اور بابِ ابراہیمؑ کے راستے باہر نکل آیا۔

مکہ مشرفہ کے مناسک سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ جانا تھا۔ اس لئے آخری دن سوچا کہ جو چیزیں یہاں سے خریدنی ہیں خرید لی جائیں اور آبِ زمزم کا ڈرم ابھی سے بھر لیا جاتے۔ آبِ زمزم یوں تو سقوں سے قیمتاً مل جاتا ہے۔ لیکن میں ڈرم خود بھرنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے تہجد اور فجر کا وقت موزوں نظر آیا۔ اس وقت

Marfat.com

رش کم ہوتا ہے۔ چشمہ کے کنارے ہی بیٹھ کر نماز پڑھی اور سوچا۔ جونہی سلام پھرے گا بھاگ کر سیڑھیاں اتر دں گا اور سب سے پہلے ڈرم بھر لوں گا۔ لیکن وہاں مجھ سے بھی زیادہ ہوشیار لوگ بیٹھے تھے۔ کچھ سقے اور ساقی منڈیر پر منڈلا رہے تھے ان میں سے نکل کر سنگ مرمر کی سیڑھیاں اترنے لگا تو ان پر پھسلن تھی اس لئے آہستہ پاؤں رکھنا پڑا۔ نیچے سقاوے ہیں اب بہت سی ٹونٹیاں لگی ہوتی ہیں۔ سامنے کی ٹونٹی خالی تھی اس کے نیچے ڈرم رکھ دیا۔ اتنے میں ایک ترک آیا اس نے میرا ڈرم نیچے دھکیلا۔ اور نہانے کے لئے اپنا سر ٹونٹی کے نیچے رکھ دیا۔ میں نے کہا "یا اخی ماذا تفعل۔ اصبر" یہ کہہ کر ڈرم اس کے سر پر رکھ کر اتنا دبایا کہ وہ بلبلا اٹھا۔ آخر یہ طے ہوا کہ پہلے تھوڑا سا ڈرم بھر لوں۔ پھر اسے نہانے دوں وہ تھوڑا سا نہائے تو ڈرم بھر لوں۔ اس طرح دونوں کا مقصد پورا ہو گیا۔

بیت اللہ پر آخری حسرت بھری نگاہ ڈالی۔ اور رب کعبہ سے رخصت چاہی موٹر والے مدینہ کا کرایہ ساٹھ ساٹھ ریال بتا رہے تھے معلم نے ایک چھوٹی ٹیکسی ڈھونڈ نکالی جس میں صرف پانچ سواریاں بیٹھ سکتی تھیں اور صرف ایک سیٹ خالی تھی اس نے چالیس چالیس ریال لے لئے لیکن وہ رستہ بھر اپنے ساتھیوں کو بتاتا رہا کہ میں نے دو سو روپے پر ہی اکتفا کر لیا ہے۔ کون انتظار کرتا؟

مکہ سے جدہ ۴۵ میل اور جدہ سے مدینہ ۲۴۶ میل ہے سڑک کشادہ اور پختہ ہے اس لئے موٹر کار بہ آسانی ساٹھ ستر میل فی گھنٹہ کی رفتار سے یہ فاصلہ ۴، ۵ گھنٹے میں طے کر لیتی ہے۔ تاہم رستہ میں چونکہ بے شمار چوکیاں ہیں جہاں "جواز" اور "تنازل" کی پڑتال ہوتی ہے۔ اس لئے عصر کے وقت چل کر عشا کے بعد ہی مدینہ پہنچنا ممکن ہوتا ہے۔ رستہ بلیغ کا عالم تھا خصوصاً مغرب

Marfat.com

کے بعد اتنا سناٹا ہوتا ہے کہ انسان سوچتا ہے پرانے زمانے میں مسافر کس طرح سفر کرتے ہوں گے؟ ہم جاڑوں میں سفر کر رہے تھے اس کے باوجود جا بجا ٹھنڈے کوکا کولا سے پیاس بجھاتے، چائے پی، انڈے کھاتے لیکن گرمیوں میں کیا حال ہوتا ہوگا؟ ابھی ایک آدھ گھنٹہ چلے تھے کہ مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا۔ ارد گرد کی پہاڑیوں کے عقب میں سورج کے غروب ہونے کا منظر بے حد حسین تھا۔ زمین پر ریت کی خستہ پپڑیاں جمی ہوئی تھیں۔ جن پر چلنے سے یوں معلوم ہوتا جیسے شیشہ چور چور ہو رہا ہے۔ زمین چونکہ پاک تھی اس لئے مٹی سے تیمم کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ایک مصری پڑھے لکھے بزرگ معلوم ہوتے تھے انہی کو امام بنا لیا۔ مدینہ منورہ پہاڑیوں میں گھرا ایک چھوٹا سا شہر ہے اگر سڑک نہ ہوتی تو شاید یہاں پہنچنا بھی آسان نہ ہوتا۔ ریت کے بگولے اٹھتے رہتے ہیں اس لئے پگڈنڈیوں کے نشان بھی قائم نہیں رہ سکتے۔ اس وادی بطحا میں اِکّے دُکّے ببول کے سوا کوئی چھوٹا بڑا درخت بھی نظر نہیں آتا۔ البتہ مدینہ منورہ قریب آیا تو کھجوروں کے جھنڈ دکھائی دیتے۔ رات گئے موٹر نے سواریوں کو اڈے پر اتارا۔ مدینہ منورہ میں شیخ حسین علی محمود کا وکیل عبدالصمد کشمیری تھا۔ سامان ایک حمال نے اٹھا لیا اڈے سے تقریباً ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر اس کے ڈیرے پر پہنچا تو اس کے لڑکے تاش کھیل رہے تھے۔ میں نے اپنا تعارف کرایا اور شیخ حسین علی محمود کی چھٹی دی۔ اس نے بڑی بے پرواتی سے چٹھی ایک طرف پھینکی اور کہا باہر بیٹھو۔ باہر سڑک پر ایک بنچ پڑا تھا جس پر پہلے ہی ایک دو آدمی سوتے پڑے تھے۔ کچھ دیر بعد ایک چھوٹا سا لڑکا آیا۔ اس نے میرا سامان اٹھا کر سامنے کسی کچے کوٹھے میں پہنچانا چاہا۔ لیکن بڑے لڑکے نے دیکھ لیا۔ اس نے الٹا مجھے ڈانٹا کہ میں اپنا سامان اس کے چھوٹے بھائی سے کیوں

Marfat.com

اٹھوا رہا ہوں ہم نوکر تو نہیں ہیں چلو خود اٹھاؤ۔ مجھے غصہ تو آیا لیکن اس شہر میں اجنبی تھا آدھی رات کے وقت مزدور کہاں ملتا ہے؟ ملے بھی تو چند گز بھی جانا ہو تو پانچ ریال لیتا ہے بایں ہمہ چھوٹے بچے کو کچھ ترس آیا وہ زبردستی میرا سامان اٹھا کر مجھے اپنے ساتھ لے چلا سڑک پار ایک تنگ سی سڑک پر چند ٹوٹے پھوٹے مکانات تھے انہی کا کمرہ کھول کر اس نے کہا۔ لو اندر جا کر سو جاؤ۔ میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو پندرہ بیس آدمی پہلے ہی زمین پر لیٹے خراٹے لے رہے تھے شکل وصورت سے پاکستانی نظر آتے تھے گو بعض لندن سے یہاں پہنچے تھے۔ مجبوراً ایک کونے میں بستر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

خدا خدا کر کے تہجد کا وقت ہوا تو اٹھ کر وضو کیا۔ کمرے کا ایک ساتھی غالباً مسجد نبوی ہی کی جانب بھاگ رہا تھا۔ میں نے جلدی میں اس سے پوچھا کہ روضۂ اطہر کے پاس "ریاض الجنۃ" میں جگہ لینے کی کیا ترکیب ہے؟ اس نے کہا کہ بھاگ کر جاؤ پچھلے دروازے سے داخل ہوتے ہی روضۂ اطہر ہے وہاں اس وقت جگہ مل جاتی ہے اس کے بعد نہیں ملتی اس نے صحیح کہا تھا۔ نماز ادا کرنے کے بعد مواجہ شریف پر حاضری دی اور درود وسلام پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

پڑھ کر داخل ہوا باب الرحمۃ کے سامنے سبز قالین پر جگہ مل گئی۔

حدیث میں آیا ہے مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ میرے مکان اور منبر کے درمیان جو مسجد کا حصّہ ہے وہ جنت کی ایک کیاری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہاں دو نفل ادا کرے گا۔ اس کی شفاعت کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ وہ زانی اور قاتل ہو۔ آپؐ نے فرمایا۔ "ہاں"

اسی طرح مسلم کی روایت ہے کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کا درجہ مسجد الحرام (مکہ) سے دوسرے درجہ پر ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص یہاں چالیس نمازیں ادا کریگا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائیگا جس طرح ابھی ماں کے پیٹ سے نکلا ہو۔ اور نفاق و شر سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ ان احادیث کی موجودگی میں کون ہے جو حج کے لئے آئے اور مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا نہ کرے۔ سعودی حکومت اسی لئے ہر حاجی کو صرف آٹھ دن مدینہ میں رہنے کی اجازت دیتی ہے تاکہ وہ چالیس نمازیں پوری کر سکے۔ ریاض الجنۃ میں وہ منبر و محراب بھی ہیں جو حضورؐ کے استعمال میں رہے اس کے علاوہ آٹھ تاریخی ستون ہیں جو تاریخ اسلام کے بعض ابتدائی واقعات کی یاد دلاتے ہیں۔ ستون حنانہ کے پاس کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تھے اس زمانے میں یہاں کھجور کا درخت تھا۔ ستون عائشہؓ کے بارے میں حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر میں اس کی فضیلت ظاہر کر دوں تو یہاں نماز پڑھنے کے لئے قرعے پڑنے لگیں اسی طرح ستون ابی لبابہ، ستون سریر، ستون علی اور ستون تہجد وغیرہ ہیں۔

مکہ مکرمہ میں فکر مند تھا کہ اس قطعہ میں نماز کے لئے جگہ کیسے ملے گی۔ لیکن سرگودھا کے ایک حاجی نے یہ کہہ کر ڈھارس بندھائی کہ اللہ تعالےٰ ہر شخص کو موقعہ دیتا ہے جو ہستی یہاں لائی وہ تمام مقامات کی سیر بھی کرا دے گی اس نے بالکل درست کہا تھا۔ نماز کے وقت خواہ باہر صحن میں یا دور کسی برآمدے میں جگہ ملی میں کسی نہ کسی وقت قطاروں کو پھلانگتا یہاں پہنچ جاتا اور درود و سلام کے علاوہ دو نفل منبر و محراب اور مواجہ کے قریب ادا کرتا رہا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

اگلے دن عبدالصمد کشمیری سے ملاقات ہوئی تو اسے اپنے بیٹوں اور نائب وکیلوں سے بھی زیادہ بداخلاق پایا۔ دراصل وہ بھارتی کشمیری تھا اور پاکستانیوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا حالانکہ وہ معاوضہ وصول کر چکا تھا۔ میں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ بستر اٹھاؤں اور مسجد نبوی کے سامنے پنجاب ہوٹل میں ٹھہر جاؤں۔ جہاں کرایہ بھی چار ریال روزانہ اور کھانا بھی بہت ارزاں تھا پھر مالک بھی ملتان کا ایک حاجی تھا جس کے حسن سلوک نے بہت متاثر کیا۔

مسجد نبوی میں بعض افسوس ناک واقعات دیکھنے میں آتے جس کی ذمہ داری کچھ تو بے پناہ ہجوم پر اور کچھ ان حجاج پر عائد ہوتی ہے جو اس مقام کے تقدس کا پوری طرح لحاظ نہیں رکھتے خصوصاً ہندوستان اور پاکستان کے مولویوں کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی عربی دانی کا رعب گانٹھنے کے لئے عین اس وقت تقریریں شروع کر دیتے ہیں جب لوگ نماز کے انتظار میں ذکر و اذکار میں مصروف ہوتے ہیں۔ سعودی عرب میں جلسہ جلوس کی ممانعت ہے۔ لیکن حرمین الشریفین میں تقریروں پر کوئی پابندی نہیں البتہ سیاسی گفتگو کی ممانعت ہے اور خطیب یا موذن کے سوا کوئی شخص لاؤڈ سپیکر بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ ادھر چونکہ ایک وسیع و عریض مسجد میں لاکھوں آدمی بیٹھے ہوتے ہیں اس لئے اگر کوئی "مکبر الصوت" کے بغیر بولے تو اس کی آواز آس پاس آٹھ دس آدمیوں کے سوا کوئی نہیں سن سکتا۔ اس کے باوجود مولوی حضرات کو شاید تقریر کے بغیر روٹی ہضم نہیں ہوتی۔ ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ تقریر کے فوراً بعد وہ یا تو پنکھا کرنے لگ جاتے ہیں یا عطر کا پھویا تقسیم کرتے ہیں جس کا مطلب بھیک مانگنے کے سوا کچھ نہیں۔ حالانکہ یہ فرض سینکڑوں کی تعداد میں وہ گداگر اور بھیک منگے بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں جو عین نماز کے وقت کے مسجد کے اندر گھس آتے ہیں۔ کاش ان ناپسندیدہ افراد پر پابندی لگائی جا سکے جہاں تک مولویوں کی تقریر کا تعلق ہے اس کا فن میں نے بھی سیکھ لیا ہے تشہد، تعوذ

اور الحمد پڑھنے کے بعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر دو چار حدیثیں سنادیں یا قال اللہ تعالیٰ کہہ کر ایک آدھ رکوع پڑھ دیا اور بار بار انتم الحجاج اور المسلمون اخوۃ ۔ یا ایھا الذین امنو ۔ وغیرہ دہراتے رہے ۔ اس طرح تقریر بھی ہوجاتی ہے اور غلطی کا امکان بھی نہیں رہتا اسی بناء پر بعض مولوی یہاں آکر یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم نے لاکھوں کے مجمع میں تقریر کی تو فلاں وائس چانسلر یا فلاں حاکم نے اٹھ کر ہم سے معانقہ کیا اور ہماری عربی دانی پر عش عش کر اٹھے ۔ حالانکہ میرا مشاہدہ یہ ہے کہ تقریر کوئی بھی نہیں سن رہا ہوتا ۔ اگر کوئی پیچھا چھڑانے کے لئے خیرات دیدیتا ہے یا عجمی سمجھ کر حوصلہ افزائی کرتا ہے تو اسے سند نہیں بنایا جاسکتا ۔ ایک مولوی میرے قریب ہی تقریر کرنے اٹھا ۔ میرے پاس کچھ افریقی اور ترک بیٹھے تھے وہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے ۔ مَنْ ھُوَ (یہ کون ہے)

دوسرے نے کہا ھُوَ مجنونٌ (کوئی پاگل ہے)

تیسرے نے کہا کیا کہتا ہے ۔ ؟

چوتھے نے جواب دیا پیسے مانگتا ہوگا ۔

میں نے یہ مکالمہ سنا تو بڑی ندامت ہوئی ۔ میرے ملک کی توہین ہو رہی تھی میں نے مولوی کو پنجابی زبان میں للکارا ۔ اُو مولوی ادھر آ ۔ تو جاکر پاکستان میں کہے گا کہ میں الحاج علامہ فلاں فلاں ہوں جامعہ مدینہ کا فارغ التحصیل ہوں ۔ لیکن دیکھ میں نے تجھے پکڑ لیا تو بھیک مانگ رہا ہے اور آیاتِ کریمہ کے سوا تجھے کچھ بھی نہیں آتا ۔ اس نے اپنے غصے کو خجالت میں سمیٹا اور نمازیوں کو پھلانگتا ہوا کہیں دور جاکر پھر تقریر کرنے لگا ۔

اسی طرح ایک روز نماز عصر پڑھی جارہی تھی ۔ آخری رکعت میں جب رکوع میں گئے تو مسجد نبوی کے صحن میں ایک مولوی صاحب نے (شاید بھارتی تھا) اچانک نماز توڑ دی یا

Marfat.com

شاید پہلے ہی نماز نہیں پڑھ رہا تھا) اور ہاتھ اٹھا کر زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا جب کسی نے جواب نہ دیا تو خود ہی اللہ اکبر کہا۔ اور جب قعود میں التحیات پڑھی جا رہی تھی تو معلوم ہوا یہ صاحب لعنت لعنت کے نعرے لگا رہے تھے۔ پھر لعنت بر یزید کی تکرار شروع ہوتی سا تنے میں سلام پھرا تو یہ صاحب تبرّا بھیجتے ہوتے پاتے گئے۔ ہجوم میں سے کسی نے اردو میں کہا پکڑ لو اسے جانے نہ پاتے کچھ لوگ لپک کر اس کی طرف بڑھے تو وہ صفیں پھلانگتا ہوا روضہ اطہر کی جانب بھاگا اور عقب کے دروازے سے یہ جا وہ جا۔ دراصل اکثر لوگ خواہ کسی ملک کے ہوں اسلامی تعلیمات کی مبادیات سے بھی بالکل کورے اور نابلد ہوتے ہیں ان کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ جس مسجد میں وہ حاضر ہیں اسے حضورؐ نے اپنی مسجد کہہ کر پکارا اور بیت الحرام کے بعد اسی کا درجہ سب سے بلند قرار دیا پھر یہاں وہ عظیم ہستی مدفون ہے جس پر فرشتے بھی درود پڑھتے ہیں اور جس کے متعلق مسلمان کا عقیدہ ہے کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یہاں اونچی آواز سے بولنا سوئے ادب ہے چہ جائیکہ یہاں کھڑے ہو کر تفرقے کی باتیں کی جائیں یا آپس میں دھینگا مشتی کی جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح حکم ہے کہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہئے۔ نمازیوں کی صفوں کو چیرنا یا ان کے کندھوں کو پھلانگنا منع ہے اس کے باوجود یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ کوئی شخص بھی ان احکام کی پیروی نہیں کرتا اور بلا تکلف نمازی کے آگے سے گذر جاتا ہے۔ بلکہ سجدہ کی حالت میں اس کی گردن پر اور قعود کی حالت میں اس کی رانوں پر بھی پاؤں رکھ کر گذر جانے میں قباحت محسوس نہیں کرتا ایک موقع پر مسجد نبوی میں ایک نمازی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے اوپر سے لوگ چھلانگیں لگاتے ہوتے گذر رہے تھے کہ ایک شخص کا پاؤں دھم سے قرآن مجید کے عین اوپر پڑا۔ نمازی قدرتی طور

پر طیش میں آگیا۔ اس نے اٹھ کر گستاخ کے منہ پر ایک زوردار گھونسہ رسید کیا اس پر دھ تکا فضیحتی اور دھینگا مشتی ہوئی کہ خدا کی پناہ حج کے موقعہ پر نفسی نفسی کا عالم ہوتا ہے اور کوئی شخص دوسرے کے معاملہ میں دخل نہیں دیتا۔ لیکن قرآن کریم اور خانہ خدا کی بے حرمتی کون برداشت کر سکتا ہے؟ آس پاس کے لوگ اٹھ کھڑے ہوتے اور ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے۔ آخر بڑی مشکل سے اس اس صورت حال پر قابو پایا گیا۔

اے کاش! تمام ممالک حج کے موسم میں مسافروں پر واضح کر دیں کہ جن مقامات کی زیارت کو وہ جا رہے ہیں ان کا مرتبہ زمین آسمان کا کتنے سے بلند ہے لہٰذا ان کے ادب و احترام میں کسی طرح بھی کوئی کمی نہیں آنی چاہیے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

میں نے مسجد نبویؐ میں داخل ہوتے ہی روضۂ اطہر کے پاس کھڑے ہو کر درود و سلام بھیجدیا تھا اگلے روز مزدور کی رہنمائی میں یہ فرض روائتی انداز میں ادا کیا اور باب جبریلؑ پر دوگانا بجالانے کے بعد جالی کے قریب کھڑے ہو کر عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

"یا رسول اللہ! میں پاکستان سے حاضر ہوا ہوں۔ تین ہزار میل کے فاصلہ سے منادئ بیادی للایمان کی آواز میں نے ساڑھے تیرہ سو سال بعد سنی میں ابھی تک کسی سے بیعت نہیں ہوا میرا بچپن ہی سے خیال تھا کہ آپ کے دست مبارک کے سوا کسی کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں ہے آپؐ نے فرمایا تھا کہ نبی فوت نہیں ہوتا اور مرنے کے بعد بھی سن رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا یا رسول اللہ! میری

Marfat.com

بیعت قبول فرمائیے۔"

اس کے بعد جالی تک ہاتھ پھیلاتے اور کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے روبرو حاضر ہو کر کہا۔

اے ابوبکرؓ، اے عمرؓ! اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آپ دونوں پر نازل ہوں آپ گواہ رہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کرلی قیامت کے روز شفاعت کا وقت آیا تو اس ادنیٰ سے فرد کو نظر انداز نہ کیا جائے، شکریہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ۔

اب تک لاکھوں کروڑوں جن بزرگوں نے مکہ و مدینہ کی زیارت کی ہے ان کی اکثریت کا یہ تاثر بالکل درست ہے کہ مسجد الحرام میں خشیۃ اللہ کے باعث رعب طاری ہوتا ہے روضہ اطہر پر حاضری دی جاتے تو عشق و محبت کے جذبات بیدار ہوتے ہیں۔ مغرب کی نماز بالعلوم روضۂ اطہر کے بالکل سامنے باہر صحن میں ادا کرتا رہا۔ نماز کے انتظار میں بیٹھا تو نگاہیں گنبد خضرا پر ٹکی رہتی تھیں اور ایک عجیب عالم میں کھو جاتا تھا حتیٰ کہ بعض اوقات تکبیر بھی سنائی نہ دیتی اور ساتھ والے کے ٹھوکا دینے پر نماز کے لئے اٹھتا رہا۔

مدینہ میں آٹھ دن پنجاب ہوٹل ہی میں گذارے۔ اس کے مالک ملتان کے ایک مولوی صاحب (حاجی کریم بخش) ہیں۔ وہ ۲۵ برس سے مدینہ ہی میں مقیم ہیں اور بڑے اعتبار کرنے والے آدمی ہیں۔ جب میں نے وزیٹنگ کارڈ سامنے رکھا تو بولے آپ اندر جا کر اپنی پسند

Marfat.com

کا کرہ لے لیں اور خود ہی کھانے چائے وغیرہ کا حساب لکھتے رہیں ۔ جب آپ کو جانا ہو گا پیسے لے لوں گا ۔"

میں نے کہا مجھ سے بھول ہو جائے گی آپ بل دیدیا کریں ۔ انہوں نے کہا پروا نہیں جو بھی دیدیں گے، لے لوں گا۔ حساب مجھے بھی نہیں آتا ۔ اگرچہ کمرے عارضی طور پر لکڑی کے تختوں سے بنائے گئے ہیں تاہم لوہے کی چارپائی اور گرم بستر سے کام بن جاتا ہے ۔ کھانا پاکستانی ہوتا ہے مولوی صاحب تہجد کے وقت خود آکر حلوہ پوری تیار کرتے ہیں جو نماز کے بعد مزہ دے جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ سری پائے کی نہاری اور سبزی گوشت ہر وقت تیار ملتے ہیں پاکستانیوں کے علاوہ بھارتی اور افریقی مسلمان بھی بکثرت اسی ہوٹل میں آکر کھانا کھاتے ہیں ۔

پہلے دن تو کمرے میں اکیلا تھا ۔ لیکن اگلے ہی روز ایک صاحب لندن سے آگئے جہلم کے تھے لندن میں پولیس فورس یا آرمی ہی میں ملازم تھے ۔ لیکن جنگ کے دنوں میں مصر اٹلی اور دوسرے بے شمار مقامات پر رہے تاہم ابھی تک پنجاب کے دیہاتیوں والا مزاج تھا گرم و سرد چشیدہ تھے اس لئے خوب صحبت رہی ۔ وہ پہلے بھی ایک دو مرتبہ حج کر چکے تھے اب بھی حج کرتے ہوئے پاکستان واپس جا رہے تھے ان کی معیت میں مدینہ کے آثار قدیمہ اور مقاماتِ مقدسہ دیکھے ماشاء اللہ دعاؤں کے علاوہ ان کو ہر مقام کی تاریخی حیثیت کا بخوبی علم تھا ۔ اگلے روز کراچی کے ایک اور صاحب آگئے جن کے صاحبزادے ریاض میں ملازم ہیں ان سے پاکستان کی تازہ ترین صورت حال کا علم ہوا اور پتہ چلا کہ پیپلز پارٹی زوروں پر ہے ۔ ہوٹل سے باہر ایک دو مرتبہ شباب کیرانوی، محمد علی اور زیبا سے ملاقات ہوئی تینوں حج کو آئے ہوئے تھے اور ساتھ ہی فندق الحرم میں ٹھہرے ہوتے تھے ۔ جہاں ایک چارپائی کا کرایہ پچاس ریال روزانہ ہے ۔ شباب صاحب تو ماہنامہ ڈائریکٹر کے زمانے سے اپنے دوست ہیں ۔ فلمی

Marfat.com

دنیا میں رہنے کے باوجود تزکیہ نفس کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہوتے رہتے ہیں وہ حافظ قرآن ہیں اور مولانا اشرف علی تھانوی کے شاگرد رشید، بچپن کے بابرکت اثرات کا سایہ ہی ان کی کامیابی کا ضامن ہے۔ ہوٹل میں ایک پاکستانی نوجوان خشخشی داڑھی، سر پر جناح کیپ، بدن پر چست شیروانی مجھے تو ان سے تعارف کی ضرورت پیش نہیں آئی لیکن پاکستانیوں کو آگے بڑھ کر ملتے تھے۔ ان کی باتوں سے معلوم ہوا کہ یہ جامعہ مدینہ کے طالب علم ہیں اور ایک مخصوص سیاسی پارٹی کے حق میں فضا ہموار کرتے رہتے تھے۔ مجھے دوسرے دوستوں نے بتایا تھا کہ یہاں جلسے جلوس تو منع ہیں۔ پاکستان میں بعض مولویوں کی جتنی سرگرمیوں کی رپورٹیں چھپتی ہیں۔ وہ سب لوہے کی انہی ٹوٹی پھوٹی کرسیوں پر بیٹھ کر وضع کی جاتی ہیں ہوٹل سے رخصت ہوا تو حاجی صاحب سے کہہ آیا تھا میرا کارڈ اس نوجوان کو دیدینا اور کہہ دینا وہ کہہ گیا ہے ؎

من خوب می شناسم پیران پارسا را

خِفۡ هٰذَا الۡمَقَام ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُفۡسِدِیۡن

معلوم نہیں حاجی صاحب نے میرا پیغام پہنچایا تھا یا نہیں۔

آخری تین دنوں میں سلہٹ کے ایک صاحب لندن سے آتے وہ بھی میرے کمرے میں ٹھہرے تھے بے چارے بیمار ہوگئے اور چالیس نمازیں بھی پوری نہ کر سکے۔ تاہم ذرا طبیعت سنبھلی تو میرے ساتھ سیر و سیاحت کو اکثر وہی جاتے رہے۔ معمولی اردو اور انگریزی جانتے تھے دکانداروں سے عربی بولنے کی ضرورت پڑتی تو تھوڑی بہت مدد میں کر دیتا تھا آخری رات کہنے لگے مجھے واپس مشرقی پاکستان جانا ہے چلو معلم سے پاسپورٹ لے آئیں ان کے ہمراہ دو تین دفعہ گیا لیکن پاسپورٹ کہیں کھو گیا۔ میرے معلم کی طرح یہ معلم بھی بدتمیز سا تھا۔ وہ پہلے تو پاسپورٹ ہی سے مکر گیا اس کے بعد کہنے لگا خود ڈھونڈ لو مجھے نہیں ملتا

ہم نے دو تین مرتبہ اس کی ڈھیری میں پڑے ہوئے پاسپورٹ ایک ایک کر کے دیکھے لیکن پاسپورٹ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ آخر میں نے کہا چلو عشاء کی نماز پڑھ لیں پھر پولیس کو اطلاع دیتے ہیں نماز کے بعد میں نے دیکھا وہ روضہ رسولؐ کی جانب بڑھے اور جالی پکڑ کر ٹپ ٹپ رونے لگے اور بولے یا رسول اللہ میرا پاسپورٹ کھو گیا ہے اب میں کہاں جاؤں۔ یہیں پڑا رہتا ہوں۔ لیکن سعودی عرب کے افسر تو لحاظ نہیں کریں گے کل صبح گرفتار ہو جاؤں گا یا سامان چھین کر وہ مجھے بے یار و مددگار ملک سے باہر نکال دیں گے۔

دعا سے فارغ ہوتے تو نڈھال تھے میں نے سہارا دیا اور کہا چلو ایک مرتبہ پھر دیکھ لیں ورنہ پولیس کو اطلاع دیدیں گے۔

خدا کی قدرت کہ جونہی فرودگاہ پر پہنچے معلم نے دور ہی سے کہا نہیں ہے آپ کا پاسپورٹ یہاں۔ لیکن ہم ڈھیری کو الٹ پلٹ کرنے لگے تو اوپر ہی پاسپورٹ پڑا مل گیا۔ یہ کیا ہے؟ میں نے معلم کی جانب غضبناک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ بھی حیران ہوا اور کہنے لگا۔

وَاللہِ۔ لَا اَعْلَمُ وَاللہِ لَا اَدْرِی

پاسپورٹ کہاں سے ٹپک پڑا اس کا راز میرے مشرقی پاکستان کے دوست کے سوا کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ روضۂ رسولؐ پر ان کا ایک آنسو ان کی دستگیری کے لئے کافی تھا لوگ کہتے ہیں معجزے اب کیوں نہیں ہوتے؟ میں کہتا ہوں دیدۂ بینا چاہیے حج کے موقع پر میں نے بیسیوں معجزے اپنے ساتھ اور بیسیوں معجزے دوسروں کے ساتھ ہوتے دیکھے ہیں دعائیں جتنی اس ارض مقدس میں قبول ہوتی ہیں اتنی کہیں نہیں ہوتیں میں نے اپنی آنکھ سے لوگوں کو جھولیاں بھر بھر کر مرادیں پاتے دیکھا ہے۔ میں اس اندھی لڑکی

کا قصہ بھی سن چکا ہوں جس نے مواجہ شریف سے ٹکریں مار مار کر کہا تھا کہ یا رسول اللہ! میں اندھی ہوں۔ میں کسی کام کی نہیں۔ نہ تو پڑھ لکھ سکتی ہوں۔ نہ میری شادی ہو سکتی ہے۔ ہائے میں کیا کروں۔ میں یہیں ٹکریں مار مار کر مرجاؤں گی۔ اس کے بعد جب اس نے آنسوؤں سے بھیگی ہوئی آنکھیں کھولیں تو ان میں نور پیدا ہو چکا تھا اور وہ دیکھنے لگ گئی تھی۔ اگر یہ پانچ دس سال پرانا معجزہ نہیں تو کیا ہے؟ میں نے قیام مکہ و مدینہ میں اپنے لئے کچھ نہیں مانگا صرف اپنے والدین کی مغفرت چاہی ہے۔ البتہ ایک راز کی دعا ہے جو میں نے اپنے لئے نہیں ملک و قوم کے فائدہ کے لئے مانگی تھی۔ بددعا کرنا جائز نہیں۔ لیکن چار پانچ آدمی ہیں۔ جن کی سرگرمیوں کو میں ملک و قوم کے لئے زہر ہلاہل سمجھتا ہوں۔ ایک دن روضۂ اطہر کے سامنے بیٹھے بیٹھے خاص حالت طاری ہوئی تو میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! ان لوگوں سے پیچھا چھڑائیے ابھی میں حجاز میں تھا کہ اطلاع ملی ان میں سے ایک صاحب بیمار ہو کر ہمیشہ کے لئے گوشۂ گمنامی میں چلے گئے دوسرے دو اپنے عہدوں سے مستعفی ہو گئے۔ تیسرے اور چوتھے ذلیل و خوار ہو چکے ہیں جہاں تک اپنا اور اپنے والدین کا تعلق ہے۔ شاید چھوٹا منہ بڑی بات ہو لیکن محض تحدیثِ نعمت کے طور پر ضبط تحریر میں لا رہا ہوں کہ والدین کو کئی بار جنت نعیم میں دیکھا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاکی رنگ اور امام حسینؓ نے سیاہ و سفید دھاریوں والی قمیص پہنائی ہے۔ خواب میں مدینہ منورہ کی زیارت کی تو حضور کا یہ پیغام ملا کہ دو تین دن کے دورہ پر مغرب الاقصیٰ جا رہا ہوں ان لوگوں کو میرے مہمان خانہ میں ٹھہرایا جائے۔ میں اور میرے والدین اور بھائی کس طرح ایک پہاڑی پر واقع دو منزلہ عمارت کی جانب بڑھ رہے ہیں یہ نظارہ آج تک فراموش نہیں کر سکا۔

آٹھ دن بعد جب سرخ رنگ کی کار پہاڑی رستوں کو کاٹتی میدان بدر میں پہنچی تو دوپہر

Marfat.com

کے وقت یہاں سستانے کا موقع ملا۔ سڑک کے کنارے ایک ریستوران ہے جس میں بہت سی چارپائیاں پڑی ہیں۔ یہاں کھانا کھایا چائے پی۔ پھر شہداء کے مزاروں پر فاتحہ پڑھی یہاں کھجوروں کی اوٹ میں ایک دمدمہ سا ہے جہاں کھڑے ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فوجوں کی نگرانی کرتے رہے سمندر یہاں سے قریب ہی ہے اس لئے ہر وقت تیز ہوائیں چلتی رہتی ہیں گرمیوں میں یہی لُو بن جاتی ہوگی۔ تاہم ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب حضور نے مٹھی بھر خاک اٹھا کر کفار کی جانب پھینکی تو کس طرح یہ ہوائیں آندھی بن کر لپکی ہوں گی اور کس طرح دشمن کا صفایا ہوگیا ہوگا۔ دمدمہ میں کھڑا ہوا تو ایک مرتبہ پھر تاریخ اسلام کے وہ اوراق سامنے آتے رہے جو شہداء نے اپنے خون سے لکھے تھے اور بے اختیار میری زبان سے نکلا۔

"جب تک یہ شہید موجود ہیں اسلام مر نہیں سکتا۔ رسول کریم نے جمہوریت کی جو شمع جبل الرحمہ کی چوٹی پر روشن کی تھی اس کے نور سے پورا عالم جگمگا اٹھا تھا۔ اب یہی نور طریرستی کی ظلمتوں کو چاٹ رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ملوکیت اور جاگیرداری کا پرانا نظام چکنا چور ہو جائے گا اور اس کی جگہ ایک نیا نظام ۔ عدل، مساوات اور اخوت پر مبنی۔ لے لے گا۔"

سرخ کار شاہراہ جدّہ پر سرپٹ دوڑ رہی تھی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے بونٹ سے انقلاب کے سرخ سرخ شعلے نکل رہے ہیں!

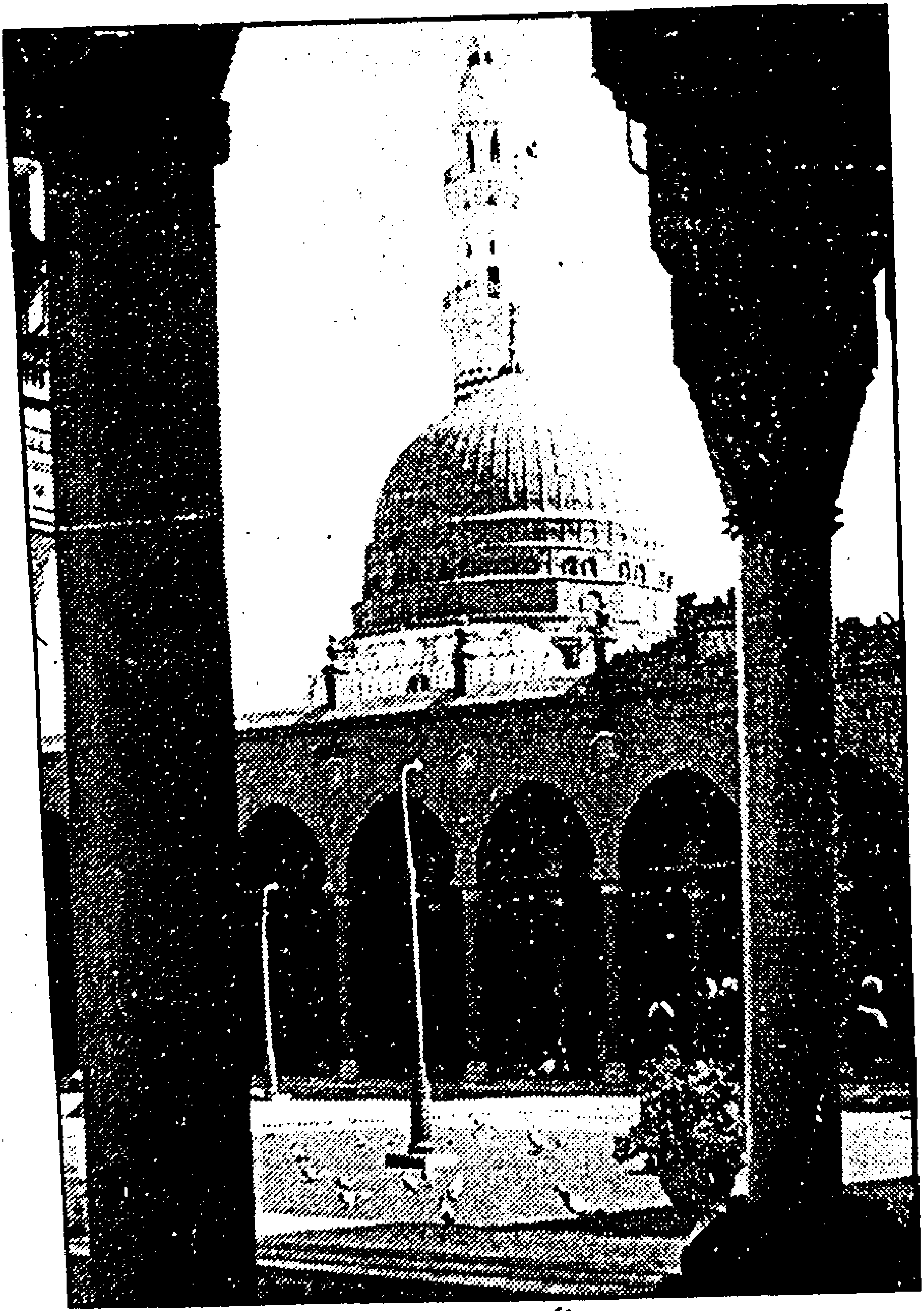

گنبدِ خضرا

Marfat.com

مناسکِ حج

مسائل واحکام

- حجۃ الوداع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
- شرائطِ حج، فرائض وواجبات، طریقِ حج

عمرہ یا حجِ اصغر، تمتّع، افراد، احرام

- طوافِ قدوم، طوافِ زیارت

طوافِ وداع، طوافِ زیارت، طوافِ نفلی

- سعی صفا ومروہ
- عورتوں کا حج، بچّوں کا حج، حجِ بدل
- رمی، نحر، حلق وقصر

Marfat.com

حجۃ الوداع

سنہ ۱۰ھ میں رسول خدا نے حج کا ارادہ فرمایا اور چاروں طرف اس کی اطلاع بھجوادی گئی
اس اطلاع پر ہزاروں مسلمان مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے تاکہ رسول کریمؐ کی معیت میں حج کریں
ان میں ہر درجہ و ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔

۲۶ ذیقعد سنہ ۱۰ھ بروز شنبہ حضورؐ نے ظہر کی نماز مدینہ کی ایک مسجد میں ادا فرمائی نماز سے
قبل خطبہ پڑھا اور لوگوں کو ارکان حج کی تعلیم دی۔ حضورؐ نے نماز ظہر کے بعد سر میں تیل ڈالا۔ کنگھا
کیا اور چادر اوڑھ کر سفر پر روانہ ہوئے، یہ ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت تھا۔ آپؐ ذوالحلیفہ پہنچے
تو نماز قصر کر کے پڑھی شب کو وہیں قیام پذیر رہے۔ اس جگہ حضورؐ نے پانچ نمازیں ادا کیں یعنی
عصر، مغرب، عشا اور دوسرے دن نماز فجر و ظہر۔ صبح کے وقت حضورؐ نے خطمی اور اشنان ایک
قسم کی گھاس سے غسل فرمایا۔ حضرت عائشہ خوشبو لائیں جس میں مشک تحلیل تھا خوشبو آپ کے
بدن اور سر مبارک پر مل گئی غسل کے بعد حضورؐ نے تہبند باندھ کر چادر اوڑھی یہ ظہر کے بعد کا واقعہ ہے
احرام باندھ لینے کے بعد حضور اونٹنی پر سوار ہوئے تو پہلی بار

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

کا ترانہ بلند فرمایا آپ نے دوسری بار اس وقت لبیک کہی جب اونٹنی کھڑی ہو گئی اور آپ
کا سفر شروع ہو گیا۔ بعد ازاں آپؐ نے سیدا کی پہاڑی پر چڑھتے ہوئے لبیک کہی۔

رسولؐ خدا نے مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر وادی طویٰ میں قیام فرمایا۔ یہ یک شنبہ کی شب

Marfat.com

اور ذی الحجہ کی تین تاریخ تھی، دوسرے روز نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضورؐ نے غسل فرمایا اور بالائے مکہ سے سارے ہجوم کو لے کر مکہ شریف میں داخل ہو گئے۔ طلوع آفتاب کو ایک گھنٹہ گزر گیا تھا حضورؐ دروازہ بنی شیبہ پر پہنچے تو آپ کی نظر کعبہ شریف پر پڑی۔ اس وقت آپؐ نے تکبیر اور یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط اَللّٰھُمَّ زِدْ بَيْتَكَ ھٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَزِدْ مَنْ تَعْظِيْمِهٖ وَتَشْرِيْفِهٖ مِنْ حَجَّتِهٖ وَعُمْرَتِهٖ ؏

حضورؐ مسجد میں داخل ہو کر سیدھے کعبہ شریف کی سمت تشریف لے گئے اور حجر اسود کے سامنے پہنچ کر سلام کیا۔ مگر ہاتھوں کو نہ اٹھایا اور روز روشن میں کعبۃ اللہ کا طواف فرمایا آپؐ نے طواف شروع کیا تو خانہ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف تھا۔ آپؐ نے دوران طواف حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان فرمایا۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ آپؐ پہلے تین پھیروں میں جلد جلد چلے اور پاؤں نزدیک نزدیک رکھے اور ردائے مبارک کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالا اس طرح کہ داہنا کندھا کھلا رہا۔ آپؐ نے باقی چار چکر آہستہ چل کر پورے کئے اور ہر چکر میں حجر اسود کے مقابل آکر ایک لکڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے لکڑی کو چوم لیا۔ لکڑی ایک عصا تھا جس کا سرا اوپر سے مڑا ہوا تھا اور یہ آپ کے دست مبارک میں تھا۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے اس موقعہ پر آخری چار چکروں میں آپ حجر اسود کو بوسہ

نہ دے سکے تھے پہلے چکروں میں احادیث کے مطابق آپ کبھی اپنے لبوں کو حجر اسود پہ رکھتے تھے اور کبھی دست مبارک کو اس پہ رکھتے اور پھر ہاتھوں کو چومتے اور سلام کے وقت اللہ اکبر فرماتے تھے اور کبھی حجر اسود پہ پیشانی بھی رکھتے تھے اور اس پہ سجدہ کر کے بوسہ دیتے تھے آپ طواف سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم پہ یہ پڑھتے ہوئے تشریف لاتے۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلّٰى

وہاں آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکفرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھی نماز سے فارغ ہوکر آپ حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور سلام کیا۔

حضور زیارت کعبۃ اللہ سے فارغ ہوکر صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کی سمت تشریف لے گئے اور ان کی چوٹیوں پر چڑھنے کے بعد کعبہ کی طرف رخ کر کے فرمایا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

آپ نے ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی فرمائی اور وہاں سے آپ آٹھویں ذی الحجہ کو قیام گاہ مکہ سے روانہ ہوکر منیٰ رکے اور وہاں ظہر عصر مغرب، عشا اور صبح کی نمازیں ادا فرمائیں۔

نویں ذی الحجہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سورج طلوع ہونے کے بعد وادی نمرہ میں پہنچ کر اترے اس وادی کے ایک طرف عرفات اور دوسری طرف مزدلفہ ہے۔ آپ دن ڈھلنے کے بعد اس جگہ سے چل کر عرفات میں پہنچے جہاں سارا میدان لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ یہاں ہر شخص تکبیر و تہلیل اور تحمید و تقدیس میں مصروف تھا۔ اس وقت بعض کے خیال میں ایک لاکھ چوالیس

ہزار اور بعض کی رائے میں ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگ احکام خداوندی کی تعمیل کے لیے حاضر تھے رسولؐ خدا پہاڑی پر چڑھے اور قصویٰ نام اونٹنی پہ سوار ہو کر آپ نے آخری خطبہ ارشاد فرمایا

خطبہ حجۃ الوداع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ وَاِیَّاکُمْ نَجْتَمِعُ فِیْ هٰذَا الْمَجْلِسِ اَبَدًا سے شروع ہوتا اور اَنْ یَّکُوْنَ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ پر ختم ہوتا ہے پورے خطبہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

سنو لوگو! شاید کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہ ہوں۔ لوگو! تمہارے خون تمہارے مال تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں۔ جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی، اس مہینے کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے روندتا ہوں۔ جاہلیت کے قتل و خون ریزی کے تمام جھگڑے ملیا میٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعۃ بن الحارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا، میں چھوڑتا ہوں۔ جاہلیت کے زمانہ کا سود ملیا میٹ کر دیا گیا۔ پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں، وہ عباس بن عبدالمطلب کا ہے۔ وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا۔

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے

تم نے ان کو بیوی بنایا اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لیے حلال بنایا ہے تمہارا حق عورتوں پہ اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو (کہ اس کا آنا تم کو ناگوار ہے) نہ آنے دیں۔ لیکن اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو۔

عورتوں کا حق تم پہ یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ۔ اچھی طرح پہناؤ۔

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ ہے اللہ کی کتاب قرآن۔

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو۔ سال بھر میں ایک مہینہ کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہایت خوش دلی کے ساتھ دیا کرو۔ خانۂ خدا کا حج بجا لاؤ۔ اور تم میں سے جو صاحب امر ہوں، ان کی اطاعت کرو جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کی فردوس میں داخل ہوگئے۔

لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا۔ مجھے ذرا بتا دو کہ تم کیا جواب دوگے؟

سب نے کہا کہ ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے۔ آپؐ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے ہم کھوٹے کھرے کی اچھی طرح پہچان کرادی۔

اس وقت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا۔ آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے (فرماتے تھے) اے خدا! سن لے (تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں) اے خدا! گواہ رہنا (کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں) اے

خداوندا! شاہد رہ اکہ یہ سب کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ سب باتیں ان لوگوں کو پہنچا دینا جو اس وقت یہاں موجود نہیں۔"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما چکے تو عین اسی جگہ یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی رحمت کو پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام پسند فرمایا۔

بعد ازاں حضور رسول کریم اونٹنی سے نیچے اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اذان دو ساذان دی گئی تو حضور نے نماز ظہر و عصر ملا کر قصر کے ساتھ پڑھائی اور وہ اہل مکہ جو آپ کے ساتھ آئے تھے۔ انہوں نے بھی آپ کے ساتھ ہی نماز پڑھی حضور نماز سے فارغ ہو کر اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے اور میدان عرفات میں تشریف لائے جہاں آپ دامن کوہ میں بڑے بڑے پتھروں پر قبلہ رو ہو کر اونٹنی پر کھڑے ہوئے اور دعا و زاری شروع کی اور اس وقت تک دعا و زاری فرماتے رہے جب تک آفتاب غروب ہو گیا پھر حضور نے فرمایا کہ وہ جس جگہ کھڑے ہیں، یہی جگہ مخصوص نہیں ہے جہاں پسند کرو کھڑے ہو جاؤ۔ حضور نے عرفات میں دعا کے لیے سینے تک ہاتھ اٹھائے تھے اور اس طرح دعا مانگی تھی جیسے کوئی مسکین روٹی طلب کر رہا ہو۔

حضور غروب آفتاب پر روانہ ہوئے تو اسامہ بن زید کو قصویٰ پر عقب میں سوار فرمایا اور اونٹنی کی مہار اس حد تک کھینچی کہ اس کا سر زین سے لگنے لگا۔ حضور نے راہ میں بار بار

Marfat.com

فرمایا کہ اے لوگو آہستہ آہستہ چلو، دوڑنا ٹھیک نہیں اور بھاگ دوڑ پرہیزگاری کی ضد ہے۔

اَلسَّکِیْنَۃُ اَیُّھَا النَّاسُ اَلسَّکِیْنَۃُ اَیُّھَا النَّاس

حضور جس طرح عیدگاہ تشریف لے جاتے ہوئے ایک راستے سے جاتے اور دوسری سے لوٹتے تھے۔ اسی طرح حضور نے یہاں سے واپسی پر بھی وہی دیرینہ طریقہ اختیار کیا۔ راہ میں جس جگہ میدان آجاتا تھا آپ اونٹنی کی رفتار قدرے تیز کر لیتے تھے اور راہ میں تلبیہ بھی فرماتے تھے آپؐ نے اثنائے راہ میں وضو فرمایا تو حضرت اسامہؓ نے دریافت کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نماز پڑھیں گے؟" آپ نے فرمایا الصلوٰۃ امامک نماز آگے ہے۔

مزدلفہ میں ورود مبارک

پھر حضور سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچ گئے جہاں وضو کامل فرمایا۔ اذان دی گئی اور مال واسباب اتارنے اور اقامت کرنے سے قبل نماز مغرب ادا فرمائی اور اسباب اتار کر دوسری اقامت کی اور عشا کی نماز بھی پڑھی، نماز عشاء کی اذان نہیں دی گئی نماز مغرب اور عشا کے درمیان نفل بھی نہیں پڑھے اور وہیں آرام فرمایا۔ بعد ازاں تہجد کی کوئی نماز ادا نہیں فرمائی اور صبح ہونے پر نماز صبح بر وقت ادا فرمائی۔

پھر حضور سوار ہوئے اور مشعر الحرام تشریف لائے اور وہیں مقیم ہوئے اور قبلہ رو ہو کر دعاؤں میں مشغول ہو گئے اور تکبیر وتہلیل اور ذکر فرماتے رہے حتیٰ کہ طلوع

آفتاب سے کچھ دیر پہلے قصویٰ پر سوار ہوئے اور فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے سوار کرا لیا اور اسامہ بن زیدؓ قریش کے ساتھ پاپیادہ چلنے لگے حضورؐ نے فضلؓ سے راہ میں فرمایا کہ رمی کے لیے کنکریاں چن لو۔ حضرت فضلؓ نے سات کنکریاں چنیں اور حضور کو دے دیں۔ آپ نے دونوں ہاتھوں سے کنکریوں کی گرد جھاڑی اور فرمایا

اَمْثَالَ هٰؤُلَاءِ فَارْمُوْا وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ

یعنی ایسی ہی کنکریاں پھینکا کرو اور دین میں لغو کام سے بچتے رہو تم سے پہلے لوگ دین میں لغو کام کرنے سے ہلاک ہو گئے۔

حضورؐ منیٰ پہنچ کر وادی کے نشیب میں جمرۃ العقبیٰ کی رمی کے واسطے کھڑے ہو گئے اس طرح کہ شہر منیٰ دائیں طرف اور مکہ شریف بائیں سمت آ گئے۔ پھر حضورؐ نے سواری پر سے ساتوں کنکریاں ایک ایک کر کے جمرہ پر ماریں۔ آپؐ ہر کنکری مارتے ہوئے تکبیر پڑھتے تھے۔ آپ نے پہلی کنکری پر تلبیہ موقوف کر دی۔ اس وقت بلال رضی اللہ عنہ، اور اسامہ بن زیدؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ ایک اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے چھتری لگائے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے وہاں خطبہ فرمایا اور یہ آپ کا معجزہ تھا کہ سارے لوگوں نے آپ کی آواز خیموں کے اندر سنی آپ نے اس خطبہ میں نحر (قربانی) کے دن کا حال بیان فرمایا اور اس کی فضیلت بیان فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ حج کے ارکان سیکھ لو، شاید میں دوسری بار حج نہ کر سکوں اور یہ بھی فرمایا کتاب اللہ میں جو کچھ درج ہے وہ سب مانو۔ حضورؐ نے مہاجرین و انصار کو طلب فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کے قتل میں مصروف ہو جاؤ اور مزید فرمایا کہ جان لو کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اس کا جواب وہ خود

Marfat.com

ہوگا۔ اور فرمایا کہ جو لوگ اس موقعہ پر حاضر ہیں وہ غیر حاضر لوگوں کو بھی یہ احکام بتا دیں۔

ذبح گاہ پر تشریف آوری

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذبح گاہ پر تشریف لائے یہ جگہ قریب ہی ہے، وہاں ایک صد اونٹوں کی ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں اور وہ کھڑے تھے آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے فرمایا کہ گوشت، کھال اور جھول مسکینوں میں تقسیم کر دیں اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دیں۔ اس کی علیحٰدہ اجرت ادا کی جائے گی۔

قربانی سے فارغ ہو کر حضور نے بآوازِ بلند فرمایا۔

مِنٰی کُلُّھَا مُنْحَرٌ وَفِجَاجُ مَکَّۃَ کُلُّھَا مُنْحَرٌ

یعنی وادیٔ منٰی سب قربان گاہ ہے اور مکہ کے سارے رستے قربان گاہ ہیں پھر حضورؐ نے حکم کو طلب کر کے سر مبارک منڈوایا۔ معمر بن عبداللہ بن فضل نے آپ کی حجامت فرمائی آپ نے فرمایا۔

" اے معمر خدا کے رسول نے تجھے اپنے دونوں مسلمانوں کی لَو کے درمیان کا اختیار دیا اور تیرے ہاتھ میں استرا ہے۔ پس معمر نے کہا یہ خدا کی نعمت ہے مجھ پر۔

پھر حضور نے حجام کو اشارہ سے داہنی طرف سے مونڈنے کی ابتدا کرنے کے لیے کہا جب داہنی طرف کا کام ختم ہو گیا تو حضور کے مبارک بالوں کو حاضرین میں تقسیم کیا گیا اور حضور نے اشارہ فرمایا کہ بائیں طرف سے مونڈے اور ان بالوں کو ابوطلحہؓ کو دے دیا ابوطلحہؓ کو داہنی طرف کے کچھ بال بھی عطا ہوئے تھے حضورؐ نے اس سے فارغ ہو کر ناخن ترشوائے۔ لوگوں کو مشکل سے ایک ایک بال یا ناخن مل سکا۔

Marfat.com

اس کے بعد حضورؐ چاہ زمزم پر تشریف لائے حضرت عباسؓ اور ان کی آل اولاد زمزم کا پانی کھینچتے تھے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کے ہجوم ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں خود پانی کھینچتا۔ پھر حضورؐ کے سامنے پانی کا ایک ڈول لایا گیا جسے حضور نے کھڑے ہو کر پیا تاکہ سب لوگ دیکھ سکیں۔ پھر حضورؐ اسی وقت منیٰ تشریف لے گئے اور وہاں نماز ظہر ادا فرمائی۔ مگر حضرت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ کی اس روایت کو زیادہ معتبر مانا گیا ہے کہ نماز ظہر حضورؐ نے مکہ شریف ہی میں ادا فرمائی تھی۔ رات کو منیٰ میں قیام فرمایا اور آفتاب ڈھلنے پر نماز ظہر پڑھنے سے قبل جمرہ اوّل کی طرف جو مسجد خیف کے قریب ہے تشریف لائے اور اس پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر پڑھتے رہے۔ بعد میں ایک طرف کو کئی قدم چل کر مکان سہل تک گئے اور قبلہ رو ہو کر دعا فرمائی اور اتنے وقت قیام فرمایا جس میں سورہ بقر پڑھی جا سکتی ہے پھر آپؐ دوسرے جمرہ کی طرف تشریف لائے اور اسی طرح رمی کی اور اسی طرح کھڑے ہو کر دعا فرمائی اور اتنے ہی وقت قیام فرمایا۔ بعد میں جمرہ عقبیٰ کے پاس تشریف لائے اور جمرہ کے برابر کھڑے ہو کر رمی کی۔ اس طرح کہ منیٰ کا بازار دائیں سمت اور مکہ معظمہ بائیں جانب رہا حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ قیام نہ کیا۔ منیٰ میں تین روز مقیم رہے اور کچھ وقت چوتھے روز بھی قیام کیا یعنی ہفتہ اتوار اور پیر منگل کو بعد ظہر رمی کی اور وادی محب میں ٹھہر کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جہاں پہنچ کر طوافِ وداع فرمایا اور اس طواف میں رمل نہ کیا۔ حج کے ارکان ختم کر کے حضور خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے پھر نماز فجر کعبۃ اللہ کے قریب پڑھی اور اس میں سورہ والطور پڑھی اس کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔

Marfat.com

شرائطِ حج

دینِ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے۔ اوّل توحید دوم نماز۔ سوم زکوٰۃ۔ چہارم حج اور پنجم رمضان کے روزے (مشکوٰۃ)

حج کسی ایک فعل کا نام نہیں بلکہ بہت سے اعمال و افعال پر مشتمل ہے جو جو ایک خاص ترتیب سے معلومہ اوقات میں، ایک مخصوص لباس پہن کر ادا کئے جاتے ہیں۔ دوسری عبادات اگر مجاہدہ ہیں تو حج مشاہدہ ہے جس کے لئے سچی تڑپ اور حقیقی جذبۂ عشق کی ضرورت ہے۔

حج کی فرضیّت قرآن و سنّت اور اجماعِ اُمّت سے ثابت ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آلِ عمران)

یعنی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اُس کے گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اُس کی استطاعت کرے اور جو اس کے حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اُسے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

Marfat.com

حج بیت اللہ ۹ھ یا ۶۳۱ء میں فرض ہوا تھا۔ فرمانِ الٰہی ہے

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط

حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کرنے کا خواہشمند ہو اسے جلدی کرنی چاہئے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ جو شخص کسی مرض میں مبتلا نہ تھا اور قید بھی نہ تھا اور حج بیت اللہ کرنے کی استطاعت بھی رکھتا تھا۔ اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا جس نے صرف اللہ کی رضا کے لئے حج کیا اور اس میں فسق و فجور سے احتراز کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے نوزائیدہ بچہ۔ اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حجِ مبرور کی جزا تو بہشت ہی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بار بار حج اور عمرے کر دیہ فقر اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹّی سونے چاندی کی میل کو۔

شرائطِ حج

حج ان لوگوں پر فرض ہے جو حسب ذیل شرائط پر پورے اُتریں

۱۔ مسلمان ہو

۲۔ بالغ ہو۔ نابالغ حج کرے تو وہ نفل ہوگا۔

۳۔ احرام باندھے اور احرام باندھنے کے بعد احرام کے اتار لینے تک اُن افعال

سے اجتناب کرے جن کی ممانعت کی گئی ہے

۴۔ جس سال حج کا احرام باندھے اسی سال حج کرے

۵۔ زمانۂ حج میں حج کرے۔ حج کے مہینے شوال، ذیقعدا ور دس ذوالحجہ کے ہیں

۶۔ حج کے دوران ہر فعل اپنے مقام پر صحیح طریق پر ادا کرے۔

۷۔ مجنوں یا دیوانہ نہ ہو بلکہ صاحب تمیز و باہوش ہو مفلوج، اپاہج یا کسی مرض میں مبتلا شخص پر حج فرض نہیں ہے بلکہ اس کے لئے صحتمند ہونا ضروری ہے

۸۔ حج آزاد لوگوں پر فرض ہے۔ غلام پر واجب نہیں

۹۔ سارے افعالِ حج خود ادا کرے۔

۱۰۔ (الف) مکہ مکرمہ تک آنے جانے کے اخراجات پاس ہوں۔ علاوہ ازیں اپنی غیر حاضری کے دوران اپنے پسماندگان کو اتنی رقم دے جائے کہ وہ اپنی گذر بسر کر سکیں۔ حج کے سارے اخراجات حلال مال سے ادا کئے جائیں۔ حرام مال سے کیا ہوا حج مقبول نہیں ہوتا بلکہ فرضیتِ حج ساقط ہو جاتی ہے۔ کوئی شخص ایک بار متمول ہو کر دوسری بار نادار ہو جائے تو بھی اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ (ب) "آفاقی" کے لئے سواری ہو۔ "آفاقی" اسے کہا جاتا ہے جو حدودِ میقات کے باہر سے آئے۔

اگر ان میں سے کوئی شرط حج کی ادائیگی میں مانع ہو تو اپنے قائمقام کے ذریعے سے حج کیا جا سکتا ہے یا پھر اپنے مال سے حج کرانے کی وصیت کر دی جائے۔

۱۱۔ رستہ پُرامن ہو۔ آجکل عام بدامنی کا زمانہ ہے۔ اس کے باوجود جنگ کے زمانہ میں

Marfat.com

بھی عازمینِ حج کو تحفظ مل جاتا ہے۔

۱۲۔ قید میں نہ ہو اور حاکم وقت کی طرف سے نہ روکا گیا ہو

۱۳۔ آفاقی عورت کے ہمراہ محرم یا زوج جائے ۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اگر عورت بیوہ ہو تو اُسے نکاح ثانی کر کے اپنے شوہر کے ساتھ حج کو جانا چاہئے۔

عدّت کے دوران عورت پر حج فرض نہیں

فرائض و واجبات

حج کے فرائض حسب ذیل ہیں

۱۔ احرام باندھا جائے

۲۔ وقوفِ عرفات یعنی ۹ ذی الحجہ کے زوال کے بعد سے ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے تک کچھ مدت کے لئے (آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواہ ایک لحظہ کے لئے) میدانِ عرفات میں ٹھہرنا ضروری ہے۔

۳۔ وقوفِ عرفہ کے بعد زیارت کرنا جو ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک کیا جا سکتا ہے ۔ ۱۰ ذی الحجہ کو کرنا زیادہ احسن ہے ۔ تینوں کی ترتیب کا خیال رکھا جائے۔ پہلے احرام پھر وقوف اور پھر طواف ۔

حج کے واجبات یہ ہیں :

۱۔ عرفات سے واپسی کے وقت رات کو مزدلفہ میں ٹھہر کر وہاں مغرب اور عشا کی نمازیں جمع کر کے پڑھی جائیں

۲۔ وقوفِ مزدلفہ یعنی صبح صادق کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے کچھ دیر مزدلفہ میں ٹھہرنا چاہئے۔

Marfat.com

۳۔ سعی صفا و مروہ
۴۔ رمی جمار (جمرات پر کنکریاں مارنا)
۵۔ قارن یا تمتع کا احرام باندھنے والوں کے لئے قربانی کرنا
۶۔ بال کٹوانا یا سر منڈوانا
۷۔ آفاقی کے لئے طوافِ وداع

طریقِ حج

میقات پر وضو کرکے یا غسل کرکے احرام باندھ کر دو رکعت نفل ادا کرکے قبلہ رو ہوکر حج کی نیت کرنی چاہیے جو یہ ہے

اَللّٰهُمَّ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ

یعنی اے اللہ میں حج کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے اسے آسان بنا دے اور اسے قبول فرما۔ اس کے بعد تین بار تلبیہ پڑھے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

یعنی اے اللہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تمام حمد و ثنا تیرے لیے ہے اور تیری ہی تمام نعمتیں اور ملک ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں

مرد کے لئے لازم ہے کہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھے لیکن عورت کو اس قدر آہستہ پڑھنا چاہیئے کہ اس کی آواز اجنبی مرد کے کان میں نہ پڑ سکے۔ اس کے بعد ہر تبدیلی کے بعد تلبیہ پڑھے۔ مثلاً سوار ہونے وقت، اترنے اور بلندی پر چڑھتے اترتے وقت، سوتے جاگتے اور رات کو جاگ آجانے پر۔ ملاقات کے بعد، ہر نماز کے بعد

حاجی کو تکبیر، تلبیہ اور تہلیل کثرت سے پڑھتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہونا چاہیے مکۃ مشرفہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کرنا احسن ہے۔ مکہ شریف میں بالعموم باب المعلیٰ کی جانب سے داخل ہوتے ہیں جو پرانے قبرستان کا نام ہے اس دوران مسنون دعائیں پڑھتے رہنا چاہیے (ساری دعائیں اس کتاب میں درج ہیں) مسجد الحرام میں داخل ہوکر طوافِ قدوم کرنا چاہیے۔ طواف کی نیت یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ فَیَسِّرْهُ لِی وَتَقَبَّلْ مِنِّی

یعنی اے اللہ! میں تیرے بیت الحرام کا سات مرتبہ طواف کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میرے لئے یہ آسان بنا دے اور اسے قبول فرما!

طوافِ قدوم کے بعد اگر سعی کرنے کا عزم ہو تو یہ طواف اضطباع کے ساتھ کرنا چاہیے۔ یعنی احرام کی دو چادروں میں سے اُوپر والی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔ حجرِ اسود کے استلام کے لئے پہلی اور آٹھویں بار ہاتھ اٹھانا چاہیے۔ یعنی ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیوں کو حجرِ اسود پہ رکھ کر اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر آرام سے بوسہ دینا چاہیے۔ بوسہ سے آواز پیدا نہ ہو۔ حجرِ اسود کے استلام کے لیے پہلی اور آٹھویں بار ہاتھ اٹھانے ضروری ہیں۔ باقی میں اپنی مرضی کے مطابق جی چاہے تو اٹھائے یا نہ اٹھائے۔ حجرِ اسود کو آٹھویں بار بوسہ دینے سے طواف پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیئے۔ پھر مقامِ ملتزم پر ہاتھ بلند کرکے سلامی دے یا اس سے چمٹ جائے۔ اس مقام سے زمزم پر پہنچ کر پیٹ بھر کر پانی پینا چاہیے۔ یہ پانی تین سانسوں میں کھڑے ہو کر پینا سنت ہے

Marfat.com

سعی طواف زیارت کے بعد کی جائے تو احسن ہے لیکن اس سے قبل سعی کا ارادہ ہو تو آب زمزم پینے کے بعد حجرِ اسود کا استلام کرنا چاہیے اور باب الصفا سے نکل کر سعی کرے سعی کے بعد مقام مطاف پر آکر دو رکعت نماز نفل ادا کی جائے۔ منفرد کے لئے مستحسن ہے کہ مکہ معظمہ کے قیام کے دوران نفلی طواف کرتا رہے۔

۸ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد ایسے وقت منیٰ پہنچنا چاہیے کہ وہاں نماز ظہر بروقت ادا کی جاسکے۔ منیٰ میں پانچوں نمازیں پوری کر کے ۹ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد عرفات کو روانہ ہونا چاہیے۔ ۹ ذی الحجہ سے قبل یا اسی روز طلوع آفتاب سے قبل عرفات میں جانا خلاف سنت ہے۔ ۹ ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق سے قبل تک کچھ وقت، عرفات کے میدان میں رُکنا ضروری ہے۔ خواہ یہ وقت ۱۰۔ ۱۵ منٹ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ حج کا رکن اعظم ہے۔ یہاں سے مسجد نمرہ (یا جگہ نہ ملے تو آس پاس) میں ظہر و عصر کی نمازیں یکجا پڑھنی چاہئیں۔ نمازوں کی تکبیریں الگ الگ ہوں گی۔ غروبِ آفتاب کے وقت فوراً مزدلفہ میں پہنچنا چاہیے۔ عرفات ہی میں سورج غروب ہو جائے تو حج ساقط ہو جاتا ہے۔ اس لئے جلدی کرنی چاہیے۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی دونوں نمازیں یکجا کی جاتی ہیں۔ یہیں مشعر الحرام ہے جہاں قرآن مجید کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کا بہت بہت ذکر کرنا چاہیے۔ (فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ) اصل مقام کی نشاندہی کے لئے یہاں مسجد بنی ہوئی ہے اور پہاڑی پر ایک دمدمہ بھی ہے۔ یہاں صبح تک ذکرِ الٰہی کرنا چاہیے۔

۱۰ ذی الحجہ کو نماز فجر ادا کر کے طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کو روانہ ہو جانا چاہیے۔

Marfat.com

حجاج شیطان پر سنگ باری کرنے کے لئے کنکریاں جمع کر رہے ہیں

رستہ میں وادیٔ محسّر آئے گی جہاں سے تیزی کے ساتھ گزر جانا چاہیئے ۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہے ، جہاں اصحابِ فیل پر عذاب نازل ہوا تھا ۔ مزدلفہ سے ستّر کنکریاں چن لی جاتی ہیں تاکہ منیٰ میں شیاطین کو ماری جاسکیں ۔ اس عمل کو رمی جمار کہتے ہیں ۔ رمی کے بعد قربانی دی جائے ۔ مفرد کے لئے حج کے شکریہ میں قربانی مستحب ہے ۔ قارن اور متمتع کے لئے واجب ہے ۔ قربانی سے فراغت کے بعد سر منڈانا یا بال کٹوانا چاہیئے ۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ انگلی کے ایک پور کے برابر بال کٹوالے ۔

منیٰ میں واجبات سے فارغ ہو کر مکۂ مشرفہ میں واپس آجانا چاہیئے اور یہاں طوافِ زیارت کرنا چاہیئے ۔ یہ طواف ۱۲ ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے تک ہو سکتا ہے ۔

جب مکہ مشرفہ سے روانگی کا عزم کیا جائے تو طوافِ وداع واجب ہے۔ اس سلسلہ کی تمام دُعائیں اسی کتاب میں دُوسری جگہ درج ہیں۔

عُمرہ۔ حجِ اصغر

عمرہ کو حج اصغر بھی کہا جاتا ہے۔ حج افراد مخصوص ایّام میں اور عمرہ سال کے کسی بھی حصّہ یا وقت میں کیا جا سکتا ہے۔ حنفی مذہب میں عمرہ زندگی میں ایک بار سنّتِ مؤکّدہ ہے۔ بشرطیکہ کوئی شخص حج کے فرض ہونے کی شرائط پوری کرے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک عمرہ ایک بار فرض ہے اور ایک بار سے زیادہ سب کے نزدیک مستحب ہے۔

رمضان شریف کا عمرہ ثواب میں حج کے برابر ہے بلکہ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ رمضان کا عمرہ اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔ آپؐ نے بعد از ہجرت چار عمرے کئے تھے۔ ۹ر ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک عمرہ مکروہ ہے۔ باقی سال کے سارے ایّام میں جائز ہے۔ ایّامِ حج میں حج سے قبل عمرہ کیا جائے تو قران یا تمتع میں شامل ہوتا ہے۔ ان دنوں کے علاوہ عمرہ اکیلے ہی کیا جاتا ہے۔

آفاقی عمرہ کرنے کا قصد کرے تو اسے اپنے میقات پر عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا اور عمرہ کر کے "حلال" ہو جانا چاہیئے۔ اگر مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران حج کے بعد عمرہ کرنا مطلوب ہو تو حدودِ حرم سے نکل کر ارضِ حِل سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کرنا چاہیئے۔ ارضِ حِل میں بقول امام ابوحنیفہؒ تنعیم افضل جگہ ہے جو مکہ مکرّمہ سے صرف تین میل کی دُوری پر واقع ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو احرام باندھنے کا حکم دیا تھا۔ بقول امام شافعیؒ کے مکہ مکرمہ سے بارہ میل دور جعرانہ افضل ہے جہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود

عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

میقات، عمرہ یا حِل سے حج کے احرام کی طرح احرام باندھے اور عمرہ کی نیّت کرے۔ پھر مکہ شریف میں داخل ہوتے وقت تمام آدابِ حج کو ملحوظ رکھے۔ پھر تلبیہ پڑھتے ہوئے طواف کے لئے آئے۔ پہلے استلام کے ساتھ تلبیہ بند کر دے اور رمل اور اضطباع کے ساتھ طواف کرے۔ اس کے بعد دوگانہ طواف ادا کر کے ایک بار اور استلام کریں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں اور پھر سر منڈائیں یا بال کٹوائیں اور احرام سے باہر آجائیں اور مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نفل ادا کریں بس عمرہ ہو جاتا ہے۔ عمرہ میں احرام اور طواف کے چار شوط فرض ہیں اور سعی واجب ہے۔ طوافِ وداع واجب نہیں مستحب ہے۔ مکہ مکرمہ کے دورانِ قیام میں حج کے بعد جتنی دفعہ ممکن ہو عمرے کئے جا سکتے ہیں۔

عُمرہ میں وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ جمع بین الصلوٰتین اور خطبہ نہیں ہوتا۔ طوافِ قدوم اور طوافِ وداع بھی نہیں جو حج میں ہے۔ عمرہ میں طواف شروع کرتے وقت تلبیہ پڑھنا بند ہو جاتا ہے اور حج میں جمرۃ العقبہ کی رمی شروع کرتے وقت ختم کر دیا جاتا ہے۔ اگر عمرہ فاسد ہو جائے یا حالت جنابت میں طواف کرے تو خیرات کے طور پر ایک بکری ذبح کرنا کافی ہے۔ لیکن حج میں نہیں۔

قِران

قِران کے معنی دو چیزوں کو یکجا کرنا ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں قِران سے مُراد حج اور عمرے کا احرام یکجا باندھنا اور حج و عمرہ کے مناسک ایک ساتھ ادا کرنا ہے۔ اس غرض کے لئے حج کے مہینوں میں میقات پر یا اس سے پہلے احرام باندھنا

Marfat.com

دو رکعت نفل پڑھنا اور سلام پھیر کر ننگے سر قبلہ رُو بیٹھ کر دل میں حج اور عمرہ کی نیت باندھنا چاہیئے۔ صرف حج افراد کا احرام ہو تو نیت کے الفاظ میں حج کا لفظ چھوڑ کر صرف عمرہ کہنا چاہیئے۔ اس کے بعد تلبیہ پڑھی جائے۔ احرام کے دوسرے احکام افراد کی طرح کے ہیں۔

مکہ مشرفہ میں آداب کے ساتھ باب السلام سے داخل ہو کر پہلے رمل اور اضطباع کے ساتھ عمرے کا طواف کیا جائے۔ پھر دوگانہ طواف ادا کرے۔ پھر آب زمزم پی کر حجرِ اسود کا استلام کرے اور باب الصفا سے نکل کر عمرے کی سعی کرے سعی کے بعد عمرہ کا کام ختم ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد حجامت نہیں بنوائی جائے گی۔ کیونکہ حج کا احرام بھی باندھا جا چکا ہے۔ اب حج کے لئے وقوفِ عرفہ سے پہلے طوافِ قدوم کیا جائے۔ اس کے بعد اگر حج کی سعی کرے تو طوافِ قدوم میں رمل اور اضطباع کرے۔ بصورتِ دیگر اس کی ضرورت نہیں۔ قارن کے لئے بہتر یہ ہے کہ سعی طوافِ قدوم کے بعد کرے اور اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی نہ کرے تو طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے۔

عمرے کے طوافِ قدوم سے فراغت پا کر اسی طرح احرام باندھے مکہ شریف میں قیام کرنا چاہیئے اور ۸ ذی الحجہ کو منیٰ جانا اور ۹ ذی الحجہ کو عرفات میں وقوف کرنا چاہیئے منیٰ، مزدلفہ اور عرفات کے وہی احکام ہیں جو افراد میں دئیے گئے ہیں۔ ۱۰ ذی الحجہ کو منیٰ آجائے اور جمرۃ العقبہ کی رمی کرے۔ پھر قران کے شکریہ میں قربانی کرنی چاہیئے جو واجب ہے۔ دم قران اور دم تمتع کی بجائے عیدالاضحےٰ کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ مسافر پر عید کی قربانی واجب نہیں ہے لیکن اگر کوئی حج سے قبل مکہ شریف میں آیا ہو اور نصف

Marfat.com

ماہ تک مقیم رہنے کی نیت کرچکا ہو تو اس پر عید کی قربانی بھی واجب ہے۔ قارن پر حجامت کرانے (حلق یا قصر) کے بعد حالتِ احرام میں جو چیزیں منع کی گئی تھیں اب سب حلال ہو جاتی ہیں۔ صرف صحبت اور بوس و کنار کی ممانعت اب بھی ہے۔

حج قِران کرنے والے کو قارن کہا جاتا ہے۔ قارن کے لئے مناسب ہے کہ ۱۰ ذی الحجہ کو مکہ شریف پہنچ کر طواف زیارت کرے۔ یہ طواف ۱۲ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے سے قبل تک ہونا ضروری ہے۔ طوافِ زیارت کے بعد منیٰ میں آجائے اور ۱۱ و ۱۲ تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمار کی رمی کرے۔ جی چاہے تو ۱۲ تاریخ کو مکّہ شریف جا سکتے ہیں۔ ممکن ہو تو منیٰ سے آتے ہوئے وادیٔ محصّب میں عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھی جائیں اور کچھ دیر آرام کے بعد مکّہ مشرّف جایا جائے اور پھر مُفرد کی طرح طوافِ وداع یا صدر کرے۔

قِران، حج کے تین طریقوں میں سے ایک ہے۔ عمرہ اور حج دونوں ایامِ حج میں ایک احرام کے ساتھ ادا کئے جائیں اور عمرہ کرکے "حلال" نہ ہو بلکہ بدستور احرام میں رہے تو ایسا حج کرنے والا قارن کہلائے گا۔ قران تمتع سے افضل ہے اور تمتع افراد سے قران اور تمتع تو خاص طور پر آفاقیوں کے لئے ہیں اور افراد آفاقیوں اور حدودِ میقات کے مکینوں کے لئے جائز ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں قِران فرمایا۔

تمتُّع

تمتع کے معنی فائدہ حاصل کرنا ہے۔ یعنی تمتع کرنے والا عمرہ اور حج کے احرام کے درمیان ان چیزوں سے بھی فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ جو احرام کی وجہ سے منع ہیں۔ قارن کی حیثیت ایسی نہیں کیونکہ وہ عمرے کی فراغت کے بعد بھی ان چیزوں سے فائدہ نہیں

Marfat.com

اٹھا سکتا۔ تمتع کا درجہ قران سے کم اور افراد سے بڑھ کر ہے۔ عمرہ ایّامِ حج میں ادا کرنے کے بعد حلال ہو جائے اور پھر دوبارہ احرام باندھ کر حج کرے اسے حج تمتّع کہتے ہیں اور ایسے حاج کو ممتّع۔

پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور حج کے مہینوں میں عمرہ کرے۔ عمرہ کے بعد سر منڈائے لیکن اس صورت میں کہ متمتع قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہو تو اس پر اب ہر چیز جائز ہے۔ جو قبل ازیں ممنوع تھی، حلال یعنی جائز ہونے کے بعد مکہ شریف یا کسی دوسری جگہ قیام پذیر رہے لیکن وطن نہ لوٹے اور جب حج کے ایّام آئیں اور حج کا احرام باندھے یعنی عمرہ اور حج ایک ہی سفر میں کرے اور دونوں کی درمیانی مدّت وطن نہ لوٹے۔ اس طرح تمتّع ایک سال کے دوران کرنا ضروری ہے۔ حج کا احرام باندھ لیا جائے تو ۸ ذی الحجہ کو منیٰ جائے جیسا کہ افراد کے ذکر میں کہا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح حج کیا جائے اور طوافِ زیارت میں رمل کرے۔ اضطباع نہ کیا جائے پھر سعی کرے اور مکہ سے رخصت ہوتے ہوئے طوافِ وداع کیا جائے، جس کی تفصیل عمرہ اور حج میں بیان کی جا چکی ہے۔ اگر تمتّع کرنے والے کے ساتھ ہدی تمتّع بھی ہو تو عمرہ کرنے کے بعد اسے سر نہیں منڈوانا چاہیئے اور ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ لینا چاہیئے۔

اگر متمتّع نادار ہو، قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اسے دس روزے رکھنے چاہئیں۔

افراد

حج کے تین طریقوں میں سے ایک حج افراد بھی ہے جو خاص شرائط کے ساتھ فرض ہے۔ یہ حج ۹ ذی الحجہ کو عرفات میں ادا کیا جاتا ہے۔ دوسرے روز طوافِ زیارت ہوتا

Marfat.com

ہے۔ اس کے دو رکن ہیں۔ وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت۔ حج افراد کے ایّام میں صرف حج کرلے۔ اگر عمرہ کیا جائے تو ایامِ حج سے قبل یا بعد میں کرے۔ اس حج کے کرنے والے کو حاجی مفرد کہتے ہیں۔ افرادِ حج کے لئے ضروری ہے کہ میقات پر احرام باندھے اور حج کے سارے ارکان ادا کرے۔ قربانی مفرد پر مستحب ہے اور قربانی نہ کرے تو رمی کے بعد حلق کرے۔

Marfat.com

احرام

احرام کے لغوی معنی حرام کرنا ہیں۔ حاجی جب میقات سے حج کی نیت کرے اور تلبیہ پڑھے تو اس پر چند حلال اور مباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اسے احرام کہا جاتا ہے۔

احرام کا لباس صرف دو کپڑے ہیں۔ ایک تہ بند جو بدن کے نچلے حصّے پر باندھا جاتا ہے۔ دوسرا چادر جو بدن کے اُوپر کے حصّے پر اوڑھی جاتی ہے۔ سِلے ہوئے کپڑے احرام میں استعمال کرنا منع ہے آجکل عام طور پر تولیہ کی چادریں اوڑھی جاتی ہیں۔

مشرکین اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتیں مرد سب ننگے طواف کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جن کپڑوں سے ہم نے گناہ کئے ہیں ان کپڑوں سے طواف نہیں کرنا چاہئے مگر اس بیہودہ خیال کی اصلاح اللہ تعالےٰ نے یہ کہہ کر فرمادی

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (۸ : ۱۰)

"اے اولادِ آدم! تم ہر مسجد میں زینت کے لئے اپنا لباس پہن لیا کرو"

پھر احرام ایک فقیرانہ لباس ہے جو ہر شاہ و گدا، امیر و غریب کے لئے دربارِ خداوندی میں حاضری کا یکساں طور پر انتہا درجہ کی انکساری کا نمونہ ہے۔

احرام کے محرمات حسبِ ذیل ہیں۔ یعنی احرام کی حالت میں مندرجہ ذیل چیزوں کی ممانعت ہے۔

۱۔ سر یا جسم کے بالوں کا کاٹنا، مونڈنا یا نوچنا، اگر بیماری کی وجہ سے اپنا سر منڈوالے تو اسے چاہئے کہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ایک بکری کی قربانی دے۔

Marfat.com

۲۔ ناخن کاٹنا

۳۔ سِلا ہوا کپڑا پہننا، جیسے شلوار قمیص، پاجامہ وغیرہ

۴۔ سر پر پگڑی یا ٹوپی پہننا

۵۔ پاؤں میں موزے، جُراب یا کوئی ایسا جُوتا پہننا جس سے ٹخنے چھُپ جائیں

۶۔ بدن پر خوشبُو لگانا، یا کوئی کپڑا پہننا جس میں خوشبُو لگی ہو۔

۷۔ نقاب یا برقعہ اوڑھنا (عورت کے لیے)

۸۔ دستانے استعمال کرنا

۹۔ نکاح کرنا یا کرانا یا نکاح کا پیغام دینا

۱۰۔ خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا

وہ چیزیں جو احرام کی حالت میں جائز ہیں

۱۔ غُسل کرنا، سر کا دھونا، مگر بال نہ ٹوٹنے

۲۔ سر پر سایہ کرنا، جو دُھوپ سے بچاؤ کے لئے ہو نہ آرام طلبی کی وجہ سے لیکن دُھوپ برداشت کرنا بہتر ہے کیونکہ بیہقی میں ایک روایت ہے کہ احرام کی حالت میں کوئی شخص دُھوپ برداشت نہیں کرتا مگر سورج اس کے گناہوں کو لیکر غروب ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے اُس دن کی طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جس دن اس کی ماں نے اُسے جنا تھا (فقہ السنہ، جلد ۶ ص ۷۱۴)

۳۔ بطور علاج آنکھ میں سُرمہ یا دوائی ڈالنا جبکہ اس میں خوشبُو نہ ہو

۴۔ کپڑا استعمال کرنا، جس میں خوشبو نہ لگی ہو اور اگر خوشبو لگی ہو تو اُسے دھو کر پہننا کہ خوشبو جاتی رہے۔

Marfat.com

۵۔ سمندری جانور کا شکار کرنا یعنی مچھلی کا شکار، اسے خدا نے احرام کی حالت میں جائز قرار دیا ہے ۔ چنانچہ فرمایا اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ تمہارے لئے احرام کی حالت میں سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے

۶۔ احرام کی حالت میں عورت کا شہوت کے بغیر چھونا جائز ہے (فتح الباری)

۷۔ مُوذی جانوروں کا مارنا مثلاً سانپ، بچھو، چوہا وغیرہ (بخاری و مسلم)

۸۔ خادم کو برائے تادیب سرزنش کرنا، یعنی وہ کام جس پر وہ سزا یا ڈانٹ کا مستحق ہو (فتح الباری)

۹۔ فصد لگوانا یعنی جسم کے کسی حصے کا خون علاج کے طور پر احرام کی حالت میں نکلوانا جائز ہے جبکہ بال نہ ٹوٹے ۔ بال ٹوٹنے پر فدیہ دینا ہوگا۔

۱۰۔ سر یا بدن میں کھجلی کرنا، اگر بال ٹوٹنے کا اندیشہ نہ ہو

میقات

مکہ معظمہ کے گرد وہ مقامات جہاں سے حاجی احرام باندھ کر آگے جا سکتے ہیں میقات کہلاتے ہیں۔ یہ ارضِ حرم کی وہ حدود ہیں جن سے احرام باندھے بغیر گزرنا حرام ہے۔ اگر گزر جائے تو دم لازم آتا ہے۔ میقات پانچ ہیں۔ پاکستان، ہندوستان اور مشرقی ممالک سے آنے والوں کے لئے یَلَمْلَم حدِ میقات ہے ۔ یہ جگہ کامران سے آگے بڑھ کر سمندر ہی سے نظر آتی ہے۔ اس کی اطلاع جہاز والے پہلے سے دے دیتے ہیں میقات پر پہنچنے سے قبل احرام کا سامان تیار ہونا ضروری ہے۔

مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ، نجد کی سمت سے آنے والوں کے لئے قرن، شام و مصر کی طرف سے آنے والوں کے لئے جحفہ اور عراق کی طرف

Marfat.com

سے آنے والوں کے لئے ذاتِ عرق ہے (بخاری، مسلم، ابوداؤد)
مقامِ میقات کا نقشہ یہ ہے:

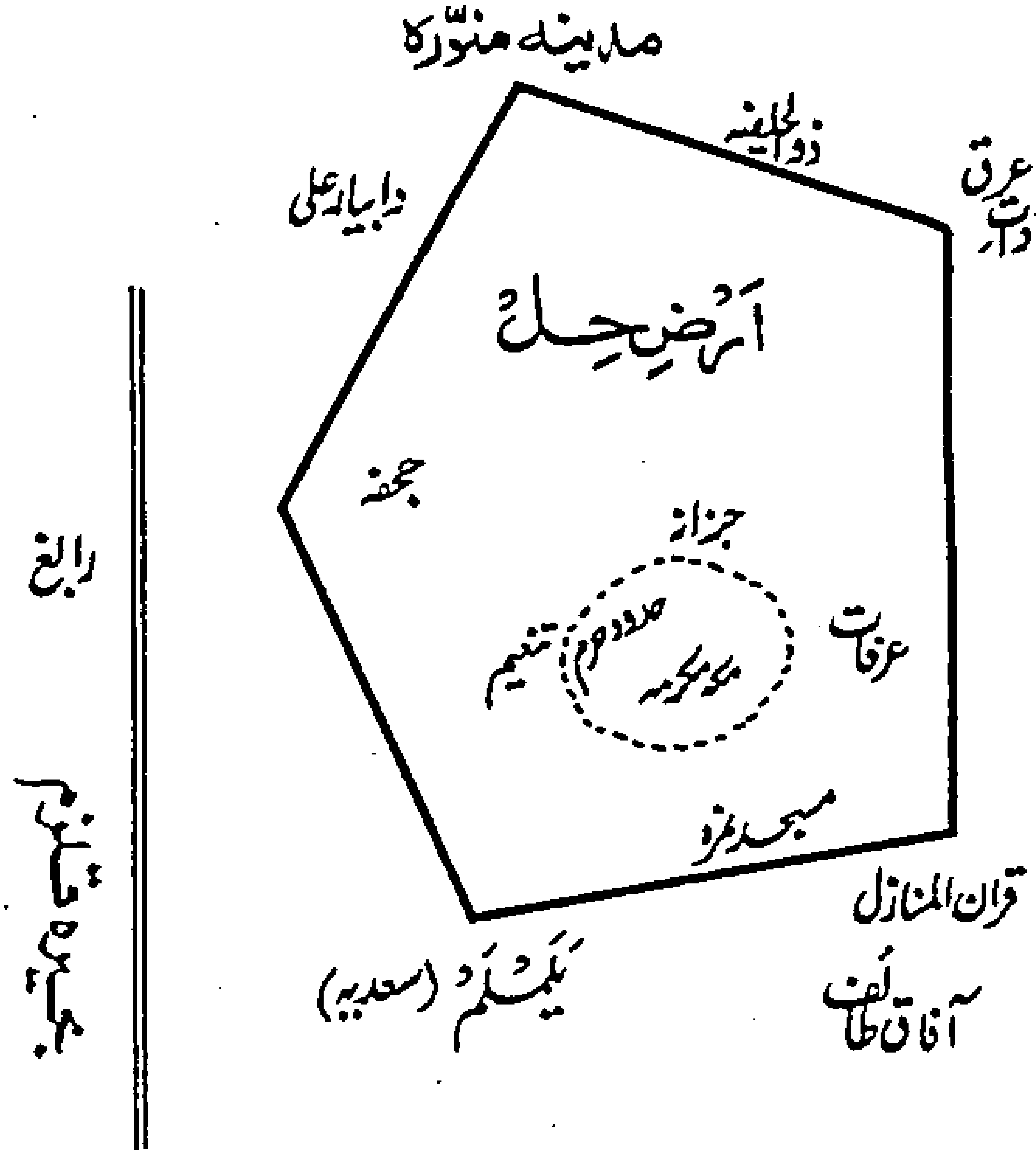

میقات کے اندر جتنی جگہ گھری ہوئی ہے اسے حِلی کہا جاتا ہے اور حِل سے آفاق میں داخل ہونے والے کو آفاقی کہتے ہیں۔ نقشہ میں ارضِ حل کے اندر حدودِ حرم ہیں یعنی مکہ مشرفہ کی حدود واضح کی گئی ہیں۔ ان حدود کو پیشِ نظر رکھا جائے تو حدودِ میقات تین قسم کے ہیں۔

Marfat.com

۱۔ آفاقی کے لئے حدودِ میقات حدودِ حل ہیں نقشہ میں حدود واضح ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یلملم حدودِ آفاق میں ہے اور جدّہ تک سارا بحری راستہ بھی حدودِ حل سے باہر ہے۔ لہٰذا بحری سفر کرنے والے حجاج کو جدّہ ہی سے احرام باندھ لیا چاہیئے۔ مدینہ منوّرہ سے آنے والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھ لیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی جگہ احرام باندھا تھا۔ ہوائی جہاز سے آنے والوں کو بھی جدّہ ہی تصوّر کرنا چاہیئے۔ جہاز چونکہ حدودِ حل سے گزرتا ہے اور حدودِ حل کے اوپر کی فضا کا بھی وہی حکم ہے جو ارض حرم کا ہے اس لئے پاکستان کے حاجیوں کو کراچی ہی سے احرام باندھ لینا چاہیئے۔ یوں بھی میقات سے پہلے احرام باندھا جائے تو افضل ہے۔

اگر کسی حاجی کی راہ میں دو میقات پڑیں تو اسے پہلے میقات سے احرام باندھنا چاہیئے کیونکہ یہی افضل ہے۔

۲۔ حدودِ حل میں مقیم لوگوں کے لئے حدودِ حرم ہی حدودِ میقات ہیں انہیں چاہیئے کہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھ لیں۔

۳۔ حدودِ حرم یا مکہ مکرمہ کے شہر کے باشندوں کے لئے حج کے احرام کے حدود تو حدود حرم ہی ہیں۔ انہیں اپنے گھر سے احرام باندھ کر نکلنا چاہیئے۔ البتہ وہ مسجد الحرام سے احرام باندھیں تو افضل ہے اور حطیم میں اور خصوصاً میزاب کے نیچے۔ البتہ عمرہ کے احرام کے لئے حدودِ حرم سے نکل کر حدودِ حل میں احرام باندھنا چاہیئے اور عمرہ کے احرام کے لئے افضل جگہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تنعیم ہے کیونکہ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو وہیں سے احرام باندھ لینے کو فرمایا تھا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک احرام باندھنے کی جگہ جعرانہ ہے کیونکہ سیّد الانامؐ نے خود یہیں احرام باندھا تھا۔

یہ حدود اور احکام ان لوگوں کے لئے ہیں جو کسی شرعی طریق سے ان حدود میں داخل ہوئے ہیں۔ خواہ وہ آفاقی ہو یا مقیم اور حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ کریں۔ ان کو احرام متذکرہ حدود سے باندھ لینا چاہئے۔ اگر ان حدود سے احرام نہ باندھا گیا تو دم لازم آئے گا اگر حج یا عمرہ کی نیت نہ ہو تو میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں ہے۔ حدودِ حرم میں شکار کرنے یا درخت اور گھاس کاٹنے کی اجازت نہیں ہے نہ قتل کرنے کی۔ اگر کسی مجرم پر شرعی حد لازم ہو اور وہ حدودِ حرم میں داخل ہو جائے تو اس پر حد نہیں لگائی جا سکتی، تا وقتیکہ وہ حدودِ حرم سے باہر نہ آجائے۔

تلبیہ

جیسے نماز میں تکبیر تحریمہ ہے۔ اسی طرح حج اور عمرہ میں تلبیہ ہے تلبیہ ماثورہ کہنا سنّت ہے جو یہ ہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ط

یعنی مَیں حاضر ہوں، اے اللہ مَیں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مَیں حاضر ہوں بے شک تمام حمد و ثنا تیرے لئے ہے۔ سب نعمتیں تیری دی ہوئی ہیں اور ملک تیرا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں

اس تلبیہ کو احرام باندھنے کے بعد ایک بار کہنا فرض ہے اور تین بار سنّت۔ اس کے بعد ہر نئی حرکت کے وقت پڑھنا چاہئے۔ یعنی سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، بلندی پر چڑھتے یا سوار ہوتے اور اترتے وقت۔

مردوں کے لئے بلند آواز میں تلبیہ کہنا سنّت ہے۔ عمرہ کے وقت پہلے استلام پر تلبیہ بند کر دے۔ حج میں جمرۂ عقبیٰ پر پہلا کنکر مارے تو تلبیہ بند کر دے۔ اگر دس ذی الحجہ کو رمی

Marfat.com

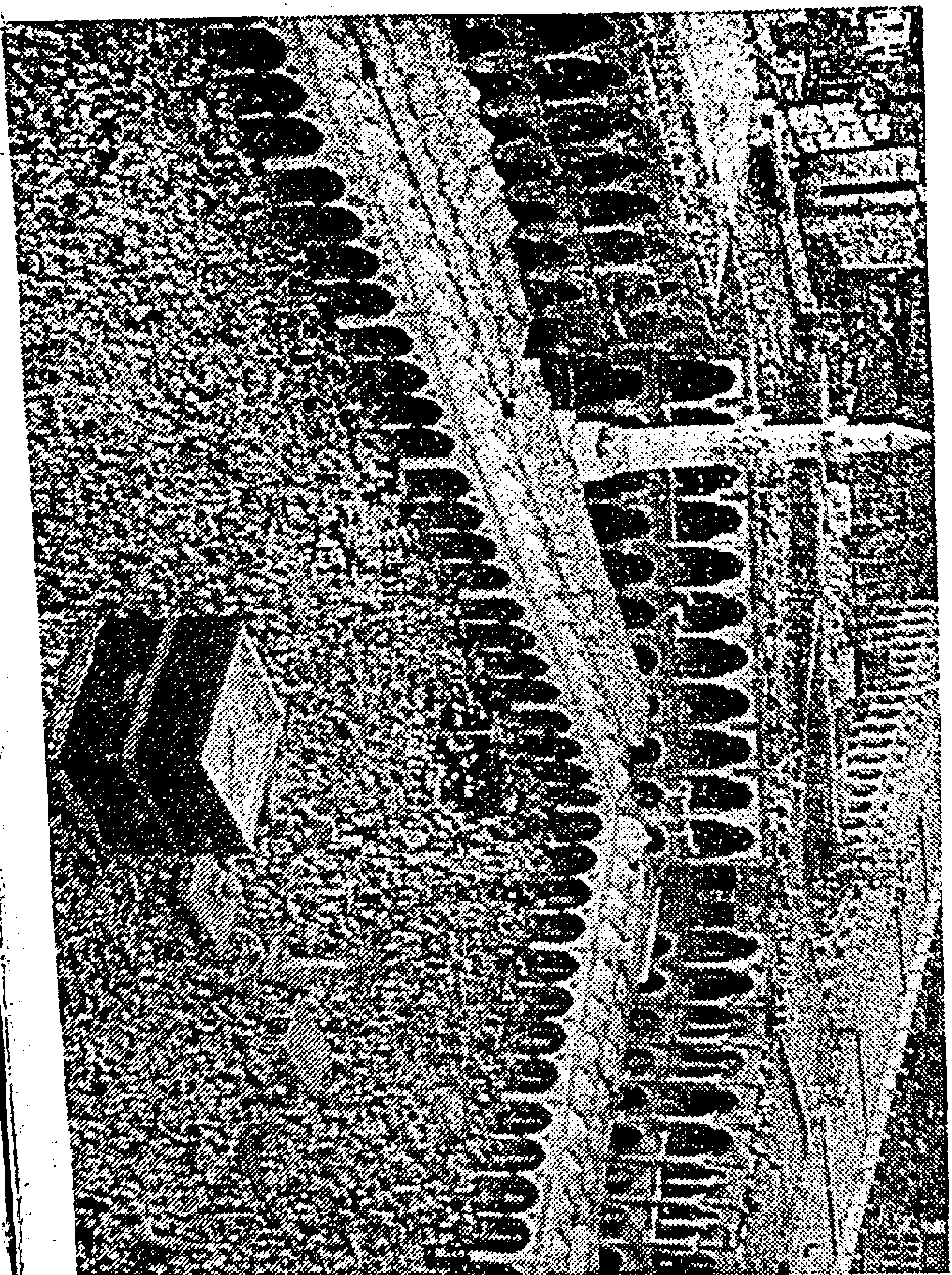

Marfat.com

نہیں کی تو غروب آفتاب پر تلبیہ بند کر دے۔ جب جمرہ عقبیٰ میں رمی شروع کرے تو تلبیہ بند کر دے

طواف

بیت اللہ شریف کے گرد چکر لگانے کو طواف کہا جاتا ہے۔ ایک طواف میں سات چکر یا شوط ہوتے ہیں۔ طواف حجر اسود سے شروع ہوتا ہے۔ طواف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَام سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ۝

(یا اللہ میں نیت کرتا ہوں طواف کی تیرے مقدس گھر کی۔ پس تو اسے آسان فرما دے مجھ پر اور میری طرف سے قبول فرما یہ سات چکر جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں)

اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر جیسے نماز میں اٹھاتے ہیں۔ یہ تکبیر و تہلیل پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَوَفَاءً بِعَھْدِكَ وَاتِّبَاعًا بِسُنَّۃِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ ط

پھر ہاتھ چھوڑ کر استلام کرے کہ یہ سنّت ہے۔ یعنی دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لے جا کر نرمی سے بوسہ دے۔ ہجوم کے باعث ایسا نہ کر سکے تو کسی اور چیز سے چھو کر اسے بوسہ دے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کرکے ہاتھ اٹھائے اور تکبیر و تہلیل پڑھ کر ہاتھ کو بوسہ دے۔

Marfat.com

استلام کے بعد رُخ پھیر کر داہنی طرف یعنی باب کعبہ کی طرف چلے کہ بیت اللہ شریف بائیں طرف رہے۔ جب طواف میں دعا پڑھتے ہوئے رکن یمانی تک آئے تو اسے بھی استلام کرنا مستحب ہے۔ اس غرض کے لئے صرف دونوں ہاتھ یا دایاں ہاتھ اس کو لگانا چاہئے، بایاں ہاتھ لگانا یا بوسہ دینا ناجائز ہے۔ حجرِ اسود اور رکن یمانی کے سوا کسی جگہ استلام کرنا مکروہ ہے۔ دوبارہ جب حجرِ اسود کے سامنے آئے تو پہلے کی طرح استلام کرے اور تکبیر کہے یعنی بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ لیکن اب ہاتھ نہیں اٹھانے چاہئیں۔ تاہم مُلّا علی قاری نے کہا ہے کہ گاہے ہاتھ اٹھائے جائیں اور گاہے نہ اُٹھائے جائیں۔ حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک گھوم جانے سے ایک شوط پورا ہو گیا۔ اسی طرح سات شوط پورے کئے جائیں اور اختتام پر آٹھویں بار استلام کرے۔ پہلا اور آخری استلام سنّتِ مؤکدہ ہیں۔

طواف میں حسبِ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

۱۔ اگر احرام میں طواف کیا جائے تو ابتدا ہی سے تلبیہ بند کر دے

۲۔ حالتِ طواف میں کھانا مکروہ ہے اور پینا مباح

۳۔ طواف میں ذکر کرنا اولیٰ ہے اور تذکرہ مسائل اور تلاوتِ قرآن جائز ہے۔

۴۔ اگر فرض یا واجب طواف میں اشواط کی گنتی میں شبہ ہو جائے تو از سرِ نو شروع کی جائے اور طواف سنت اور نفل میں شک ہو جائے تو غلبہ ظن پر سات شوط پورے کئے جائیں۔

۵۔ اگر طواف کے دوران فرض نماز کی اقامت ہو جائے یا وضو ٹوٹ جائے یا نمازِ جنازہ ہو تو فارغ ہو کر پھر وہیں سے ادھورا شوط اور بقایا اشواط پورے کئے جائیں۔ اگر چار شوط سے کم کئے ہوں تو دوبارہ ابتدا سے شروع کرنا افضل ہے۔ بغیر حاجت طواف ادھورا

Marfat.com

چھوڑکر چلے جانا مکروہ ہے۔

۶۔ جمعہ کے خطبہ کے وقت اور اقامت نماز کے وقت طواف شروع کرنا مکروہ ہے۔

۷۔ کسی عذر کے بغیر جُوتی پہن کر طواف کرنا مکروہ ہے۔ صرف روزہ رکھنا جائز ہے۔

۸۔ اگر بائیں طرف سے طواف کیا جائے یا حجرِ اسود سے طواف شروع نہ کیا جائے یا طواف کے دوران چہرہ یا پیٹھ کو بیت اللہ کی طرف کر کے طواف کیا جائے تو مکہ مکرمہ کے قیام میں طواف کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ دم واجب ہو جائے گا

۹۔ طواف میں دعا مانگتے ہوئے ہاتھ اٹھانے چاہئیں اور نہ نماز کی طرح باندھنے چاہئیں۔ اور مطاف میں کہیں نہیں ٹھہرنا چاہیئے اور نہ کسی رکن کے پاس کھڑے ہو کر دُعا مانگنی چاہیئے۔

۱۰۔ طواف کے دوران بیت اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے۔ سوائے استلام حجرِ اسود کے وقت، طواف کے دَوران جو بھی ذکر یا دُعا پڑھی جائے جائز ہے۔ کیونکہ طواف میں خاص دُعا یا ذکر ثابت نہیں جو تاہم جو ادعیہ فضل ہیں وہ اس کتاب میں کسی دوسری جگہ درج ہیں

طواف چار طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔ طوافِ قدوم۔ ہر اُس آفاقی کے لئے مسنون ہے جو حج افراد یا قران کی نیّت سے مکہ معظمہ میں آیا ہو۔ طوافِ قدوم میں ہر ممکن عجلت سے کام لینا چاہیئے۔

۲۔ طوافِ زیارت۔ حج کے اس رکن کو طوافِ فرض، طواف حج اور طوافِ رکن بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد سے ۱۲ ذی الحجہ تک ہو سکتا ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ کو کیا جائے تو احسن ہے۔

۳۔ طوافِ وداع یا صدر۔ یہ ہر اس آفاقی پر واجب ہے جو بیت اللہ شریف سے رخصت

ہو رہا ہو۔ یہ وقتِ رخصت کا طواف ہے۔

۴۔ طوافِ عمرہ ۔ یہ طواف عمرہ میں فرض ہے۔ اس میں رمل اور اضطباع ہے اور اس کے بعد سعی۔

علاوہ ازیں طواف کی تین اور قسمیں بھی ہیں۔ طوافِ نذر، طواف تحیہ اور طوافِ نفلی

طوافِ نذر، طواف کی نذر ماننے والوں پر واجب ہے۔ طواف تحیہؔ مسجد الحرام میں داخل ہونے کے لئے مستحب ہے۔ لیکن اگر کوئی اور طواف کیا جائے تو وہ اس طواف کا قائمقام ٹھہرے گا۔ نفلی طواف ہر وقت ہو سکتا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل ارکان ہیں جو ادا کرنے چاہئیں۔ طوافِ کعبہ۔ ملتزم پر دُعا دوگانہ طواف اور مقامِ ابراہیمؑ پر دُعا اور آبِ زمزم پینا۔ یہ ارکان مکمل کر کے اگر ہمت اور وقت ہو تو دوسرا طواف کرنا چاہیئے مسجدِ حرام میں افضل عبادت طواف ہے اور اسے کثرت سے ادا کرنا چاہیئے۔

ہمہ اقسام طواف کی شرائط میں طواف کی نیت کرنا اور مسجد کے اندر طواف کرنا شامل ہیں۔ طواف حج کے لئے خاص وقت، طواف سے پہلے احرام باندھنا اور وقوفِ عرفہ کرنا ضروری ہے۔

طواف کے بعد مقامِ ابراہیمؑ میں آکر دو رکعت نماز طواف ادا کرنی چاہیئے۔ یہ نماز واجب ہے۔

رمل ۔ چلنے میں جھپٹ کر جلدی جلدی اور زور سے قدم اُٹھانا اور قدم نزدیک نزدیک رکھنا اور کندھوں کو خوب ہلاتے جانا رمل کہلاتا ہے۔ پہلے تین چکروں میں مردوں کے لئے رمل کرنا اور باقی چار پھیروں میں معمولی فطری چال سے ملنا سنّت ہے۔ اگر ہجوم کی وجہ سے رمل نہ کر سکیں تو کوئی بات نہیں اگر پہلے شوط میں بھول جائے تو دوسرے اور تیسرے میں رمل کرے

Marfat.com

کیونکہ اگر تینوں میں بھول ہے تو پھر نہ کرے۔ کیونکہ آخری چار شوطوں میں ترک رمل سنّت ہے۔

اضطباع ۔ احرام کی اوپر والی چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا اضطباع کہلاتا ہے۔ اضطباع بھی رمل کی طرح سعی والے طواف میں سنّت ہے۔ طواف کے بعد اضطباع موقوف کرکے دوگانہ کندھے ڈھانپ کر پڑھنا چاہیئے۔

سعی صفا و مروہ ۔ صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ آنا جانا۔ میلین اخضرین کے درمیان عام رفتار سے تیز چلنا۔ سعی سے صفا سے شروع کرنا سعی کہلاتا ہے۔

شروع شروع میں صحابہ کرام کو شبہ تھا کہ ان دونوں پہاڑیوں پر چونکہ مشرکین نے مورتیاں رکھی ہوئی تھیں اس لئے معلوم نہیں کہ یہاں سعی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس پر وحی نازل ہوئی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللہ

یعنی صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لئے جو شخص حج کرے یا عمرہ کرے۔ اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ ان دونوں کا طواف بھی کرے اور جو شخص خوشی خوشی کوئی امر خیر کرے۔ اسکی قدر کرنا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

صفا اور مروہ دو چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہیں جن کے درمیان لگ بھگ اڑھائی فرلانگ کا فاصلہ ہے۔ اب صفا اور مروہ اور مسعیٰ (جہاں سعی ہوتی ہے) مسقّف ہو چکے ہیں۔ مسعیٰ تقریباً ستر فٹ کا فرشی سایہ دار راستہ ہے۔ درمیان میں حدود قائم کرکے آنے جانے والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ روشیں بنا دی گئی ہیں۔ سعی طواف کے فوراً بعد کی جاتی ہے۔ بغیر عذر کے تاخیر مکروہ ہے۔

مواجبات سعی حسب ذیل ہیں۔

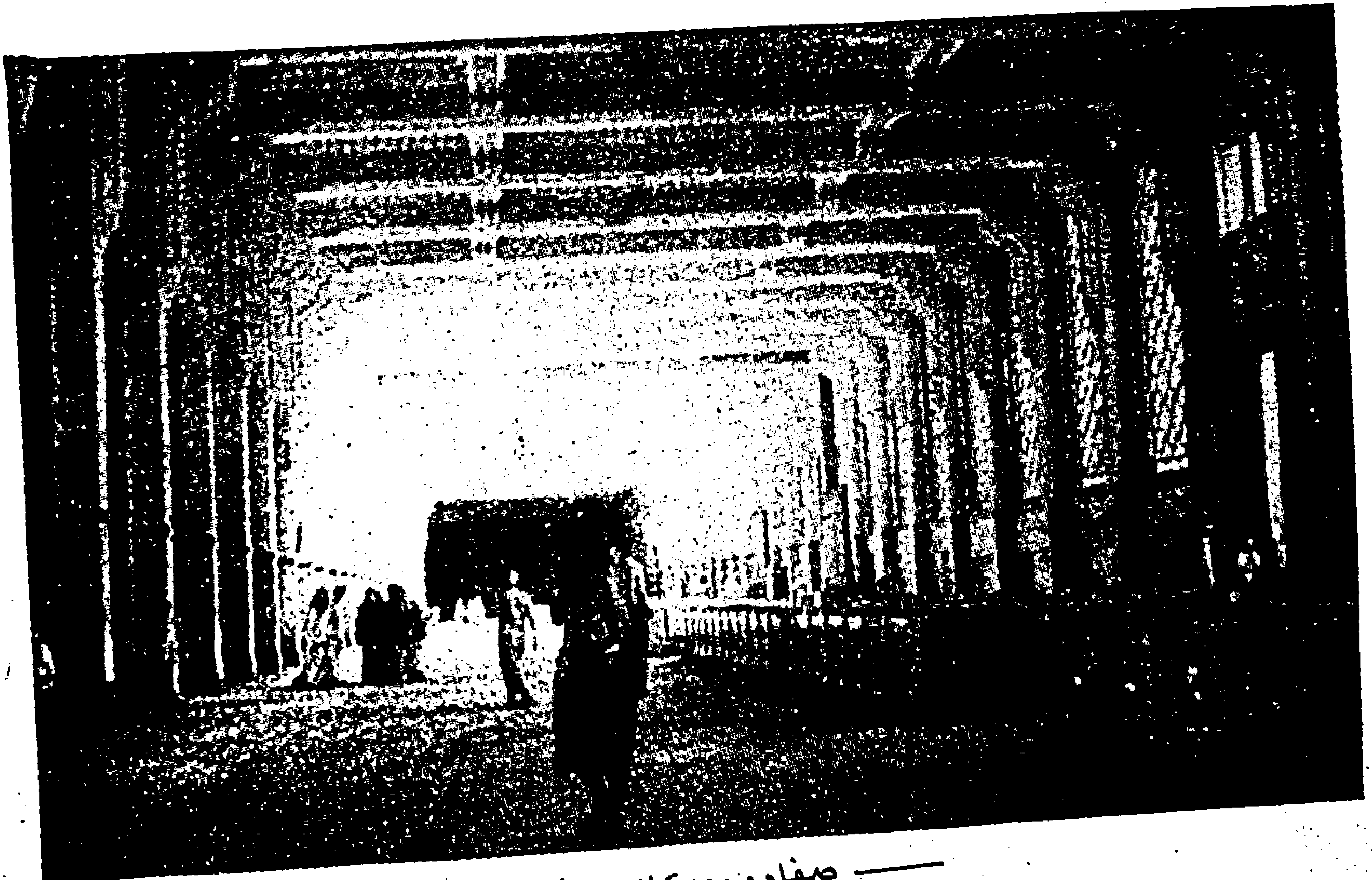

— صفا و مروہ کا اندرونی منظر

Marfat.com

سعی خود کرے اس میں نیابت جائز نہیں۔ سعی مکمل طواف یا آخر طواف کے بعد کی جائے خواہ وہ نفلی طواف ہی کیوں نہ ہو۔ سعی وقت پر کی جانی چاہیے۔ لیکن یہ شرط صرف حج کی سعی کے لئے ہے۔ عمرے کی سعی کے لئے نہیں۔ اگر قارن اور متمتع سعی کر رہا ہو تو اس کے عمرے کے لئے وقت شرط ہے۔ سعی صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم کی جائے گی۔ سعی پیدل کی جائے۔ ایسے طواف کے بعد کی جائے کہ وہ جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہو۔ سعی کے سات پھیروں میں سے چار فرض اور تین واجب ہیں۔ صفا اور مروہ کے درمیان سارا فاصلہ طے کرنا چاہیے۔ صفا پر اتنا چڑھنا ضروری ہے کہ بیت اللہ شریف نظر آئے۔

حج کے ارکان

حج کے ارکان چار حصوں پر مشتمل ہیں: فرائض۔ واجبات۔ سنن۔ اور مستحبات۔

فرائض

حج کے فرائض میں سے اگر کسی ایک کو بھی ترک کر دیا جائے تو حج صحیح نہ ہوگا حتی کہ دم وغیرہ دینے سے بھی کفارہ نہ ہوگا۔ اور دراصل جب تک چند مخصوص فرائض سرانجام نہ پائیں حاجی احرام سے باہر نہیں آسکتا۔ فرائض یہ ہیں:۔

ا۔ حج کی نیت سے احرام باندھنا۔ احرام کی نیت دل میں کرنے اور تلبیہ کہنے سے احرام مکمل ہو جاتا ہے۔

ب۔ وقوف عرفہ: عرفات کے میدان میں ۹ ذی الحجہ کو زوال سے لے کر دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک وقوف کرنا۔

Marfat.com

ج۔ طواف رکن یا طواف زیارت کرنا یعنی وقوف کے بعد دسویں ذی الحجہ کی صبح کے بعد بیت اللہ شریف کا طواف کرنا۔ یہ طواف دسویں ذی الحجہ میں کرنا افضل ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں کو طواف فرمایا۔ طواف ۱۲ ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک جائز ہے۔ اس کے بعد دم بھی دینا پڑے گا اور طواف بھی کرنا ہوگا۔

ان فرائض کی تکمیل کے وقت ترتیب ملحوظ رکھی جائے۔ یعنی پہلے احرام پھر وقوفِ عرفہ اور پھر طوافِ زیارت۔

واجبات

"واجبات" حج کے وہ احکام ہیں جن کے ترک کرنے یا بے وقت کرنے سے حج تو ادا ہوجاتا ہے لیکن دم لازم آتا ہے۔ دم سے بھی گناہ معاف نہ ہوگا جب تک توبہ نہ کرے واجبات یہ ہیں:۔

۱ میقات سے احرام باندھنا۔
۲ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔
۳ نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانہ رات مزدلفہ میں رہنا۔
۴ وقوفِ مزدلفہ یعنی صبح صادق کے بعد کچھ دیر مزدلفہ میں ٹھہرنا۔
۵ رمی جمار۔ یعنی شیاطین کو کنکریاں مارنا۔
۶ قارن اور متمتع پر قربانی کرنا۔
۷ سر کا حلق یا قصر کروانا۔
۸ "آفاقی" کے لئے طواف صدر کرنا۔

Marfat.com

مزید واجبات مناسب جگہ پر درج ہیں۔

سنن

سنتیں مندرجہ ذیل ہیں۔ ان کا چھوڑنا مکروہ ہے۔ لیکن دم یا صدقہ لازم نہیں آتا۔

۱ مفرد اور قارن آفاقی پر طواف قدوم کرنا۔

۲ جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو اس میں رمل کرنا۔

۳ امام کا مکہ مکرمہ میں ساتویں، عرفات میں نویں، اور منیٰ میں گیارہویں ذی الحجہ کو خطبہ پڑھنا۔

۴ آٹھویں کو فجر کے بعد مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر منیٰ میں ظہر سے پہلے پہنچنا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں ادا ہو جائیں۔ یعنی آٹھویں کی ظہر عصر مغرب عشاء اور نویں کی فجر۔

۵ آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانہ رات منیٰ میں رہنا۔

۶ نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو جانا۔

۷ وقوف عرفات کے لیے غسل کرنا۔

۸ دسویں ذو الحجہ کو طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہونا۔

۹ گیارہویں اور بارہویں رات یعنی مزدلفہ والی رات کے بعد دو راتیں منیٰ میں قیام کرنا اور اگر کوئی تیرہویں کو بھی رمی کرنا چاہے تو تیسری رات بھی منیٰ میں رہنا۔

یہ سب سنتیں موکدہ ہیں۔ ان کے علاوہ اور سنتوں کا بیان مناسب جگہ پر کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

مستحبات

حج کے مستحبات بے شمار ہیں۔ ان کے کرنے والوں کو زیادہ اجر ملتا ہے مگر سنّت موکدہ سے کم اور ترک کرنے والے پر گناہ نہیں۔ یہاں چند چیدہ مستحبات لکھے جاتے ہیں۔

۱ تلبیہ بلند آواز سے کہنا۔

۲ مفرد کو قربانی کرنا۔

۳ مکّہ مکرّمہ میں داخلے کے وقت غسل کرنا۔

۴ مزدلفہ میں داخلے کے وقت غسل کرنا۔

۵ عرفات میں جبل رحمت پر سیاہ پتھروں کے قریب رہنا۔

۶ مسجد ابراہیم (عرفات) میں ظہر اور عصر کو اکٹھے ظہر کے وقت پڑھنا۔

۷ مزدلفہ میں عید کے روز فجر کے وقت مشعر الحرام میں وقوف کرنا۔ اور فجر کی نماز بھی وہاں پڑھنا۔

۸ مزدلفہ میں فجر کی نماز اوّل وقت اندھیرے میں پڑھنا۔

۹ منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد جمرہ عقبیٰ کی رمی کرنا۔

عورتوں کا حج

حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے حضورؐ سے دریافت فرمایا کہ کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں

Marfat.com

ایسا جہاد فرض ہے جس میں قتل و غارت گری نہیں اور وہ جہاد حج اور عمرہ ہے۔

بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ ایک شخص نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، "کہ میں جہاد پر جانے میں اپنا نام پیش کر چکا ہوں اور میری بیوی حج کو جا رہی ہے۔"

حضورؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ "لوٹ جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔"

امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک حج کے سفر میں عورت کے ہمراہ خاوند یا محرم رشتہ دار کے ہونے کی شرط نہیں ہے۔ ان کے ہاں اصل شرط امن یعنی کسی خطرے کا نہ ہونا ہے۔

(ہدایہ ۶- فقہ السنہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

ایک حدیث میں ہے کہ کوئی مرد ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں نہ رہے اور کوئی عورت ہرگز بغیر محرم کے سفر نہ کرے (مشکوٰۃ)

محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے عورت کا تا زندگی نکاح حرام ہو خواہ قربت کی وجہ سے یا قرابت رضاعی ہونے کے باعث۔

عورت کو مرد کی طرح حج کرنا چاہیئے مگر وہ احرام کی چادروں کی جگہ اپنا روزمرہ کا سلا ہوا لباس پہنے اور اسی میں نیت احرام کرے۔ اسے احرام میں چہرہ کھلا رکھنا اور سر ڈھانپنے کی اجازت ہے، اسے اجنبی کے سامنے چہرے پر اس طرح کپڑا لٹکانا چاہیئے کہ ناک اور چہرہ پر نہ لگے، بیشتر عورتیں احرام کے وقت سر پہ پٹی باندھ لیتی ہیں، وضو کرتے وقت اس پٹی کو ہٹا کر سر کا مسح کرنا ضروری ہے، ورنہ وضو صحیح نہ ہو گا۔

عورت تلبیہ پکار کر نہ کہے اور رمل اور اضطباع بھی نہ کرے اور سعی میں میلین اخضرین کے درمیان نہ دوڑے اور حلق کی بجائے قصر کرے، یعنی انگلی کے ایک پورے کے برابر بال

Marfat.com

کٹوائے، اس کے کپڑوں میں خوشبو نہ ہو۔ عورت کے لئے موزہ، زیور، قمیض، اوڑھنی، حریر اور دستانے پہننا جائز ہے مگر ترک اولیٰ ہے اور زیور اتار دے تو بہتر ہے۔ کیونکہ احرام میں زینت ترک کرنا اچھا ہے۔ عورت کو ہجوم میں حجر اسود کے استلام کے لئے نزدیک جانے کی ضرورت نہیں۔ صفا مروہ پر مردوں کے ازدحام میں چڑھنے اور دوڑنے کی ضرورت نہیں اور مقام ابراہیم کے پاس دوگانہ طواف پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، اسے چاہیئے کہ الگ ہو کر پڑھے۔ حج کے سب سے بڑے رکن وقوفِ عرفات میں حائض و جنب و نفساء سب کو شامل ہونے کی اجازت ہے۔ حج کا دوسرا رکن طوافِ زیارت ہے۔ عورت کو حیض میں طواف نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ طواف چونکہ مسجد میں ہوتا ہے اور مسجد میں حائض کو جانے کی اجازت نہیں، اس لئے عورت کو انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر انتظار میں طواف زیارت کا وقت گزر جائے تو کوئی بات نہیں اور دم واجب نہیں آتا۔ مختصراً یوں سمجھئے کہ عورت تمام ارکانِ حج حالتِ ناپاکی میں کر سکتی ہے۔ گویا حج کی صحت ادائیگی میں حیض حارج نہیں ہے، صرف طواف حیض کے ایام میں نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ پاک ہونے کے بعد کرنا چاہیئے۔

اگر عورت حالتِ احرام یا وقوفِ عرفات میں حائض ہو جائے تو غسل کر کے پھر احرام باندھے اور طواف کے سوا سارے ارکانِ حج ادا کرے۔ اگر حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت کا وقت گزر جائے تو وقت کے بعد طواف کرنا چاہیئے۔ اس پر دم لازم نہیں ہوگا۔ اگر طوافِ وداع کے موقعہ پر حائض ہو جائے اور گھر کی واپسی ضروری ہو تو طواف وداع کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ مرد پر واجب ہے۔ جن افعال سے مردوں کا حج فاسد ہو جاتا ہے ان سے عورتوں کا حج بھی فاسد ہو جاتا ہے۔ عورت کو زوج یا محرم کے ساتھ حج کرنا چاہیئے۔ اگر بارہویں ذوالحجہ کے غروب آفتاب سے قبل عورت کو اتنا وقت مل سکتا تھا کہ وہ پاک ہو کر طواف زیارت

کے چار شوط کرسکتی تھی یا ناپاک ہونے سے قبل طواف کے چار شوط کرسکنے کی مجاز تھی اور اس نے نہیں کئے تو اس پر دم لازم آئے گا اور سعی طوام قدوم کے ساتھ نہ کی ہو تو سعی بھی پاک ہوکر کرے۔ اگر احرام باندھتے وقت ناپاک ہو تو نہا کر احرام باندھ لینا چاہیئے اور طواف وسعی کے علاوہ سب کچھ مثلاً وقوف عرفہ رمی وغیرہ کرنا چاہیئے۔ اگر طواف پاکی کی حالت میں کرلیا گیا ہو تو سعی ناپاک حالت میں بھی کی جا سکتی ہے۔ اگر طواف زیارت کے بعد ناپاک ہو جائے اور طواف صدر کا موقع نہ ملے تو دم واجب نہیں اگر ممکن ہو تو انتظار کرلے اور پاک ہوکر طواف صدر کرے تو اچھا ہے۔ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے کسی نائب سے رمی کرانا جائز نہیں، دم واجب آئے گا۔ ہاں بیمار ہو تو اجازت ہے۔

معذور کا حج

حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں ضعیف اور کم ہمت ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے لیے حج جہاد ہے کیونکہ اس میں کانٹا تک نہیں چبھتا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بوڑھے اور ضعیف آدمیوں اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہے کہ ضعیف، بوڑھے اور کم ہمت لوگوں پر بھی حج فرض ہے۔ البتہ فاترالعقول اور بیمار آدمیوں کو حج معاف ہے۔ جو شخص حج کے موقع پر موجود ہو اور بیمار یا بے ہوش ہو جائے تو اس کی بجائے دوسرا شخص سارے افعالِ حج ادا کرسکتا ہے۔ وقوف عرفات میں معذور لوگوں کی موجودگی بھی ضروری قرار پائی ہے۔ معذور کو میدانِ عرفات میں لے

Marfat.com

جا کر لٹا دینا چاہیئے۔ اگر اس نے احرام باندھ رکھا ہے تب اس کا ہمراہی اس کی طرف سے لبیک کہے۔ اس نے احرام نہ باندھا ہو تو اس کے ساتھی کو اس کی طرف سے احرام باندھنا چاہیئے اور لبیک کہنا چاہیئے تاکہ معذور کا حج صحیح ہو۔ طواف زیارت میں معذور کو کندھے پر اٹھا کر یا پیٹھ پر لاد کر لانا چاہیئے، البتہ باقی سارے افعالِ حج معذور کی طرف سے اس کا نائب کر سکتا ہے۔

اگر معذور یا بیمار رمی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کنکریاں اس کے ہاتھ پر رکھ دی جائیں یا وہ ان کنکریوں کو خود پھینکے یا جسے کہے اسے پھینکنی چاہیئیں۔

بچوں کا حج

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بچے نے حج کیا اور پھر وہ بالغ ہو گیا اسے دوسرا حج کرنا چاہیئے۔

طبرانی فقہ السنۃ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲۔

ایک اور روایت ہے کہ اگر بچے نے بچپن میں حج کیا ہو اور بڑے ہو کر اس پر حج فرض ہو جائے تو اس کے لئے دوبارہ حج کرنا ضروری ہے۔ اس کا بچپن کا حج کافی نہ ہو گا۔

الفتح الربانی جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۔ فقہ السنۃ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲

حنفیہ کے نزدیک بچہ حج کرے تو ضروری نہیں کہ احرام بھی باندھے اور اگر احرام کی حالت میں اس سے ایسا کام ہو جائے جو ناجائز تھا تو اس کے لیے قربانی دینا ضروری نہ ہو گا، لیکن دوسرے آئمہ کی رائے میں بچے کو احرام بھی لازمی طور پر باندھنا چاہیئے اور احرام کی حالت میں کئے گئے کسی ناجائز کام پر قربانی بھی ضرور دینی چاہیئے۔ (فقہ السنۃ)

Marfat.com

نابالغ لڑکے لڑکیوں اور شیر خوار بچوں پر حج فرض نہیں ہے لیکن اگر وہ اپنے والدین کے ساتھ حج کریں تو ان کا حج نفلی ہوگا، بچے کو بے سلا لباس پہنانا اور اپنے احرام کے ساتھ اس کے احرام کی بھی نیت کرنا چاہیئے اور دونوں کی تلبیہ بھی کہے، چھوٹے بچے کی طرف سے اس کے رشتے میں شریک کو احرام باندھنا چاہیئے۔ یعنی اس کا باپ اور بھائی ساتھ ہوں تو باپ کو اس کی طرف سے احرام باندھنا چاہیئے، بچہ ارکان حج ادا کرنے کے قابل ہو تو خود ادا کرے، بصورت دیگر باپ کو اس کی طرف سے ارکان حج ادا کرنے چاہئیں باپ کو اپنے بچے کو گود میں لے کر اپنی اور اس کی دونوں کی طرف سے سارے افعال حج ادا کرنے چاہئیں۔ اگر بچہ بعض افعال حج ترک کر دے یا باپ نے بچے کی طرف سے احرام باندھے ہوئے کوئی ایسا فعل کیا ہو جو احرام میں منع ہے تو بچے یا اس کے باپ کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔

حجِ بدل

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالےٰ شانہٗ حج بدل میں ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں پر بہشت کے دروازے کھول دیتے ہیں، ایک مُردہ جس کی طرف سے حج بدل کیا جا رہا ہے۔ دوسرا حج کرنے والا اور تیسرا وہ شخص وارث وغیرہ جو یہ حج کرا رہا ہے، یعنی حج بدل کے سارے اخراجات برداشت کر رہا ہے۔ ایک اور حدیث ہے کہ جس شخص کی طرف سے حج کیا جائے اسے اور حج کرنے والے دونوں کو یکساں ثواب ہوتا ہے۔ ابن موفق رحؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضورؐ کی طرف سے کئی حج کئے۔ ایک بار خواب میں حضورؐ کی زیارت ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ تو نے میری طرف سے حج کئے ہیں اور تو نے میری طرف

Marfat.com

سے لبیک کہا ہے اس لئے میں قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا اور تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دوں گا۔ ایک اور حدیث ہے کہ حج بدل میں چار اشخاص کو حج کا ثواب ملتا ہے وصیّت کرنے والے کو، روپیہ خرچ کرنے والو کو، وصیّت لکھنے والے کو اور حج بدل کرنے والے کو۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اجرت کے ساتھ حج بدل کرتا ہے وہ دین کے عمل سے دنیا کمانے میں مصروف ہے۔ یعنی حج کے ساتھ تجارت کر رہا ہے، اس لیے مناسب یہ ہے کہ حج بدل کو مستقل مشغلہ اور تجارت نہ بنایا جائے کہ اللہ تعالےٰ دین کے طفیل دنیا تو عطا فرما دیتے ہیں لیکن دنیا کے بدلہ میں دین کبھی عطا نہیں فرماتے۔ یعنی جو دنیا کا ایندھن جمع کر رہا ہو اسے ثواب نہیں ملتا۔

ایک عورت رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ اللہ کے رسولؐ اللہ کا عائد کردہ فریضۂ حج میرے والد کو اس حال میں پہنچا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہے۔ اور سواری پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اس حالت میں کیا اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا "ہاں" (بخاری و مسلم) امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے متذکرہ مسلک کو درست قرار دیا ہے، لیکن امام مالکؒ کی رائے میں ایسی صورت میں اس پر حج فرض نہیں۔ (فقہ السنہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۵۵ حاشیہ)

جو شخص اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو۔ وہ اپنے لیے نفل حج کرنے کی بجائے دوسرے کی طرف سے حج بدل کرے تو افضل ہے، گو ایک آدمی اپنا فرض حج دوسرے آدمی کو نائب بنا کر کروا سکتا ہے لیکن اسے حسب ذیل شرائط کی پابندی کرنی ہو گی۔

۱۔ جو شخص حج کروائے اس پر پہلے حج فرض ہو چکا ہو اور وہ فرض ہونے کے بعد خود

جانے سے معذور ہو چکا ہو۔ اگر حج بدل کروانے کے بعد عذر رفع ہو جائے تو پھر اسے خود حج کرنا چاہیئے۔ حج فرض ادا نہیں ہوتا۔

۲۔ آمر (حج کروانے والے) کو مامور (حج کرنے والے) کا سفر کا خرچ دینا چاہیئے اور اسے اس سے خرچ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح مردہ کی طرف سے خرچ دینا چاہیئے

۳۔ مامور کا عاقل بالغ اور حج کے احکام سے واقف ہونا ضروری ہے، نابالغ سے حج بدل کروایا گیا تو مکروہ ہوگا۔

۴۔ آمر کے وطن سے حج کے سفر کی ابتدا کی جائے ورنہ میقات سے پہلے جہاں سے جا سکے، لیکن آمر کی اجازت ضروری ہے کہ مامور فلاں جگہ سے حج بدل کرے، اگر اخراجات کی بچت کے لئے میقات سے حج کروایا گیا تو مکروہ ہوگا۔

۵۔ مامور کو احرام باندھتے وقت آمر کی طرف سے نیت کرنی چاہیئے اور زبان سے کہنا چاہیئے کہ لبیک من الفلاں .....) اگر آمر کی طرف سے نیت نہ کی گئی یا دو آدمیوں کی طرف سے نیت کی گئی تو مامور کا اپنا حج ہو جائے گا اور اس پر لازم ہو گا کہ آمر کا روپیہ لوٹا دے اور مامور کا یہ حج بھی نفل ہی ہوگا۔

۶۔ آمر کے لیے مناسب ہے کہ وہ مامور کو اجازت دے دے کہ وہ اتفاقاً راہ میں بیمار پڑ جائے تو دوسرے شخص کو بھیج کر حج بدل کروائے۔ اگر مامور نے آمر کی اجازت لیے بغیر اپنی طرف سے کسی دوسرے کو مامور کر دیا تو آمر کا حج نہ ہوگا اور مامور کو اس کا روپیہ واپس دینا پڑے گا۔

۷۔ آمر کو مامور کو اس کی اجازت دے دینی چاہیئے کہ وہ حج افراد کرے، قران کرے یا تمتع۔ صرف افراد کی حالت میں مامور کا عمرہ جائز نہ ہوگا، لیکن حج بدل کے بعد

Marfat.com

عمرہ جائز ہوگا۔

۸۔ اگر مامور پہلے فرض حج نہیں کر چکا اور اب اس نے آمر کے لیے کیا ہے تو آمر کا حج تو ادا ہو گیا ہے مگر مکروہ ہے۔ امام شافعیؒ کی رائے میں ایسے مامور سے حج کروانا ناجائز ہے۔ اور اگر مامور پر حج فرض نہ ہو تو پھر بھی اسے حج بدل پر نہیں بھیجنا چاہیئے کیونکہ جونہی مامور مکہ مکرمہ پہنچے گا اس پر حج فرض ہو جائے گا۔ اور غالباً وہ دوسرے حج تک ٹھہرنے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔ گو آمر مرد اور عورت کی طرف سے عورت کو مامور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مرد مامور اولیٰ اور افضل قرار دیا گیا ہے۔

۹۔ اگر حج نفل یا عمرہ دوسرے کی طرف سے کہے بغیر کیا گیا تو جائز ہے۔ اگر مامور بن کر کیا جائے حج نفل یا عمرہ کے لئے متذکرہ بالا شرائط کی پابندی لازمی ہوگی۔

۱۰۔ آمر پر حج کا فرض اور عمرہ کا واجب ہونا ضروری نہیں ہے۔

۱۱۔ یہ ضروری نہیں کہ آمر معذور ہو۔

۱۲۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ آمر سفر کرنے سے معذور ہو۔

مرحُوم والدین اور اعزّا کی طرف سے حج

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی اور سوال کیا کہ میری ماں حج کئے بغیر وفات پا چکی ہے۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا اس کا ثواب میری والدہ کو پہنچ جائے گا۔"

حضورؐ نے فرمایا۔ "ہاں"

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔ ابن ماجہ)

Marfat.com

حضورؐ نے ایک مرد کے سوال پر بھی یہی جواب دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر تمہارے باپ کے ذمہ کوئی قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کرتے؟ اس نے جواب میں کہا کہ "جی ہاں"۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا تھا کہ حج بھی اس کے ذمے قرض ہے اُسے بھی تم ہی ادا کرو۔

(طبرانی، فقہ السنۃ جلد ۲ صفحہ ۷۵)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی مرد نے رسول خدا سے عرض کی کہ میری ہمشیرہ نے حج کی نذر کی تھی لیکن اب ان کی وفات ہو گئی ہے اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر ان کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہ کرتے؟" انہوں نے عرض کی کہ "جی ہاں میں وہ قرض ادا کرتا۔" حضورؐ نے فرمایا تو یہ اللہ کا قرض ہے، اسے بھی ادا کرو۔" (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث کے مطابق حضورؐ نے اس نوع کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ اگر تیرے والد کے ذمہ قرضہ ہوتا اور تو اس قرض کو ادا کر دیتا تو وہ قرض ادا ہو جاتا یا نہ ہوتا۔ انہوں نے عرض کی کہ یقیناً ادا ہو جاتا۔" اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ پھر تو اللہ بڑے رحم والے ہیں، یعنی وہ قرض کیوں قبول نہ کریں گے، تو اپنے باپ کی طرف سے حج کر" (کنز) ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جو شخص اپنے والدین کے انتقال کے بعد ان کی طرف سے حج کرے گا۔ اس کے لئے جہنم کی آگ سے بچاؤ کی ضمانت اور اس کے والدین کے حساب میں پورا حج لکھا جائے گا، اکے ثواب میں کسی صورت کمی واقع نہیں ہو گی۔ اور اپنے کسی قریبی رشتہ دار کے لئے اس سے زیادہ صلہ رحمی نہیں کہ اس کی وفات کے بعد اس کی طرف سے حج کر کے اس کی قبر میں پہنچایا جائے (کنز) ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ، حج اور دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ کیا یہ ان تک پہنچتا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا "کہ پہنچتا ہے اور وہ اس سے یوں خوش ہوتے ہیں جیسے کوئی شخص تمہیں طباق میں رکھ کر کوئی ہدیہ پیش

کرے۔ (مناسک قاری)

حج سے قبل راہ میں وفات پانے والے

رسولِ خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کی نیت سے روانہ ہو اور راہ میں وفات پا جائے تو اس کے لئے قیامت تک عمرہ کا ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح جو شخص عمرہ کی نیت سے جائے اور راہ میں انتقال کر جائے اس کو قیامت تک عمرہ کا ثواب ملتا رہے گا اور جو شخص جہاد کی غرض سے روانہ ہو اور راستہ میں وفات پا جائے تو اس کے لیے قیامت تک مجاہد کا ثواب لکھا جائے گا۔ (ابی ہریرہؓ) ایک اور حدیث ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ کی غرض سے سفر کرے اور وفات پا جائے تو نہ اس کی عدالت میں پیشی ہے اور نہ حساب و کتاب، اس سے کہا جائے گا کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ بیت اللہ شریف اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے جو شخص حج یا عمرہ کے لیے نکلے گا اور راہ میں وفات پا جائے گا تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہو گا۔ ایک اور حدیث ہے کہ جو مکہ کے راستہ میں جاتے ہوئے یا واپسی پر انتقال کر جائے اس کی نہ تو پیشی ہے اور نہ حساب کتاب۔ وہ سیدھا جنت میں داخل ہو گا۔ ایک اور حدیث ہے کہ آدمی کے وفات پانے کی بہترین حالت یہ ہے کہ وہ حج سے فارغ ہو کر یا رمضان کے روزے رکھ کر انتقال کر جائے، یعنی وہ دونوں حالتوں میں پاک صاف ہو گا۔ ایک اور حدیث ہے کہ جو احرام کی حالت میں وفات پائے گا وہ حشر میں لبیک کہتے ہوئے اٹھے گا۔ (کنز)

پیدل حج کی فضیلت

حج کے لئے پیدل چلنے کی فضیلتوں کے ذکر میں ابن عباسؓ کی ایک روایت ہے کہ

Marfat.com

حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص حج کے لیے پیدل جائے اور آئے اس کے لئے ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات صد نیکیاں لکھی جائیں گی۔ کسی نے عرض کی کہ حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ ایک اور حدیث ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے انتقال کے وقت اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ پیدل حج کیا کرو۔ پھر مذکرہ بالا حدیث بیان کی (اتحاف السادہ) حضرت عائشہؓ حضورؐ سے نقل فرماتی ہیں کہ فرشتے ان حاجیوں سے جو سواری پر آئیں مصافحہ کرتے ہیں اور جو حاجی پیدل چل کر آئیں ان سے معانقہ کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا کہ وہ جب بیمار ہوئے تو فرمایا کہ مجھے اس چیز کا بیحد افسوس ہے کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے واذن فی الناس بالحج، اس آیت شریفہ میں پیدل چلنے والوں کا پہلے ذکر فرمایا ہے۔ (درمنثور)

مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پیدل حج کیا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر ایک ہزار حج کئے۔ دوسری حدیث ہے کہ چالیس حج کئے۔ (اتحاف) ابن عباس فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہ السلام کا معمول تھا کہ پیدل حج کرتے تھے۔ (اتحاف) ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ حرم میں داخل ہوتے ہوئے پیدل چلے۔ امام غزالیؒ بھی لکھتے ہیں کہ جس شخص میں طاقت ہو اس کے لیے افضل یہی ہے کہ پا پیادہ چلے۔ اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے بیٹوں کو اپنے وقتِ وفات اس کی وصیت کی تھی اور فرمایا تھا کہ پیدل چلنے والے کے لیے ہر قدم پر سات صد نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر نیکی ایک لاکھ کے برابر ہوتی ہے۔ اس لئے راستہ صاف ہو ہو اور پیدل چلنے کی عادت ہو تو پیدل چلنا افضل ہے۔ کم از کم مکہ مکرمہ سے عرفات پر حج کرنے کے لئے جاتے ہوئے پیدل چلنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں سواری کی وجہ سے چونکہ بہت

Marfat.com

سے مواقع ترک کرنے پڑتے ہیں اس لئے پیدل چل کر ثواب حاصل کرنے کے مواقع حاصل کرنے چاہئیں۔ آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع منیٰ تک جانا ہوتا ہے نویں تاریخ کی صبح منیٰ سے عرفات تک لگ بھگ چھ میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ یہ فاصلہ نہایت کم ہے اور ایسا ہے کہ بیشتر حاجی بآسانی طے کر سکتے ہیں، پھر ایک ہدایت یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تھا کہ جو شخص منیٰ سے عرفات تک پا پیادہ چلے گا۔ اسے ایک لاکھ نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے ملیں گی۔ علی بن شعیبؒ سے نقل ہے کہ انہوں نے نیشاپور سے پا پیادہ چل کر ساٹھ حج کئے تھے اور مغیرہ بن حکیمؓ سے نقل ہے کہ انہوں نے مکہ سے چل کر پچاس سے زائد حج کئے۔ اور ابو العباسؒ سے نقل ہے کہ انہوں نے اسّی حج پیدل کئے تھے۔ ابو عبداللہ مغربیؒ نے ستانوے حج پیدل کئے (اتحاف)

قاضی عیاضؒ شفا میں لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ نے سارا راستہ پیدل طے کیا۔ لوگوں نے راہ کی مشکلات بیان کیں تو فرمایا۔ جو غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو اسے سواری پر سوار ہو کر حاضر نہیں ہونا چاہیئے بلکہ قدرت ہو تو سر کے بل چل کر حاضر ہو۔ مناسب یہی ہے جو حاجی پیدل چلنے کی وجہ سے ہیجان اور غصّہ کا شکار ہو سکتے ہوں اور جن کے دلوں میں تنگی اور ملال پیدا ہو اور جو اپنے ساتھیوں پر اور دوسرے لوگوں پر ذرا ذرا سی بات پر اعتراض کرنے لگیں شکوے اور شکایات و بد کلامی و بد گمانی سے باز نہ رہ سکیں، وہ سوار ہو کر حج کریں۔ جو حاجی پیدل سفر کے دوران نہایت بشاشت اور خندہ پیشانی سے تکلیفیں برداشت کر سکیں، وہ پا پیادہ حج کریں، سارا فاصلہ نہ بھی کچھ فاصلہ ضرور پیدل طے کریں۔

رمی

جب حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے لئے منیٰ کی طرف لائے تو

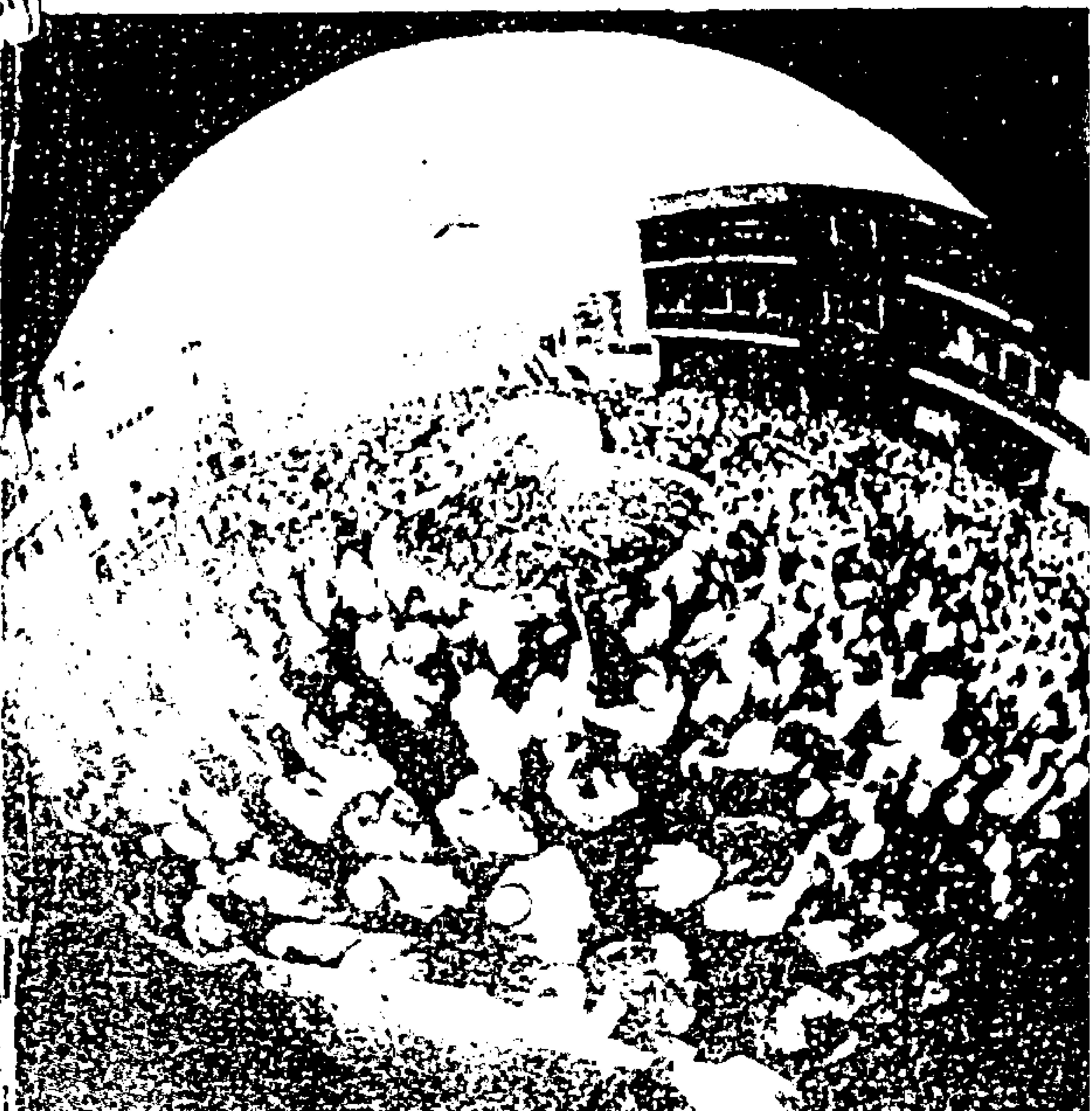

اس موقع پر شیطان بھیس بدل کر انہیں اپنے اس ارادہ سے باز رکھنے کے لئے آیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے شیطان کو پہچان لیا اور کنکر اٹھا کر مارے۔ شیطان نے دوبارہ اور پھر سہ بارہ خلیل اللہ کو بہکانے کی کوشش کی، لیکن خلیل اللہ نے اسے ہر بار پہچان کر کنکر مارے۔ اسی سنّتِ ابراہیمی کو رمی کہا جاتا ہے۔

مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان تین مقامات جمرۃ الاولیٰ، جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ العقبہ وہی مقامات ہیں جہاں شیطان نے خلیل اللہ کو بہکانے کی کوشش کی تھی۔ منیٰ کی سڑک کے درمیان تین جگہ دس فٹ اونچے پتھر کے ستون ہیں جنہیں جمرے کہا جاتا ہے، یہی شیطان کے قائمقام ہیں، مکہ کی طرف سے آئیں تو پہلے جمرۃ العقبہ، پھر جمرۃ الوسطیٰ اور پھر الاولیٰ آتے ہیں۔ ان مقامات میں سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ پہلے رمی کا وقت ۱۰ ذی الحجہ صبح صادق سے ۱۱ ذی الحجہ صبح صادق تک ہے۔ رمی کا وقت طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک مسنون ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ پر رمی کی جائے، پہلے دن ۱۰ ذی الحجہ کی رمی جمرۃ العقبہ پر کی جائے اور اس رمی کی سات کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا مستحب ہے۔ کنکریاں جمروں سے کسی حالت میں نہ اٹھائی جائیں۔ کنکریوں کی تعداد ستّر ہونی چاہیئے۔ رمی کرنے کے فوراً بعد واپس اپنی قیام گاہ پر آجانا چاہیئے، عورتیں رات کو رمی کریں تو افضل ہے، بیماری اور معذوری کے باعث مرد اور عورت دوسرے سے رمی کرا سکتے ہیں، ان کے نائب کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنی رمی کی سات کنکریاں مارے پھر معذور یا بیمار کی طرف سے کنکریاں مارے، کنکریاں مارتے وقت کنکر انگوٹھے اور انگشتِ شہادت میں پکڑ کر ایک ایک کر کے مارنی چاہیئیں۔ اگر ساری اکٹھی پھینکی جائیں تو ایک شمار ہو گی۔ ایک ایک کنکر مارتے ہوئے اللہ اکبر کہنا چاہیئے۔ اور تکبیر کی جگہ سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہے تو بھی جائز ہے۔ اگر خاموشی اختیار کرے گا تو ترک سنت کے باعث مکروہ ہو گا اور یہ بھی کہے۔

بسم اللہ۔ اللہ اکبر۔ رغماً الشیطان و رضی الرحمٰن، پھر دعا ماثورہ پڑھنی چاہیئے۔

Marfat.com

رمی کے پہلے کنکر کے ساتھ تلبیہ موقوف کرے اور اگر دسویں کو رمی نہ کر سکے تو پھر غروب آفتاب پر تلبیہ بند کر دے کہ اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ رمی کے بعد جمرہ عقبہ کے قریب نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔

گیارہویں اور بارہویں کو اسی طرح زوال کے بعد جمرۂ اولیٰ، جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ العقبہ پر علی الترتیب رمی کرنی چاہیئے۔ ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں مارنی چاہیئں، جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ پر رمی کے بعد ہٹ کر قبلہ رو کھڑا ہو جائے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جائے جمرۂ العقبہ پر دعا مانگنا ثابت نہیں ہوتا اس لئے رمی کے بعد دعا کے لئے نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔

بارہویں کی رمی کر کے غروب آفتاب سے قبل منیٰ سے روانہ ہو جائے تو تیرھویں کی رمی کرنا ضروری نہیں اور پہلے جانے پر بھی کوئی پابندی نہیں، ہاں غروب کے بعد جانا مکروہ ہے۔ اگر تیرھویں کی رمی واجب منیٰ میں ہوگئی تو تیرہویں کی رمی واجب ہے اور رمی کرنا اولیٰ ہے۔

نحر (قربانی)

قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ قربانی کے جانور (ہدی) بھیڑ بکری کی عمر ایک سال سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ گائے دو برس کی اور اونٹ پانچ برس کا ہونا چاہیئے، اس سے کم عمر کے جانور نہ ہوں، اگر البتہ چھ ماہ کا دنبہ موٹا تازہ ہو اور ایک سال عمر کا لگے تو جائز ہے۔ قربانی کا افضل ترین دن دسویں تاریخ ہے۔ لیکن باقی ایام نحر یعنی گیارہویں اور بارہویں کو بھی قربانی دی جا سکتی ہے۔ اگر ایام نحر کے بعد قربانی کی گئی تو دم بھی لازم ہوگا۔

Marfat.com

حلق اور قصر

حلق سر منڈانے اور قصر بال ترشوانے کو کہتے ہیں، اگر حلق میں دشواری ہو مثلاً آلۂ حلق موجود نہ ہو یا حلاق موجود نہ ہو یا حلق مضر ہو تو قصر واجب ہوگا۔ اور اگر قصر نہ ہو سکے یعنی بال انگلی کے پورے سے چھوٹے ہوں تو حلق واجب ہو جاتا ہے۔

قربانی کے بعد سر منڈانا یا سر کے بال انگلی کے ایک پورے کے برابر کٹوانا افضل ہے کیونکہ یہ سنت ہے۔ حلق یا قصر کروانے کے لیے قبلہ رو ہو کر بیٹھنا چاہیئے اور داہنی طرف سے سر منڈوانا یا بال ترشوانا چاہیئے اور بالوں کو زمین میں دفن کرنا چاہیئے۔ (بہرحال یہ ذمہ داری حجاموں کی ہے)۔ حج کا حلق منیٰ میں کرنا سنت ہے اور حدود حرم میں واجب۔ عمرہ میں حلق مکہ مکرمہ میں سنت ہے اور حدود حرم میں واجب۔ حلق کا بہترین وقت دسویں ذی الحجہ کا دن ہے اور یہ طواف زیارت سے قبل سنت ہے، اور سارے ایام نحر تک جائز ہے۔ اس کے بعد کیا گیا تو دم لازم ہوگا، اگر دسویں کی صبح صادق سے قبل حلق کیا گیا تو احرام سے حلال نہ ہوگا، اسی طرح اگر بعد میں حلق نہ کیا گیا تو احرام سے حلال نہ ہوگا۔ ایام نحر میں اگر رمی سے قبل حلق کیا گیا تو دم لازم ہوگا۔

جنایت

جنایت کے لغوی معنی خطا و قصور کے ہیں، حرم یا احرام میں ایسے کام کرنا جو ممنوع ہیں، جنایت کہلاتے ہیں۔ جنایت کے بدلے میں جزا دینا ضروری ہے، جزا جلد ادا کرنا افضل اور تاخیر کرنا گناہ ہے۔ جنایت جان بوجھ کر کی جائے یا بھول چوک سے ہو جائے دونوں حالتوں میں جزا لازم ہے۔ جان بوجھ کر جنایت کرنا گناہ عظیم ہے اور فدیہ دے

Marfat.com

کر بھی گناہ معاف نہیں ہوتا اور حج بھی مبرور نہیں رہتا۔ جنایات کی جزا درج ذیل طریقوں سے ادا ہوتی ہے :-

۱- بُدنہ- سارے اونٹ یا ساری گائے کی قربانی۔ یہ حیض یا نفاس میں طوافِ زیارت کرنے اور دوسرے وقوف عرفہ کے بعد مگر حلق سے قبل جماع کرنے سے دینی پڑتی ہے۔ قربانی کے اونٹ یا گائے کو بُدنہ کہا جاتا ہے۔

۲- دم - مناسکِ حج ادا کرنے میں کسی خطا کے سرزد ہونے پر کوئی جانور مثلاً بھیڑ یا بکری کا ذبح کرنا یا گائے اور اونٹ کا ساتواں حصّہ دم کہلاتا ہے۔

۳- سب سے کم کفارہ ہے اور اس میں صدقہ فطر کی طرح نصف صاع گندم یا جَو سے ادا ہو جاتا ہے جو صدقہ فطر کے مساوی ہے اور کسی مسکین کو دینے سے پورا ہو جاتا ہے۔ ایک صاع ہمارے ساڑھے تین سیر کے برابر ہے۔

جنایات کی چند جزا

۱- اگر احرام میں کسی بڑے پورے عضو مثلاً چہرے کو خوشبو لگائی گئی تو خوشبو دور کر کے دم دینا ہوگا، اگر پورا عضو نہ ہو تو صدقہ لازم ہوگا، مثلاً کان کو خوشبو لگانا۔ خوشبو سونگھنا مکروہ ہے اس لئے پھولوں کا ہار پہننا بھی مکروہ ہے۔

۲- احرام میں ایک دن یا رات سلا ہوا لباس پہنا گیا تو دم لازم ہوگا اور کم ہو تو صدقہ دینا ہوگا، اسی طرح ایک رات یا دن سر ڈھانپے رکھنے مثلاً ٹوپی، عمامہ یا پٹی باندھنے سے دم لازم ہوگا اور کم ہو تو صدقہ دینا ہوگا۔

۳- احرام میں بال کٹوانے یا منڈوانے اور ناخن کاٹنے پر دم لازم ہوگا۔

۴- احرام میں بوسہ لینے یا بغرض شہوت ہاتھ لگانے سے دم دینا ہوگا۔

۵۔ طواف قدوم یا طواف صدر یا طواف عمرہ جنابت یا حیض یا نفاس میں کیا گیا یا طواف فرض بے وضو کیا گیا تو دم لازم ہوگا اور طواف کا اعادہ کرنا ہوگا۔

۶۔ طواف فرض جنابت یا حیض یا نفاس میں کیا گیا تو بدنہ دینا ہوگا۔

۷۔ اگر طواف قدوم یا طواف صدر بے وضو کیا گیا تو ہر شوط کے لئے صدقہ دینا ہوگا جو نصف صاع کے برابر ہے۔ اگر وضو کرکے اعادہ کیا گیا تو صدقہ ساقط ہو جائے گا، نفل طواف کا حکم مثل طواف قدوم کے ہے۔

۸۔ حج یا عمرہ کی سعی میں تاخیر ہو جائے تو کفارہ لازم نہیں آتا۔ اگر چھوٹ جائے تو دم لازم ہوتا ہے۔

۹۔ اگر میدان عرفات سے غروب آفتاب سے قبل نکل آئے تو دم لازم ہوگا، اگر غروب سے قبل واپس آجائے تو دم ساقط ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ اگر وقوف مزدلفہ بے عذر ترک کیا گیا ہو تو دم لازم ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ اگر چاروں دن کی رمی ترک کی گئی یا ایک دن کی سب رمی ترک کی گئی یا ایک روز کی اکثر کنکریاں ترک کی گئیں جیسے سات میں سے چار یا اکیس میں سے گیارہ تو دم لازم ہوگا۔

۱۲۔ اگر حج یا عمرہ کا حلق حدود حرم سے باہر کیا گیا تو دم دینا ہوگا۔

۱۳۔ ایام نحر کے بعد بلا کسی معقول عذر طواف زیارت کیا گیا تو دم دینا ہوگا۔

۱۴۔ طواف زیارت رمی نحر اور حلق کے بعد کیا جائے تو سنت ہے لیکن اگر سب سے پہلے یا درمیان میں کیا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن یہ مکروہ ہے۔

۱۵۔ قارن اور متمتع کے لئے ضروری ہے کہ پہلے رمی پھر نحر پھر حلق کروائے۔ اگر ترتیب میں فرق آگیا تو دم دینا ہوگا۔ اس طرح فرد کو رمی اور حلق میں ترتیب ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ اگر

Marfat.com

فرق آگیا تو دم دینا ہوگا۔

۱۶۔ میقات سے بغیر احرام، حج یا عمرہ کی نیت سے گزر اگیا تو دم دینا ہوگا۔ اگر واپس آ کر احرام میں دوبارہ داخل ہو جائے تو دم ساقط ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

مذاہبِ اربعہ میں احکامِ حج

احکامِ حج کے متعلق مذاہبِ اربعہ میں جو فقہی اختلاف پایا جاتا ہے وہ ایک جدول کی صورت میں درجِ ذیل ہے

نوعِ عمل	حکم الحنفیہ	حکم الشافعیہ	حکم المالکیہ	حکم الحنابلہ
الحج	فرضِ فوری	فرضِ تراخیا	فرض فوری	فرضِ فوری
العمرہ	سنت مؤکدہ	فرض تراخیا	سنّتِ مؤکدہ	شرط
الاحرام بالحج۔ نیت	شرط	رکن	رکن	رکن
الاحرام بالعمرہ نیت	شرط	رکن	رکن	رکن
قرن الاحرام بالتلبیہ	سنّت	سنّت	سنّت واجب	سنت
احرام من المیقات	واجب	واجب	واجب	واجب
غسل برائے احرام	سنّت	سنّت	سنّت	سنّت
تطییب برائے احرام	سنّت	سنت	مکروہ	سنّت
تلبیہ	سنّت	سنت	واجب	سنّت
طواف القدوم	سنّت	سنّت	واجب	سنّت
نیّتِ طواف	شرط	سنّت	واجب نہیں	شرط
آغازِ طواف حجرِ اسود سے	واجب	شرط	واجب	شرط

نوع عمل	حکم الحنفیہ	حکم الشافعیہ	حکم المالکیہ	حکم الحنابلہ
مشی فی الطواف	واجب	سنّت	واجب	شرط
طہارت فی الطواف	واجب	سنّت	واجب	شرط
طہارتِ بدن، ثوب مکان، بوقتِ طواف	سنّت	شرط	شرط	شرط
کون الطواف فی المسجد	شرط	شرط	شرط	شرط
〃 〃 سبعہ اشواط	واجب	شرط	شرط	شرط
رکعتا الطواف	واجب	سنت	واجب	سنت
سعی بین الصفا والمروہ	واجب	رکن	رکن	رکن
سعی بعد الطواف	شرط	شرط	شرط	شرط
سعی صفا سے شروع کرکے مروہ پر ختم	واجب	شرط	شرط	شرط
سعی کے دوران مشی حسبِ توفیق	واجب	سنّت	واجب	شرط
موالات بین اشواط السعی	سنت	سنت	شرط	شرط
موالات بین السعی والطواف	سنت	سنت	سنت	سنت
عرفہ میں بروقت حاضری	رکن	رکن	رکن	رکن
مزدلفہ میں مغرب و عشا جمع کرنا	سنتِ لابد	سنّت	سنّت	سنّت

Marfat.com

نوعِ عمل	حکم الحنفیہ	حکم الشافعیہ	حکم المالکیہ	حکم الحنابلہ
مزدلفہ میں رات گزارنا	سنّتِ واجب	واجب	واجب	واجب
مشعرالحرام پر وقوف	واجب	سنت	مندوب	سنّت
رمی جمار عقبہ بروز نحر	واجب	واجب	واجب	واجب
حلق یا تقصیر حج وعمرہ میں	واجب	رکن	واجب	واجب
رمی، ذبح اور حلق میں ترتیب	واجب	سنت	مندوب	سنت
کون الحلق، حرم اور ایام النحر میں	واجب	سنت	مندوب	سنّت
طواف الافاضہ	رکن اکثرہ	رکن	رکن	رکن
تاخیر طواف الافاضہ عن الرّمی شام تک	سنّت	سنّت	واجب	سنت
ایام تشریق میں منیٰ کا قیام	سنت	واجب	واجب	واجب
طواف الوداع	واجب	واجب	واجب	واجب

(ماخذ "مذاہبِ اربعہ")

Marfat.com

اثنا عشری طریقِ حج

* سفرِ حج * طوافِ نساء
* مدینہ منوّرہ کی زیارتیں * زیارتِ وداع
* ایّامِ تشریق * وقوفِ عرفہ
* وقوفِ مُزدلفہ * رمی جمار

اثنا عشری طریقِ حج

سرکار آیت اللہ عظمیٰ مرجع الوقت الحاج سید محمد کاظم شریعت مدار کے فتاوی کے مطابق زیارتِ خانہ کعبہ چونکہ سفر کے بغیر ناممکن ہے اس لئے ہر حاجی کا فرض ہے کہ وہ سارے سفر کے آداب کو ملحوظ رکھے۔ سفر کا ارادہ کر لیا تو بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھیں۔ سفر ہفتہ کے دن یا منگل یا جمعرات کے دن اختیار کرنا چاہیئے۔ بدھ اور جمعہ کو زوال سے قبل سفر اختیار نہ کیا جائے۔ حسب ذیل تاریخوں میں جو ایک فارسی کے شعر میں نظم کیا گیا ہے، سفر نہ کیا جائے۔

ہفت روزی نحس باشد درمہی — زاں حذر کن تا نیابی ہیچ رنج :
سہ و پنج و سیزدہ با شانزدہ — و بیست و یک با دہیست و چار و بیست و پنج

یعنی ہر مہینے میں سات تاریخیں نحس ہیں ان میں سفر کرنے سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ یہ تاریخیں مندرجہ بالا شعر میں درج ہیں۔ تیسری، پانچویں، تیرہویں، سولہویں، بیسویں، گیارہویں اور چودہویں۔ جب چاند آخری دنوں میں ڈوبا رہتا ہے یا چاند برجِ عقرب میں ہو تو سفر نہیں کرنا چاہیئے اگر نہایت ضروری کام کی وجہ سے سفر لازمی ہو تو سفر کی دعائیں پڑھ کر اور صدقہ دے کر سفر کیا جائے، انشاء اللہ کوئی نقصان نہ ہوگا۔

سفر پر جانے سے قبل غسل کیا جائے۔ اور اہل و عیال کو اکٹھا کر کے دو رکعت نماز پڑھی جائے اور اپنی خیریت کی خداوند عالم سے دعا مانگی جائے پھر آیت الکرسی اور سورۃ الحمد پڑھے اور اللہ تعالےٰ کی ثنا بجالائے۔ محمدؐ و آلِ محمد پر صلوات بھیجے اور پھر یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَ الْیَوْمَ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ وَوُلْدِیْ وَمَنْ كَانَ مِنِّیْ بِسَبِیْلٍ الشَّاهِدَ مِنْهُمْ وَالْغَائِبَ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا بِحِفْظِ الْاِیْمَانِ وَاحْفَظْ عَلَیْنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَلَا تَسْلُبْنَا فَضْلَكَ اِنَّا اِلَیْكَ رَاغِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ هٰذَا التَّوَجُّهَ طَلَبًا لِمَرْضَاتِكَ وَتَقَرُّبًا اِلَیْكَ اَللّٰهُمَّ فَبَلِّغْنِیْ مَا اُؤَمِّلُهُ وَاَرْجُوْهُ فِیْكَ وَفِیْ اَوْلِیَائِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

اس کے بعد اپنے اہل وعیال سے وداع ہو اور اپنے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کی تسبیح پڑھے اور پھر آگے کی طرف منہ کر کے سورۂ الحمد اور پھر دائیں طرف مڑ کر سورۂ الحمد اور پھر بائیں سمت گھوم کر سورہ الحمد پڑھے اور ساتھ ہی تینوں طرف آیت الکرسی بھی پڑھے اور

اَللّٰهُمَّ اِلَیْكَ وَجَّهْتُ وَجْهِیْ وَعَلَیْكَ خَلَّفْتُ اَهْلِیْ وَمَا خَوَّلْتَنِیْ وَقَدْ وَثِقْتُ بِكَ فَلَا تُخَیِّبْنِیْ یَا مَنْ لَا یُخَیِّبُ مَنْ اَرَادَهٗ وَلَا یُضَیِّعُ مَنْ حَفِظَهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاحْفَظْنِیْ فِیْمَا غِبْتُ عَنْهُ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

Marfat.com

پھر گیارہ دفعہ سورۂ قل ھو اللہ پڑھے اور اس کے بعد ایک دفعہ سورہ انا انزلنا اور آیت الکرسی اور سورہ قل اعوذ برب الناس اور سورہ قل اعوذ برب الفلق پڑھ کر اپنے ہاتھ کو تمام بدن پر ملے اور پھر جتنا ہو سکے صدقہ دے اور یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اشْتَرَیْتُ بِهٰذِهِ الصَّدَقَةِ سَلَامَتِیْ
وَسَلَامَةَ سَفَرِیْ وَمَا مَعِیَ اَللّٰھُمَّ احْفِظْنِیْ وَاحْفَظْ
مَا مَعِیْ وَسَلِّمْنِیْ وَسَلِّمْ مَا مَعِیْ وَبَلِّغْنِیْ وَبَلِّغْ مَا
مَعِیْ بِبَلَاغِكَ الْحَسَنِ الْجَمِیْلِ ط

سفر میں تلخ بادام کا عصا ساتھ رکھنا چاہیئے۔ ہر درندہ حیوان اور ہر چور اور ہر زہردار حیوان سے سفر سے واپسی تک محفوظ رہے گا۔ اور اس کے ساتھ ۲، فرشتے استغفار کرتے رہیں گے۔ سنت ہے کہ عمامہ پہن کر سفر پر جائے اور تحت الحنک بھی لگائے رکھے۔ تھوڑی سی کربلا معلیٰ کی خاک شفا بھی اپنے ساتھ رکھنی چاہیئے اور اسے ساتھ رکھتے ہوئے یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ هٰذِهٖ طِیْنَةُ قَبْرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
وَلِیِّكَ وَابْنِ وَلِیِّكَ اِتَّخَذْتُهَا حِرْزًا لِمَا اَخَافُ
وَمَا لَا اَخَافُ

سفر میں عقیق اور فیروزہ کی انگوٹھے پہنے بالخصوص عقیق زرد کی انگوٹھی کہ جس کی ایک طرف ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ استغفر اللہ اور دوسری طرف محمد علی علیہ السلام نقش ہو۔

سفر کے لئے سوار ہوتے ہوئے بسم اللہ کو ترک نہ کرے، اپنے نان و نفقہ کی چیزوں

Marfat.com

کی حفاظت کرے اور سفر میں اپنے ساتھیوں کی ہر ممکن مدد کرے۔ کبھی اپنے ہمراہیوں پر خود کو فضیلت نہ دے، ایسے آدمیوں کے ساتھ سفر کرے جو اس جیسا خرچ کرتے ہوں۔ پھر کسی جگہ کا پانی اس وقت تک نہ پیئے جب تک سابقہ جگہ کا پانی اس میں نہ ملالے جس جگہ مستقل مقیم ہو وہاں کی مٹی اپنے ساتھ رکھے اور جب کسی جگہ کا پانی پینے لگے تو پہلے اس مٹی کو برتن میں ڈال کر اس میں پانی کو خوب ملالے اور پھر اسے رکھ دے۔ جب مٹی بیٹھ جائے اور پانی صاف ہو جائے تو اس پانی سے پیئے۔ اپنے اخلاق کو سدھارے اور حلیم و بردباری سے کام لے۔ اپنے سفر کیلئے خرچ اپنے ساتھ رکھے۔ مسافر کو اپنی نماز فریضہ کا بمعہ شرائط اور حدود کے اوّل وقت میں بجالانا چاہیئے۔ سفر میں نماز کو قصر پڑھنا چاہیئے اور نماز قصر کے بعد تیس مرتبہ اس تسبیح کو ترک نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ اس کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ و لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر

عرفات کے میدان کی دُعا

عرفات میں نانویں ذی الحجہ کو ظہر سے لے کر غروب آفتاب تک رہنا واجب ہے یہ دن دعا کرنے کے لیے مخصوص ہے۔ آج کے دن میں سب سے مشہور دعاؤں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا ہے جو آپ نے عرفہ کے دن مقام عرفات میں پڑھی تھی۔

طوافِ نساء

اہلِ تشیع پر طوافِ نساء واجب ہے۔ سرکار آیت اللہ العظمٰی مرجع وقت الحاج سیّد محمد کاظم شریعتمدار۔ م ث۔ کے مطابق اگر کسی شیعہ حاجی نے طوافِ نساء نہ کیا ہو تو اس پر اپنی بیوی اور آئندہ نکاح حرام رہے گا۔ اور اگر کوئی عورت ہو تو اس پر اپنا شوہر یا کوئی دوسرا نکاح کرنا بھی حرام ہوگا۔ اس لیے انہوں نے تاکید کی ہے کہ شیعہ حضرات طوافِ

Marfat.com

نساء ضرور بجا لائیں۔ ورنہ قیامت تک بیوی کے نزدیک نہ جاسکیں گے، اور اگر گئے تو اولاد حرام ہوگی۔

مدینہ منورہ کی زیارتیں

روضۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا ہر مومن پر فرض ہے۔ بعد ازاں "جنت البقیع" میں حضرت فاطمۃ الزہرا، امام حسن علیہ السلام، امام زین العابدین علیہ السلام، امام محمد باقر علیہ السلام، امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت عباس علیہ السلام، کی قبور مطہرہ کی زیارت کی جائے۔ ابراہیم فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے بعد جناب فاطمہ بنت اسد والدہ ماجدہ امیر المومنین، جناب حمزہ رض کی احد میں اور شہداء احد کی قبروں کی زیارت بھی کی جائے۔ مدینہ منورہ کی مساجد مسجد قبا، مسجد فضیح یا مسجد روشس، مسجد فتح، مسجد سلمان، جناب حمزہ کی قبر کے بالمقابل مسجد امیر المومنین، مسجد مباہلہ میں بھی نماز اور جود دعا چاہیے بجا لائے، امام زین العابدین علیہ السلام کے گھر اور جعفر صادق علیہ السلام کے گھر کی زیارت بھی ضروری ہے۔

زیارتِ وداع

مدینہ سے روانگی کا ارادہ ہو تو غسل کر کے حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر سارے اداب بجا لائے اور الوداعی دعا پڑھے۔ جب تک مدینہ میں قیام رہے جس قدر ممکن ہوسکے مسجد نبوی میں نمازیں بجالائے، کیونکہ وہاں پر ایک نماز دس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ اور مسجد میں بہترین جگہ قبر اور مسجد کے درمیان ہے

غرض اثنا عشرہ طریق حج کم وبیش وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے۔ البتہ حلال وحرام کے مسائل میں قدرے سختی ہے جس کی پابندی اہل تشیع کو اپنے معلّم کی ہدایات

Marfat.com

کے مطابق کرنی ہوگی۔

حج کے ایام

حج کسی ایک فعل کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں چند عبادات چند مخصوص ایام میں ایک خاص ترتیب اور تنظیم سے ادا کی جاتی ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے :-

سات ذی الحجہ۔ آج نماز ظہر کے بعد امام مسجد الحرام میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتا ہے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد مختصراً حج کی فضیلت اور حج کے مسائل بیان کرتا ہے۔ یہ خطبہ سُننا مسنون ہے۔ آج کے دن لوگ اکثر لوگ احرام بھی باندھ لیتے ہیں اور طواف و سعی بھی کی جاتی ہے، جس کی تفصیل قبل ازیں بیان ہو چکی ہے۔

دورانِ حج تین خطبے ہوتے ہیں :-

پہلا۔ ۷ ذی الحجہ کو مسجد الحرام میں نماز ظہر کے بعد۔ دوسرا۔ ۹ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات کی مسجد نمرہ میں، یہ خطبہ جمع بین الصلاتین سے پہلے ہوتا ہے۔ تیسرا خطبہ۔ ۱۱ ذی الحجہ کو منیٰ کی مسجد خیف میں نماز ظہر کے بعد ہوتا ہے۔ سارے خطبوں میں تمام مناسک حج کا بیان ہوتا ہے اور یہ ایک ایک روز کے وقفے سے پڑھے جاتے ہیں۔

آٹھ ذی الحجہ۔ ۸ ذی الحجہ کو یوم ترویہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں اور اس سے پہلے چونکہ منیٰ اور عرفات وغیرہ میں پانی نہ ملتا تھا اس لئے حج کرنے کے خواہش مند حضرات اس روز اپنے اونٹوں کو خوب سیر ہو کر پانی پلوا دیا کرتے تھے تاکہ وہ حج کے ایام میں پانی کے بغیر گزارہ کر سکیں۔ ترویہ کے لغوی معنی سیراب کرنے کے ہیں۔ (الفتح الربانی - فقہ السنہ - بیان اللسان)

Marfat.com

آج ممتع کا اور اُس شخص کا جو اہلِ مکہ سے حج کرنا چاہتے نیا احرام باندھ کر اور قارون اور مُفرد کا اسی احرام کے ساتھ منیٰ جانا مسنون ہے۔ احرام باندھ کر صبح کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ کر آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہونا چاہیئے، حج کا احرام مسجد حرام میں جا کر باندھے یا حدودِ حرم میں کسی جگہ باندھ لے درست ہوگا حطیم میں دو رکعت نفل پڑھے اور حج کی نیت کرے، حطیم میں جگہ نہ ملے تو مسجد حرام میں کسی جگہ نماز پڑھ لے۔ تلبیہ کثرت سے کہے۔

لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك

ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك

منیٰ سے مکہ تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ بس کے ذریعے جائیں تو چھ سات میل کی مسافت طے کرنا پڑتی ہے۔ سڑکیں کشادہ اور پختہ ہیں، پاپیادہ جانا مستحب ہے، معلم کے مقرر کردہ رہنما کے ساتھ جائے تو منیٰ میں معلم کی جگہ اور خیمے ڈھونڈنے میں تکلیف نہ ہوگی۔

منیٰ پہاڑوں میں گھری ہوئی ایک چھوٹی سی بستی ہے جس کی سڑکیں پختہ ہیں اور جہاں خیموں کے لیے قطعات مخصوص کر دیئے جاتے ہیں۔ پانی کا انتظام بھی تسلی بخش ہے تاہم بیت الخلاء کے انتظامات کو بہتر بنانے کی گنجائش ہے۔

منیٰ پہنچ کر مسجد خیف کے نزدیک اترے تو بہتر ہے۔ منیٰ پہنچ کر آٹھ ذی الحج کو ظہر سے عشا تک ۴ نمازیں اور ۹ ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کرنا سنت ہے۔ منیٰ میں عرفہ کی رات گزارنا سنت ہے۔ رات کو تلبیہ اور دعاؤں میں مصروف رہنا چاہیئے۔ اس کے بعد اگلے دن ۹ ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد عرفات روانہ ہو جائے۔

منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں باہر سے آئے ہوئے حاجی اپنی نماز قصر سے پڑھیں گے اور اہلِ مکہ پوری نمازیں پڑھیں گے۔ حضورؐ اور حضورؐ کے صحابہ نے جو آپؐ کے ہمراہ مدینہ سے

آئے تھے نماز میں قصر کیا تھا، لیکن مکہ کے رہنے والوں کو حضورؐ نے حکم دیا۔ اتِمّوْا فَاِنّا مُسَفرٌ، تم اپنی نماز پوری کرکے پڑھو اس لئے کہ ہم تو مسافر ہیں۔

۹ ذی الحجہ ۔ آج یوم عرفہ ہے۔ اور ایام حج کا نتیجہ خیز مقدس دن ہے۔ آج عرفات کے میدان میں وقوف کرنا اور آہ وزاری سے اپنے گناہوں سے معافی مانگنا ہے۔ آج کے لیے بشارت ہے کہ

اعظم الناس ذنبا من وقف بعرفة فظن ان الله

(سب سے بڑھ کر گناہ گار وہ ہے جو عرفات میں وقوف کرے پھر بھی یہ سمجھے کہ اللہ نے اس کی مغفرت نہیں فرمائی۔)

حدیث شریف میں ہے کہ الحج الوقوف بعرفة (حج عرفات میں وقوف کرنے کا نام ہے) بعد نماز فجر منیٰ سے عرفات جانا اولیٰ ہے، راستہ میں ٹھہرنا نہیں چاہیئے تاکہ عقب سے آنے والوں کو تکلیف نہ ہو، حضورؐ نے عرفات پہنچ کر وادی نمرہ میں قیام فرمایا تھا۔ آپؐ سورج ڈھلنے کے بعد اپنی اونٹنی قصویٰ پر بیٹھ کر وادی کے نشیب میں تشریف لے گئے، جہاں اب مسجد نمرہ ہے اور وہاں لوگوں کو خطبہ دیا۔ جس میں جاہلیت کی رسموں کو مٹا دیا اور فرمایا۔ "میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب ہے۔"

عرفات وہ میدان ہے جہاں آدم و حوا کا جدائی کے بعد ملاپ اور تعارف ہوا تھا یہ میدان منیٰ سے لگ بھگ سات میل دور ہے۔ سڑکیں کشادہ اور پختہ ہیں۔ راہ میں منیٰ سے دو میل مزدلفہ ہے جو جاتے ہوئے ایک طرف رہ جاتا ہے۔ عرفات کی حدود مسجد نمرہ سے شروع ہوتی ہے۔ عرفات میں جگہ نہ ہو تو جبل رحمت کے قریب سیاہ پتھروں

کے آس پاس ٹھہرے ورنہ جہاں بھی جگہ ملے۔

وقوف عرفات زوال کے بعد شروع ہوگا، اس سے قبل آرام کرے، کھانا کھائے اور وضو کرے اور غسل کرے۔ پھر ظہر اور عصر کی نمازیں مسجد نمرہ (عرف مسجد ابراہیم) میں ایک وقت پڑھے۔ امام سے خطبہ سننے جو سنت ہے۔ یہ حج کا دوسرا خطبہ ہے۔ پھر امام کے ساتھ ظہر اور عصر ایک اذان دو تکبیروں کے ساتھ ظہر کے وقت اکھٹی پڑھے اور بیچ میں کچھ نہ پڑھے، دو رکعت سنت بھی ترک کردے اور بعد عصر کے بھی سنت یا نفل ترک کردے۔

وقوفِ عرفات کے وقت عرفہ کے دن زوال آفتاب کے وقت سے عید کے روز صبح ہونے سے پہلے تک ہے۔ اگر کوئی اس وقت میں ایک لمحہ بھی وقوف کرے اس کا حج صحیح ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (حج عرفہ ہے جو کوئی رات یا دن میں ذرا بھی عرفات میں ٹھہرا اس کا حج پورا ہوا۔)

مستحب ہے کہ قبلہ رو کھڑے ہو کر وقوف کرے، اگر بیٹھ کر یا لیٹ کر کرے تو فرض ادا ہو جاتا ہے۔ جبل رحمت کے قریب بڑے بڑے سیاہ پتھروں کے قریب وقوف کیا جائے تو بہتر ہے، کہ وہ موقفِ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کو موقفِ اعظم کہتے ہیں۔ وقوف کے دوران تلبیہ کہتے رہنا چاہیئے۔ وقوف عرفہ کا وقت نویں کے آفتاب کے زوال سے دسویں کی صبح تک ہے اور نویں کے غروب آفتاب تک عرفات میں رہنا واجب ہے، اگر پہلے نکلے تو دم واجب ہوگا۔ غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف روانہ ہونا چاہیئے۔

مزدلفہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ پہنچ کر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ

Marfat.com

نماز مغرب و عشا ادا فرمائیں اور دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔ پھر حضورؐ نے لیٹ کر آرام فرمایا، حتیٰ کہ صبح ہوگئی تو حضورؐ نے ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ قصداً پر سوار ہو کر مشعر الحرام پر تشریف لائے۔ آپؐ نے قبلہ رو ہو کر دُعا فرمائی۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ آپؐ کھڑے رہے حتیٰ کہ روشنی ہوگئی اور سورج طلوع ہونے سے قبل آپؐ روانہ ہو گئے۔

حضورؐ وادی محسّر جہاں اصحاب فیل ہلاک ہوئے تھے پہنچے تو آپؐ نے اپنی اونٹنی کو تیز کر دیا۔ حضورؐ نے اس موقع پر درمیان کا وہ راستہ اختیار کیا تھا جو جمرہ کبریٰ (جمرۃ العقبہ) پر آ نکلتا ہے۔ حضورؐ جمرہ کے پاس پہنچے یہ جمرہ اس درخت کے قریب ہے جس کے نیچے بیعت عقبہ ہوئی تھی۔ حضورؐ نے اس جمرہ پر سات کنکریاں ماریں، آپؐ ہر کنکری پھینکتے ہوئے اللہ اکبر کہتے جاتے تھے، کنکریاں اس قدر چھوٹی تھیں کہ انہیں دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکا جا سکتا تھا۔ پھر حضورؐ لوٹے اور قربانی کی جگہ اپنے دست مبارک سے ۶۳ اونٹ ذبح فرمائے اور باقی ۳۷ اونٹ حضرت علیؓ کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ ہر ایک کے گوشت سے ایک ایک بوٹی لے کر گوشت پکایا گیا جس میں سے حضورؐ نے کھایا اور شوربا پیا۔ بعد ازاں آپؐ نے حجامت کرائی۔ پھر حضورؐ سوار ہو کر مکہ معظمہ تشریف لائے اور طواف افاضہ کیا مکہ میں نماز ظہر پڑھ کر حضورؐ آب زم زم پر تشریف لائے اور پانی پیا، پھر حضورؐ منیٰ واپس آ گئے اور ایام تشریق ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ تاریخ کی راتیں وہیں بسر فرمائیں۔

بیماری اور ضعف کے باعث وقوف مزدلفہ ترک کر دے اور اندھیرے میں منیٰ کو چل دے تو کفارہ لازم نہیں آتا۔ اگر ہجوم کی وجہ سے وقوف ترک کیا گیا تو دم لازم ہوگا۔ اگر

Marfat.com

عرفات سے اس وقت روانہ ہو جائے کہ مزدلفہ پہنچنے سے پہلے طلوع ہو جائے اور وقوف نہ کر سکے تو دم لازم نہیں آتا۔

۱۰ ذی الحجہ۔ آج یوم النحر اور یوم العید ہے، آج حاجی کو رمی، نحر، حلق اور طواف زیارت کرنے ہوں گے۔

وقوف مزدلفہ کے بعد طلوع آفتاب سے دو رکعت قدرے وقت پہلے منٰی کو چل دے آج کی رمی کے لئے سات کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا مستحب قرار دیا گیا ہے۔ مزدلفہ سے منٰی کا فاصلہ دو میل ہے، پیدل جائے اور راہ میں وادی محسّر سے دوڑ کر گزرے۔ آج صرف جمرہ عقبہ کی رمی ہے جو طلوع آفتاب کے بعد کرنی چاہیئے۔ رمی کے پہلے کنکر کے ساتھ تلبیہ موقوف کر دے۔ رمی کے بعد قربان گاہ جا کر قربانی کرنی چاہیئے۔ جمرۃ العقبہ اور قربان گاہ کے درمیان لگ بھگ اڈھائی میل کا فاصلہ پیدل طے کرنا چاہیئے۔ قربانی کے بعد حلق یا قصر کروائے۔ منٰی میں حج کا حلق کروانا سنت ہے۔ حلق کے بعد احرام سے باہر آجانا چاہیئے، پھر مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرنا چاہیئے اور اگر پہلے سعی نہ کی گئی ہو تو سعی بھی کرنا چاہیئے۔ رات کو منٰی پہنچ کر رات گزارے کہ یہ سنت ہے۔

۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذی الحجہ۔ ان ایام کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔ ان تین دنوں میں روزانہ جمروں پر کنکریاں ماری جائیں۔ ۱۱ تاریخ کو بعد زوال آفتاب تمام جمروں کی رمی اس ترتیب سے کرے کہ اوّل جمرہ اولٰی کی۔ اس کے بعد اس سے اگلے جمرہ کی اور اس کے بعد جمرۃ العقبٰی کی۔ سب جمروں پر دسویں ذی الحجہ کی طرح سات سات کنکریاں مارنی چاہئیں۔ جمرہ اولٰی پر رمی کے بعد وقوف کرنا چاہیئے۔ پھر جمرۃ وسطٰی کی رمی کے بعد بھی وقوف کیا جائے۔ مگر جمرہ عقبٰی کی رمی کے بعد وقوف نہ کرے، بارھویں تاریخ کو

Marfat.com

زوال آفتاب کے بعد تمام جمروں کی رمی اسی طرح کرے جس طرح گیارہویں کو کی گئی تھی۔ اور اس کے بعد اگر جی چاہے تو مکہ چلا جائے، بارہویں کو منیٰ میں قیام کرے تو افضل ہے اور دوسرے دن بھی رمی کرے، تیرھویں تاریخ کو غروب آفتاب سے قبل رمی کی جا سکتی ہے۔ اگر تینوں روز کی رمی نہ کی جا سکے تو تیرھویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے قبل رمی کی جائے

بارہویں اور تیرھویں کو واپس آئے تو راستہ میں گیارہویں کو نماز ظہر مسجد حنیف میں ادا کرے اور امام سے خطبہ بھی سنے، یہ سنت ہے اور اس کا ترک بڑی غفلت، یہ حج کا تیسرا خطبہ ہوگا۔

حجۃ الوداع میں حضورؐ نے تین روز رمی فرمائی تھی اور آپؐ تیرہویں کو بعد زوال منیٰ سے روانہ ہو کر محصب میں تشریف لائے تھے جہاں آپؐ نے رات گزاری تھی اور پچھلی رات مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر طواف وداع فرمایا تھا۔ آپؐ نے صبح کی نماز ادا کر کے مکہ مکرمہ کو آخری بار چھوڑ کر مدینہ منورہ کی راہ لی تھی۔ حضورؐ نے حجۃ الوداع میں مکہ مکرمہ اور مضافات میں اٹھارہ دن گزارے تھے۔

۱۳ ذی الحجہ کو سب افعال حج ادا ہو جاتے ہیں اور ایام تشریق بھی گزر جاتے ہیں اور [illegible] بھی جائز ہو جاتا ہے۔

[illegible] کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد چاہ زم زم پر آ کر اپنے ہاتھ سے پانی نکالنا چاہیئے اور قبلہ رو ہو کر کئی سانس میں جی بھر کر پینا چاہیئے۔ ہر سانس میں نگاہ اٹھا کر خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا چاہیئے اور اپنے منہ، سر اور جسم پر پانی لگانا چاہیئے بلکہ ممکن ہو تو کچھ پانی اپنے اوپر بھی ڈال لیا جائے۔ پھر چاہ زم زم سے پانی پی کر ملتزم پر آنا چاہیئے اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے کر سینہ اور منہ ملتزم پر رکھے اور رب البیت سے آہ د

Marfat.com

زاری کے ساتھ دعا مانگے۔ اب حجر اسود کو بوسہ دے اور اللہ اکبر کہہ کر خانہ کعبہ کی جدائی پر اظہار تاسف کرتا ہوا دعا پڑھے۔ پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کئے الٹے پاؤں چلتا ہوا مسجد حرام سے باب الوداع کے راستہ باہر کی طرف مسکینوں کو خیرات کرتا آئے۔

Marfat.com

خشکی کے رستہ زیارتیں

* ✳ کربلائے معلّٰی
* ✳ نجفِ اشرف
* ✳ کاظمین شریف
* ✳ زیارتوں کے فاصلے

خشکی کے راستے زیارتیں

جو لوگ بسوں اور موٹروں پر خشکی کے رستے فریضۂ حج ادا کرتے ہیں اُن کو رستہ میں بیشمار مقامات متبرکہ کی زیارت کا موقع ملتا ہے۔ اہل تشیع کے لیے زیارتوں پر جانے کے لیے ذیل کے ایام کو خاص طور پر اہمیت دی گئی ہے۔

نجف اشرف میں: ۱۷ ربیع الاول۔ ۲۷ رجب ۲۱، رمضان المبارک ۱۸، ذی الحجہ۔

کربلائے معلیٰ: ۱۰ محرم، ۲۰ صفر، ۴ شعبان، ۱۵ شعبان ۹، ذی الحجہ۔

کاظمین شریف: ۲۵ رجب،

مشہد: ۱۱ ذی القعد۔

عازمین حج خشکی کے راستے کوئٹہ۔ نواکنڈی، کوہی تفتان، میرجا[illegible] [illegible] کرمان، اصفہان، خرم آباد۔ خرم شہر، بصرہ، صفوان، کویت۔ [illegible] ہوتے ہوئے ریاض اور پھر مکہ و مدینہ پہنچتے ہیں۔ روانگی کے وقت [illegible] آتا ہے۔ اس لیے یہاں کے مقامات مقدسہ کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے۔

ایران کے چاروں طرف بلند و بالا پہاڑ اور وسیع و عریض میدان ہیں۔ یہ ملک دنیا کے گرم ترین علاقہ میں واقع ہونے کے باوجود سخت سرد ہے اس کی وجہ اس کا سمندری سطح سے کافی بلند ہونا ہے۔ اس میں جابجا پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے ڈھکی

Marfat.com

دکھائی دیتی ہیں۔ اس ملک کا وہ حصہ جہاں دریا ہیں ہموار اور کافی زرخیز ہے۔ اس کے میدانی علاقوں کی راتیں سرد اور دن گرم ہوتے ہیں۔ یہاں سردی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ درجہ حرارت صفر پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعض اضلاع میں برف باری کے باعث کھیتی باڑی کا کام معطل رہتا ہے ایران میں عموماً موسم گرما کی راتیں سرد ہوتی ہیں۔

ایران کے "دشتِ لوط" میں سرسبزی و شادابی نام کو بھی نہیں۔ دھوپ کی تیزی و تندی پانی کو نمک بنا دیتی ہے ہوا کے جھکڑ ریت کو اڑا اڑا کر اس کی پہاڑیاں بنا دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل قافلے دشت لوط سے بچتے ہوئے طویل فاصلے طے کر کے اپنی منزلوں پر پہنچتے تھے۔ اب حکومت ایران نے ایک سڑک تعمیر کی ہے جس سے سفر میں بڑی سہولت ہو گئی ہے۔ ایران میں پھلوں کی کثرت ہے یہاں کے قالین دور دور تک مشہور ہیں۔ کئی چیزوں کی کانیں ہیں خاص طور پر فیروزہ کی کان دنیا بھر میں معروف ہے۔ تیل کے چشمے ہیں، جو اس کی معیشت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ایران کی آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے۔ جس میں نوے لاکھ شیعہ دس لاکھ سُنی [illegible]ی ہزار عیسائی، چالیس ہزار یہودی اور دس ہزار مجوسی شامل ہیں۔

[illegible] مبارک شاہ خراسان حضرت امام رضا علیہ السلام کا روضہ ہے۔ جو عین شہر [illegible] میں واقع ہے۔ حرم مقدس میں داخلہ کا بڑا اچھا دروازہ "باب طلا" کہلاتا ہے یہ سارا دروازہ سونے سے مرصع ہے ضریح کے گرد جالی میں بیش قیمت جواہرات آویزاں ہیں روضہ سے ملحق عجائب خانہ میں بیش قیمت نوادرات موجود ہیں۔ جن میں حضرت علیؓ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے دست مبارک سے لکھے ہوئے قرآن مجید بھی شامل ہیں۔ روضہ مبارک سے ملحق خلعت کے زیر اہتمام ایک مہمان خانہ قائم ہے۔ جس میں باہر سے آمدہ

Marfat.com

زائرین کو باقاعدہ دعوت نامے بھیج کر کھانے پر مدعو کیا جاتا ہے اور بڑی عزت واحترام سے کھانا کھلایا جاتا ہے۔ یہ دعوت امام رضا علیہ السلام کی طرف سے ہوتی ہے۔

مشہد صوبہ خراسان کا دارالحکومت اور گورنر صوبہ کا صدر مقام ہے۔ اس کا پہلا نام "سنا باد" تھا۔ پھر "طوس" رکھا گیا کیونکہ شیخ طوسی کا تعلق اسی مقام سے تھا اور انہی کی نسبت سے اسے "طوس" کہتے تھے۔ امام رضا علیہ السلام کو اس جگہ دفن کیا گیا تو اسے "مشہد الرضا" کہنے لگے جو اب صرف "مشہد" رہ گیا ہے۔ مشہد مقدس کے حسب ذیل مقامات دیکھنے کے قابل ہیں۔

روضہ حضرت امام رضا، قتل گاہ، سنگ محک، پیر پالاں دوز، مسجد گوہر شاد، کتب خانہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رفیق خواجہ ربیع کا مزار جو چار میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ان کے مزار کے قریب خواجہ ابوالصلت ہروی کا مزار ہے جس کا شمار اصحاب امام رضا میں ہوتا ہے مشہد میں شیخ طوسی، شیخ بہاؤالدین عاملی اور مولانا سید محمد علیہ الرحمۃ کے مزارات بھی قابل زیارت ہیں۔

شاہ خیابان ناصری پر مقبرہ نادر شاہ اور مشہور شاعر فردوسی کا مزار بازیں ہے جو مشہد سے بارہ میل پر واقع ہے۔ یہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ علاوہ ازیں خوب صورت شہر رجن اور خنوق آباد، سفید آباد، اکھن برج جو دشت لوط کے نام سے موسوم ہے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔

بصرہ بڑا قدیم اور خوب صورت شہر ہے۔ جہاں دریائے دجلہ اور فرات [illegible] ایک ہو گئے ہیں شہر بندرگاہ سے تقریباً چار میل پر واقع ہے۔

قدیم بصرہ کے کھنڈروں سے کچھ دور ایک قریہ بنام "زبیر" ہے۔ یہاں حضرت زبیر بن العوامؓ کا مزار مبارک ہے۔ اس کی دوسری طرف حسن بصریؒ کا مزار مقدس ہے۔ اس سے

Marfat.com

کچھ دُور ایک مسجد بنام مسجد علی کرم اللہ وجہہ واقع ہے ۔جس سے کچھ فاصلہ پر حضرت طلحہ رضؓ کا مزار مقدس ہے ۔اور اس سے متصل ایک میدان ہے جہاں "جنگِ جمل" ہوئی تھی ۔

المعقل :۔بصرہ ریلوے سٹیشن کو "المعقل" کہا جاتا ہے ۔اس سے بغداد کی طرف روانہ ہوں تو ریلوے لائن سے کچھ دُور حسب ذیل مقامات دیکھنے کے قابل ہیں ۔

اُر کے کھنڈر:۔کہا جاتا ہے کہ ڈھائی ہزار قبل مسیح یہ شہر پوری شان و شوکت سے آباد تھا ۔شداد نے اسی شہر میں بہشت بنائی تھی ، اسی جگہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ پیدا ہوئے تھے ۔اُر ریلوے سٹیشن بھی ہے اس لئے یہاں بآسانی پہنچا جا سکتا ہے ۔

کش کے کھنڈر :۔یہ کھنڈر حلہ ریلوے سٹیشن سے تقریباً ۱۵ میل کی مسافت پر واقع ہیں ۔مورخوں نے لکھا ہے کہ کش چار ہزار سال قبل مسیح آباد تھا اور اپنی آبادی اور شاندار عمارات کی وجہ سے دُور دُور تک مشہور تھا ۔

بابل کے کھنڈر :۔بابل کی آبادی اور شان و شوکت کا زمانہ بھی قبل مسیح قرار دیا گیا ہے مورخ لکھتے ہیں کہ تین صد سال قبل ذوالقرنین نے اسی مقام پر وفات پائی تھی ۔بابل کے کھنڈروں میں وہ کنواں آج بھی دیکھا جا سکتا ہے ۔جس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر کے اس میں ڈال دیا تھا ۔

کربلائے معلی :۔اس مقام کا پہلا نام غاضریہ یا نینوا تھا ۔جو ساری دنیا میں مشہور تھا ۔حضرت امام حسن علیہ السلام نے نینوا کے کھنڈروں کو آباد کرنے کا عزم کیا تو اس کا نام "کربلا" رکھا ۔اس سرزمین پر حسب ذیل قطعات قابلِ ذکر ہیں ۔

روضۂ حضرت امام حسین علیہ السلام :۔قبر مبارک کے اوپر چھ گوشے کی ضریح نصب ہے ۔بیان کیا جاتا ہے کہ سرہانے علی اصغر پائیں یا حضرت علی اکبر مدفون ہیں ۔یہ بھی

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ قاسم ابن حسن امام ہی کے سامنے دفن کیے گئے تھے۔

گنج شہیداں:۔ اس جگہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کو اکٹھا دفن کیا گیا تھا بعض مورخین کی رائے میں گنج شہیداں کا اصل رقبہ موجودہ رقبہ سے کئی گنا زائد ہے۔ اس لیے احتیاطاً اس کے پہلو سے زیارت پڑھ لینا چاہیئے. کیونکہ اس کے چپہ چپہ پر اصحاب امام کی قبور واقع ہیں۔

قبر حبیب ابن مظاہری:۔ باب قبلہ رواق کی طرف اندر قبر حبیب ابن مظاہر ہے۔ جس پر ضریح بھی ہے۔ جو ان کے امتیاز کو ظاہر کرتی ہے۔ قبر ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر امام حسین کے روضہ کے بالائے سر جو رواق ہے۔ اس میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کی قبر بیان کی جاتی ہے۔ اس پر پیتل کی ضریح بھی نصب ہے۔

شہادت گاہ:۔ قبر حبیب کے قریب ایک نقرئی دروازہ ہے۔ جس کے اندر ایک زینہ اُتریں تو وہ نشیب نظر آتا ہے۔ جہاں امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے گرے اور شہید ہوئے

روضہ حضرت ابوالفضل العباسؑ:۔ روضہ امام حسین علیہ السلام سے تقریباً دو فرلانگ پر واقع ہے۔

تل زینبیہ:۔ حد زینبیہ سے کچھ دور ایک بلندی سے بہن نے بھائی کو ذبح ہوتے دیکھا تھا. اس بلندی کا نام تل زینبیہ ہے۔

خیمہ گاہ:۔ حرم سے کچھ دور ایک عمارت میں ایک بڑا دروازہ نصب ہے جس کے اندر داخل ہوں تو دو رویہ نشانات دکھائی دیتے ہیں۔ آخر میں امام حسین علیہ السلام کے خیمہ کا نشان ہے۔ امام حسین کے خیمہ کے پیچھے خواتین کے خیموں کے نشانات نظر آتے ہیں۔ ایک خیمہ پر وہ جگہ نمایاں ہے۔ جہاں امام حسین علیہ السلام بیماری کی حالت میں پڑے تھے

Marfat.com

اور خیمہ کو آگ لگائی گئی تھی۔ اس جگہ ایک مقام پر علی اصغر کی قبر کا نشان بھی واضح کیا گیا ہے یہاں ایک کنواں بھی ہے جس کے بارے میں مختلف واقعات مشہور ہیں صحن خیمہ گاہ کے کونے میں "حجلہ عروسی" کے نام سے بھی ایک مقام کو نمایاں کیا گیا ہے۔

مقام زعفر جن :۔ روضہ امام حسین علیہ السلام سے متصل ایک مقام زعفر جن کے نام سے موسوم ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مقام پر زعفر سردار جنات مع اپنی فوج وارد شہر خواستگار حضرت ہوا تھا۔ لیکن امام حسین نے انکار کر دیا تھا۔

مقام قطع دستہائے حضرت عباسؑ :۔ کافی دور دو مقامات ہیں۔ جن کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ان مقامات پر یکے بعد دیگرے حضرت عباس علمبردار کے ہاتھ قلم کئے گئے تھے۔

مقام علی اکبر :۔ اس جگہ حضرت امام حسینؑ کو گھوڑے سے گرایا گیا تھا۔

مقام شیر فضہ :۔ اس مقام پر شہداء کی نعش ہائے مبارک کی پائمالی کے وقت جناب فضہ نے ایک شیر کو آواز دی تھی۔

مقام مکالمہ :۔ اس مقام پر امام حسین علیہ السلام نے عاشورہ کی شب عمر سعد سے تین سوال کئے تھے۔

مقام حضرت علیؑ :۔ اس جگہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنگ صفین سے واپسی پر مقام پذیر رہے تھے اور ہمراہیوں کو اپنے فرزند کی شہادت سے مطلع کیا تھا۔ اس مقام کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت آدم حوا کی تلاش میں گھومتے گھامتے یہاں پہنچے تھے۔ تو انہیں ٹھوکر لگی تھی۔ اور ان کا انگوٹھا زخمی ہو گیا تھا۔ حضرت نوح کی کشتی دریا میں بہتے بہتے اس مقام پر پہنچی تھی تو غرق ہوتے ہوتے رہ گئی تھی۔ تخت سلیمان بھی اس جگہ سے گزرتے

Marfat.com

ہوئے اُلٹے اُلٹے بچا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کے گھوڑے نے بھی اسی جگہ ٹھوکر کھائی تھی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بھی اسی مقام پر ہرنوں کو روتے اور ماتم کناں دیکھا تھا۔

باغ امام جعفر صادق:۔ کربلا سے ایک میل دور واقع ایک باغ کو باغ امام جعفر صادق کہا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام جعفر صادق نے اس باغ میں قیام فرمایا تھا۔ اور کہا تھا کہ میرے چچا عباس عاشورہ کے روز اسی مقام سے شہر میں داخل ہوئے تھے۔

مقامِ امامِ عصر:۔ نہر حسینیہ کے قریب ایک پل کے پاس ایک چھوٹی سی عمارت موجود ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس جگہ امام تشریف فرما ہوتے اور قیام فرماتے ہیں۔ شب جمعہ، شعبان کو یہاں کافی لوگ جمع ہوتے اور عریضہ پیش کرتے ہیں۔

روضۂ حضرت حرؓ:۔ حرّ اول فوج حسینی حضرت حرؓ کا روضہ کربلا سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

روضۂ حضرت عونؑ:۔ کربلا سے ۷ میل دور ایک روضہ ہے۔ جس کے بارے میں اختلاف ہے، بعض اسے ابن علی اور بعض ابن عبداللہ بن حسن کا روضہ بیان کرتے ہیں۔

مقامِ جون:۔ یہاں حضرت ابوذر غفاری (صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) گھوڑے سے گرے تھے۔

روضۂ حضرت حمزہ بن حضرت عباس، بھی قابل زیارت ہے۔

نہر فرات، نہر حسینی، نہر علقمہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔

مسیب:۔ مزارات حضرت محمد و ابراہیم پسران حضرت مسلم ابن عقیل یہاں واقع ہیں۔ ریلوے سٹیشن بھی ہے، کاظمین جاتے ہوئے زیارت کی جا سکتی ہے۔ روضہ جات ریلوے سٹیشن سے سوا میل دور ہیں، کربلا سے مسیب کا فاصلہ ۲۰ میل ہے۔

Marfat.com

بغداد ملک کا دار السلطنت بغداد نہایت قدیم شہر ہے ، دریائے دجلہ اس شہر کے وسط میں سے ہو کر گزرتا ہے ۔ اس کے ایک کنارے پر قدیم اور دوسرے پر جدید شہر آباد ہے بغداد کا چپہ چپہ دیکھنے کے قابل ہے ۔ چند قابل زیارت مقامات یہ ہیں ۔

نوابین امام عصر علیہ السلام

جناب حسین ابن روح

جناب علی بن محمد سمری

جناب ابو عمر عثمان بن سعید اسدی

جناب ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید مشہور بہ شیخ خلانی ،

جناب محمد بن یعقوب کلینی صاحب کتاب کافی

قبر غلام امام علی نقی علیہ السلام

مزار مبارکہ ، شیخ عبد القادر جیلانی کا مزار مبارک ، امام ابو حنیفہ ، مزار مقدس امام غزالیؒ

مدائن :۔ کاظمین سے ۲۴ میل دور مدائن واقع ہے ۔ اسے سلمان پاک کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے ۔ یہاں حضرت حذیفہ یمانی صحابی رسول کریمؐ ، عبداللہ بن جابر انصاری صحابی رسول کریمؐ کے مزارات مبارک ہیں ۔ حضرت سلمان اور محمد طاہر بن علی بن حسین بن علی علیہ السلام کے روضے بھی ہیں ، امام حسین کی بنوائی ہوئی جامع مسجد موسومہ مسجد حسن بھی موجود ہے ۔

طاق کسریٰ :۔ شہنشاہ کسریٰ مشہور بہ نوشیرواں عادل نے قبل از مسیح ایک نہایت عظیم الشان محل تعمیر کرایا تھا ۔ جس کا کچھ حصہ آج بھی باقی ہے ۔ مورخین نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے موقعہ پر جس قصر کے ۱۴ کنگرے گر گئے تھے وہ یہی محل تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب حضرت سلمان گورنر مدائن کی وفات کے بعد انہیں دفن کرنے

کے لئے مدینہ سے مدائن آتے تھے تو اسی طاق میں نماز پڑھی تھی ، حکومت عراق نے قدیم قصر کی کچھ دیواروں کے متصل جدید طریقے پر تعمیر کرا کے انہیں مضبوط کر دیا ہے ۔ جس کے باعث طاق کسریٰ کے کھنڈر کافی مضبوط ہو گئے ہیں

نجفِ اشرف

کربلائے معلیٰ سے نجف اشرف چالیس میل کی مسافت پر واقع ہے ۔ اس شہر کی ہر پختہ سڑک حرم محترم تک جا پہنچتی ہے ۔ شہر کی آبادی تقریباً ۵۰ ہزار ہے ۔ عوام کی زبان عربی ہے نجفِ اشرف کا سب سے بڑا بازار ایوان طلا کے بالمقابل ہے ۔ نجف اشرف میں حسب ذیل مزار قابلِ زیارت ہیں :۔

روضہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۔

مزار حضرت آدم علیہ السلام ۔

مزار حضرت نوح علیہ السلام ۔

رأس الحسین (بالائے سر امیر علیہ السلام) یہاں زیارت امام حسین علیہ السلام پڑھائی جاتی ہے ۔

بیرون شہر محلہ عمارہ میں مقام امام زین العابدین علیہ السلام ۔ کہا جاتا ہے کہ امام زین العابدین زیارتِ قبر حضرت علی کے لئے آیا کرتے تو اسی مقام پر قیام پذیر رہتے تھے ۔ حرم کے حجروں اور صحن میں جن علمائے اہل بیت کے مقبرے ہیں ، ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں :۔

مقدس اردبیلیؒ ۔ علامہ حلیؒ ۔ غفران مآب لکھنوی ، شیخ مرتضےٰ انصاری ، زیدی

Marfat.com

جواہر۔ علامہ اصفہانی، علامہ قمی، شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی، علامہ طوسی۔

وادی السلام ۔ اس کا حرم محترم سے فاصلہ تقریباً ۲ فرلانگ ہے۔ یہ ایک وسیع و عریض قبرستان ہے جہاں سے بعض خوش قسمتوں کو آج بھی در نجف دستیاب ہو جاتے ہیں۔ اس قبرستان سے متصل ایک قبے میں حضرت ہود اور حضرت صالح پیغمبر مدفون بیان کئے جاتے ہیں اور ایک مقام حضرت حجت کی طرف منسوب ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ ہر جمعہ کی شب یہاں تشریف فرما ہوتے ہیں، اس کے قریب ایک مقام امام جعفر صادق علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے۔

مسجد حنانہ ۔ کوفہ اور نجف کے درمیان واقع ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نعش مبارک کوفے سے نجف لائی گئی تو راہ میں اس مسجد میں رکھی گئی تھی، اور اس مسجد کی دیواریں احترام میں جھک گئی تھیں۔ ایک دوسرے موقعہ پر یزید کا لشکر امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک کربلا کے دوسرے اسیروں کے ساتھ کوفے کی طرف جاتے ہوئے اس مقام پر رکا تھا تاکہ شہر میں داخلہ کی اجازت لے کر آگے بڑھے۔ اس موقعہ پر امام حسینؑ کا سر مبارک رات بھر اسی مسجد میں رکھا گیا تھا۔ بعض مورخوں کے خیال میں امام حسینؑ کے جسم کے بعض اجزا اس مقام پر دفن ہیں۔

روضہ کمیل ابن زیاد ۔ مسجد حنانہ سے قریب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صحابی کمیل ابن زیاد کا روضہ ہے۔

مسجد زید بن صوحان ۔ زید بن صوحان حضرت علی کے صحابی تھے جن کے نام پہ مسجد منسوب ہے۔ اس چھوٹی سی مسجد میں حضرت علی نے نماز پڑھائی تھی۔

مسجد صعصعہ بن صوحان ۔ یہ اپنے بھائی زید کی طرح حضرت علی کے صحابی تھے

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسجد میں بھی حضرت علی نے نماز پڑھائی تھی۔

مسجد سہلہ۔ اصل نام سہل تھا جو سہلہ میں بدل گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کوئی شخص درمیان مغرب و عشا اس مسجد میں نماز ادا کر کے دعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے یہاں چہار شنبہ کی شب جم غفیر ہوتا ہے، لوگ صبح تک عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس مسجد میں امام عصر مسلسل تشریف لاتے رہتے ہیں، اس مسجد میں حسب ذیل مقامات پر زیارتیں پڑھی جاتی ہیں :۔

مقام صالحین۔ کچھ عرصہ قبل اس مقام پر ایک سنگ سبز کی موجودگی بیان کی جاتی ہے، جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس پتھر پر ہر پیغمبر کی صورت بن جایا کرتی تھی اور خدا کے حکم سے اسی پتھر کے نیچے کی مٹی سے طینت انبیا بنائی جاتی تھی۔

مقام ابراہیم خلیل اللہ۔ یہ مکان مسکونہ حضرت خلیل اللہ بیان کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہ آپ اسی سے جنگ یمن کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ مقام حضرت ادریس۔ اس مقام پر حضرت ادریس خیاطی کے کام میں مصروف رہا کرتے تھے۔ مقام حضرت خضر۔ یہ مکان حضرت خضر کا مسکونہ بیان کیا جاتا ہے۔ مقام زین العابدین و امام جعفر صادق۔ ان دونوں مقامات کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں ہر دو امام تشریف لائے تھے اور نمازیں پڑھائی تھیں۔ مسجد کوفہ۔ نجف سے ۶ میل دور ہے اور نئے کوفہ سے ایک میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہاں قدیم کوفہ شہر کے کھنڈرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ نہایت قدیم مسجد بتائی جاتی ہے اور اس کی فضیلت کا بیان کتابوں میں مفصّل بیان کیا گیا ہے۔ اس مسجد میں مسافر کو حالتِ سفر میں نماز قصر یا تمام پڑھنے کا حق دیا گیا ہے۔ اس کا شمار چار متبرک مساجد میں ہوتا ہے۔ دوسری مساجد مسجد اقصٰی، خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ متذکرہ چاروں

مساجد میں ایک وقت کی نماز ادا کرنا ہزاروں نمازوں اور حج مقبولہ کے مساوی ہے۔ اس مسجد میں ہر پیغمبر کا نماز پڑھنا بیان کیا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب آخری امام کا ظہور ہوگا تو وہ اسی مسجد میں نماز پڑھائیں گے، مسجد کوفہ میں حسب ذیل مقامات قابلِ زیارت ہیں:۔
مقامِ حضرت ابراہیمؑ۔ آپ نے یہاں تشریف لاکر نماز پڑھی تھی۔ مقامِ رسولِ خداؐ۔ رسول کریمؐ معراج تشریف لے گئے تو آپؐ نے آسمان کی بلندیوں سے اسی مقام پر نماز پڑھی تھی۔ مقامِ حضرت آدمؑ۔ اس مقام پر حضرت آدم کی توبہ قبول ہونا بیان کیا گیا ہے۔ مقامِ طوفانِ نوح۔ اس مقام پر مسجد کے وسط میں ایک تنور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسی تنور سے طوفانِ نوح کی ابتدا ہوئی تھی۔ ایک عورت تنور روشن کر کے روٹیاں پکا رہی تھی کہ آگ کے شعلے پانی کی دھاریں بن کر طوفان کی صورت اختیار کر گئے۔ مقامِ جبرئیل۔ اس مقام پر حضرت جبرئیل (فرشتہ) تشریف لاتے اور نماز ادا کرتے تھے۔ مقامِ زین العابدین۔ اس مقام پر حضرت زین العابدین تشریف لاکر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ دکتہ القضایا۔ اس جگہ حضرت علی فیصلے صادر فرماتے تھے۔ بیت الطشت۔ یہ مقام ظہور معجزہ حضرت علی بیان کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مقام امام جعفر صادق، محراب المومنین اور محراب میں ایک جگہ مقامِ ضربت قابلِ زیارت ہیں۔ گوشۂ مسجد میں ایک تنگ سی کوٹھڑی کو قید خانہ مختار کا نام دیا گیا ہے۔ مسجد کے پوربی دروازے کی سمت حضرت مسلم ابن عقیل کا روضہ ہے۔ قبر پر نقرئی ضریح ہے اور اس کے سامنے ایک گوشے میں جناب مختارؒ کی قبر بیان کی جاتی ہے۔ روضہ حضرت مسلم ابن عقیل کے بالمقابل حضرت ہانی کا روضہ ہے۔ دارالامارہ۔ مسجد کوفہ کی پشت پر ابن زیادہ کا محل اب مٹی کے ایک ڈھیر کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بیت المشرف۔ مسجد کوفہ کے باہر جنوبی و مشرقی گوشے میں حضرت علی کے رہائشی مکان میں مقام غسل، حجرہ

Marfat.com

بی بی زینب، جائے قیام امام حسنؑ۔ مقام سکونت امام حسینؑ اور ایک کنواں دیکھنے کے قابل ہیں، مقبرہ تمیم تماد جو حضرت علی کے صحابی تھے اور اس مقبرہ کے قریب حضرت ابراہیم پسر حضرت مثنےٰ کا قبر ہے۔

حلہ سے نجف جائیں تو درج ذیل مقامات کی زیارت کی جا سکتی ہے:۔ مزار حضرت ذوالکفل۔ مزار حضرت زید شہید، مسجد ردالشمس، کھنڈرات بابل، مزارات حضرت حمزہ و جناب قاسم۔

کاظمین شریفین

بنی عباس کی حکمرانی کے دور کا بغداد کا قبرستان آج کاظمین شریفین کہلاتا ہے حضرت امام موسیٰ کاظم اس قبرستان میں دفن ہوئے تو اس کا نام کاظمین شریفین مشہور ہو گیا۔ یہ بغداد سے ۵ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہاں امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی کی قبور عظیم الشّان دو طلائی گنبدوں کی عمارت کے نیچے ایک وسیع رقبے کی چہار دیواری میں زیارت گاہ عام و خواص ہیں اور باب الحوائج کے نام سے مشہور زمانہ ہیں۔ یہاں روضہ حضرت امام موسیٰ کاظم و امام محمد تقی (جو ایک ہی قبر کے اندر ہیں) حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل فرزندان امام موسیٰ کاظم کی قبریں بھی قابلِ زیارت ہیں، یہ ایک ہی قبے کے اندر ہیں۔ علماء میں سے بعض یہاں زیارت پڑھنے اور بعض صرف فاتحہ پڑھنے پر زور دیتے ہیں۔ مسجد میراثا ۔ کاظمین سے بغداد کی سمت رواں دواں نئی سڑک کے کنارے پر ایک بڑا قبرستان ہے جس میں یہ مسجد ایستادہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی نے جنگِ نہروان سے واپس لوٹ کر یہاں قیام فرمایا تھا۔ یہاں ایک پتھر قبلے کی جانب نصب

Marfat.com

دیکھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پتھر پر حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰ کو لٹا کر نماز ادا کی تھی۔ یہ مقام خانہ مریم کے نام سے مشہور ہے۔ صحنِ مسجد میں ہارون الرشید کی مشہور بیگم اور تاریخ کے اوراق کی غیر فانی نیک نام زمانہ ملکہ زبیدہ کا مقبرہ ہے۔ اس کے سامنے یوشع پیغمبر اور بہلول داناؒ کی قبریں بھی بیان کی جاتی ہیں۔

سامرہ شریف

بغداد سے موصل جانے والی ریلوے لائن پر دریائے دجلہ کے کنارے کاظمین شریف سے ۵۰ میل کی مسافت پر ایک چھوٹا سا قصبہ واقع ہے جسے سامرہ کہا جاتا ہے۔ خلافتِ عباسیہ کے دور میں یہ مقام عباسی شہنشاہوں کا دارالسلطنت تھا۔ آج بھی اس کے قدیم دَور کی عظیم الشان عمارتوں کے کھنڈرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ سامرہ شریف کے دورِ شباب کی ایک عظیم الشان مسجد کے کھنڈرات آج بھی اس کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں۔ شہر کے عین وسط میں ایک بہت بڑا مینار ایستادہ ہے، جس کے بارے میں مشہور ہے کہ فرود اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اس مینار پر جاتا اور اپنے لشکر کا معائنہ کیا کرتا تھا۔

سامرہ شریف کی مقدس سرزمین پر حسب ذیل مقامات قابلِ زیارت ہیں:۔ روضہ مبارکہ امام علی نقی و امام حسن عسکری و جناب نرجس خاتون والدہ گرامی امام عصر و جناب حکیمہ خاتون دختر امام علی نقی۔ روضہ کے صحن میں ایک کنواں ہے جس میں بحکم امام حسن عسکری امام عصر کو ایامِ طفلی میں اسی کنوئیں میں چھپا دیا جاتا تھا۔ سامرہ اور کاظمین کے وسط میں حضرت محمد ابن امام علی نقی کا روضہ ہے۔ جس پر حاجت مندوں کا جمِ غفیر رہا کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس روضہ پر منت ماننے سے مرادیں بر آتی ہیں۔

Marfat.com

دمشق

دمشق ملکِ شام کا دارالسلطنت ہے۔ یہاں حسب ذیل مقامات دیکھنے کے قابل اور لائق زیارت ہیں۔ مقام اصحاب کہف، ایک پہاڑی ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اصحاب کہف یہاں آرام فرما رہے ہیں۔ دمشق سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر قریۂ زینبیہ نام کی ایک بستی ہے۔ جہاں جنابہ زینب بنت علی کا روضہ مبارکہ ہے۔ روضۂ زینب کی طرف جائیں تو راہ میں روضۂ مقدادؓ آتا ہے۔ حضرت مقدادؓ رسول کریمؐ کے صحابی تھے۔ یہ روضہ ٹوٹ پھوٹ رہا ہے اور غیر آباد جگہ پر واقع ہے۔ اسی راہ میں روضہ اُبی بن کعب ہے، جو صحابیٔ رسولؐ تھے، اس کے گرد آبادی ہے اور روضہ اچھی حالت میں ہے۔ مقام ہاروت وجاروت۔ روایات کے مطابق اس مقام پر ہاروت نے جاروت کو قتل کیا تھا۔ مزارات ام کلثوم بنت علی وسکینہ بنت الحسین۔ دونوں قبریں ایک جگہ میں ہیں۔ مزارات جناب فاطیزی وعبداللہ بن امام جعفر صادق، دونوں قبور الگ الگ ایک قبے کے نیچے ہیں۔ مزارات حضرت بلالؓ موذن رسول کریمؐ وعبداللہ ابن جعفر طیار، ایک قبے کے نیچے دونوں قبور الگ الگ مسکوم ہیں۔ روضہ فضہ کنیز معصومہ عالمؑ، روضہ ام حبیبہ ام المومنین۔ روضہ ام المومنین ام سلمہ، رسول کریمؐ کی متذکرہ دونوں بیویوں کے مزارات مقدس الگ الگ ہیں۔ روضہ عبداللہ ابن مستکوم، آپ بھی موذن رسولؐ تھے۔ روضہ عبداللہ ابن امام زین العابدین۔ مقام دفن سرہائے شہداء۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر سولہ نامعلوم الاسم شہیدانِ کربلا کے سر دفن ہیں، سب ایک ہی ضریح کے اندر ہیں۔ روضہ جناب رقیہ، ایک بڑے حجرے میں ایک قبر ہے جسے بعض رقیہ بنت علی اور بعض رقیہ بنت الحسین کی قبر کہتے ہیں۔

Marfat.com

مسجد اموی شہر دمشق کے عین وسط میں ہے۔ مسجد اموی نہایت شان و شوکت سے ایستادہ ہے۔ اور صدیوں سے اپنی عظمت و بزرگی کا لوہا منوا رہی ہے۔ اسے دیکھنے کے لیے ساری دنیا سے سیاح آتے اور مسلمانوں کی رفتہ شان و شوکت کے قائل ہو کر جاتے ہیں۔

مزار حضرت یحیٰی علیہ السّلام۔ وسط مسجد میں حضرت یحیٰی علیہ السلام کا خوبصورت ترین روضہ ایستادہ ہے۔ مصلے خضر۔ قبلہ کی جانب دیوار پر ایک نشان ہے جسے مصلے خضر علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ اس مسجد کی داہنی سمت ایک عمارت میں مصلیٰ امام زین العابدین بھی ہے۔

طاق۔ خزانے کے قریب ایک ہال میں شیشے کا ایک بڑا کٹہرا ہے۔ اس کے دو مقامات میں سے ایک میں رسول کریمؐ کی ریش مبارک کا ایک بال دفن ہے اور دوسرے مقام پر امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دفن ہے۔

مسجد اموی کے پھاٹک پر جو مینار ہے، اس کے بارے میں مشہور ہے کہ جب امام مہدی علیہ السلام حضرت حجتہؑ کا ظہور ہوگا تو حضرت عیسیٰ اسی مینار سے آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ متذکرہ پھاٹک پر گھڑی آویزاں ہے۔ مسجد اموی کے پھاٹک متصل بازار کے قریب صحن مسجد میں ایک برج ہے جس میں نادر کتب اور دوسرے تبرّکات موجود بتائے جاتے ہیں۔

روضہ حضرت امیر معاویہؓ۔ کسی زمانہ میں مسجد اموی کے چاروں طرف دمشق کا مشہور قبرستان تھا۔ جہاں ہزاروں قبور تھیں اور مشہور عالم، علماء، اولیاء اور بزرگ مدفون تھے۔ اسی میں حضرت امیر معاویہؓ کا روضہ مبارک بھی تھا۔ امتدادِ زمانہ سے

Marfat.com

گورستان دمشق پر زندہ انسانوں کا قبضہ شروع ہوا اور قبروں پر سکونتی مکانات تعمیر ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ آج مسجد اموی کے قریب گورستان دمشق کا نام و نشان تک مٹ چکا ہے۔ ٹیڑھی ٹیڑھی گلیوں میں خام و پختہ چھوٹے بڑے مکانات تعمیر ہو چکے ہیں اور گورستان کا وجود عدم وجود برابر ہو کر رہ گیا ہے جہاں ہزاروں قبور بے نام و نشان ہو چکی ہیں وہاں حضرت امیر معاویہؓ کا مزار موجود ہے، لیکن اس کی حالت نہایت خستہ ہے۔ اُس حجرہ کی دیواریں جس میں امیر معاویہؓ کی قبر تھی، ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں اور چھت گرنے کے قریب ہے

ایران

ملک ایران میں حسب ذیل مقامات دیکھنے کے قابل ہیں:۔

قصرِ شیریں۔ قدیم تاریخی شہر ہے جو پہاڑ پر آباد ہے۔

کرمان شاہ۔ وہ نہر جسے فرہاد نے کاٹا تھا اسی شہر میں موجود ہے۔ اس شہر سے دس میل دور مقام طاق نشیاں ہے۔ جسے دیکھنے کے لیے ساری دنیا سے سیاح آتے ہیں۔

قم۔ یہاں فاطمہ ہمشیرہ امام علی رضا، علی ابن امام جعفر صادق، حمزہ ابن امام موسیٰ کاظم، موسیٰ برمبرقع ابن امام محمد تقی کی قبور قابلِ زیارت ہیں۔

شاہزادہ عبدالعظیم۔ اس کا پہلا نام "رے" تھا۔ طہران سے اس کا فاصلہ ۴ میل ہے۔ یہاں کی زیارات میں حمزہ ابن امام موسیٰ کاظم، طاہر ابن امام زین العابدین، مقبرہ ناصر الدین قاچار اور مسجد مقام غیبت جناب شہر بانو زوجہ حسین علیہ السلام قابلِ ذکر ہیں۔

مسجد مقام غیبت شہر بانو شہر سے ۴ میل دور ہے اور یہ مشہور ہے کہ شہر بانو اسی مقام پر پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تھیں۔

دمغان۔ یہاں بنی عباس کے زمانہ کی تعمیر شدہ ایک مسجد قابلِ دید ہے اور جعفر ابن امام

Marfat.com

زین العابدین، محمد بن امام موسیٰ کاظم کے مزارات بھی موجود ہیں۔

سبزوار ۔ یہاں یحییٰ ابن امام موسیٰ کاظم اور سلمان ابن امام زین العابدین کے مزارات مبارک ہیں۔

نیشاپور ۔ نہایت قدیم شہر ہے۔ یہاں محمد ابن امام زین العابدین، سید فرید الدین زید عطار کے مزار ہیں۔ اور شہر سے دو میل دور مشہور زمانہ شاعر عمر خیام کا مزار بھی موجود ہے؛

Marfat.com

زیارتوں کے فاصلے

لاہور تا کراچی بذریعہ ریلوے	۷۵۷ میل	
کراچی تا بصرہ بذریعہ بحری جہاز	۱۶۴۳ میل	۸ یوم
بصرہ تا کربلا بذریعہ ریل	۳۲۰ میل	۲۰ گھنٹہ
کربلا تا نجف بذریعہ موٹر گاڑی	۴۰ میل	۲ گھنٹہ
نجف تا کوفہ " " "	۳ میل	
کربلا تا عون " "	۷ میل	
کربلا تا مسیب " "	۲۲ میل	ایک گھنٹہ
کربلا تا کاظمین " "	۶۴ میل	۳ گھنٹہ
کاظمین تا بغداد " "	۶ میل	
کاظمین تا مدائن " "	۲۲ میل	ایک گھنٹہ
کاظمین تا سامرہ " "	۸۰ میل	۴ گھنٹے
بغداد تا دمشق " "	۶۴۴ میل	۱۱ گھنٹے
بغداد تا طہران " "	۴۸۳ میل	۳ یوم
طہران تا مشہد مقدس " "	۵۲۸ میل	۴ یوم
مشہد تا زاہدان " "	۶۳۲ میل	۵ یوم
زاہدان سے کوئٹہ بذریعہ ریل	۷۴۲ میل	۲ یوم
زاہدان تا کراچی " "	۱۳۴۵ میل	۳ یوم

Marfat.com

مقاماتِ مقدّسہ مدینہ منوّرہ

* روضۂ اطہر
* مسجدِ نبویؐ
* مسجدِ قبا
* شہدائے اُحد
* جنّت البقیع

روضۂ اطہر

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو آپ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے حجرے میں قیام پذیر تھے، چنانچہ آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔ ان ایام میں حضرت عائشہ صدیقہ اپنے حجرہ تک مقیم رہیں اور کوئی پردہ نہ تھا بعد ازاں زائرین کی کثرت کے باعث درمیان میں ایک دیوار تعمیر کرائی گئی۔

۹۱ھ میں حجرہ مبارک کو شہید کر کے دوبارہ پتھروں سے تعمیر کیا گیا اور ایک مزید خطیرہ بھی اردگرد بنوادیا گیا اور کسی میں دروازہ نہ چھوڑا گیا۔ روایت ہے کہ حجرہ مبارک کی بنیادیں کھودی جا رہی تھیں تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں مبارک ظاہر ہوا تھا۔ حجرہ مبارک میں قبور متبرکہ کی وضع یوں بیان کی گئی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی کا سر مبارک سینہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے اور سیدنا عمر ابن الخطاب رضی کا سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی کے سینہ مبارک تک پہنچتا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کا تعمیر کیا ہوا حجرہ مدت تک موجود رہا۔

سلطان نورالدین زنگی والیٔ شام کے دور اقتدار میں روضۂ رسول کریم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کا مشہور واقعہ ہوا تھا جس میں دو غیر مسلم نقب زنوں کو قتل کر دیا گیا تھا اور حجرہ مبارک کے گرد ایک گہری خندق کھدوائی گئی تھی

Marfat.com

جو پانی تک پہنچ گئی تھی اور اس میں سیسہ پگھلا کر بھروا دیا گیا تھا۔

روضہ رسولؐ کے اوپر قبل ازیں قبہ شریف زیادہ بلند نہ تھا قلاون صالحی کے دورِ حکومت ۶۷۸ھ میں گنبدِ خضرا تعمیر کیا گیا۔ سلطان عبدالحمید رومی نے روضہ شریف کے چاروں طرف آہنی جالی کا مقصورہ شریف تعمیر کروایا تھا۔ اب مواجہ شریف کی طرف تین دَر ہیں۔ درمیانے در کی جالی میں تین مٹھی بھر کھلے سوراخ موجود ہیں جن کے ارد گرد سنہرے پتھرے کے چکر لگے ہوئے ہیں یہ جگہ اس واحد کھڑکی کے بالمقابل ہے جو قبلہ والی دیوار میں لگی ہے۔ مغربی سمت پہلے سوراخ کا چکر بڑا ہے اس کے سامنے برقی جھاڑ کے نیچے کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص خود آ کر مجھ پر درود پڑھے اس کا جواب میں بذاتِ خود دیتا ہوں اور جو دوسری جگہ سے محمدؐ پر درود پڑھے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے اور اسی طرح سلام کا جواب بھی مل جاتا ہے۔ حضورؐ حیات طیبہ میں عادت مبارک کے تحت ہمیشہ سلام میں سبقت فرمایا کرتے تھے۔ یہ مسلمانانِ عالم کی خوش قسمتی ہے کہ حضورؐ آج بھی زائرین کو اپنے سلام سے مشرف فرماتے ہیں۔

حضرت علی ابن ابی طالبؓ نے فرمایا تھا کہ حضورؐ کے دفن کے تین روز بعد ایک اعرابی نے قبر مبارک پر حاضری دی اور عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ ہم نے حضور کی زبانی اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنا تھا کہ "ترجمہ" (اور اگر وہ جب وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر (پھر) آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے معافی چاہیں اور رسول بھی ان کے لیے معافی چاہے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحیم پائیں گے" اعرابی نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کی استغفار کرنے اور آپ کی شفاعت مانگنے حاضر ہوا ہوں۔ قبر مبارک سے

Marfat.com

آواز مبارک بلند ہوئی قَدْ غُفِرَ لَکَ ، تحقیق تیرے گناہ بخش دیئے گئے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ محمد بن حرب ہلالی کی زبانی بھی منسوب ہے جس پر اس اعرابی کو مغفرت کی بشارت ملی تھی۔

مدینہ منورہ میں حاضر ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے آداب ملحوظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔ چند ضروری آداب حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سارے سفر کے دوران حضور رسول کریم صلعم پر صلوٰۃ وسلام پڑھے جائیں اور اپنا سارا وقت ذکرِ الٰہی میں صرف کیا جائے۔

۲۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے ہوئے دخول و خروج کی دعائیں پڑھی جائیں اور اعتکاف کی نیت کی جائے۔

۳۔ اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نفل تحیۃ المسجد پڑھے جائیں۔

۴۔ حاضری کے وقت صاف سفید لباس پہنا ہوا ہو اور خوشبو لگی ہو تو بہت اچھا ہے کیونکہ حضور سفید لباس کو پسند فرماتے تھے۔

۵۔ حاضری سے قبل صدقہ اور خیرات کئے جائیں۔

۶۔ مسجد میں اونچی آواز سے مت بولو، صلوٰۃ وسلام بھی دھیمی آواز میں کہو۔ قرآن پاک میں باادب رہنے کے لیے حکم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایمان والوں کو اپنی آوازیں رسول کریم صلعم کی آواز سے بلند نہیں کرنی چاہیں اور نہ حضور سے کھل کر بولنا چاہیئے جیسے وہ آپس میں بولتے ہیں، یہ اس لیے کہ کبھی تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔

۷۔ زیارت کے موقعہ پر رسولؐ خدا کے شایانِ شان ادب ملحوظ رکھا جائے۔

مواجہ شریف سے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیئے اور مقصورہ شریف یا در و دیوار کو ہاتھ نہ لگانا چاہیئے اور نہ کہیں بوسہ دینا چاہیئے۔ دل میں حضور کی عظمت و جلال کا انحصار رکھنا اور پورے اطمینان قلب سے حاضری دینی چاہیئے۔ ادب رعایت اتباع ہے۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اگر غلبہ حال و شوق سے مغلوب ہو جائے تو لوگوں کے سامنے خاموشی اختیار کی جائے اور بدعات سے بچا جائے۔

۸۔ نہ تو حاضری کے اوقات مقرر ہیں اور نہ تعداد جب جی چاہے حاضری دی جائے، بزرگوں میں سے بعض اختصار پسند کرتے تھے اور کئی علماء طویل حاضریوں اور کثرت سے حاضریوں کو پسند فرماتے تھے مدینہ منورہ پہنچنے کے فوراً بعد اپنا ٹھکانا با سامان رکھا جائے اور غسل کر کے صاف لباس پہنا جائے، خوشبو لگائی جائے اور نہایت انکساری سے درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد کی طرف روانگی ہو پھر مسجد میں باب جبریل سے داخلہ ہو تو اچھا ہے، پہلے دایاں پاؤں داخل کیا جائے اور دعا دخول مسجد اور درود شریف پڑھا جائے اور ساتھ ہی اعتکاف کی نیت بھی کی جائے، وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نفل تحیۃ المسجد ادا کئے جائیں، افضل مقام محراب النبی اور ریاض الجنۃ ہیں، پھر سجدہ شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حاضری کا موقعہ دے کر نعمت عظمیٰ اور سعادت نصیب فرمائی۔

بعد ازاں ہجوم نہ ہو اور فرض نماز کا وقت ہو تو صلوٰۃ و سلام کے لیے مواجہ شریف کے سامنے حاضر ہونا چاہیئے اور حضور کو قبر مبارک میں قبلہ رو لیٹے ہوئے تصور کرنا چاہیئے اور دل میں یقین کامل ہونا چاہیئے کہ حضور حاضری سے مطلع ہیں، نہایت خشوع و خضوع سے دھیمی آواز میں صلوٰۃ و سلام عرض کئے جائیں اس موقعہ پر اگر آپ کے کسی پاکستانی دوست یا عزیز نے آپ سے کہا کہ آپ حضور

Marfat.com

کے روضہ اقدس پر اس کی طرف سے بھی سلام عرض کریں تو آپ کو یوں کہنا چاہیئے کہ السلام علیک یا رسول اللہ من فلاں ابن فلاں، فلاں کا سلام عرض کرتا ہوں۔

روایت ہے کہ جو شخص مزار مبارک کے قریب یہ آیت پڑھے گا۔

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

پھر ستر مرتبہ یہ کہے صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ تو اس کا جواب فرشتہ دیتا ہے۔

پھر ایک ہاتھ داہنی طرف کھڑے ہو کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر سلام عرض کرے پھر دونوں حضرات خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان کھڑے ہو کر سلام عرض کرے۔

پھر مواجہ شریف کے سامنے قبلہ رو ہو کر خداوند کریم سے دعا مانگے پھر مقام وحی پر آکر ملائکہ مقربین پر سلام بھیجے۔

زیارت کے ہر موقعہ پر یہی طریقہ دہرائے اور خداوند کریم توفیق دے تو ہر نماز کے بعد مواجہ شریف کے سامنے حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتا ہے۔ بزرگانِ دین دور سے سلام عرض نہیں کرتے تھے دوران قیام میں پہلی صف میں اور ریاض الجنہ میں نماز پڑھی جائے تو زیادہ اچھا ہے متبرک ستونوں کے قریب نماز و نوافل بکثرت پڑھنا احسن ہے اگر مسجد میں بیٹھ کر ایک قرآن پاک ختم کرے اور درود استغفار ہر وقت ورد زبان ہو تو بہت اچھا ہو۔

مسجد نبویؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ربیع الاوّل ساھ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما ہو کر قبا میں تشریف لائے تھے ۔ یہاں چار روزہ قیام کے دوران مسجد قبا تعمیر کی اور بروز جمعہ ۱۲ ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ تشریف لے گئے ، مدینہ منورہ یہاں سے لگ بھگ تین میل کی مسافت پر ہے حکم خداوندی سے ناقہ حضرت ابُوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے مکان کے قریب پہنچ کر رکی تھی ، اس لیے سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی گھر کو اپنی اقامت کے لیے پسند فرمایا ۔

حضرت ایوب انصاری کے مکان کے عین سامنے ایک کھلا میدان تھا جس میں کھجوریں خشک کر کے تمر بنائے جاتے تھے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی میدان کو مسجد کے لیے منتخب فرمالیا ۔ اس اراضی کے حقوقِ ملکیت دو یتیموں کے پاس تھی ۔ گو دونوں یتیم اس زمین کو بلا قیمت وصول کیے نذر کرنے پر آمادہ تھے لیکن رسولِ خدا نے اسے بلا معاوضہ قبول نہ فرمایا اور دونوں یتیموں کو اس کی معقول قیمت ادا فرمائی بعد میں حضورؐ نے مسجد کی بنیاد اپنے مُبارک ہاتھوں سے رکھی ۔ ناہموار زمین کو ہموار کیا گیا ۔ درخت ہٹا کر بنیادیں کھودی گئیں ، جنت البقیع سے خام اینٹیں لائی گئیں ، حضورؐ نے معمار کے فرائض سرانجام دیئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مزدوروں کا کام کیا ، تعمیر کے دوران حضورؐ اپنے ساتھیوں کے حوصلے بلند کرنے کے لیے فرمایا کرتے تھے ۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ لَاخَیْرَ اِلَّاخَیْرُ الْاٰخِرَۃِ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ

اے اللہ سوائے خیر آخرت کے خیر نہیں بس تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

مسجد کی شکل ایک چھپر کی سی تھی، جس کی دیواریں خام اینٹوں اور پتھروں سے ستون کھجور کے تنوں سے اور چھت شاخوں سے بنائی گئی تھی۔ مشرق، مغرب اور جنوب کی طرف ایک ایک دروازہ کھلتا تھا۔ قبلہ شمالی سمت تھا۔ ان ایام میں حضورؐ کا مصلّٰی شمالی دیوار کے ساتھ تھا۔ جہاں حضورؐ نے تقریباً سترہ ماہ نمازیں پڑھی تھیں۔ اس جگہ کا تعین کرنے کے لیے باب جبریل سے مغرب کی سمت ایک خط کھینچا جائے اور دوسرا ستونِ عائشہ سے شمالی جانب تو دونوں خطوط کے مقام اتصال کو یہ متبرک مقام قرار دیا جائے گا۔ مسجد کی مشرقی سمت دو حجرے تعمیر کیے گئے تھے۔ ان ایام میں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہما ازواجِ مطہرات تھیں دونوں حجروں کے دروازے مسجد کے صحن میں کھلتے تھے رسول کریم صلعم مسلسل سات ماہ تک حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر رونق افروز رہے تھے اور یہیں سے حجرہ مبارک میں منتقل ہو گئے تھے۔ جہاں حضور آج تک آرام فرما ہیں۔

سنہ ۲ھ میں بیت اللہ شریف قبلہ مقرر ہوا تو جنوبی سمت کے دروازہ کو بند کر کے شمالی جانب سے ایک نیا دروازہ نکالا گیا اور حجروں کی تعداد بھی ازواج مطہرات کی نسبت سے بڑھتی رہی۔

فتح خیبر کے بعد مسجد النبی کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع ہوا تو اس تعمیر میں بھی حضورؐ نے شرکت فرمائی اور شکم مبارک پر اینٹیں اٹھا اٹھا کر لائے ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اینٹیں اٹھانے کی تکلیف نہ فرمائیں، میں خود اینٹیں اٹھا لیتا ہوں، تو حضورؐ نے فرمایا۔ اینٹیں موجود ہیں تم بھی اٹھا لاؤ۔ اور ساتھ ہی حضور نے ہمت

Marfat.com

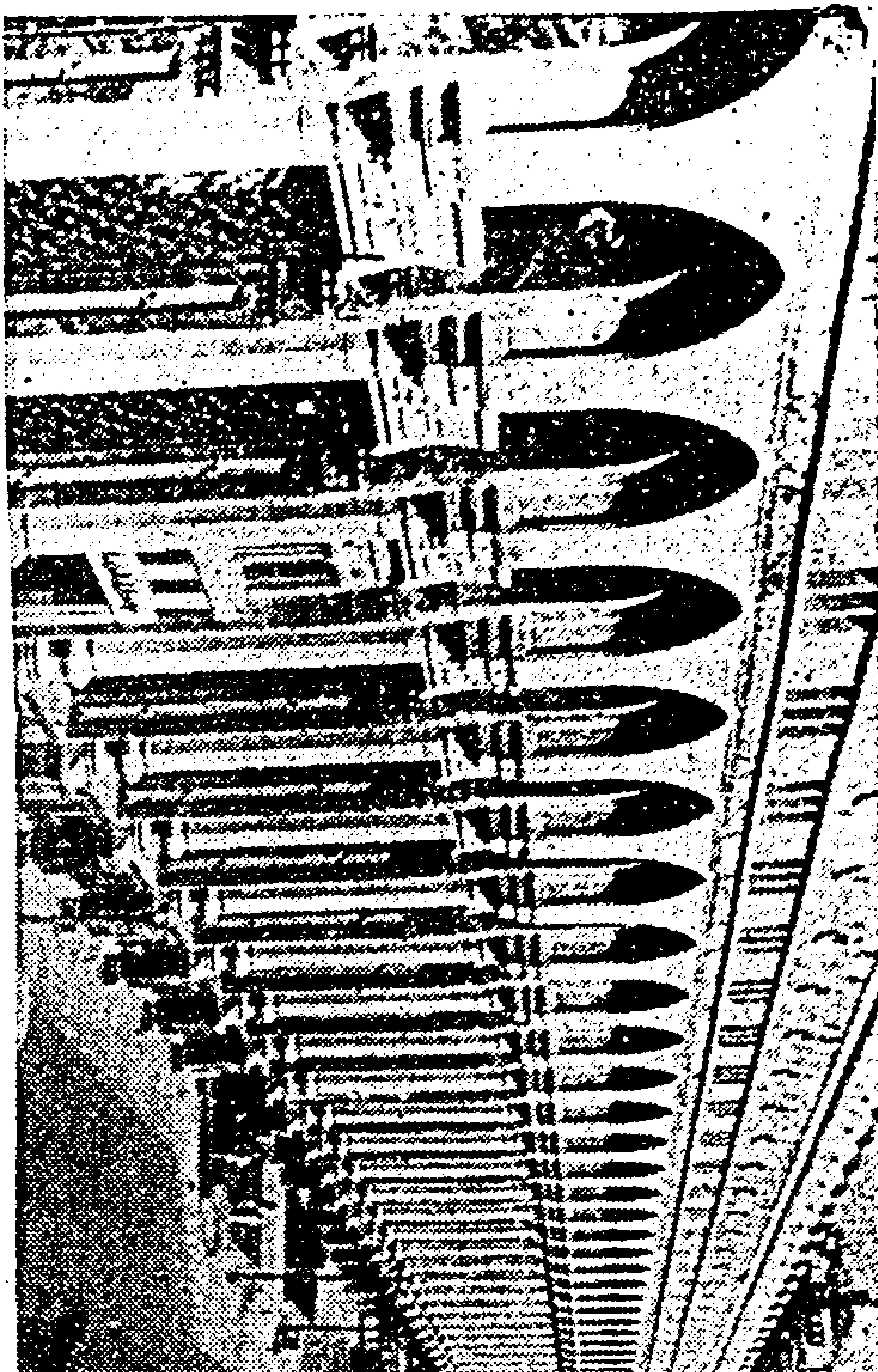

Marfat.com

افزائی کے طور پر فرمایا۔

یَا اَبَاھُرَیْرَۃَ لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ ۵

(اے ابوہریرہ عیش آخرت کے سوا کوئی عیش نہیں)

مدینہ منورہ میں دس برس قیام کے بعد حضورؐ نے بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بوقت دوپہر وصال فرمایا۔ حضورؐ کو سہ شنبہ کو غسل دیا گیا اور سارا دن گروہ در گروہ نماز جنازہ ادا ہوئی شب چہارشنبہ آفتاب نبوت ظاہری نظروں سے روپوش ہوا۔ حضورؐ کا وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہوا تھا اس لیے قبر مبارک بھی اسی حجرہ میں بنائی گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنے مختصر دورِ خلافت میں مسجد کے چند ستون دوبارہ بنوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے محبوب رسولؐ خدا کی فرقت کو بہت زیادہ محسوس فرمایا۔ اور ۲۲ جمادی الاول ۱۳ھ کو اپنے یارِ غار رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا ملے تھے اور حضورؐ ہی کے پہلو میں دفن ہوئے تھے۔

حضرت عمر ابن الخطابؓ نے ۱۷ھ میں مغرب کی جانب مسجد میں توسیع فرمائی آپ نے فرمایا تھا کہ اگر میں رسول خداؐ کی زبانی یہ نہ سنتا کہ مسجد میں توسیع کرنا تو میں مسجد میں ہرگز توسیع نہ کرتا۔ حضرت عمرؓ نے ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو انتقال فرمایا اور قبر اطہر رسول خدا صلعم کے قریب دفن ہوئے۔

حضرت عثمان بن عفانؓ نے ۳۰-۲۹ھ میں انہی اطراف میں مزید توسیع کرائی اور دیواروں اور ستونوں کو منقش کرایا۔ مسجد النبی صلعم میں خاصا تغیر و تبدل خلیفہ ولید بن عبدالمالک کے عہد ۹۱-۸۸ھ میں ہوا۔ ان ایام میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ عامل مدینہ تھے، خلیفہ ولید نے ازواج مطہرات کے حجرے گرانے کا حکم جاری کیا اہلِ مدینہ کو اس حکم کا پتہ چلا تو سارے

مدینہ شہر میں آہ وزاری شروع ہوگئی اور اس حکم کے خلاف ناراضی کا اظہار ہونے لگا۔

ولید بن عبدالملک نے عمارت کی چھتیں، دیواریں اور ستون مطلّا اور مرصع جواہرات سے بنوائے اور نقش ونگار سے مزین کرائے اور نقرئی زنجیروں سے خوبصورت حسین قندیلیں آویزاں کرائیں، روایت ہے کہ اس سے قبل مسجد میں محراب نہ تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پہلی مرتبہ محراب بھی بنوایا اور چاروں گوشوں میں چار مینار بھی تعمیر کرائے،

خلیفہ مہدی عباسی نے سنہ ۱۶۱ھ میں مسجد میں شمالی سمت کچھ ستون بڑھا کر اضافہ کیا۔ مسجد النبی صلعم کی عمارت میں دو دفعہ آتشزدگی کے واقعات پیش آئے، ایک بار ۶۵۴ھ میں اور دوسری بار ۸۸۶ھ میں، دوسری بار بجلی گرنے کا حادثہ رونما ہوا تھا جس میں دس سے زائد انسان بھی شہید

Marfat.com

ہو گئے تھے۔

سلطان ابن قیت بادشاہ مصر نے ۸۰۰ھ میں جلی ہوئی مسجد کو دوبارہ تعمیر کرایا اور اس میں قدرے اضافہ بھی کیا۔ مسجد کی موجودہ عمارت سلطان عبدالمجید خان رومی نے ۱۲۶۶ھ میں تعمیر کرائی تھی۔ تمام مسجد کو سنگ سرخ کے ستونوں پر کھڑا کیا گیا ہے جن پر قبے بنے ہوئے ہیں اور اوپر سیسے کی چادریں چڑھا دی گئی ہیں۔ ستون اور چھت منقش اور دروازے سونے اور چاندی سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ سنگ مرمر کے فرش پر بیش قیمت خوبصورت قالین بچھائے گئے ہیں۔ بجلی کے قمقمے، حسین فانوس اور خوبصورت نمائشی جھاڑ بہت بڑی تعداد میں آویزاں ہیں۔ ریاض الجنۃ کے ستون سفید سنگ مرمر سے ملبوس ہیں۔ ۷ شہ کی مسجد کی حدود ستونوں کے اوپر رقم ہیں۔ مغربی دیوار میں باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان باب الصدیق ہے جس پر ایک کتبہ آویزاں ہے جس سے حضرت ابوبکر صدیق کے خوخے کا پتہ چلتا ہے۔ اس خوخہ کو حضورؐ نے آخری ایام میں کھلا رکھنے کی اجازت دے دی تھی اور مسجد میں کھلنے والے دوسرے سارے دروازے بند کروا دیئے تھے۔

مسجد النبیؐ میں توسیع کا زیادہ کام سلطان ابن سعود نے ۱۳۷۰ھ میں کروا دیا۔ شمالی سمت سے پرانی دالانیں اور کتب خانہ ہٹوا دیا گیا ہے اور ان کی جگہ نئے دالان تعمیر کرائے ہیں اب ایک کی جگہ دو صحن ہو گئے ہیں، بستان فاطمہ کو ہٹا دیا گیا ہے اور مسجد کی مغربی جانب نئے دروازے کھل گئے ہیں۔ اب مسجد کا عرض تین صد فٹ اور طول چھ صد فٹ ہے جس میں ۵۰ ہزار سے زائد نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے ارد گرد کشادہ سڑکیں اور فراخ پلیٹ فارم ہیں جو حج کے ایام میں نماز کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

ریاض الجنّۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ، میرے گھر اور منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے مسجد کے اس حصّہ کو باغ جنت کا ایک ٹکڑا کہا جائے تو بجا ہوگا، علمائے مالکیہ کے خیال میں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کے پتھر (مقام ابراہیم اور حجر اسود) بطور انعام ربانی عطا ہوئے تھے۔ اسی طرح یہ قطعہ زمین سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے۔ مسجد کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔ اس قطعہ زمین پر حضورؐ کے سجدے ثبت ہیں اور صحابہ کرام نے نمازیں ادا کی ہیں اور نوافل پڑھے ہیں۔ علاوہ ازیں شہداء اور صالحین نے عبادت و ریاضت کی ہے۔

حاجی اس جگہ کوشش کر کے نمازیں ادا کرتے اور نوافل پڑھتے اور اعتکاف کرتے ہیں۔

متبرک ستون

مسجد النبی کا ہر گوشہ اور ہر ذرہ متبرک ہے۔ چند معروف متبرک ستونوں کا حال ملاحظہ ہو۔

ستون حنانہ: یہ ستون محراب النبویؐ کے متصل واقع ہے حضور اس کے قریب کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ایک خشک لکڑی نے آپ کے فراق میں آنسو بہائے تھے۔

۲۔ ستونِ عائشہؓ: حضور نے ایک بار فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک ایسی جگہ بھی ہے کہ لوگوں کو اس کا علم ہو جائے تو اس جگہ قرعہ ڈالے بغیر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو۔ اس حدیث کی راوی

Marfat.com

حضرت عائشہؓ ہیں۔ اگرچہ حضرت عائشہ نے جگہ متعین نہ کی تھی لیکن جب ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حدیث سن کر باہر نکلے تو ستون عائشہؓ کے قریب دائیں جانب نماز ادا کی، ایک قول ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد حضورؐ نے ۱۵ روز تک اس اسطوانہ کے پیچھے نمازیں پڑھی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس ستون کے نزدیک دعا مستحب ہے۔

۳۔ **ستون توبہ:** اسے ستون ابی لبابہ بھی کہا جاتا ہے۔ ایک صحابی ابو لبابہؓ نے ایک قصور کے عذر میں خود کو اس جگہ باندھ لیا تھا اور دس روز سے زائد دنوں تک اس جگہ توبہ استغفار میں مصروف رہے تھے۔ ان کے فرزند انہیں قضائے حاجت اور نماز کے لیے کھول دیا کرتے تھے حضورؐ نے فرمایا کہ چونکہ ابولبابہ نے خود کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پابند کر دیا ہے اس لئے اب میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکم کے بعد ہی انہیں کھول سکتا ہوں اسی دوران ایک صبح یہ آیت نازل ہوئی جس کے بعد سرور کائنات نے انہیں کھول دیا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ (اے ایمان والو، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوری نہ کرو)

حضورؐ یہاں نوافل پڑھتے تھے اور نماز فجر کے بعد تشریف فرما ہوتے تھے اور رات کو جس قدر قرآن پاک نازل ہوتا تھا لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔

۴۔ **ستون سریر:** اس جگہ حضورؐ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

۵۔ **ستون علی:** اسے اسطوانہ محرس بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیشتر اوقات نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور اسی مقام پر بیٹھ کر حضورؐ کی پاسبانی کے فرائض ادا فرماتے تھے۔

۶۔ **ستون وفود:** باہر سے لوگ اسلام لانے کے لیے مدینہ منورہ آتے تھے تو حضورؐ ان لوگوں کو اسی جگہ شرف زیارت بخشا کرتے تھے۔

Marfat.com

۷۔ **مقام جبریل**:۔ اس جگہ حضرت جبریل علیہ السلام اکثر اوقات وحی پہنچایا کرتے تھے۔
۸۔ **ستون تہجد**:۔ اس جگہ محراب تہجد بھی ہے۔ اسی جگہ حضور تہجد پڑھا کرتے تھے ایک روز آپؐ نے اس خیال کے تحت کہ تہجد فرض نہ ہو جائے اس مقام سے اپنا مصلےٰ اٹھا لیا تھا۔

صُفّہ:۔ پرانی مسجد کے باب جبریل اور باب النساء کے درمیان ایک بلند قطعہ پر ستر صحابہؓ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے اور بیشتر اوقات حضورؐ کے مہمان ہوتے تھے۔ ان صحابہ کرام کا مطمع نظر حضور کے اقوال وحرکات وسکنات کا قیمتی ذخیرہ جمع کرنا اور حضورؐ کی غلامی اور پیروی کرنا تھا جن صحابہ کو اس مقام پر تعلیم دی جاتی تھی۔ ان میں حضرت بلال حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت انسؓ بھی شامل تھے۔ اس جگہ مقیم صحابہ کرام اصحاب صُفّہ کہلاتے تھے۔

مسجد النبیؐ کی فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث مروی ہیں تین کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے

۱۔ میری اس مسجد میں پڑھی ہوئی ایک نماز دوسری مساجد کی ہزاروں نمازوں سے افضل ہے سوا مسجد حرام کے

۲۔ جو شخص میری مسجد میں کوئی نماز قضا کئے بغیر چالیس نمازیں پڑھے گا وہ دوزخ کی آگ اور عذاب اور نفاق سے بری ہو جائے گا۔

۳۔ تین مساجد کی زیارت کے سوا اور کسی مسجد کے سفر کا قصد نہ کیا جائے، تین مساجد یہ ہیں مسجد حرام، مسجد اقصےٰ اور میری یہ مسجد۔

مسجد قبا

دنیائے اسلام کی اس سب سے پہلی مسجد قبا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چار روزہ قیام کے دوران اپنے مبارک ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا۔ آپؐ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے اسی مقام پر اترے تھے جہاں مسجد مبارک موجود ہے۔ قرآن پاک میں اس مسجد کے بارے میں ارشاد ہے۔

Marfat.com

"وہ مسجد جو پہلے دن سے پرہیزگاری اور تقویٰ پر بنائی گئی، آپ اس میں نماز کے لیے کھڑے ہوں"

مسجد قبا مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر سمت جنوب واقع ہے۔ اس مسجد تک ایک سیدھی سڑک آتی ہے۔ مسجد کی عمارت ترکوں کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی۔ شاہ فیصل نے ۱۳۸۹ھ میں مرمت کرایا تھا اور اس میں توسیع بھی کی تھی۔ اس کے صدر دروازہ اور محراب پر آیہ شریفہ لکھی ہے۔ حضور ہر شنبہ کے دن سوار اور پیادہ اس مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے تھے۔ آپ کے قول کے مطابق الصلوٰۃ فی مسجد القبا عمرہ (مسجد قبا میں نماز پڑھ لینا عمرہ کے برابر ہے) اور ایک قول کے مطابق من صلیٰ فی المسجد الاربعۃ غفر لہ ذنوبہ (یعنی جو شخص چاروں مسجدوں میں سے کسی میں نماز ادا کرے اس کے گناہ بخشے جائیں گے) اور وہ چاروں مسجدیں مسجد حرام مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی اور مسجد قبا ہیں۔ اس مسجد کے ساتھ ہی بئر اویس ہے جسے بئر خاتم بھی کہا جاتا ہے۔ اس کنوئیں میں سیدنا حضرت عثمان بن عفان یا ان کے نائب سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گر کر گم ہو گئی تھی۔ اب اس کنوئیں کو بند کر دیا گیا ہے اور قریب ہی وضو کے لیے ایک نل لگا دیا گیا ہے۔

جبلِ اُحد، شہدائے اُحد

مدینہ منورہ کے شمال میں دو میل کے فاصلہ پر ایک لمبا چوڑا پہاڑ ہے جسے مدینہ منورہ سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ پہاڑ حضورؐ کو بے حد پسند تھا آپؐ جبل اُحد کی سمت اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے۔

ھذا جبل یُحبُّنا وَنحبُّہٗ (یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے) ایک روایت کے مطابق حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون حج سے فارغ ہو کر لوٹ رہے تھے تو ہارون علیہ

Marfat.com

السلام کی جبل احد پر وفات ہو گئی تھی اور انہیں یہیں دفن کیا گیا تھا۔

غزوۂ اُحد تین ہجری میں اسی پہاڑ کے دامن میں ہوا تھا جس میں ستر مسلمانوں کو شہادت نصیب ہوئی تھی، ان شہدا میں حضورؐ کے چچا حضرت حمزہؓ بھی شامل تھے جن کی قبر اُحد کے دامن میں ہے۔ علاوہ ازیں ستر میں سے کچھ دوسرے شہدا بھی یہاں دفن ہیں۔ روایت ہے کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو تین تین شہدا کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر فرمایا تھا کہ جس کو علم قرآن زیادہ ہے اسے قبر میں پہلے اتارو۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ۲۹ھ میں ایک نہر کھدوانے کے لیے شہدا کی چند قبروں کو کھولا گیا تھا تو ان شہدا کی مبارک نعشیں پھولوں کی طرح تر و تازہ اور شگفتہ پائی گئی تھیں، ان میں سے بعض کے ہاتھ اپنے زخموں پر تھے، ہاتھ اٹھائے گئے تو زخموں سے تازہ خون جاری ہو گیا۔ پھر اٹھائے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیے گئے تو وہ دوبارہ زخموں پر جا ٹھہرے، روایت ہے کہ حضورؐ ہر سال کی ابتدا میں شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جا کر یوں سلام فرماتے تھے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

تم پر سلام ہو کیونکہ تم نے صبر کیا اور آخرت کا مسکن بہت اچھا ہے

ایک روایت کے تحت غزوۂ اُحد کے دن، غزوہ کے بعد رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نمازیں یہاں پڑھی تھیں۔

مسجد قبلتین

اُحد سے جانب مغرب بلندی پر ایک چھوٹی سی مسجد آباد ہے جسے قبلتین کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۲ ہجری ۱۵ شعبان بروز شنبہ اس مسجد میں نماز ظہر پڑھ رہے

Marfat.com

تھے اور حضورؐ کا رُخ بیت المقدس کی طرف تھا کہ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی کہ رُخ بیت اللہ شریف کی طرف لوٹالیں، اس پر حضورؐ نے نماز ہی میں گھوم کر رُخ پھیر لیا۔ پرانے قبلہ کا نشان شمالی دیوار پر موجود ہے اور نئے قبلہ کا محراب جنوبی دیوار میں بنا ہوا ہے۔ یہاں نماز پڑھنی اور دعا مانگنی چاہیئے۔

مسجد فتح یا مسجد الاحزاب

مسجد قبلتین سے لوٹیں تو جبل سلع کے دامن میں ایک چھوٹے سے ٹیلے پر ایک مسجد نظر آتی ہے۔ جس کے نام مسجد فتح اور مسجد الاحزاب ہیں، غزوہ خندق کے ایام ۵ ہجری میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں تین روز تک نمازیں پڑھی تھیں حضورؐ کو تیسرے روز اجابت دعا کی بشارت ملی تھی کفار آندھی کے خوف سے بھاگ نکلے اور دوبارہ پھر کبھی کفار کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ انہیں جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی وہ اسی وقت مسجد فتح میں پہنچ کر دعا فرماتے تھے اور انہیں خدا وندکریم سے اجابت دعا کی بشارت مل جاتی تھی۔

مساجد خمسہ: مسجد فتح یا مسجد الاحزاب کے قریب پہاڑ کے دامن میں ۵ چھوٹی چھوٹی مساجد موجود ہیں جو حضرت سلمانؓ فارسی، حضرت علیؓ، حضرت عمر فاروق اعظمؓ، حضرت سعد بن معاذؓ اور سیدنا ابوبکرؓ کے اسمہائے مبارک سے منسوب ہیں۔ ان مساجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہیں،

زائرین مسجد قبا سے ایک ٹیکسی میں سوار ہوں تو مسجد قبا سے مساجد خمسہ تک دو گھنٹے میں زیارتیں کر سکتے ہیں۔

غار سجدہ: جبل سلع کی ایک گھاٹی کے قریب ایک غار موجود ہے جہاں حضورؐ نے اپنی امت کے ساتھ حسین سلوک کی بشارت ملنے پر ایک طویل سجدہ شکر ادا فرمایا تھا۔ اس غار کے آثار آج بھی موجود ہیں اور وہاں پا پیادہ چل کر پہنچا جا سکتا ہے۔

مساجد شہر

مسجد النبیؐ سے نصف میل مغرب کی طرف مسجد قبا کو جائیں تو چند مساجد پاس پاس آباد نظر آتی ہیں، جن کے نام مسجد ابوبکرؓ مسجد عمر فاروقؓ مسجد علیؓ، مسجد غمامہ اور مسجد بلالؓ ہیں۔ یہاں اعتکاف کیا اور تحیۃ المسجد کے نفل پڑھے جائیں۔

مسجد شمس یا مسجد فضیخ: چار دیواری کی صورت میں یہ مسجد عوالی میں مدینہ منورہ سے لگ بھگ تین میل دور جانب جنوب مشرق آباد ہے اسے مسجد شمس اور مسجد فضیخ کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضورؐ اس مسجد میں قبیلہ بنو نضیر کی سرکوبی کے سلسلہ میں چھ روز مقیم رہے تھے اور نمازیں ادا فرمائی تھیں۔ اس مسجد تک پہنچنے کے لیے خام راستہ ہے اور پا پیادہ ہی جانا پڑتا ہے۔ اس کے راستے میں خاک شفا کا میدان بھی آتا ہے۔

مسجد اجابہ: یہ مسجد بقیع سے شمال مشرق میں نصف میل کی مسافت پر واقع ہے اس مسجد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر طویل دعا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ میں نے تین دعائیں مانگی ہیں کہ اے خدا میری اُمت کو قحط سے بچانا، پانی میں غرق نہ کرنا اور باہم قتل و غارت گری و خون ریزی سے بچانا۔ پہلی دو دعائیں قبول ہوئیں۔

علاوہ ازیں درج ذیل مساجد بھی زیارت کے قابل ہیں۔

۱۔ مسجد قریظہ جو مسجد شمس یا مسجد فضیخ کی مشرقی سمت واقع ہے۔

Marfat.com

۲۔ مسجد قریہ ام ابراہیمؑ یہ مسجد حضرت ماریہ قبطیہ کے والد ابراہیم کے باغ میں واقع ہے

۳۔ مسجد بنی ظفر۔ بقیع سے مشرقی سمت واقع ہے۔

۴۔ مسجد الذباب یا مسجد الرایہ، یہ مسجد جبل ذباب پر واقع ہے۔ یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی ادا فرمائی تھی اور حضور نے غزوہ تبوک سے واپسی پر یہاں خیمہ بھی نصب فرمایا تھا۔ علاوہ ازیں مسجد ابوذر غفاری، مسجد البقیع، مصلی العید مسجد حسنین، مسجد الوادی اور مسجد القبا بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی مساجد ہیں اور قابل زیارت۔

مسجد جمعہ:۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں چار روز مقیم رہنے کے بعد بروز جمعہ مدینہ منورہ کی سمت روانہ ہوئے تو راہ میں نماز جمعہ کا وقت آگیا نتیجہ میں مدینہ منورہ میں آپ کی پہلی نماز جمعہ یہیں ادا ہوئی۔ یہ مسجد مسجد قبا سے نصف میل مدینہ منورہ کی طرف سڑک سے جانب مشرق تین صد فٹ ہٹ کر نشیبی جگہ میں واقع ہے آجکل یہ مسجد ایک عمارت کے صحن میں گھری ہوئی ہے

مقام بدر:۔ مدینہ منورہ سے مغربی سمت ۹۳ میل کے فاصلہ پر سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جسے مقام بدر کہا جاتا ہے۔ اس مقام پر ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۲ھ میں کفر و اسلام کی پہلی جنگ ہوئی تھی۔ جس میں رحمت خداوندی سے کفار کو شکست فاش ہوئی تھی اور اس کے ستر سردار قتل اور ستر آدمی قید ہوئے تھے اس جنگ میں ۱۴ مسلمان بھی شہید ہوئے تھے۔ قرآن پاک میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

(تحقیق اللہ تعالی نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سر و سامان تھے) سڑک کے قریب ہی شہداء کی قبریں دکھائی دیتی ہیں جن پر حاضر ہو کر سلام و دعا پیش کئے جاتے ہیں۔

بیت ابوایوب انصاریؓ:۔ مسجد النبی کے جنوب مغربی گوشہ کے بالمقابل سڑک کے پار حضرت ابوایوب انصاری کا مکان ہے اس مکان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم تقریباً سات ماہ مقیم رہے تھے اور بعد میں اسی مکان سے اپنے حجروں میں منتقل ہوئے تھے۔ حضورؐ نے ہجرت کرکے براستہ قبا اس مکان میں قیام فرمایا تھا۔ اس مکان میں وہ کنواں آج بھی موجود ہے جس سے حضورؐ پانی نکال کر استعمال فرماتے تھے۔ آجکل کنواں بند ہے۔

بیت امام حسینؓ:۔ بیت ابوایوب انصاری کے سامنے حضرت امام حسینؓ کا مکان تھا۔ جہاں آج کل ایک لائبریری ہے۔ جو ۷۰۰۰ نایاب نسخوں پر بھی مشتمل ہے جن میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا لکھا ہوا چمڑے کی قرآن پاک بھی موجود ہے۔

مقبرہ مالک بن سنان والد محترم ابوسعید خدریؓ حضرت مالک بن سنان کا شمار شہدائے احد میں ہوتا ہے۔ آپ حضرت ابوسعید خدریؓ کے والد تھے آپ کا مقبرہ مدینہ منورہ کے قدیمی حصے کے بازار میں موجود ہے۔

مقبرہ حضرت عبداللہ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت عبداللہ کا مزار مبارک مدینہ شریف میں موجود ہے۔ مسجد النبی کے غربی جانب ایک چوک ہے جہاں قالین وغیرہ فروخت ہوتے ہیں اور اس کے اردگرد دکانیں بھی ہیں اس چوک کی شمال مغربی طرف سے ایک کوچہ مدینہ منورہ کی قدیمی آبادی کی طرف جاتا ہے۔ اس پر آگے بڑھیں تو ایک بل کھائے ہوئے تنگ سے کوچہ میں مزار مبارک ہے۔

حضرت عبداللہ کا وصال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل ہوا تھا حضرت عبداللہ مدینہ منورہ میں اپنے کسی دوست کے ہاں مقیم تھے کہ انتقال فرما گئے ان کے دوست نے انہیں اپنے مکان کے بالمقابل ایک قطعہ زمین میں دفن کر دیا۔ ترکوں نے اپنے زمانہ حکمرانی میں حضرت عبداللہ کے مزار پر پختہ مقبرہ تعمیر کرایا اور تاریخ تعمیر قطعہ کے آخری مصرعہ سے نکالی۔ جو دروازہ

Marfat.com

پر کندہ ہے۔

"قبر پاکیزہ مقام والد پیغمبر ہے سنہ ۱۲۴۵ھ"

اس کوچہ میں کھڑے ہو کر سلام کہنا چاہیئے۔

جنّت البقیع

جنت البقیع مدینہ منورہ کے قدیم مقدس و متبرک قبرستان کا نام ہے باب عبدالعزیز سے ایک کشادہ سڑک جنت البقیع کے دروازہ تک گئی ہے۔ یہ مسجد النبی سے لگ بھگ دو فرلانگ فاصلہ پر واقع ہے۔ قبرستان کے چاروں طرف ایک اونچی فصیل ہے۔ شمال کی طرف دو دروازے ہیں جن پر سپاہی اور دربان کھڑے رہتے ہیں۔

قبرستان جنت البقیع میں اہل بیت کے علاوہ دس ہزار صحابہ کرامؓ اور ہزار ولی اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ چند معروف ہستیوں کے نام نامی حسب ذیل ہیں۔ حضرت سیدنا عباسؓ، امام حسنؓ، ان کے بیٹے امام محمد باقر اور ان کے بیٹے امام جعفر صادق، حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا، ایک روایت کے مطابق حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا مسجد النبی میں حجرہ شریف کے شمال میں آرام فرما ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تینوں صاحبزادیاں حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی ازواج مطہرات یہیں دفن بتائی جاتی ہیں ان میں سے اُم المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں فوت ہوئیں باقی ازواج مطہرات بعد میں فوت ہوئیں۔

حضرت علیؓ کے بھائی حضرت عقیلؓ اور ان کے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نافع، — ابراہیم بن حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

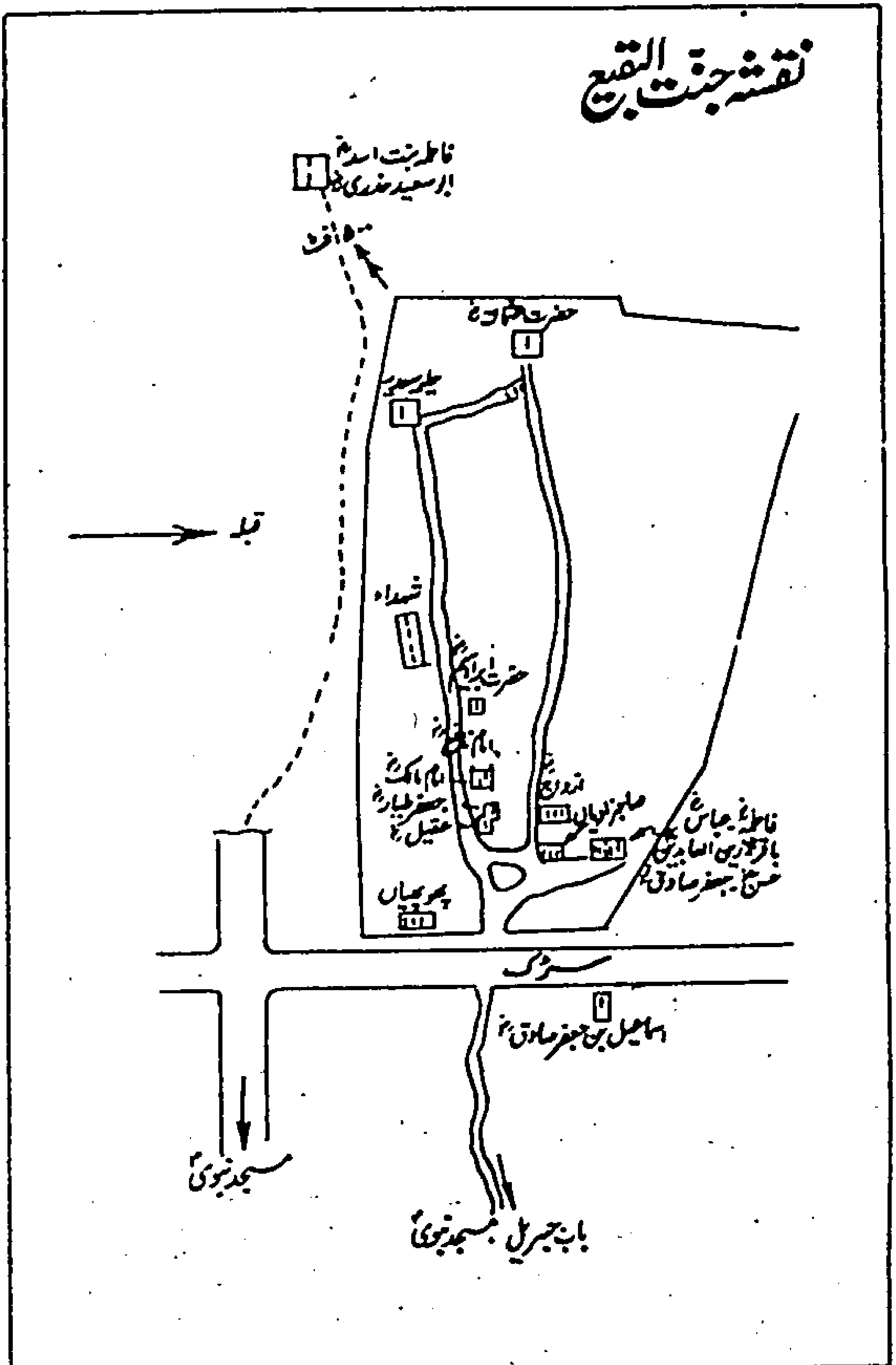
نقشہ جنت البقیع
فاطمہ بنت اسدؓ
ابوسعید خدریؓ
حضرت عثمانؓ
حلیمہ سعدیہؓ
قبلہ
شہداء
حضرت ابراہیمؓ
امام مالکؒ
جعفر طیارؓ
عقیلؓ
پھوپھیاں
صاحبزادیاںؓ
فاطمہؓ عباسؓ
امام زین العابدینؒ
حسنؓ جعفر صادقؒ
سڑک
اسماعیل بن جعفر صادقؒ
مسجد نبویؐ
باب جبریل مسجد نبویؐ

Marfat.com

حضرت عثمان بن مظعون (حضورؐ کے رضاعی بھائی)، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص عبداللہ بن مسعود، ابن خذافہ اسہمی اور اسعد بن زرارہ، ایک روایت کے مطابق حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بھی یہیں دفن ہیں۔

بقیع کی شرقی حدود کے پاس حضرت سیدنا عثمان بن عفان مدفون ہیں، قبل ازیں یہ جگہ بقیع میں شامل نہ تھی، امائی حلیمہ سعدیہ اور حضورؐ کی پھوپھیوں کی قبریں بھی اسی قبرستان میں بتائی جاتی ہیں

روایت ہے کہ رسول کریم صلعم اکثر جنت البقیع تشریف لے جاتے تھے اور مسکینوں کے لیے دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے کہ۔

السلام علیکم قوم مومنین کے گھر والو تم کو جس چیز کا وعدہ دیا گیا تھا پورا ہو گیا ہے۔ ہم انشاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ یا اللہ! اہل بقیع کو بخش دے۔

بعض بزرگوں کے مطابق زیارت قبور کا مستحب طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ ہفتہ میں کم از کم ایک بار خصوصاً جمعہ شنبہ دوشنبہ اور جمعرات کو زیارت کا قصد کرے اور میت کے پاؤں کی طرف سے برہنہ پا داخل ہو کر اہل قبور کے چہرے سامنے کھڑا ہو کر سلام عرض کرے، اس کے بعد جس قدر ممکن ہو تلاوت قرآن پاک کرے اور سورۃ فاتحہ اور بعد ازاں قل ہو اللہ گیارہ، نو، سات یا تین بار پڑھے اور ان کا ثواب مردہ کی روح کو پہنچائے۔ قبر سے حدود آداب کے تحت ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیئے۔ قبر پر چڑھنا یا بیٹھنا مکروہ ہے، دعا و سلام ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیئے۔

جنت البقیع کی موجودہ حالت میں مختلف صحابہ کرام، اولیا اللہ اور بزرگوں کی قبروں کی واضح نشاندہی یقیناً ناممکن ہوگی۔ تاریخ کچھ عرصہ قبل تک اہل قبور کی نشاندہی کے لیے چند اشارے ملتے

Marfat.com

تھے جن کے تحت شمالی دروازہ سے داخل ہو کر ایک سیدھی روش کے آخر میں ایک احاطہ تھا جہاں حضرت عباس، امام محمد باقر، امام جعفر صادق اور حضرت فاطمۃ الزہرہ کی قبریں تھیں، اس احاطہ کے ساتھ روش کے گوشہ میں حضور کی صاحبزادیاں حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم اور اس قطعہ سے آگے ازواج مطہرات ام المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ ام المومنین زینب بنت جحش ام المومنین حضرت سودہ، ام المومنین ام حبیبہ، ام المومنین حضرت حفصہ ام المومنین حضرت صفیہ، ام المومنین حضرت جویریہ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ مدفون ہیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ دفن ہیں اس قطعہ سے قدرے ہٹ کر دو روشوں کے درمیان حضرت عقیل رضی اور ان کے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار اور ذرا آگے امام مالکؒ اور حضرت نافع کی قبور کے نشانات ہیں اور اس سے ذرا آگے حضرت ابراہیم بن رسول خداؐ اور حضرت عثمان بن مظعون کی مبارک قبور ہیں، حضرت عثمان بن مظعون رسول کریمؐ کے رضاعی بھائی جنت البقیع میں سب سے پہلے دفن ہونے والے مہاجر تھے۔ ان کے قریب ہی مشہور صحابہ کرام حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، ابن خدافہ اسہمی اور اسعد بن زرارہؓ حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کی مبارک قبور کی نشاندہی کی جاتی ہے جنت البقیع کی مشرقی حدود کے قریب حضرت عثمان بن عفان اور یہاں سے شمالی جانب احاطہ کی دیوار کے نیچے مائی حلیمہ سعدیہ کی قبور بتائی جاتی ہیں۔ دخول والے دروازہ کے ساتھ حضورؐ کی پھوپھیاں دفن بتائی جاتی تھیں جنت البقیع کی دیوار کے باہر مشرقی طرف حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کی قبور بتائی جاتی ہیں۔

۔ قبرستان جنت البقیع کے دروازے سے داخل ہوتے ہی سلام مسنون اور دعا پڑھنا

Marfat.com

چاہیے۔ پھر مختلف قبروں پر علیحدہ علیحدہ سلام اور دعائیں پڑھی جائیں کچھ لوگ اس کی ابتدا حضرت عثمان غنی رضی کی مبارک قبر سے کرتے ہیں کچھ حضور کے جگر گوشے کی قبر سے اور کچھ اہل بیت کے احاطہ سے ایک روایت کے مطابق مقبرۃ البقیع سے ستر ہزار اشخاص اٹھیں گے اور بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

Marfat.com

ادعیہ حج و زیارت

نیّتِ حج، عمرہ اور زیارت۔ دخولِ مکّہ مشرّفہ

زیارتِ حرم شریف

طوافِ سلامی اور طوافِ الوداع

سعی ــ اور عرفہ

مقامِ عرفات پر حضرت امام حسینؑ کی تاریخی دُعا

مدینہ منوّرہ، مسجد نبویؐ اور دوسرے

اماکنِ مقدّسہ کی زیارت، روضۂ اطہر، صحابہ

شہداء اور اکابرِ اسلام کے مزاروں پر دُعائیں

Marfat.com

ادعیہ حج وزیارت

مسنون یہ ہے کہ سفرِ حج جمعرات کو بوقت صبح یا شنبہ (ہفتہ) کے دن بعد نماز ظہر شروع کیا جائے۔ لیکن اگر ریلوے یا ہوائی جہاز یا موٹر ٹرانسپورٹ کے نظام اوقات یا کسی اور مصلحت کے پیشِ نظر یہ ممکن نہ ہو تو سفر کے لئے کوئی بھی دن مقرر کیا جا سکتا ہے روانگی کے وقت تمام کاموں سے فارغ ہو کر گھر کے اندر دو رکعت نماز ادا کی جائے جس کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھی جائے اور حسبِ معمول نماز ختم کی جائے۔ سلام پھیرنے کے بعد بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کہہ کر سورۂ الکافرون۔ سورۂ نصر، سورۂ فلق۔ سورۂ النّاس پڑھے اور آخر میں پھر بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کہے۔ اس کے بعد گھر والوں سے مخاطب ہو کر یہ دُعا کی جائے۔

اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہُ لَا یُضِیْعُ وَدَاعَہٗ یعنی میں تمھیں اللہ کے حوالے کرتا ہوں جو امانتیں ضائع نہیں کرتا۔ پھر گھر سے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھے۔

آغازِ سفر

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ، اَللّٰھُمَّ اطْوِلَنَا الْاَرْضَ وَھَوِّنْ عَلَیْنَا

السَّفَرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ

نیّتِ حج یا عمرہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ اَوْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ اَوْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ (حَسْبِ نِیَّتْ) اَللّٰهُمَّ اَحْرَمَ لَکَ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَجَسَدِیْ وَجَمِیْعُ جَوَارِحِیْ مِنَ الطِّیْبِ وَالنِّسَاءِ وَکُلِّ شَیْئٍ حَرَّمْتَهُ عَلَی الْمُحْرِمِ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْهَکَ الْکَرِیْمَ، لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ '

مکّہ میں داخل ہوتے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِیْ بِهَا قَرَارًا وَارْزُقْنِیْ فِیْهَا رِزْقًا حَلَالًا، اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْحَرَمَ حَرَمُکَ ۔ وَالْبَلَدَ بَلَدُکَ وَالْاَمْنَ

Marfat.com

اَمْنُكَ وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ جِئْتُكَ مِنْ بِلَادٍ بَعِيْدَةٍ بِذُنُوْبٍ كَثِيْرَةٍ وَاَعْمَالٍ سَيِّئَةٍ اَسْاَلُكَ مَسْاَلَةَ الْمُضْطَرِّيْنَ اِلَيْكَ الْمُشْفِقِيْنَ مِنْ عَذَابِكَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِيْ بِمَحْضِ عَفْوِكَ وَاَنْ تُدْخِلَنِيْ فَسِيْحِ جَنَّتِكَ جَنَّةِ النَّعِيْمِ، اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ

باب السلام پر پہنچ کر

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ دَارَكَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَا ذَوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا، بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

بیت الشریف کو دیکھتے ہی

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَالْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، اَعُوْذُ بِرَبِّ

Marfat.com

اَلْبَیْتِ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَضِیْقِ
الصَّدْرِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ، اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا
وَتَکْرِیْمًا وَتَعْظِیْمًا وَمَھَابَۃً وَرِفْعَۃً وَبِرًّا وَزِدْ
یَارَبِّ مَنْ کَرَّمَہٗ وَشَرَّفَہٗ وَعَظَّمَہٗ تَشْرِیْفًا
وَتَعْظِیْمًا وَمَھَابَۃً وَرِفْعَۃً وَبِرًّا

باب بنی شیبہ سے داخل ہوتے وقت

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ
صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَصِیْرًا، وَقُلْ
جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا ھُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ
وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا

طواف کرنے کی نیّت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ
لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ

Marfat.com

اب حجرِ اسود کے سامنے آجایئے اور موقع ملے تو حجرِ اسود کو بوسہ دیجئے۔ ورنہ دُور ہی سے کھڑے ہو کر کانوں تک دونوں ہاتھ اُٹھا کر

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

کہتے ہوئے دونوں ہاتھ گرا دیجئے اور پہلا چکر (شواط) شروع کر دیجئے اور یہ دعائیں پڑھتے جایئے۔

دُعا الشوط الاوّل — پہلے چکر کی دُعا

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ

رکنِ یمانی پر پہنچ کر یہ دُعا ختم کر دیجئے اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دُعا پڑھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

Marfat.com

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۃ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ
يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

اور حجرِ اسود پر پہنچ کر بوسہ دے۔ اگر ہجوم ہو تو دُور سے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھائے اور بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھ گرادے۔ اس کو استلام کہتے ہیں۔ یہ عمل ہر شوط (چکر) کے بعد اسی مقام پر آکر دُہرایا جائے۔

دعا الشوط الثانی — دوسرے چکر کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

Marfat.com

دُعا الشوطِ الثالث — تیسرے چکر کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ۔

دُعا الشوطِ الرّابع — چوتھے چکر کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ یَا اَللّٰهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ

Marfat.com

لِي فِيْمَا اَعْطَيْتَنِي وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِي مِنْكَ بِخَيْرٍ،

دُعَا الشَّوْطِ الْخَامِسْ پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ وَلَا بَاقِيَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِي مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَرِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيْمَهَا وَمَا يُقَرِّبُنِي اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ

دُعَا الشَّوْطِ السَّادِس چھٹے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَيَّ حُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ وَحُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِي وَبَيْنَ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ مَا كَانَ لَكَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِي وَمَا كَانَ

لِخَلْقِكَ فَتَحَمَّلَهُ عَنِّيْ وَاغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بَيْتَكَ عَظِيْمٌ وَّوَجْهَكَ كَرِيْمٌ وَّاَنْتَ يَا اَللّٰهُ حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

دُعَاءُ الشَّوْطِ السَّابِعِ — ساتویں چکر کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا كَامِلًا وَّيَقِيْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاكِرًا وَّحَلَالًا طَيِّبًا وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ

ساتویں چکر کے بعد ملتزم کی دُعا

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا

Marfat.com

وَذُرِّيَّاتِنَا وَآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ يَا ذَا الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْعَطَاءِ وَالْإِحْسَانِ اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِكَ مُلْتَزِمٌ بِأَعْتَابِكَ مُتَذَلِّلٌ بَيْنَ يَدَيْكَ أَرْجُو رَحْمَتَكَ وَأَخْشٰى عَذَابَكَ يَا قَدِيمَ الْإِحْسَانِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِي وَتَضَعَ وِزْرِي وَتُصْلِحَ أَمْرِي وَتُطَهِّرَ قَلْبِي وَتُنَوِّرَ لِي فِي قَبْرِي وَتَغْفِرَلِي ذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ، آمِينْ ط

دُعا مقامِ ابراھیمؑ

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِي وَتَعْلَمُ حَاجَتِي فَأَعْطِنِي سُؤْلِي وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي فَاغْفِرْلِي ذُنُوبِي اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ

Marfat.com

اِیْمَانًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ رِضًا مِنْكَ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ اَنْتَ وَلِیِّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَیْتَهَا وَیَسَّرْتَهَا فَیَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَحْیِنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ

دعا حجرِ اسماعیلؑ

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

Marfat.com

اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ بِهٖ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ
اَللّٰهُمَّ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى وَصِفَاتِكَ الْعُلْيَا طَهِّرْ قُلُوْبَنَا
مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُبَاعِدُنَا عَنْ مُشَاهَدَتِكَ وَمَحَبَّتِكَ
وَاَمِتْنَا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِكَ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِالْعِلْمِ قَلْبِيْ
وَاسْتَعْمِلْ بِطَاعَتِكَ بَدَنِيْ وَخَلِّصْ مِنَ الْفِتَنِ سِرِّيْ
وَاشْغَلْ بِالْاِ فِكْرِيْ وَقِنِيْ شَرَّ وَسَاوِسِ الشَّيْطٰنِ
وَاَجِرْنِيْ مِنْهُ يَا رَحْمٰنُ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ لَهٗ عَلَيَّ سُلْطَانٌ
رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کے پیچھے یا پہلو میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور اٹھ کر بیر زمزم پر جائے جہاں خوب سیر ہو کر پانی پیئے اور یہ دعا کرے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا
وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَسَقَمٍ

اس کے بعد صفا و مروہ پر جائے اور وہاں یہ دعائیں کرے

Marfat.com

دُعا السّعی

اَللهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللهِ
الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ الْكَرِيْمِ بُكْرَةً وَاَصِيْلاً . وَمِنَ
اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلاً طَوِيْلاً ، لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ
الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ لَا شَيْءَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ يُحْيِيْ
وَهُوَ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ دَائِمٌ لَا يَمُوْتُ وَلَا يَفُوْتُ
اَبَداً بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْئٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ
وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ
اَنْتَ اللهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ، رَبَّنَا نَجِّنَا مِنَ النَّارِ
سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ فَرِحِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ مَعَ عِبَادِكَ
الصَّالِحِيْنَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ
رَفِيْقًا ، ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللهِ وَكَفٰى بِاللهِ عَلِيْمًا ۔ لَا

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تَعَبُّدًا وَرِقًّا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ
الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ
الْفَرْدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا
وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ
مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ
فِیْ کِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ دَعَوْنَاکَ
رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا کَمَا اَمَرْتَنَا اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ
رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ
آمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ
عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ، رَبَّنَا وَآتِنَا
مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ
اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ، رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا
وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ، رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ
قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

Marfat.com

رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْخَيْرَ عَاجِلَهٗ وَآجِلَهٗ وَاسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ، اَللّٰهُمَّ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ فَلَكَ الْحَمْدُ حَتّٰى تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ مَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الصَّادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِيْنُ اَللّٰهُمَّ اَسْاَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ

اَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّيْ حَتّٰى تَتَوَفَّانِيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ فِيْ قَبْرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا
اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ
مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ، يَا
اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ
يَا اَللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا ذَكَرْنَاكَ حَقَّ ذِكْرِكَ يَا اَللّٰهُ، سُبْحَانَكَ
مَا شَكَرْنَاكَ حَقَّ شُكْرِكَ يَا اَللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا اَعْلٰى
شَاْنَكَ يَا اَللّٰهُ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ
قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا
مِنَ الرَّاشِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ
اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ فِي
الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ
وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ
النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ اَبَدًا اَللّٰهُمَّ

إِنِّي عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَنَا اللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِينَ رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ رَبِّ أَتْمِمْ بِالْخَيْرِ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

سعی کے بعد یہ دعا کرے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا وَعَلٰى طَاعَتِكَ وَشُكْرِكَ أَعِنَّا وَعَلٰى غَيْرِكَ لَا تَكِلْنَا وَعَلَى الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ الْكَامِلِ جَمْعًا تَوَفَّنَا وَأَنْتَ رَاضٍ عَنَّا اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِينِي وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

۸ ذی الحجہ کو (جو یوم الترویہ کہلاتا ہے) حج کی یہ نیت کرنی چاہیے

اَللّٰهُمَّ إِنِّي نَوَيْتُ الْحَجَّ وَأَحْرَمْتُ بِهِ لِلّٰهِ تَعَالٰى فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ

لَاشَرِيكَ لَكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ
لَاشَرِيْكَ لَكَ

دُعائے عرفہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ وَفَّقْتَنِيْ وَحَمَلْتَنِيْ عَلٰى مَا سَخَّرْتَ لِيْ حَتّٰى بَلَّغْتَنِيْ بِاِحْسَانِكَ اِلٰى زِيَارَةِ بَيْتِكَ وَالْوُقُوْفِ عِنْدَ هٰذَا الْمَشْعَرِ الْعَظِيْمِ اقْتِدَاءً بِسُنَّةِ خَلِيْلِكَ وَاقْتِفَاءً لِاٰثَارِ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ لِكُلِّ ضَيْفٍ قِرًى وَلِكُلِّ وَفْدٍ جَائِزَةً وَلِكُلِّ سَائِلٍ عَطِيَّةً وَلِكُلِّ رَاجٍ ثَوَابًا وَلِكُلِّ مُلْتَمِسٍ لِمَا عِنْدَكَ جَزَاءً وَلِكُلِّ رَاغِبٍ اِلَيْكَ زُلْفٰى وَلِكُلِّ مُتَوَجِّهٍ اِلَيْكَ اِحْسَانًا وَقَدْ وَقَفْنَا بِهٰذَا الْمَشْعَرِ الْعَظِيْمِ رَجَاءً لِمَا عِنْدَكَ فَلَا تُخَيِّبِ اِلٰهَنَا رَجَاءَنَا

Marfat.com

فِيكَ يَا سَيِّدَنَا يَا مَوْلَانَا يَا مَنْ خَضَعَتْ كُلُّ الْاَشْيَاءِ
لِعِزَّتِهٖ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِعَظْمَتِهٖ، اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ
خَرَجْنَا وَبِفِنَائِكَ اَنَخْنَا وَاِيَّاكَ اَمَّلْنَا وَمَا عِنْدَكَ
طَلَبْنَا وَلِاِحْسَانِكَ تَعَرَّضْتَنَا وَلِرَحْمَتِكَ رَجَوْنَا وَمِنْ
عَذَابِكَ اَشْفَقْنَا وَلِبَيْتِكَ الْحَرَامِ حَجَجْنَا يَا مَنْ
يَمْلِكُ حَوَائِجَ السَّائِلِيْنَ وَيَعْلَمُ ضَمَائِرَ الصَّامِتِيْنَ
يَا مَنْ لَيْسَ مَعَهٗ رَبٌّ يُدْعٰى وَلَا اِلٰهَ يُرْجٰى وَلَا فَوْقَهٗ
خَالِقٌ يُخْشٰى وَلَا وَزِيْرٌ يُؤْتٰى وَلَا حَاجِبٌ يُرْشٰى. يَا مَن
يَزْدَادُ عَلَى السُّوَالِ اِلَّا كَرَمًا وَجُوْدًا وَعَلٰى كَثْرَةِ الْحَوَائِجِ
اِلَّا تَفَضُّلًا وَاِحْسَانًا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَرٰى مَكَانِيْ وَتَسْمَعُ
كَلَامِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَّتِيْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ
شَيْءٌ مِنْ اَمْرِيْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ، الْمُسْتَغِيْثُ
الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْئَلُكَ
مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ
الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ دُعَاءَ مَنْ
خَضَعَ لَكَ عُنُقُهٗ وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ

Marfat.com

عَيْنَاهُ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ لَا تَجْعَلْنِي رَبِّ شَقِيًّا ،
وَكُنْ بِي رَءُوْفًا رَحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَ يَا
خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ، رَبِّ اِهْدِنَا بِالْهُدٰى وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى
وَاغْفِرْ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي
نُوْرًا وَفِي سَمْعِي نُوْرًا وَفِي بَصَرِي نُوْرًا وَفِي لِسَانِي
نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا وَمِنْ فَوْقِي نُوْرًا وَاجْعَلْ فِي
نَفْسِي نُوْرًا وَعَظِّمْ لِي نُوْرًا رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي
وَيَسِّرْ لِي اَمْرِي، اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى
وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا
وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَعَمَلًا صَالِحًا مَقْبُوْلًا ، اَللّٰهُمَّ
اِنِّي قَدْ وَفَدْتُ اِلَيْكَ وَوَقَفْتُ بَيْنَ يَدَيْكَ فِي
هٰذَا الْمَوْضِعِ الشَّرِيْفِ رَجَاءَ لِمَا عِنْدَكَ فَلَا تَجْعَلْنِي
الْيَوْمَ اَخْيَبَ وَفْدِكَ فَاَكْرِمْنِي بِالْجَنَّةِ وَمُنَّ عَلَيَّ
بِالْمَغْفِرَةِ وَالْعَافِيَةِ وَاَجِرْنِي مِنَ النَّارِ ، وَادْرَأْ
عَنِّي شَرَّ خَلْقِكَ اِنْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْكَ وَاُغْلِقَتِ
الْاَبْوَابُ اِلَّا بَابَكَ فَلَا تَكِلْنِي اِلٰى اَحَدٍ سِوَاكَ

Marfat.com

فِي أُمُورِ دِينِي وَ دُنْيَايَ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ ، وَانْقُلْنِي مِنْ ذُلِّ الْمَعْصِيَةِ إِلَى عِزِّ الطَّاعَةِ وَنَوِّرْ قَلْبِي وَقَبْرِي وَأَعِذْنِي مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ وَاجْمَعْ لِيَ الْخَيْرَ كُلَّهُ يَا أَكْرَمَ مَنْ سُئِلَ وَأَجْوَدَ مَنْ أَعْطٰى اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِي آخِرَهُ وَخَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِمَهُ وَخَيْرَ أَيَّامِي يَوْمَ لِقَائِكَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِي بِأَمْرِكَ وَأَيِّدْنِي بِنَصْرِكَ وَارْزُقْنِي مِنْ فَضْلِكَ وَنَجِّنِي مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَكَ فَقَدْ أَتَيْتُكَ لِرَحْمَتِكَ رَاجِيًا وَعَنْ وَطَنِي نَائِيًا وَلِنُسُكِي مُؤَدِّيًا وَلِفَرَائِضِكَ قَاضِيًا وَلِكِتَابِكَ تَالِيًا وَلَكَ دَاعِيًا وَلِقَسْوَةِ قَلْبِي شَاكِيًا وَمِنْ ذَنْبِي خَاشِيًا وَلِنَفْسِي ظَالِمًا وَبِجُرْمِي عَالِمًا دُعَاءَ مَنْ جُمِعَتْ عُيُوبُهُ وَكَثُرَتْ ذُنُوبُهُ وَتَصَرَّمَتْ آمَالُهُ وَبَقِيَتْ آثَامُهُ وَانْسَكَبَتْ دَمْعَتُهُ وَانْقَطَعَتْ مُدَّتُهُ دُعَاءَ مَنْ لَا يَجِدُ لِنَفْسِهِ غَافِرًا غَيْرَكَ وَلَا لِمَأْمُولِهِ مِنَ الْخَيْرَاتِ

Marfat.com

مُعْطِياً سِوَاكَ وَلَا لِكَسْرِيْ جَابِراً اِلَّا اَنْتَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ وَقَدْ
دَعَوْتُكَ بِالدُّعَاءِ الَّذِیْ عَلَّمْتَنِيْهِ فَلَا تَحْرِمْنِيْ مِنَ الرَّجَاءِ
الَّذِیْ عَرَّفْتَنِيْهِ يَا مَنْ لَا تَنْفَعُهُ الطَّاعَةُ وَلَا تَضُرُّهُ
الْمَعْصِيَةُ وَمَا اَعْطَيْتَنِيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ لِيْ عَوْنًا
فِيْمَا تُحِبُّ وَاجْعَلْهُ لِيْ خَيْراً وَحَبِّبْ طَاعَتَكَ لِيْ وَالْعَمَلَ
بِهَا كَمَا حَبَّبْتَهَا اِلٰى اَوْلِيَائِكَ حَتّٰى رَاَوْا ثَوَابَهَا وَكَمَا
هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ فَلَا تَنْزِعْهُ مِنِّيْ حَتّٰى تَقْبِضَنِيْ
اِلَيْكَ وَاَنَا عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَیَّ الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ
فِيْ قَلْبِيْ وَكَرِّهْ اِلَیَّ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ
وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الرَّاشِدِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ اخْتِمْ بِالْخَيْرَاتِ
آجَالَنَا وَحَقِّقْ بِفَضْلِكَ آمَالَنَا وَسَهِّلْ لِبُلُوْغِ رِضَاكَ
سُبُلَنَا وَحَسِّنْ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ اَعْمَالَنَا يَا مُنْقِذَ
الْغَرْقٰى يَا مُنْجِيَ الْهَلْكٰى يَا شَاهِدَ كُلِّ نَجْوٰى ، يَا
مُنْتَهٰى كُلِّ شَكْوٰى يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ يَا دَائِمَ الْمَعْرُوْفِ
يَا مَنْ رِزْقُ كُلِّ شَيْءٍ عَلَيْهِ وَمَصِيْرُ كُلِّ شَيْءٍ اِلَيْهِ

Marfat.com

إِلَيْكَ رُفِعَتْ أَيْدِي السَّائِلِينَ وَامْتَدَّتْ أَعْنَاقُ
الْعَابِدِينَ نَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَنَا فِي كَنَفِكَ وَجُودِكَ
وَحِرْزِكَ وَعِيَاذِكَ وَسِتْرِكَ وَأَمَانِكَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا
نَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ
وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ
وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ فِي مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْبًا
إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا غَائِبًا إِلَّا رَدَدْتَهُ
وَلَا كَرْبًا إِلَّا كَشَفْتَهُ وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا عَدُوًّا
إِلَّا كَفَيْتَهُ وَلَا فَسَادًا إِلَّا أَصْلَحْتَهُ وَلَا مَرِيضًا إِلَّا عَافَيْتَهُ
وَلَا خَلَّةً إِلَّا سَدَدْتَهَا وَلَا حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ لَكَ فِيهَا رِضًى وَلَنَا فِيهَا صَلَاحٌ إِلَّا قَضَيْتَهَا
فَإِنَّكَ تَهْدِي السَّبِيلَ وَتَجْبُرُ الْكَسِيرَ وَتُغْنِي الْفَقِيرَ
اَللّٰهُمَّ لَا يَمْنَعُنِي مِنْكَ أَحَدٌ إِذَا أَرَدْتَنِي وَلَا يُعْطِينِي
أَحَدٌ إِذَا حَرَمْتَنِي فَلَا تَحْرِمْنِي بِقِلَّةِ شُكْرِي وَلَا
تَخْذُلْنِي بِقِلَّةِ صَبْرِي اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْمَوْتَ خَيْرَ غَائِبٍ
نَنْتَظِرُهُ وَالْقَبْرَ خَيْرَ بَيْتٍ نَعْمُرُهُ وَاجْعَلْ مَا بَعْدَهُ

Marfat.com

خَيْرًا لَنَا مِنْهُ رَبِّ اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِاَبْنَائِيْ وَالِاِخْوَانِيْ
وَلِاَهْلِ بَيْتِيْ وَذُرِّيَّتِيْ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا
حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبَنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرَضِّنِيْ
بِقَضَائِكَ وَاَعِنِّيْ عَلَى الدُّنْيَا بِالْعِفَّةِ وَالْقَنَاعَةِ وَعَلَى الدِّيْنِ
بِالطَّاعَةِ وَطَهِّرْ لِسَانِيْ مِنَ الْكِذْبِ وَقَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ
وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَبَصَرِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ
خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ
غُرْبَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَمَصْرَعِيْ عِنْدَ الْمَوْتِ وَوَحْشَتِيْ فِيْ
قَبْرِيْ وَمُقَامِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ
السَّلَامُ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ
نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ فَلَا اِنَّهٗ يَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ فَلَا يَهْدِيْ
لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا فَاِنَّهٗ لَا يَصْرِفُ

سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوبُ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِى مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْراً لِى وَتَوَفَّنِى اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْراً لِى ، وَاهْدِنِى لِاَرْشَدِ اَمْرِى وَاَجِرْنِى مِنْ شَرِّ نَفْسِى اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتِنَا فِى الْاُمُورِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْىِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ وَارْحَمْ غُرْبَتِى فِى الدُّنْيَا وَتَضَرُّعِى عِنْدَ الْمَوْتِ وَوَحْدَتِى فِى الْقَبْرِ وَمُقَامِى بَيْنَ يَدَيْكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الطَّيِّبِ الطَّاهِرِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِى دُعِيْتَ بِهِ اَجَبْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهِ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهِ فَرَّجْتَ اَنْ تُعِيذَنِى مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَالْعِلَّةِ وَكَافَّةِ الْاَمْرَاضِ وَالْاَعْرَاضِ وَسَائِرِ الْاَسْقَامِ وَالْآلَامِ وَاَسْئَلُكَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ وَجَوَامِعَهُ وَاَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَظَاهِرَهُ وَبَاطِنَهُ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَا اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَسْئَلُكَ فَرَجًا قَرِيبًا وَنَصْراً عَزِيزاً وَصَبْراً جَمِيلاً وَفَتْحًا مُبِينًا وَعِلْمًا كَثِيراً نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا مُبَارَكًا .

Marfat.com

فِي عَافِيَةٍ بِلَا بَلَاءٍ وَاَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ مِنْ كُلِّ بَلِيَّةٍ
وَاَسْئَلُكَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَالشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ، اَللّٰهُمَّ
اقْسِمْ لِي مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنِي وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ
وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنِي بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِينِ مَا
تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيَّ مَصَائِبَ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنِي اَللّٰهُمَّ بِسَمْعِي
وَبَصَرِي وَدِيْنِي وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّي وَاجْعَلْ ثَاْرِي
عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِي وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ عَادَانِي وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا
اَكْبَرَ هَمِّي وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِي وَلَا اِلَى النَّاسِ مَصِيْرِي
اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ بِنُوْرِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ
وَسُلْطَانِكَ الْعَظِيمِ تَوْبَةً صَادِقَةً وَاَوْبَةً خَالِصَةً
وَاِنَابَةً كَامِلَةً وَمَحَبَّةً غَالِبَةً وَشَوْقًا اِلَيْكَ
وَرَغْبَةً فِيمَا لَدَيْكَ وَفَرَجًا عَاجِلًا وَرِزْقًا وَاسِعًا
وَلِسَانًا رَطْبًا بِذِكْرِكَ وَقَلْبًا مُنَعَّمًا بِشُكْرِكَ وَبَدَنًا هَيِّنًا
لَيِّنًا بِطَاعَتِكَ وَاَعْطِنَا مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ
سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوذُ
بِكَ مِنَ الْفَقْرِ اِلَّا اِلَيْكَ وَمِنَ الذُّلِّ اِلَّا لَكَ وَمِنَ

Marfat.com

الْخَوْفِ إِلاَّ مِنْكَ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَقُولَ زُوراً أَوْ أَغْشَى
فُجُوراً أَوْ أَكُونَ بِكَ مَغْرُوراً وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَمَاتَةِ
الْأَعْدَاءِ وَعُضَالِ الدَّاءِ وَخَيْبَةِ الرَّجَاءِ وَزَوَالِ
النِّعَمِ وَفُجَاءَةِ النِّقَمِ وَارْزُقْنَا حَلَاوَةَ مُنَاجَاتِكَ
وَاسْئَلُكَ بِنَا سَبِيلَ مَرْضَاتِكَ وَاقْطَعْ عَنَّا كُلَّ مَا
يُبْعِدُنَا عَنْ خِدْمَتِكَ وَطَاعَتِكَ وَانْقِذْنَا مِنْ دَرَكَاتِنَا
وَغَفَلَاتِنَا وَأَلْهِمْنَا رُشْدَنَا وَحَقِّقْ فِيكَ قَصْدَنَا
وَاسْتُرْنَا فِي دُنْيَانَا وَآخِرَتِنَا وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَةِ
الْمُتَّقِينَ وَأَلْحِقْنَا بِعِبَادِكَ الصَّالِحِينَ، اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْنَا مِنَ الْأَئِمَّةِ الْأَبْرَارِ وَأَسْكِنَّا مَعَهُمْ فِي
دَارِ الْقَرَارِ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْمُخَالِفِينَ الْفُجَّارِ وَوَفِّقْنَا
بِحُسْنِ الْإِقْبَالِ عَلَيْكَ وَالْإِصْغَاءِ إِلَيْكَ وَالْمُبَادَرَةِ إِلَى
خِدْمَتِكَ وَحُسْنُ الْأَدَبِ فِي مُعَامَلَتِكَ وَالتَّسْلِيمِ لِأَمْرِكَ
وَالرِّضَا بِقَضَائِكَ وَالصَّبْرِ عَلَى بَلَائِكَ وَالشُّكْرِ لِنَعْمَائِكَ
وَأَعِذْنَا مِنْ أَحْوَالِ الشَّقَاءِ وَوَفِّقْنَا لِأَعْمَالِ أَهْلِ التُّقَى
وَارْزُقْنَا الْإِسْتِعْدَادَ لِيَوْمِ اللِّقَاءِ يَا مَنْ عَلَيْكَ الْإِعْتِمَادُ

Marfat.com

وَالْمُتَّكَلُ اَللّٰهُمَّ اَنْهِجْ بِنَا مَنَاهِجَ الْمُفْلِحِينَ وَاَلْبِسْنَا
خِلَعَ الْاِيْمَانِ وَالْيَقِينَ وَخُصَّنَا مِنْكَ بِالتَّوْفِيقِ الْمُبِين
وَوَفِّقْنَا لِقَوْلِ الْحَقِّ وَاتِّبَاعِهٖ وَخَلِّصْنَا مِنَ الْبَاطِلِ
وَابْتِدَاعِهٖ وَكُنْ لَنَا مُؤَيِّداً وَلَا تَجْعَلْ لِفَاجِرٍ عَلَيْنَا
يَداً وَاجْعَلْ لَنَا عَيْشاً رَغَداً وَلَا تُشْمِتْ بِنَا عَدُوّاً
وَلَا حَاسِدًا وَارْزُقْنَا عِلْمًا نَافِعًا اَللّٰهُمَّ عَامِلْنَا بِغُفْرَانِكَ
وَامْنُنْ عَلَيْنَا بِفَضْلِكَ وَاِحْسَانِكَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ
وَعَافِنَا مِنْ دَارِ الْخِزْيِ وَالْبَوَارِ وَاَدْخِلْنَا بِفَضْلِكَ الْجَنَّةَ
دَارَ الْقَرَارِ وَاجْعَلْنَا مَعَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فِي
دَارِ رِضْوَانِكَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ عَهْدِي مِنْ
هٰذَا الْمَوْقِفِ الْعَظِيمِ وَارْزُقْنِي الرُّجُوعَ اِلَيْهِ مَرَّاتٍ
كَثِيرَةً بِلُطْفِكَ الْعَمِيمِ وَاجْعَلْنِي مُفْلِحًا مَرْحُومًا مُسْتَجَابَ
الدُّعَاءِ فَائِزاً بِالْقَبُولِ وَالرِّضْوَانِ وَالتَّجَاوُزِ وَالْغُفْرَانِ
وَالرِّزْقِ الْحَلَالِ الْوَاسِعِ وَبَارِكْ لِي فِي جَمِيعِ اُمُورِي
وَمَا اَرْجِعُ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِي وَمَالِي وَاَوْلَادِي رَبَّنَا آتِنَا
فِي الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاغْفِرْلَنَا

وَلِوَالِدِيْنَا وَ ذُرِّيَّتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَهْلِيْنَا وَالْحَاضِرِيْنَ وَالْغَائِبِيْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

میدانِ عرفات میں زوال کے وقت یہ دُعا کرے

دُعاءِ المشعرالحرام

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ كَمَا اَوْقَفْتَنَا فِيْهِ وَاَرَيْتَنَا اِيَّاهُ فَوَفِّقْنَا لِذِكْرِكَ كَمَا هَدَيْتَنَا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا كَمَا وَعَدْتَنَا بِقَوْلِكَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ يَا غَفُوْرُ يَا رَحِيْمُ اَنْ تَفْتَحَ لِاَدْعِيَتِنَا اَبْوَابَ الْاِجَابَةِ يَا مَنْ

Marfat.com

إِذَا سَأَلَهُ الْمُضْطَرُّ أَجَابَهُ يَا مَنْ يَقُولُ لِلشَّيْءِ كُنْ
فَيَكُونُ اَللّٰهُمَّ إِنَّا جِئْنَاكَ بِجَمْعِنَا مُتَشَفِّعِينَ إِلَيْكَ
فِي غُفْرَانِ ذُنُوبِنَا فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِينَ وَآتِنَا أَفْضَلَ مَا
تُؤْتِي عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ وَلَا تَصْرِفْنَا مِنْ هٰذَا الْمَشْعَرِ
الْعَظِيمِ إِلَّا فَائِزِينَ مُفْلِحِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَادِمِينَ
وَلَا ضَالِّينَ وَلَا مُضِلِّينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَللّٰهُمَّ
وَوَفِّقْنَا لِلْهُدٰى وَاعْصِمْنَا مِنْ أَسْبَابِ الْجَهْلِ وَالرَّدٰى
وَسَلِّمْنَا مِنْ آفَاتِ النُّفُوسِ فَإِنَّهَا شَرُّ الْعِدٰى وَاجْعَلْنَا
مِمَّنْ أَقْبَلْتَ عَلَيْهِ فَأَعْرَضَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَخُذْ بِأَيْدِينَا
إِلَيْكَ وَارْحَمْ تَضَرُّعَنَا بَيْنَ يَدَيْكَ إِلٰهَنَا قَوِّمْنَا إِذَا
اعْوَجَجْنَا وَأَعِنَّا إِذَا اسْتَقَمْنَا وَكُنْ لَنَا وَلَا تَكُنْ
عَلَيْنَا وَأَحْيِنَا فِي الدُّنْيَا مُؤْمِنِينَ طَائِعِينَ وَتَوَفَّنَا
مُسْلِمِينَ تَائِبِينَ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ يَأْخُذُ كِتَابَهُ بِالْيَمِينِ
وَاجْعَلْنَا يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ مِنَ الْآمِنِينَ وَمَتِّعْنَا
اَللّٰهُمَّ بِالنَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ الْكَرِيمِ بِرَحْمَتِكَ يَا
أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ،

Marfat.com

دُعاء منی الماثور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ بَلَّغَنِيْهَا سَالِمًا مُعَافِى اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى قَدْ اَتَيْتُهَا وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتُ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَالْمُصِيْبَةِ فِىْ دِيْنِىْ وَدُنْيَاىَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ

دُعا رمی الجمرات الماثور

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَجْمًا لِلشَّيْطَانِ وَحِزْبِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَعَمَلًا صَالِحًا مَقْبُوْلًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

دُعا طواف الوداع

اِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی
مَعَادٍ یَا مُعِیْدُ اَعِدْنِیْ وَیَا سَمِیْعُ اسْمَعْنِیْ وَیَا جَابِرُ
اجْبُرْنِیْ وَیَا سَتَّارُ اسْتُرْنِیْ وَیَا رَحْمٰنُ ارْحَمْنِیْ وَیَا رَآدُّ
ارْدُدْنِیْ اِلٰی بَیْتِكَ هٰذَا وَارْزُقْنِیْ اِلَیْهِ الْعَوْدَ ثُمَّ
الْعَوْدَ كَرَّاتٍ بَعْدَ مَرَّاتٍ تَآئِبِیْنَ عَابِدِیْنَ سَآئِحِیْنَ
لِرَبِّنَا حَامِدِیْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ
وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اكْتُبِ السَّلَامَةَ
وَالْعَافِیَةَ وَالْغَنِیْمَةَ لَنَا وَلِعَبِیْدِكَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ
وَالْمُسَافِرِیْنَ وَالْمُقِیْمِیْنَ فِیْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ مِنْ اُمَّةِ
مُحَمَّدٍ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ عَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ
یَسَارِیْ وَمِنْ قُدَّامِیْ وَمِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ
وَمِنْ تَحْتِیْ حَتّٰی تُوَصِّلَنِیْ اِلٰی اَهْلِیْ وَبَلَدِیْ فَاِذَا
اَوْصَلْتَنِیْ اِلٰی اَهْلِیْ وَبَلَدِیْ اَسْئَلُكَ اَنْ لَّا تُخْلِیْنِیْ
مِنْ رَحْمَتِكَ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَلَآ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ

Marfat.com

كُنْ لَنَا صَاحِبًا فِي سَفَرِنَا وَخَلِيفَةً فِي أَهْلِنَا وَاطْمِسْ
عَلَىٰ وُجُوهِ أَعْدَائِنَا وَامْسَخْهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَلَا
يَسْتَطِيعُونَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيءَ إِلَيْنَا اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ
فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى
اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ
أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اَللّٰهُمَّ
إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ
الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَنَا الْأَرْضَ
وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا
وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا

دُعا بعد طواف الوداع

اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَيْتُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ
وَابْنُ أَمَتِكَ حَمَلْتَنِي عَلَىٰ مَا سَخَّرْتَ لِي مِنْ خَلْقِكَ
وَسَيَّرْتَنِي فِي بِلَادِكَ حَتّٰى بَلَّغْتَنِي بِنِعْمَتِكَ إِلَىٰ بَيْتِكَ
وَأَعَنْتَنِي عَلَىٰ أَدَاءِ نُسُكِي فَإِنْ كُنْتَ رَضِيتَ عَنِّي

فَارْدُدْ عَنِّي بِرِضًى وَ اِلاَّ فَمِنَ الْآنِ وَقَبْلَ اَنْ تَنْأَى
عَنْكَ دَارِي وَهٰذَا اَوَانُ انْصِرَافِي اِنْ اَذِنْتَ لِي غَيْرَ
مُسْتَبْدِلٍ بِكَ وَلاَ بِبَيْتِكَ وَلاَ رَاغِبًا عَنْكَ وَلاَ عَنْ
بَيْتِكَ ـ اَللّٰهُمَّ فَاصْحِبْنِي الْعَافِيَةَ فِي بَدَنِي وَالصِّحَّةَ
فِي جِسْمِي وَالْعِصْمَةَ فِي دِينِي وَاَحْسِنْ مُنْقَلَبِي
وَارْزُقْنِي طَاعَتَكَ مَا اَبْقَيْتَنِي وَاجْمَعْ لِي بَيْنَ
خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ
اَجْمَعِينَ ،

مقام عرفات پر حضرت امام حسین رضؓ کی دُعا

بشر اور بشیر ابنائے غالب کا بیان ہے کہ ہم عرفہ کے دن حضرت امام حسین رضؓ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ اپنی جماعت کے ساتھ باہر نکلے اور جبل الرحمۃ کی بائیں جانب ٹھہر کر اپنا منہ خانہ کعبہ کی جانب کیا اور نہایت تضرّع وزاری سے یہ طویل دُعا کی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَیْسَ لِقَضَآئِهٖ دَافِعٌ وَّلَا لِعَطَآئِهٖ مَانِعٌ وَّلَا كَصُنْعِهٖ صُنْعُ صَانِعٍ وَهُوَ الْجَوَادُ الْوَاسِعُ فَطَرَ اَجْنَاسَ الْبَدَائِعِ وَاَتْقَنَ بِحِكْمَتِهِ الصَّنَائِعَ لَا تَخْفٰى عَلَيْهِ الطَّلَائِعُ وَلَا تَضِيْعُ عِنْدَهُ الْوَدَائِعُ جَازِیْ كُلِّ صَانِعٍ وَرَائِشُ كُلِّ قَانِعٍ وَرَاحِمُ كُلِّ ضَارِعٍ مُنْزِلُ الْمَنَافِعِ وَالْكِتٰبِ الْجَامِعِ بِالنُّوْرِ السَّاطِعِ وَهُوَ لِلدَّعَوَاتِ سَامِعٌ وَلِلْكُرُبَاتِ دَافِعٌ وَلِلدَّرَجَاتِ رَافِعٌ وَلِلْجَبَابِرَةِ قَامِعٌ فَلَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ وَلَا شَیْءَ يَعْدِلُهٗ وَلَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَرْغَبُ اِلَيْكَ وَاَشْهَدُ بِالرُّبُوْبِيَّةِ لَكَ مُقِرًّا بِاَنَّكَ رَبِّیْ وَاِلَيْكَ مَرَدِّیْ ابْتَدَاْتَنِیْ بِنِعْمَتِكَ قَبْلَ اَنْ اَكُوْنَ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا

Marfat.com

خَلَقْتَنِيْ مِنَ التُّرَابِ ثُمَّ اَسْكَنْتَنِيْ الْاَصْلَابَ آمِنًا لِرَيْبِ
الْمَنُوْنِ وَاخْتِلَافِ الدُّهُوْرِ وَالسِّنِيْنَ فَلَمْ اَزَلْ ظَاعِنًا مِنْ
صُلْبٍ اِلٰى رَحِمٍ فِيْ تَقَادُمٍ مِنَ الْاَيَّامِ الْمَاضِيَةِ وَالْقُرُوْنِ
الْخَالِيَةِ لَمْ تُخْرِجْنِيْ لِرَافَتِكَ بِيْ وَلُطْفِكَ لِيْ وَاِحْسَانِكَ
اِلَيَّ فِيْ دَوْلَةِ اَئِمَّةِ الْكُفْرِ الَّذِيْنَ نَقَضُوْا عَهْدَكَ وَكَذَّبُوْا رُسُلَكَ
لٰكِنَّكَ اَخْرَجْتَنِيْ لِلَّذِيْ سَبَقَ لِيْ مِنَ الْهُدَى الَّذِيْ لَهٗ يَسَّرْتَنِيْ
وَفِيْهِ اَنْشَاْتَنِيْ وَمِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ رَؤُفْتَ بِيْ بِجَمِيْلِ صُنْعِكَ وَسَوَابِغِ
نِعَمِكَ فَابْتَدَعْتَ خَلْقِيْ مِنْ مَنِيٍّ يُمْنٰى وَاَسْكَنْتَنِيْ فِيْ ظُلُمَاتٍ
ثَلَاثٍ بَيْنَ لَحْمٍ وَدَمٍ وَجِلْدٍ لَمْ تُشْهِدْنِيْ خَلْقِيْ وَلَمْ تَجْعَلْ
اِلَيَّ شَيْئًا مِنْ اَمْرِيْ ثُمَّ اَخْرَجْتَنِيْ لِلَّذِيْ سَبَقَ لِيْ مِنَ الْهُدٰى اِلَى
الدُّنْيَا تَآمًّا سَوِيًّا وَحَفِظْتَنِيْ فِي الْمَهْدِ طِفْلًا صَبِيًّا وَرَزَقْتَنِيْ مِنَ
الْغِذَاءِ لَبَنًا مَرِيًّا وَعَطَفْتَ عَلَيَّ قُلُوْبَ الْحَوَاضِنِ وَكَفَّلْتَنِي الْاُمَّهَاتِ
الرَّوَاحِمَ وَكَلَاْتَنِيْ مِنْ طَوَارِقِ الْجَآنِّ وَسَلَّمْتَنِيْ مِنَ الزِّيَادَةِ
وَالنُّقْصَانِ فَتَعَالَيْتَ يَا رَحِيْمُ يَا رَحْمٰنُ حَتّٰى اِذَا اسْتَهْلَلْتُ نَاطِقًا
بِالْكَلَامِ وَاَتْمَمْتَ عَلَيَّ سَوَابِغَ الْاِنْعَامِ وَرَبَّيْتَنِيْ زَايِدًا فِيْ كُلِّ
عَامٍ حَتّٰى اِذَا اكْتَمَلَتْ فِطْرَتِيْ وَاعْتَدَلَتْ مِرَّتِيْ اَوْجَبْتَ عَلَيَّ

Marfat.com

حُجَّتَكَ بِاَنْ اَلْهَمْتَنِي مَعْرِفَتَكَ وَرَوَّعْتَنِي بِعَجَائِبِ حِكْمَتِكَ
وَاَيْقَظْتَنِي لِمَا ذَرَأْتَ فِي سَمَائِكَ وَاَرْضِكَ مِنْ بَدَائِعِ خَلْقِكَ
وَنَبَّهْتَنِي لِشُكْرِكَ وَذِكْرِكَ وَاَوْجَبْتَ عَلَيَّ طَاعَتَكَ وَعِبَادَتَكَ
وَفَهَّمْتَنِي مَاجَاءَتْ بِهٖ رُسُلُكَ وَيَسَّرْتَ لِي تَقَبُّلَ مَرْضَاتِكَ
وَمَنَنْتَ عَلَيَّ فِي جَمِيعِ ذٰلِكَ بِعَوْنِكَ وَلُطْفِكَ ثُمَّ اِذْ خَلَقْتَنِي
مِنْ خَيْرِ الثَّرٰى لَمْ تَرْضَ لِي يَا اِلٰهِي نِعْمَةً دُوْنَ اُخْرٰى
وَرَزَقْتَنِي مِنْ اَنْوَاعِ الْمَعَاشِ وَصُنُوفِ الرِّيَاشِ بِمَنِّكَ الْعَظِيْمِ
الْاَعْظَمِ عَلَيَّ وَاِحْسَانِكَ الْقَدِيْمِ اِلَيَّ حَتّٰى اِذْ اَتْمَمْتَ عَلَيَّ
جَمِيْعَ النِّعَمِ وَصَرَفْتَ عَنِّي كُلَّ النِّقَمِ لَمْ يَمْنَعْكَ جَهْلِي وَ
جُرْأَتِي عَلَيْكَ اَنْ دَلَلْتَنِي اِلٰى مَا يُقَرِّبُنِي اِلَيْكَ وَوَفَّقْتَنِي لِمَا
يُزْلِفُنِي لَدَيْكَ فَاِنْ دَعَوْتُكَ اَجَبْتَنِي وَاِنْ سَئَلْتُكَ اَعْطَيْتَنِي
وَاِنْ اَطَعْتُكَ شَكَرْتَنِي وَاِنْ شَكَرْتُكَ زِدْتَنِي كُلُّ ذٰلِكَ
اِكْمَالٌ لِاَنْعُمِكَ عَلَيَّ وَاِحْسَانِكَ اِلَيَّ فَسُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ
مِنْ مُبْدِئٍ مُعِيْدٍ حَمِيْدٍ مَجِيْدٍ تَقَدَّسَتْ اَسْمَاؤُكَ وَعَظُمَتْ
اٰلَاؤُكَ فَاَيَّ نِعَمِكَ يَا اِلٰهِي اُحْصِي عَدَدًا وَذِكْرًا اَمْ اَيَّ
عَطَايَاكَ اَقُوْمُ بِهَا شُكْرًا وَّهِيَ يَارَبِّ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يُّحْصِيَهَا

Marfat.com

الْعَادُّونَ اَوْ يَبْلُغَ عِلْمًا بِهَا الْحٰفِظُوْنَ ثُمَّ مَا صَرَفْتَ وَدَرَأْتَ
عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ مِنَ الضُّرِّ وَالضَّرَّآءِ اَكْثَرُ مِمَّا ظَهَرَ لِيْ مِنَ
الْعَافِيَةِ وَالسَّرَّآءِ وَاَنَا اَشْهَدُ يَا اِلٰهِيْ بِحَقِيْقَةِ اِيْمَانِيْ وَ
وَعَقْدِ عَزَمَاتِ يَقِيْنِيْ وَخَالِصِ صَرِيْحِ تَوْحِيْدِيْ وَبَاطِنِ
مَكْنُوْنِ ضَمِيْرِيْ وَعَلَائِقِ مَجَارِيْ نُوْرِ بَصَرِيْ وَاَسَارِيْرِ صَفْحَةِ
جَبِيْنِيْ وَخُرْقِ مَسَارِبِ نَفْسِيْ وَخَذَارِيْفِ مَارِنِ عِرْنِيْنِيْ وَ
مَسَارِبِ سِمَاخِ سَمْعِيْ وَمَا ضُمَّتْ وَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِ شَفَتَايَ وَ
حَرَكَاتِ لَفْظِ لِسَانِيْ وَمَغْرَزِ حَنَكِ فَمِيْ وَفَكِّيْ وَمَنَابِتِ اَضْرَاسِيْ
وَمَسَاغِ مَطْعَمِيْ وَمَشْرَبِيْ وَحِمَالَةِ اُمِّ رَاْسِيْ وَبُلُوْغِ فَارِغِ
حَبَائِلِ عُنُقِيْ وَمَا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ تَامُوْرُ صَدْرِيْ وَحَمَائِلِ حَبْلِ
وَتِيْنِيْ وَنِيَاطِ حِجَابِ قَلْبِيْ وَاَفْلَاذِ حَوَاشِيْ وَمَا حَوَتْهُ شَرَاسِيْفُ
اَضْلَاعِيْ وَحِقَاقُ مَفَاصِلِيْ وَقَبْضِ عَوَامِلِيْ وَاَطْرَافُ اَنَامِلِيْ
وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ شَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَعَصَبِيْ وَعِظَامِيْ وَمُخِّيْ وَعُرُوْقِيْ
وَجَمِيْعِ جَوَارِحِيْ وَمَا انْتَسَجَ عَلٰى ذٰلِكَ اَيَّامَ رِضَاعِيْ وَمَا
اَقَلَّتِ الْاَرْضُ مِنِّيْ وَنَوْمِيْ وَيَقْظَتِيْ وَسُكُوْنِيْ وَحَرَكَاتِ رُكُوْعِيْ
وَسُجُوْدِيْ اَنْ لَوْ حَاوَلْتُ وَاجْتَهَدْتُ مَدَى الْاَعْصَارِ وَالْاَحْقَابِ

Marfat.com

لَوْ عُمِّرْتُهَا اَنْ اُوَدِّیَ شُکْرَ وَاحِدَةٍ مِنْ اَنْعُمِكَ مَا اسْتَطَعْتُ
ذٰلِكَ اِلَّا بِمَنِّكَ الْمُوْجِبِ عَلَیَّ بِهٖ شُکْرُكَ اَبَدًا جَدِیْدًا اَوْ
ثَنَاءً طَارِفًا عَتِیْدًا اَجَلْ وَلَوْ حَرَصْتُ اَنَا وَالْعَادُّوْنَ مِنْ
اَنَامِكَ اَنْ نُحْصِیَ مَدٰی اِنْعَامِكَ سَالِفِهٖ وَاٰنِفِهٖ مَا حَصَرْنَاهُ
عَدَدًا وَّلَا اَحْصَیْنَاهُ اَمَدًا هَیْهَاتَ اَنّٰی ذٰلِكَ وَاَنْتَ الْمُخْبِرُ
فِیْ کِتَابِكَ النَّاطِقِ وَالنَّبَاءِ الصَّادِقِ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
لَا تُحْصُوْهَا صَدَقَ کِتَابُكَ اَللّٰهُمَّ وَاِنْبَاؤُكَ وَرُسُلُكَ مَا
اَنْزَلْتَ بِهِمْ مِنْ وَحْیِكَ وَشَرَعْتَ لَهُمْ وَعَلَیْهِمْ مِنْ دِیْنِكَ
غَیْرَ اَنِّیْ یَا اِلٰهِیْ اَشْهَدُ بِجُهْدِیْ وَجِدِّیْ وَمَبْلَغِ طَاعَتِیْ
وَوُسْعِیْ وَاَقُوْلُ مُؤْمِنًا مُوْقِنًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ
وَلَدًا فَیَکُوْنَ مَوْرُوْثًا وَلَمْ یَکُنْ شَرِیْكٌ فِیْ مُلْکِهٖ فَیُضَادَّهٗ فِیْمَا
ابْتَدَاعَ وَلَا وَلِیٌّ مِنَ الذُّلِّ فَیُرْفِدَهٗ فِیْمَا صَنَعَ فَسُبْحَانَهٗ
سُبْحَانَهٗ لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا وَتَفَطَّرَتَا سُبْحَانَ
اللّٰهِ الْوَاحِدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا یُعَادِلُ حَمْدَ مَلٰٓئِکَتِهِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاَنْبِیَائِهِ
الْمُرْسَلِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خِیَرَتِهٖ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ

Marfat.com

وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمُخْلِصِيْنَ وَسَلَّمَ ط پھر آپ نے
اللہ تعالیٰ سے دُعا طلب کرنے میں خاص اہتمام برتا اور آپ کی اس وقت یہ حالت
تھی کہ آنسو آنکھوں سے بہہ کر چہرہ مبارک پر جاری ہو رہے تھے اور اسی حالت میں یہ
فرمانا شروع کیا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اَخْشَاكَ كَاَنِّيْ اَرَاكَ وَاَسْعِدْنِيْ
بِتَقْوَاكَ وَلَا تُشْقِنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ وَخِرْلِيْ فِيْ قَضَائِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ
قَدَرِكَ حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ غِنَايَ فِيْ نَفْسِيْ وَالْيَقِيْنَ فِيْ قَلْبِيْ وَالْاِخْلَاصَ فِيْ عَمَلِيْ
وَالنُّوْرَ فِيْ بَصَرِيْ وَالْبَصِيْرَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَمَتِّعْنِيْ بِجَوَارِحِيْ وَاجْعَلْ
سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ الْوَارِثَيْنِ مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِيْ وَاَرِنِيْ
فِيْهِ ثَارِيْ وَمَارِبِيْ وَاَقِرَّ بِذٰلِكَ عَيْنِيْ اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ
كُرْبَتِيْ وَاسْتُرْ عَوْرَتِيْ وَاغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَاخْسَاْ شَيْطَانِيْ وَفُكَّ
رِهَانِيْ وَاجْعَلْ لِيْ يَا اِلٰهِيْ الدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الْآخِرَةِ وَالْاُوْلٰى
اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا خَلَقْتَنِيْ فَجَعَلْتَنِيْ سَمِيْعًا بَصِيْرًا
وَلَكَ الْحَمْدُ كَمَا خَلَقْتَنِيْ فَجَعَلْتَنِيْ خَلْقًا سَوِيًّا رَحْمَةً
بِيْ وَقَدْ كُنْتَ عَنْ خَلْقِيْ غَنِيًّا رَبِّ بِمَا بَرَاْتَنِيْ فَعَدَّلْتَ
فِطْرَتِيْ رَبِّ بِمَا اَنْشَاْتَنِيْ فَاَحْسَنْتَ صُوْرَتِيْ رَبِّ بِمَا اَحْسَنْتَ اِلَيَّ

Marfat.com

وَفِي نَفْسِي عَافِيَتِي رَبِّ بِمَا كَلَاتَنِي رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَهَدَيْتَنِي
رَبِّ بِمَا اَوْلَيْتَنِي وَمِنْ كُلِّ خَيْرٍ اَعْطَيْتَنِي رَبِّ بِمَا اَطْعَمْتَنِي وَسَقَيْتَنِي
رَبِّ بِمَا اَغْنَيْتَنِي وَاَقْنَيْتَنِي رَبِّ بِمَا اَعَنْتَنِي وَاَعْزَزْتَنِي رَبِّ
بِمَا اَعَنْتَنِي مِنْ سِتْرِكَ الصَّافِي وَيَسَّرْتَ لِي مِنْ صُنْعِكَ الْكَافِي
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاَعِنِّي عَلَى بَوَائِقِ الدُّهُوْرِ وَصُرُوْفِ
اللَّيَالِي وَالْاَيَّامِ وَنَجِّنِي مِنْ اَهْوَالِ الدُّنْيَا وَكُرُبَاتِ الْآخِرَةِ وَاكْفِنِي
شَرَّ مَا يَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ مَا اَخَافُ فَاكْفِنِي وَمَا
اَحْذَرُ فَقِنِي وَفِي نَفْسِي وَدِيْنِي فَاحْرُسْنِي وَفِي سَفَرِي فَاحْفَظْنِي
وَفِي اَهْلِي وَمَالِي فَاخْلُفْنِي وَفِيمَا رَزَقْتَنِي فَبَارِكْ لِي وَفِي نَفْسِي
فَذَلِّلْنِي وَفِي اَعْيُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِي وَمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
فَسَلِّمْنِي وَبِذُنُوْبِي فَلَا تَفْضَحْنِي وَبِسَرِيْرَتِي فَلَا تُخْزِنِي وَبِعَمَلِي
فَلَا تَبْتَلِنِي وَنِعَمَكَ فَلَا تَسْلُبْنِي وَاِلَى غَيْرِكَ فَلَا تَكِلْنِي اِلٰهِي
اِلَى مَنْ تَكِلُنِي اِلَى قَرِيْبٍ فَيَقْطَعُنِي اَمْ اِلَى بَعِيْدٍ فَيَتَجَهَّمُنِي
اَمْ اِلَى الْمُسْتَضْعِفِيْنَ لِي وَاَنْتَ رَبِّي وَمَلِيْكُ اَمْرِي اَشْكُوْ
اِلَيْكَ غُرْبَتِي وَبُعْدَ دَارِي وَهَوَانِي عَلَى مَنْ مَلَّكْتَهُ اَمْرِي
فَلَا تُحْلِلْ عَلَيَّ غَضَبَكَ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ غَضِبْتَ عَلَيَّ فَلَا اُبَالِي

سُبْحَانَكَ غَيْرَ اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ فَاَسْئَلُكَ يَا رَبِّ بِنُوْرِ
وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الْاَرْضُ وَالسَّمٰوٰتُ وَكُشِفَتْ بِهِ
الظُّلُمٰتُ وَصَلَحَ بِهٖ اَمْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اَنْ لَا تُمِيْتَنِيْ
عَلٰى غَضَبِكَ وَلَا تُنْزِلَ بِيْ سَخَطَكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى
قَبْلَ ذٰلِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ
وَالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ الَّذِیْ اَحْلَلْتَهُ الْبَرَكَةَ وَجَعَلْتَهٗ لِلنَّاسِ
اَمْنًا يَا مَنْ عَفَا عَنْ عَظِيْمِ الذُّنُوْبِ بِحِلْمِهٖ يَا مَنْ اَسْبَغَ
النَّعْمَآءَ بِفَضْلِهٖ يَا مَنْ اَعْطَى الْجَزِيْلَ بِكَرَمِهٖ يَا عُدَّتِيْ فِيْ
شِدَّتِيْ يَا صَاحِبِيْ فِيْ وَحْدَتِيْ يَا غِيَاثِيْ فِيْ كُرْبَتِيْ يَا وَلِيِّ فِيْ
نِعْمَتِيْ يَا اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ اٰبَائِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَرَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَرَبَّ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ
النَّبِيِّيْنَ وَاٰلِهِ الْمُنْتَجَبِيْنَ مُنْزِلَ التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ
وَالْفُرْقَانِ وَمُنَزِّلَ كٓهٰيٰعٓصٓ وَطٰهٰ وَيٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ
اَنْتَ كَهْفِيْ حِيْنَ تُعْيِيْنِي الْمَذَاهِبُ فِيْ سَعَتِهَا وَتَضِيْقُ
بِيَ الْاَرْضُ بِرُحْبِهَا وَلَوْلَا رَحْمَتُكَ لَكُنْتُ مِنَ الْهَالِكِيْنَ
وَاَنْتَ مُقِيْلُ عَثْرَتِيْ وَلَوْلَا سَتْرُكَ اِيَّایَ لَكُنْتُ مِنَ الْمَفْضُوْحِيْنَ

Marfat.com

وَأَنْتَ مُؤَيِّدِي بِالنَّصْرِ عَلَى أَعْدَائِي وَلَوْلَا نَصْرُكَ إِيَّايَ لَكُنْتُ
مِنَ الْمَغْلُوبِينَ يَا مَنْ خَصَّ نَفْسَهُ بِالسُّمُوِّ وَالرِّفْعَةِ فَأَوْلِيَاؤُهُ
بِعِزِّهِ يَعْتَزُّونَ يَا مَنْ جَعَلَتْ لَهُ الْمُلُوكُ نِيرَ الْمَذَلَّةِ عَلَى
أَعْنَاقِهِمْ فَهُمْ مِنْ سَطَوَاتِهِ خَائِفُونَ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ
وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ وَغَيْبَ مَا تَأْتِي بِهِ الْأَزْمِنَةُ وَالدُّهُورُ
يَا مَنْ لَا يَعْلَمُ كَيْفَ هُوَ إِلَّا هُوَ يَا مَنْ لَا يَعْلَمُ مَا هُوَ إِلَّا
هُوَ يَا مَنْ كَبَسَ الْأَرْضَ عَلَى الْمَاءِ وَسَدَّ الْهَوَاءَ بِالسَّمَاءِ
يَا مَنْ لَهُ أَكْرَمُ الْأَسْمَاءِ يَا ذَا الْمَعْرُوفِ الَّذِي لَا يَنْقَطِعُ أَبَدًا
يَا مُقَيِّضَ الرَّكْبِ لِيُوسُفَ فِي الْبَلَدِ الْقَفْرِ وَمُخْرِجَهُ مِنَ
الْجُبِّ وَجَاعِلَهُ بَعْدَ الْعُبُودِيَّةِ مَلِكًا يَا رَادَّهُ عَلَى يَعْقُوبَ
بَعْدَ أَنِ ابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ يَا كَاشِفَ
الضُّرِّ وَالْبَلْوَى عَنْ أَيُّوبَ وَمُمْسِكَ يَدَيْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
ذَبْحِ ابْنِهِ بَعْدَ كِبَرِ سِنِّهِ وَفَنَاءِ عُمُرِهِ يَا مَنِ اسْتَجَابَ
لِزَكَرِيَّاءَ فَوَهَبَ لَهُ يَحْيَى وَلَمْ يَدَعْهُ فَرْدًا وَحِيدًا يَا مَنْ
أَخْرَجَ يُونُسَ مِنْ بَطْنِ الْحُوتِ يَا مَنْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ
فَأَنْجَاهُمْ وَجَعَلَ فِرْعَوْنَ وَجُنُودَهُ مِنَ الْمُغْرَقِينَ يَا مَنْ

Marfat.com

أَرْسَلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ يَا مَنْ لَمْ يَجْعَلْ عَلَىٰ
مَنْ عَصَاهُ مِنْ خَلْقِهِ يَا مَنِ اسْتَنْقَذَ السَّحَرَةَ مِنْ بَعْدِ طُولِ
الْجُحُودِ وَقَدْ غَدَوْا فِي نِعْمَتِهِ يَأْكُلُونَ رِزْقَهُ وَيَعْبُدُونَ
غَيْرَهُ وَقَدْ حَادُّوهُ وَنَادُّوهُ وَكَذَّبُوا رُسُلَهُ يَا اللّٰهُ يَا اَللّٰهُ
يَا بَدِيُّ يَا بَدِيعُ لَا نِدَّ لَكَ يَا دَآئِمُ لَا نَفَادَ لَكَ يَا حَيُّ حِينَ
لَا حَيَّ يَا مُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ يَا مَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا
كَسَبَتْ يَا مَنْ قَلَّ لَهُ شُكْرِي فَلَمْ يَحْرِمْنِي وَعَظُمَتْ
خَطِيئَتِي فَلَمْ يَفْضَحْنِي وَرَآنِي عَلَى الْمَعَاصِي فَلَمْ يَشْهَرْنِي
يَا مَنْ حَفِظَنِي فِي صِغَرِي يَا مَنْ رَزَقَنِي كِبَرِي يَا مَنْ
أَيَادِيهِ عِنْدِي لَا تُحْصَىٰ وَنِعَمُهُ لَا تُجَازَىٰ يَا مَنْ عَارَضَنِي
بِالْخَيْرِ وَالْإِحْسَانِ وَعَارَضْتُهُ بِالْإِسَاءَةِ وَالْعِصْيَانِ يَا مَنْ
هَدَانِي لِلْإِيمَانِ مِنْ قَبْلِ أَنْ أَعْرِفَ شُكْرَ الْإِمْتِنَانِ يَا مَنْ
دَعَوْتُهُ مَرِيضًا فَشَفَانِي وَعُرْيَانًا فَكَسَانِي وَجَائِعًا فَأَشْبَعَنِي
وَعَطْشَانًا فَأَرْوَانِي وَذَلِيلًا فَأَعَزَّنِي وَجَاهِلًا فَعَرَّفَنِي
وَوَحِيدًا فَكَثَّرَنِي وَغَائِبًا فَرَدَّنِي وَمُقِلًّا فَأَغْنَانِي وَمُنْتَصِرًا
فَنَصَرَنِي وَغَنِيًّا فَلَمْ يَسْلُبْنِي وَأَمْسَكْتُ عَنْ جَمِيعِ ذٰلِكَ

Marfat.com

فَابْتَدَاْنِي فَلَكَ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ يَا مَنْ اَقَالَ عَثْرَتِي وَنَفَّسَ كُرْبَتِي وَاَجَابَ دَعْوَتِي وَسَتَرَ عَوْرَتِي وَغَفَرَ ذُنُوبِي وَبَلَّغَنِي طَلِبَتِي وَنَصَرَنِي عَلَى عَدُوِّي وَاِنْ اَعُدَّ نِعَمَكَ وَمِنَنَكَ وَكَرَائِمَ مِنَحِكَ لَا اُحْصِيهَا يَا مَوْلَايَ اَنْتَ الَّذِي مَنَنْتَ اَنْتَ الَّذِي اَنْعَمْتَ اَنْتَ الَّذِي اَحْسَنْتَ اَنْتَ الَّذِي اَجْمَلْتَ اَنْتَ الَّذِي اَفْضَلْتَ اَنْتَ الَّذِي اَكْمَلْتَ اَنْتَ الَّذِي رَزَقْتَ اَنْتَ الَّذِي اَعْطَيْتَ اَنْتَ الَّذِي اَغْنَيْتَ اَنْتَ الَّذِي اَقْنَيْتَ اَنْتَ الَّذِي آوَيْتَ اَنْتَ الَّذِي كَفَيْتَ اَنْتَ الَّذِي عَصَمْتَ اَنْتَ الَّذِي سَتَرْتَ اَنْتَ الَّذِي غَفَرْتَ اَنْتَ الَّذِي اَقَلْتَ اَنْتَ الَّذِي مَكَّنْتَ اَنْتَ الَّذِي اَعْزَزْتَ اَنْتَ الَّذِي اَعَنْتَ اَنْتَ الَّذِي اَنْتَ الَّذِي عَضَدْتَ اَنْتَ الَّذِي اَيَّدْتَ اَنْتَ الَّذِي نَصَرْتَ اَنْتَ الَّذِي شَفَيْتَ اَنْتَ الَّذِي عَافَيْتَ اَنْتَ الَّذِي اَكْرَمْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ دَائِماً وَّلَكَ الشُّكْرُ وَاصِباً اَبَداً ثُمَّ اَنَا يَا اِلٰهِي الْمُعْتَرِفُ بِذُنُوبِي فَاغْفِرْهَا لِي اَنَا الَّذِي اَسَأْتُ اَنَا الَّذِي اَخْطَاْتُ اَنَا الَّذِي اَسَأْتُ اَنَا الَّذِي جَهِلْتُ اَنَا الَّذِي غَفَلْتُ اَنَا الَّذِي سَهَوْتُ اَنَا الَّذِي اعْتَمَدْتُ

Marfat.com

اَنَا الَّذِیْ تَعَمَّدْتُ اَنَا الَّذِیْ وَعَدْتُ اَنَا الَّذِیْ اَخْلَفْتُ اَنَا
الَّذِیْ نَكَثْتُ اَنَا الَّذِیْ اَقْرَرْتُ اَنَا الَّذِیْ اعْتَرَفْتُ بِنِعْمَتِكَ
عَلَیَّ وَعِنْدِیْ وَاَبُوْءُ بِذُنُوْبِیْ فَاغْفِرْهَا لِیْ یَا مَنْ لَّا تَضُرُّهٗ
ذُنُوْبُ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَنِیُّ عَنْ طَاعَتِهِمْ وَالْمُوَفِّقُ مَنْ عَمِلَ
صَالِحًا مِنْهُمْ بِمَعُوْنَتِهٖ وَرَحْمَتِهٖ فَلَكَ الْحَمْدُ اِلٰهِیْ وَسَیِّدِیْ
اِلٰهِیْ اَمَرْتَنِیْ فَعَصَیْتُكَ وَنَهَیْتَنِیْ فَارْتَكَبْتُ نَهْیَكَ فَاَصْبَحْتُ
لَا ذَا بَرَآءَةٍ لِیْ فَاَعْتَذِرُ وَلَا ذَا قُوَّةٍ فَاَنْتَصِرُ فَبِاَیِّ شَیْءٍ
اَسْتَقْبِلُكَ یَا مَوْلَایَ اَبِسَمْعِیْ اَمْ بِبَصَرِیْ اَمْ بِلِسَانِیْ اَمْ بِیَدِیْ
اَمْ بِرِجْلِیْ اَلَیْسَ كُلُّهَا نِعَمَكَ عِنْدِیْ وَبِكُلِّهَا عَصَیْتُكَ
یَا مَوْلَایَ فَلَكَ الْحُجَّةُ وَالسَّبِیْلُ عَلَیَّ یَا مَنْ سَتَرَنِیْ مِنَ
الْاُمَّهَاتِ اَنْ یَزْجُرُوْنِیْ وَمِنَ الْعَشَایِرِ وَالْاِخْوَانِ اَنْ یُّعَیِّرُوْنِیْ
وَمِنَ السَّلَاطِیْنِ اَنْ یُّعَاقِبُوْنِیْ وَلَوِ اطَّلَعُوْا یَا مَوْلَایَ عَلٰی مَا
اطَّلَعْتَ عَلَیْهِ مِنِّیْ اِذًا مَا اَنْظَرُوْنِیْ وَارْفَضُوْنِیْ وَقَطَعُوْنِیْ فَهَا
اَنَا ذَا یَا اِلٰهِیْ بَیْنَ یَدَیْكَ یَا سَیِّدِیْ خَاضِعٌ ذَلِیْلٌ حَصِیْرٌ
حَقِیْرٌ لَا ذُوْ بَرَآئَةٍ فَاَعْتَذِرُ وَلَا ذُوْ قُوَّةٍ فَاَنْتَصِرُ وَلَا حُجَّةٍ
فَاَحْتَجُّ بِهَا وَلَا قَائِلٌ لَمْ اَجْتَرِحْ وَلَمْ اَعْمَلْ سُوْءً وَمَا عَسٰی

Marfat.com

الْجُحُوْدُ وَلَوْ جَحَدْتُ يَا مَوْلَايَ يَنْفَعُنِيْ كَيْفَ وَاَنّٰى ذٰلِكَ وَجَوَارِحِيْ كُلُّهَا شَاهِدَةٌ عَلَيَّ بِمَا قَدْ عَلِمْتُ يَقِيْنًا غَيْرَ ذِيْ شَكٍّ اِنَّكَ سَائِلِيْ مِنْ عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ وَاَنَّكَ الْحَكَمُ الْعَدْلُ الَّذِيْ لَا تَجُوْرُ وَعَدْلُكَ مُهْلِكِيْ وَمِنْ كُلِّ عَدْلِكَ مَهْرَبِيْ فَاِنْ تُعَذِّبْنِيْ يَا اِلٰهِيْ فَبِذُنُوْبِيْ بَعْدَ حُجَّتِكَ عَلَيَّ وَاِنْ تَعْفُ عَنِّيْ بِحِلْمِكَ وَجُوْدِكَ وَكَرَمِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الْمُوَحِّدِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الْخَائِفِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الْوَاجِلِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الرَّاجِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الرَّاغِبِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الْمُهَلِّلِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ السَّائِلِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الْمُكَبِّرِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ رَبِّيْ وَرَبُّ آبَائِيَ الْاَوَّلِيْنَ

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ هٰذَا ثَنَائِیْ عَلَیْكَ مُمَجِّدًا وَاِخْلَاصِیْ لِذِكْرِكَ
مُوَحِّدًا اَوْ اِقْرَارِیْ بِاٰلَائِكَ مُعَدِّدًا وَاِنْ كُنْتُ مُقِرًّا اَنِّیْ لَمْ
اُحْصِهَا لِكَثْرَتِهَا وَسُبُوْغِهَا وَتَظَاهُرِهَا وَتَقَادُمِهَا اِلٰی حَادِثٍ
مَالَمْ تَزَلْ تَتَعَهَّدُنِیْ بِهٖ مَعَهَا مُنْذُ خَلَقْتَنِیْ وَبَرَاْتَنِیْ مِنْ
اَوَّلِ الْعُمْرِ مِنَ الْفَقْرِ وَكَشْفِ الضُّرِّ وَتَسْبِیْبِ الْیُسْرِ وَدَفْعِ
الْعُسْرِ وَتَفْرِیْجِ الْكَرْبِ وَالْعَافِیَةِ فِی الْبَدَنِ وَالسَّلَامَةِ فِیْ
الدِّیْنِ وَلَوْ رَفَدَنِیْ عَلٰی قَدْرِ ذِكْرِ نِعْمَتِكَ جَمِیْعُ الْعٰلَمِیْنَ
مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مَا قَدَرْتُ وَلَاهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ
تَقَدَّسْتَ وَتَعَالَیْتَ مِنْ رَّبٍّ كَرِیْمٍ عَظِیْمٍ رَحِیْمٍ لَا تُحْصٰی
اٰلَاؤُكَ وَلَا یُبْلَغُ ثَنَاؤُكَ وَلَا تُكَافٰی نَعْمَاؤُكَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَتْمِمْ عَلَیْنَا نِعَمَكَ وَاَسْعِدْنَا بِطَاعَتِكَ سُبْحَانَكَ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ وَتَكْشِفُ السُّوْٓءَ
وَتُغِیْثُ الْمَكْرُوْبَ وَتَشْفِی السَّقِیْمَ وَتُغْنِی الْفَقِیْرَ وَتَجْبُرُ
الْكَسِیْرَ وَتَرْحَمُ الصَّغِیْرَ وَتُعِیْنُ الْكَبِیْرَ وَلَیْسَ دُوْنَكَ ظَهِیْرٌ
وَلَا فَوْقَكَ قَدِیْرٌ وَاَنْتَ الْعَلِیُّ الْمُكَبَّلِ الْاَسِیْرِ یَا رَازِقَ الطِّفْلِ
الصَّغِیْرِ یَا عِصْمَةَ الْخَآئِفِ الْمُسْتَجِیْرِ یَا مَنْ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَلَا

Marfat.com

وَرَبِّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَاَعْطِنِىْ فِىْ هٰذِهِ الْعَشِيَّةِ
اَفْضَلَ مَا اَعْطَيْتَ وَاَنَلْتَ اَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ مِنْ نِعْمَةٍ
تُوْلِيْهَا وَآلَاءٍ تُجَدِّدُهَا وَبَلِيَّةٍ تَصْرِفُهَا وَكُرْبَةٍ تَكْشِفُهَا
وَدَعْوَةٍ تَسْمَعُهَا وَحَسَنَةٍ تَتَقَبَّلُهَا وَسَيِّئَةٍ تَتَغَمَّدُهَا اِنَّكَ
لَطِيْفٌ بِمَا تَشَآءُ خَبِيْرٌ وَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ
اَقْرَبُ مَنْ دُعِىَ وَاَسْرَعُ مَنْ اَجَابَ وَاَكْرَمُ مَنْ عَفٰى
وَاَوْسَعُ مَنْ اَعْطٰى وَاَسْمَعُ مَنْ سُئِلَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَرَحِيْمَهُمَا لَيْسَ كَمِثْلِكَ مَسْئُوْلٌ وَلَا سِوَاكَ مَاْمُوْلٌ دَعَوْتُكَ
فَاَجَبْتَنِىْ وَسَئَلْتُكَ فَاَعْطَيْتَنِىْ وَرَغِبْتُ اِلَيْكَ فَرَحِمْتَنِىْ وَوَثِقْتُ
بِكَ فَنَجَّيْتَنِىْ وَفَزِعْتُ اِلَيْكَ فَكَفَيْتَنِىْ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ
اَجْمَعِيْنَ وَتَمِّمْ لَنَا نَعْمَآئَكَ وَهَنِّئْنَا عَطَآئَكَ وَاكْتُبْنَا لَكَ
شَاكِرِيْنَ وَلِاٰلَآئِكَ ذَاكِرِيْنَ آمِيْنَ آمِيْنَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ
يَا مَنْ مَلَكَ فَقَدَرَ وَقَدَرَ فَقَهَرَ وَعُصِىَ فَسَتَرَ وَاسْتُغْفِرَ
فَغَفَرَ يَا غَايَةَ الطَّالِبِيْنَ الرَّاغِبِيْنَ وَمُنْتَهٰى اَمَلِ الرَّاجِيْنَ
يَا مَنْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَوَسِعَ الْمُسْتَقِيْلِيْنَ رَاْفَةً

وَرَحْمَةً وَحِلْماً اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ فِي هٰذِهِ الْعَشِيَّةِ
الَّتِي شَرَّفْتَهَا وَعَظَّمْتَهَا بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ وَخِيْرَتِكَ
مِنْ خَلْقِكَ وَاَمِيْنِكَ عَلٰى وَحْيِكَ اَلْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ السِّرَاجِ
الْمُنِيْرِ الَّذِيْ اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَجَعَلْتَهٗ رَحْمَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مُحَمَّدٌ
اَهْلٌ لِذٰلِكَ مِنْكَ يَا عَظِيْمُ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الْمُنْتَجَبِيْنَ
الطَّاهِرِيْنَ اَجْمَعِيْنَ وَتَغَمَّدْنَا بِعَفْوِكَ عَنَّا فَاِلَيْكَ عَجَّتِ
الْاَصْوَاتُ بِصُنُوْفِ اللُّغَاتِ فَاجْعَلْ لَنَا اَللّٰهُمَّ فِي هٰذِهِ الْعَشِيَّةِ
نَصِيْباً مِنْ كُلِّ خَيْرٍ تَقْسِمُهٗ بَيْنَ عِبَادِكَ وَنُوْرٍ تَهْدِيْ بِهٖ
وَرَحْمَةٍ تَنْشُرُهَا وَبَرَكَةٍ تُنْزِلُهَا وَعَافِيَةٍ تُجَلِّلُهَا وَرِزْقٍ
تَبْسُطُهٗ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَقْلِبْنَا فِي هٰذِهِ الْوَقْتِ
مُنْجِحِيْنَ مُفْلِحِيْنَ مَبْرُوْرِيْنَ غَانِمِيْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ
الْقَانِطِيْنَ وَلَا تُخْلِنَا مِنْ رَحْمَتِكَ وَلَا تَحْرِمْنَا مَا نُؤَمِّلُهٗ مِنْ
فَضْلِكَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْ رَحْمَتِكَ مَحْرُوْمِيْنَ وَلَا لِفَضْلِ مَا
نُؤَمِّلُهٗ مِنْ عَطَائِكَ قَانِطِيْنَ وَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ وَلَا مِنْ
بَابِكَ مَطْرُوْدِيْنَ يَا اَجْوَدَ الْاَجْوَدِيْنَ وَاَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ اِلَيْكَ

Marfat.com

اَقْبَلْنَا مُوْقِنِيْنَ وَلِبَيْتِكَ الْحَرَامِ آمِّيْنَ قَاصِدِيْنَ فَاَعِنَّا
عَلٰى مَنَاسِكِنَا وَاَكْمِلْ لَنَا حَجَّنَا وَاعْفُ عَنَّا وَعَافِنَا فَقَدْ مَدَدْنَا
اِلَيْكَ اَيْدِيَنَا فَهِيَ بِذِلَّةِ الْاِعْتِرَافِ مَوْسُوْمَةٌ اَللّٰهُمَّ فَاَعْطِنَا
فِيْ هٰذِهِ الْعَشِيَّةِ مَا سَئَلْنَاكَ وَاكْفِنَا مَا اسْتَكْفَيْنَاكَ فَلَا
كَافِيَ لَنَا سِوَاكَ وَلَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ نَافِذٌ فِيْنَا حُكْمُكَ مُحِيْطٌ
بِنَا عِلْمُكَ عَدْلٌ فِيْنَا قَضَآؤُكَ اِقْضِ لَنَا الْخَيْرَ وَاجْعَلْنَا
مِنْ اَهْلِ الْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ اَوْجِبْ لَنَا بِجُوْدِكَ عَظِيْمَ الْاَجْرِ وَكَرِيْمَ
الذُّخْرِ وَدَمِ الْيُسْرِ وَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا اَجْمَعِيْنَ وَلَا تُهْلِكْنَا مَعَ
الْهَالِكِيْنَ وَلَا تَصْرِفْ عَنَّا رَأْفَتَكَ وَرَحْمَتَكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ مِمَّنْ سَأَلَكَ فَاَعْطَيْتَهٗ
وَشَكَرَكَ فَزِدْتَهٗ وَتَابَ اِلَيْكَ فَقَبِلْتَهٗ وَتَنَصَّلَ اِلَيْكَ مِنْ
ذُنُوْبِهٖ كُلِّهَا فَغَفَرْتَهَا لَهٗ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ
وَوَفِّقْنَا وَسَدِّدْنَا وَاقْبَلْ تَضَرُّعَنَا يَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ وَ يَا
اَرْحَمَ مَنِ اسْتُرْحِمَ يَا مَنْ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ اِغْمَاضُ الْجُفُوْنِ
وَلَا لَحْظُ الْعُيُوْنِ وَلَا مَا اسْتَقَرَّ فِي الْمَكْنُوْنِ وَلَا مَا انْطَرَتْ
عَلَيْهِ مُضْمَرَاتُ الْقُلُوْبِ اَلَا كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ اَحْصَاهُ عِلْمُكَ

Marfat.com

وَوَسِعَهٗ حِلْمُكَ سُبْحَانَكَ وَتَعَالَيْتَ عَمَّا يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا
كَبِيْرًا تُسَبِّحُ لَكَ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ وَمَنْ فِيْهِنَّ
وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَالْمَجْدُ وَعُلُوُّ
الْجَدِّ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْفَضْلِ وَالْاَيَادِيْ الْجِسَامِ
وَاَنْتَ الْجَوَادُ الْكَرِيْمُ الرَّؤُوْفُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اَوْسِعْ عَلَيَّ
مِنْ رِّزْقِكَ الْحَلَالِ وَعَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ وَدِيْنِيْ وَاٰمِنْ خَوْفِيْ
وَاَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ لَا تَمْكُرْ بِيْ وَلَا تَسْتَدْرِجْنِيْ
وَلَا تَخْذُلْنِيْ وَادْرَءْ عَنِّيْ شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ پھر آپ نے
اپنے سر مبارک اور آنکھوں کو آسمان کی طرف بلند فرمایا جیسا کہ آپ کے آنسو آنکھوں سے دو
مشکوں کی طرح پے در پے جاری تھے اور بلند آواز سے یہ پڑھنا شروع کیا یَا اَسْمَعَ السَّامِعِیْنَ
وَيَا اَبْصَرَ النَّاظِرِيْنَ وَيَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ السَّادَةِ الْمَيَامِيْنَ وَاَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ
حَاجَتِيَ الَّتِيْ اِنْ اَعْطَيْتَنِيْهَا لَمْ يَضُرَّنِيْ مَا مَنَعْتَنِيْ وَاِنْ مَنَعْتَنِيْهَا
لَمْ يَنْفَعْنِيْ مَا اَعْطَيْتَنِيْ اَسْئَلُكَ فَكَاكَ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْمُلْكُ وَلَكَ الْحَمْدُ
وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ يَا رَبِّ يَا رَبِّ آپ لفظ یا رب کو بار بار تکرار

Marfat.com

فرماتے تھے اور جو اشخاص آپ کے ارد گرد جمع تھے وہ آپ کی دُعا کو فقط سُن رہے تھے اور صرف آمین کہتے جاتے تھے اور ایک دفعہ ان سب کے رونے کی آوازیں آپ کے ساتھ بلند ہو رہی تھیں۔ آپ اسی حالت میں وہاں غروب آفتاب تک رہے اور جب سورج غروب ہو چکا تو آپ وہاں مشعر الحرام کی طرف روانہ ہو گئے۔ مؤلف کہتا ہے کہ کفعمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسین علیہ السّلام کی عرفہ کی دُعا کو یہیں تک نقل کیا ہے اور علّامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس دُعا کو زاد المعاد میں کفعمیؒ کی روایت کے مطابق نقل فرمایا ہے لیکن سیّد بن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کتاب اقبال میں بعد یَارَبُّ یَارَبُّ یَارَبُّ کے اس زیادتی کو بھی نقل کیا ہے۔ اِلٰهِیْ

اَنَا الْفَقِیْرُ فِیْ غِنَایَ فَکَیْفَ لَا اَکُوْنُ فَقِیْرًا فِیْ فَقْرِیْ اِلٰهِیْ اَنَا الْجَاهِلُ فِیْ عِلْمِیْ فَکَیْفَ لَا اَکُوْنُ جَهُوْلًا فِیْ جَهْلِیْ اِلٰهِیْ اِنَّ اخْتِلَافَ تَدْبِیْرِكَ وَسُرْعَةَ طَوَاۤءِ مَقَادِیْرِكَ مَنَعَا عِبَادَكَ الْعَارِفِیْنَ بِكَ عَنِ السُّکُوْنِ اِلٰی عَطَاۤءٍ وَالْیَاْسِ مِنْكَ فِیْ بَلَاۤءٍ اِلٰهِیْ مِنِّیْ مَا یَلِیْقُ بِلُؤْمِیْ وَمِنْكَ مَا یَلِیْقُ بِکَرَمِكَ اِلٰهِیْ وَصَفْتَ نَفْسَكَ بِاللُّطْفِ وَالرَّاْفَةِ لِیْ قَبْلَ وُجُوْدِ ضَعْفِیْ اَفَتَمْنَعُنِیْ مِنْهُمَا بَعْدَ وُجُوْدِ ضَعْفِیْ اِلٰهِیْ اِنْ ظَهَرَتِ الْمَحَاسِنُ مِنِّیْ فَبِفَضْلِكَ وَلَكَ الْمِنَّةُ عَلَیَّ وَاِنْ ظَهَرَتِ الْمَسَاوِیْ مِنِّیْ فَبِعَدْلِكَ وَلَكَ الْحُجَّةُ عَلَیَّ اِلٰهِیْ کَیْفَ تَکِلُنِیْ وَقَدْ تَکَفَّلْتَ لِیْ وَکَیْفَ اُضَامُ وَاَنْتَ

النَّاصِرُ اَمْ كَيْفَ اَخِيبُ وَاَنْتَ الْحَفِيُّ بِهَا اَنَا اَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ
بِفَقْرِيْ اِلَيْكَ وَكَيْفَ اَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِمَا هُوَ مُحَالٌ اَنْ
يَصِلَ اِلَيْكَ اَمْ كَيْفَ اَشْكُوْا اِلَيْكَ حَالِيْ وَهُوَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ
اَمْ كَيْفَ اُتَرْجِمُ بِمَقَالِيْ وَهُوَ مِنْكَ بَرَزٌ اِلَيْكَ اَمْ كَيْفَ
تُخَيِّبُ آمَالِيْ وَهِيَ قَدْ وَفَدَتْ اِلَيْكَ اَمْ كَيْفَ لَا تُحْسِنُ
اَحْوَالِيْ وَبِكَ قَامَتْ اِلٰهِيْ مَا اَلْطَفَكَ بِيْ مَعَ عَظِيْمِ جَهْلِيْ وَمَا
اَرْحَمَكَ بِيْ مَعَ قَبِيْحِ فِعْلِيْ اِلٰهِيْ مَا اَقْرَبَكَ مِنِّيْ وَاَبْعَدَنِيْ
عَنْكَ وَمَا اَرْاَفَكَ بِيْ فَمَا الَّذِيْ يَحْجُبُنِيْ عَنْكَ اِلٰهِيْ عَلِمْتُ
بِاخْتِلَافِ الْآثَارِ وَتَنَقُّلَاتِ الْاَطْوَارِ اَنَّ مُرَادَكَ مِنِّيْ اَنْ
تَتَعَرَّفَ اِلَيَّ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى لَا اَجْهَلَكَ فِيْ شَيْءٍ اِلٰهِيْ كُلَّمَا
اَخْرَسَنِيْ لُؤْمِيْ اَنْطَقَنِيْ كَرَمُكَ وَكُلَّمَا اَيْسَتْنِيْ اَوْصَافِيْ
اَطْمَعَتْنِيْ مِنَنُكَ اِلٰهِيْ مَنْ كَانَتْ مَحَاسِنُهٗ مَسَاوِيْ فَكَيْفَ
لَا تَكُوْنُ مَسَاوِيْهِ مَسَاوِيْ وَمَنْ كَانَتْ حَقَايِقُهٗ دَعَاوِيْ فَكَيْفَ
لَا تَكُوْنُ دَعَاوِيْهِ دَعَاوِيْ اِلٰهِيْ حُكْمُكَ النَّافِذُ وَمَشِيَّتُكَ
الْقَاهِرَةُ لَمْ يَتْرُكَا لِذِيْ مَقَالٍ مَقَالًا وَلَا لِذِيْ حَالٍ حَالًا
اِلٰهِيْ كَمْ مِّنْ طَاعَةٍ بَنَيْتُهَا وَحَالَةٍ شَيَّدْتُهَا هَدَمَ اِعْتِمَادِيْ

عَلَيْهَا عَدْلُكَ بَلْ اَقَالَنِيْ مِنْهَا فَضْلُكَ اِلٰهِيْ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّيْ
وَاِنْ لَّمْ تَدُمِ الطَّاعَةُ مِنِّيْ فِعْلًا جَزْمًا فَقَدْ دَامَتْ مَحَبَّةً
وَعَزْمًا اِلٰهِيْ كَيْفَ اَعْزِمُ وَاَنْتَ الْقَاهِرُ وَكَيْفَ لَا اَعْزِمُ
وَاَنْتَ الْاٰمِرُ اِلٰهِيْ تَرَدُّدِيْ فِي الْاٰثَارِ يُوْجِبُ بُعْدَ الْمَزَارِ فَاجْمَعْنِيْ
عَلَيْكَ بِخِدْمَةٍ تُوْصِلُنِيْ اِلَيْكَ كَيْفَ يُسْتَدَلُّ عَلَيْكَ بِمَا هُوَ
فِيْ وُجُوْدِهٖ مُفْتَقِرٌ اِلَيْكَ اَيَكُوْنُ لِغَيْرِكَ مِنَ الظُّهُوْرِ مَا لَيْسَ
لَكَ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الْمُظْهِرَ لَكَ مَتٰى غِبْتَ حَتّٰى تَحْتَاجَ اِلٰى
دَلِيْلٍ يَدُلُّ عَلَيْكَ وَمَتٰى بَعُدْتَ حَتّٰى تَكُوْنَ الْاٰثَارُ هِيَ
الَّتِيْ تُوْصِلُ اِلَيْكَ عَمِيَتْ عَيْنٌ لَا تَرَاكَ عَلَيْهَا رَقِيْبًا
وَخَسِرَتْ صَفْقَةُ عَبْدٍ لَمْ تَجْعَلْ لَهٗ مِنْ حُبِّكَ نَصِيْبًا اِلٰهِيْ
اَمَرْتَ بِالرُّجُوْعِ اِلَى الْاٰثَارِ فَارْجِعْنِيْ اِلَيْكَ بِكِسْوَةِ الْاَنْوَارِ
وَهِدَايَةِ الْاِسْتِبْصَارِ حَتّٰى اَرْجِعَ اِلَيْكَ مِنْهَا كَمَا دَخَلْتُ
اِلَيْكَ مِنْهَا مَصُوْنَ السِّرِّ عَنِ النَّظَرِ اِلَيْهَا وَمَرْفُوْعَ الْهِمَّةِ
عَنِ الْاِعْتِمَادِ عَلَيْهَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اِلٰهِيْ هٰذَا
ذُلِّيْ ظَاهِرٌ بَيْنَ يَدَيْكَ وَهٰذَا حَالِيْ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ مِنْكَ
اَطْلُبُ الْوُصُوْلَ اِلَيْكَ وَبِكَ اَسْتَدِلُّ عَلَيْكَ فَاهْدِنِيْ بِنُوْرِكَ

اِلَيْكَ وَاَقِمْنِيْ بِصِدْقِ الْعُبُوْدِيَّةِ بَيْنَ يَدَيْكَ اِلٰهِىْ عَلِّمْنِيْ
مِنْ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ وَصُنِّيْ بِسِتْرِكَ الْمَصُوْنِ اِلٰهِىْ حَقِّقْنِيْ
بِحَقَائِقِ اَهْلِ الْقُرْبِ وَاسْلُكْ بِيْ مَسْلَكَ اَهْلِ الْجَذْبِ اِلٰهِىْ
اَغْنِنِيْ بِتَدْبِيْرِكَ لِيْ عَنْ تَدْبِيْرِيْ وَبِاخْتِيَارِكَ عَنْ اِخْتِيَارِيْ
وَاَوْقِفْنِيْ عَلٰى مَرَاكِزِ اضْطِرَارِيْ اِلٰهِىْ اَخْرِجْنِيْ مِنْ ذُلِّ نَفْسِيْ
وَطَهِّرْنِيْ مِنْ شَكِّيْ وَشِرْكِيْ قَبْلَ حُلُوْلِ رَمْسِيْ بِكَ اَنْتَصِرُ
فَانْصُرْنِيْ وَعَلَيْكَ اَتَوَكَّلُ فَلَا تَكِلْنِيْ وَاِيَّاكَ اَسْئَلُ فَلَا
تُخَيِّبْنِيْ وَفِيْ فَضْلِكَ اَرْغَبُ فَلَا تَحْرِمْنِيْ وَبِجَنَابِكَ اَنْتَسِبُ
فَلَا تُبْعِدْنِيْ وَبِبَابِكَ اَقِفُ فَلَا تَطْرُدْنِيْ اِلٰهِىْ تَقَدَّسَ رِضَاكَ
اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ عِلَّةٌ مِنْكَ فَكَيْفَ تَكُوْنُ لَهٗ عِلَّةٌ مِنِّيْ اِلٰهِىْ
اَنْتَ الْغَنِيُّ بِذَاتِكَ اَنْ يَّصِلَ اِلَيْكَ النَّفْعُ مِنْكَ فَكَيْفَ
لَا تَكُوْنُ غَنِيًّا عَنِّيْ اِلٰهِىْ اِنَّ الْقَضَآءَ وَالْقَدَرَ يُمَنِّيْنِيْ وَاِنَّ
الْهَوٰى بِوَثَائِقِ الشَّهْوَةِ اَسَرَنِيْ فَكُنْ اَنْتَ النَّصِيْرَ لِيْ حَتّٰى
تَنْصُرَنِيْ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ حَتّٰى اَسْتَغْنِيْ بِكَ عَنْ طَلَبِيْ اَنْتَ
الَّذِيْ اَشْرَقْتَ الْاَنْوَارَ فِيْ قُلُوْبِ اَوْلِيَائِكَ حَتّٰى عَرَفُوْكَ
وَوَحَّدُوْكَ وَاَنْتَ الَّذِيْ اَزَلْتَ الْاَغْيَارَ عَنْ قُلُوْبِ اَحِبَّائِكَ

Marfat.com

حتّٰی لم یحبّوا سواک ولم یلجئوا الٰی غیرک انت المونس لهم
حیث اوحشتهم العوالم وانت الذی هدیتهم حیث
استبانت لهم المعالم ماذا وجد من فقدک وما الذی فقد
من وجدک لقد خاب من رضی دونک بدلاً ولقد خسر
من بغٰی عنک متحوّلاً کیف یرجٰی سوٰک وانت ما قطعت
الاحسان وکیف یطلب من غیرک وانت ما بدّلت عادة
الامتنان یا من اذاق احبّائهٗ حلاوة المؤانسة فقاموا بین
یدیه متملّقین ویا من البس اولیائهٗ ملابس هیبته
فقاموا یدیه مستغفرین انت الذّاکر قبل الذّاکرین
وانت البادی بالاحسان قبل توجّه العابدین وانت الجواد
بالعطاء قبل طلب الطّالبین وانت الوهّاب ثمّ
لما وهبت لنا من المستقرضین الٰهی اطلبنی برحمتک
حتّٰی اصل الیک واجذبنی بمنّک حتّٰی اقبل علیک
الٰهی انّ رجائی لا ینقطع عنک وان عصیتک کما انّ
خوفی لا یزایلنی وان اطعتک فقد دفعتنی العوالم الیک
وقد اوقعنی علمی بکرمک علیک الٰهی کیف اخیب

Marfat.com

وَاَنْتَ اَمَلِیْ اَمْ کَیْفَ اُهَانُ وَعَلَیْكَ مُتَّکَلِیْ اِلٰهِیْ کَیْفَ
اَسْتَعِزُّ وَفِی الذِّلَّةِ اَرْکَزْتَنِیْ اَمْ کَیْفَ لَا اَسْتَعِزُّ وَاِلَیْكَ
نَسَبْتَنِیْ اِلٰهِیْ کَیْفَ لَا اَفْتَقِرُ وَاَنْتَ الَّذِیْ فِی الْفُقَرَآءِ
اَقَمْتَنِیْ اَمْ کَیْفَ اَفْتَقِرُ وَاَنْتَ الَّذِیْ بِجُوْدِكَ اَغْنَیْتَنِیْ
وَاَنْتَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُكَ تَعَرَّفْتَ لِکُلِّ شَیْءٍ فَمَا جَهِلَكَ
شَیْءٌ وَاَنْتَ الَّذِیْ تَعَرَّفْتَ اِلَیَّ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ فَرَاَیْتُكَ
ظَاهِرًا فِیْ کُلِّ شَیْءٍ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ لِکُلِّ شَیْءٍ یَا مَنِ اسْتَوٰی
بِرَحْمَانِیَّتِهٖ فَصَارَ الْعَرْشُ غَیْبًا فِیْ ذَاتِهٖ مَحَقْتَ الْاٰثَارَ
وَمَحَوْتَ الْاَغْیَارَ بِمُحِیْطَاتِ اَفْلَاكِ الْاَنْوَارِ یَا مَنِ
احْتَجَبَ فِیْ سُرَادِقَاتِ عَرْشِهٖ عَنْ اَنْ تُدْرِکَهُ الْاَبْصَارُ
یَا مَنْ تَجَلّٰی بِکَمَالِ بَهَائِهٖ فَتَحَقَّقَتْ عَظَمَتُهُ الْاِسْتِوَاءَ کَیْفَ
تَخْفٰی وَاَنْتَ الظَّاهِرُ اَمْ کَیْفَ تَغِیْبُ وَاَنْتَ الرَّقِیْبُ الْحَاضِرُ
اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ ط

Marfat.com

دعاء داخلہ مدینہ طیبہ

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَكَ دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ط وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ط وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ط

جب مدینہ منورہ میں پہنچ جائے تو صبر و تحمل کے ساتھ رہے اور کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

مَنْ زَارَنِيْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَكَنَ الْمَدِيْنَةَ وَصَبَرَ عَلٰى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ مَّاتَ فِيْ اَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

Marfat.com

مسجد نبویؐ میں حاضری

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلٰوۃٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَۃِ صَلٰوۃٍ فِیْ مَسْجِدِیْ

مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَلْیَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَیْكَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْكَ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغٰی مَرْضَاتِكَ

اس کے بعد منبر اور قبر شریف کے درمیان نماز تحیۃ المسجد پڑھے۔ اس مقام کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ۔ میرے گھر اور منبر کے درمیان جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

اگر یہاں جگہ نہ ملے تو مسجد میں کسی اور جگہ سہی۔ نماز تحیۃ المسجد کی نیت کرے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قُلْ یَاۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْن اور دوسری رکعت

Marfat.com

میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہوکر یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ شَرَّفْتَهَا وَكَرَّمْتَهَا وَمَجَّدْتَهَا وَعَظَّمْتَهَا وَنَوَّرْتَهَا بِنُوْرِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِى الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَآثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اَللّٰهُ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ ط وَاحْشُرْنَا فِىْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَائِهٖ وَاَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ مِنْ يَّدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً لَّا نَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ط

روضۂ اطہر پر درود وسلام

نماز تحیۃ المسجد کے بعد روضۂ اقدس کے پاس حاضر ہوا اور نہایت ادب سے ہاتھ اٹھا کر ان الفاظ میں سلام کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْكَرِيْمُ وَ

Marfat.com

الرَّسُوْلُ الْعَظِیْمُ الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ ط وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَکَاتُهٗ ط اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا
وَحَبِیْبَنَا وَقُرَّةَ اَعْیُنِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ ط اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَمَالَ
مُلْكِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَمَالَ مُلْكِ اللّٰهِ ،
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ عَرْشِ اللّٰهِ ط اَلصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰه ط اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ط وَقَدْ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّكَ الْعَظِیْمِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا
اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ط اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ
یَا طٰهٰ یَا یٰسٓ یَا بَشِیْرُ یَا سِرَاجُ یَا مُنِیْرُ یَا مُقَدَّمَ جَیْشِ
الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ط وَهَا اَنَا یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَدْ جِئْتُكَ هَارِبًا مِّنْ ذَنْبِیْ وَمِنْ عَمَلِیْ وَمُسْتَشْفِعًا

Marfat.com

وَمُسْتَجِيراً بِكَ اِلٰى رَبِّىْ نَاشْفَعْ لِىْ يَا شَفِيْعَ الْاُمَّةِ يَا
كَاشِفَ الْغُمَّةِ يَا سِرَاجُ الظُّلْمَةِ اَجِرْنِىْ بِهٖ يَا اَللّٰهُ مِنَ
النَّارِ ط يَا نَبِىَّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَيْنَاكَ زَائِرِيْنَ
وَقَصَدْنَاكَ رَاغِبِيْنَ ط وَعَلٰى بَابِكَ الْعَالِىْ وَاقِفِيْنَ وَبِحَقِّكَ
عَارِفِيْنَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ وَلَا عَنْ بَابِ شَفَاعَتِكَ
مَحْرُوْمِيْنَ ط يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ
وَاَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الرَّفِيْعَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ وَالشَّفَاعَةَ
الْعُظْمٰى فِى الْيَوْمِ الْمَشْهُوْدِ شعر

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِى التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِى الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اَنْتَ الْحَبِيْبُ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَنْتَ الشَّفِيْعُ يَا شَفِيْعَ اللّٰهِ
اَنْتَ الْمُشَفَّعُ اَنْتَ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُكَ عِنْدَ الصِّرَاطِ
اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ ط اَشْهَدُ اَنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ

Marfat.com

بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَلَيْتَ الظُّلْمَةَ وَجَاهَدْتَّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَعَبَدْتَّ رَبَّكَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ جَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَعَنْ وَالِدِيْنَا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَنَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ اَنْ تَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْعَرْضِ يَوْمَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ط اِشْفَعْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِجِيْرَانِنَا وَلِمَشَآئِخِنَا وَلِاُسْتَاذِنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا وَقَلَّدَنَا عِنْدَكَ بِدُعَآءِ الْخَيْرِ عِنْدَ الزِّيَارَةِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

اب ذرا دائیں ہاتھ کو ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور یہ پڑھے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ط اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ يَا مَنْ اَنْفَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِي حُبِّ اللّٰهِ وَحُبِّ رَسُوْلِهٖ حَتّٰى تَخَلَّلَ بِالْعَبَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَ مَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلَ الْخُلَفَآءِ وَتَاجَ الْعُلَمَآءِ وَصِهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

زیارت حضرت عمر فاروق رض

اِس کے بعد دائیں طرف ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور یہ پڑھے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَنْفِيَّ الْمِحْرَابِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ دِيْنَ الْاِسْلَامِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْفُقَرَآءِ وَالضُّعَفَآءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَيْتَامِ ط اَنْتَ الَّذِىْ قَالَ فِيْ حَقِّكَ سَيِّدُ الْبَشَرِ لَوْ كَانَ نَبِيٌّ مِّنْ بَعْدِىْ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ ط اَلسَّلَامُ

Marfat.com

عَلَيْكَ يَا ثَانِيَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

مواجہ ومقصورہ شریف

مواجہ شریف کی طرف ہر سہ مزارات متبرکہ کے مقابل گول گول سے قریباً چھ سات انچ قطر کے سوراخ ہیں۔ ایک کھڑکی بھی ہے جو تمام دروازوں کی طرف سے بند رہتی ہے۔ اس عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔ اس متبرک مقام پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر حضور علیہ السلام کے سینہ مبارک کے برابر ہے اور حضرت عمرؓ کا سر حضرت صدیق اکبرؓ کے سینہ کے برابر ہیں یہاں کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا مُعِيْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا رَفِيْقَيْ وَمُشِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ فِي الدِّيْنِ وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ جَزَاءٍ جِئْنَا كُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَسْئَلَ رَبَّنَا اَنْ يَّتَقَبَّلَ سَعْيَنَا وَيُحْيِيْنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَيُمِيْتَنَا عَلَيْهَا وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

Marfat.com

اس کے بعد پھر پہلی جگہ پر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے سامنے آئے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا، لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَقَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِيْنَ قَوْلَكَ طَآئِعِيْنَ اَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِيْنَ نَبِيَّكَ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ اَنْ تَرْزُقَنِيْ اِيْمَانًا كَامِلًا ثَابِتًا تُبَاشِرُ بِهٖ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا

صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَ
عِلْمًا نَّافِعًا وَّ قَلْبًا خَاشِعًا وَّ لِسَانًا ذَاکِرًا وَّ وَلَدًا صَالِحًا
وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ حَلَالًا طَیِّبًا وَّ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا وَّ صَبْرًا
جَمِیْلًا وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا وَّ عَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّ تِجَارَۃً لَّنْ
تَبُوْرَ یَا نُوْرَ النُّوْرِ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ وَجَمِیْعَ
الْمُسْلِمِیْنَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
وَتَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ط

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ
قِنَا عَذَابَ النَّارِ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ
وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ،

پھر قبلہ رُخ ہو کر یہ دُعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا ھٰذَا الشَّرِیْفِ بَیْنَ یَدَیْ.
سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا یَا اَللّٰہُ اِلَّا
فَرَّجْتَہٗ وَلَا عَیْبًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا سَتَرْتَہٗ وَلَا مَرِیْضًا یَا اَللّٰہُ
اِلَّا شَفَیْتَہٗ وَعَافَیْتَہٗ وَلَا مُسَافِرًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا نَجَّیْتَہٗ

Marfat.com

وَلَا غَائِبًا يَا اَللّٰهُ اِلَّا رَدَدْتَهٗ وَلَا عَدُوًّا يَا اَللّٰهُ اِلَّا خَذَلْتَهٗ وَدَمَّرْتَهٗ وَلَا فَقِيْرًا يَا اَللّٰهُ اِلَّا اَغْنَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً يَا اَللّٰهُ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَنَا فِيْهَا صَلَاحٌ اِلَّا قَضَيْتَهَا وَيَسَّرْتَهَا ط اَللّٰهُمَّ اقْضِ حَوَائِجَنَا وَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَتَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَاكْشِفْ كُرُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا وَرُدَّ غُرْبَتَنَا اِلٰى اَهْلِنَا وَاَوْلَادِنَا سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ مَسْتُوْرِيْنَ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط

اس کے بعد وحی نازل ہونے کی جگہ پر کھڑے ہو کر ملائکہ مقربین پر اس طرح سلام بھیجے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا جِبْرَائِيْلَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مِيْكَائِيْلَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عِزْرَائِيْلَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلَائِكَةَ الْمُقَرَّبِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ كَافَّةً عَامَّةً ط اَلسَّلَامُ

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

زیارت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی قبر اطہر کے متعلق تین روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کی قبر مبارک مسجد نبوی میں ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کی قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قریب ہے۔ تیسری روایت یہ ہے کہ جنت البقیع کے دروازے کے پاس ہے۔ حاجیوں کو چاہیے کہ تینوں جگہ حاضر ہو کر دعا پڑھیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَتَنَا فَاطِمَةُ الزَّهْرَآءِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ الْمُصْطَفٰى ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا خَامِسَةَ اَهْلِ الْكِسَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ السَّيِّدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ الْكَوْكَبَيْنِ الْقَمَرَيْنِ النَّيِّرَيْنِ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ اَبِيْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَاَبِيْ عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَعَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ

Marfat.com

وَمَحَلِّكِ وَمَأْوَاكِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَعَلٰى اَبِيْكِ الْمُصْطَفٰى وَبَعْلِكِ عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى وَابْنَيْكِ الْحَسَنَيْنِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

جنّت البقیع میں

جنت البقیع میں اکثر صحابہ کرام، امّہات المومنین ازواجِ مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں مدفون ہیں۔ یہاں یہ دُعا پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْبَقِيْعِ يَا اَهْلَ الْجَنَابِ الرَّفِيْعِ اَنْتُمُ السَّابِقُوْنَ وَنَحْنُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ط اَبْشِرُوْا بِاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ط اٰنَسَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْ شَرَّفَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

شہداء احد

جنّت البقیع میں شہدائے اُحد بھی مدفون ہیں۔ یہاں یہ دُعا پڑھی جائے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ وَيَا اَسَدَ اللّٰهِ ط وَيَا اَسَدَ
رَسُوْلِهٖ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَآءُ يَا سُعَدَآءُ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
يَا شُهَدَآءَ اُحُدٍ كَآفَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اس کے بعد قبلہ رُخ ہو کر یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ يَا رَجَاءَ السَّائِلِيْنَ وَاَمَانَ
الْخَائِفِيْنَ وَحِرْزَ الْمُتَوَكِّلِيْنَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا دَيَّانُ
يَا سُلْطَانُ يَا سُبْحَانُ يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ ط اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّذُرِّيَّتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّسَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ
وَسَيِّدِنَا عُمَرَ الْفَارُوْقِ وَسَيِّدِنَا عُثْمَانَ ذِي النُّوْرَيْنِ
وَسَيِّدِنَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ الرَّبُّ الْاَعْلٰى ط
فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَبِجَاهِ سَيِّدِنَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
وَاَنْتَ الْمُحْسِنُ اِلَيْنَا وَبِجَاهِ سَيِّدِنَا اِسْمٰعِيْلَ وَاَنْتَ يَا

Marfat.com

اَللّٰهُ یَا سَامِعَ الدُّعَآءِ اِسْمَعْ دُعَآءَنَا وَتَقَبَّلْ زِیَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُیُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَارْحَمْ اَمْوَاتَنَا وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِنَا وَكَفِّرْ سَیِّئَاتِنَا وَاجْعَلْنَا یَا اَللّٰهُ عِنْدَكَ مِنَ الْعَائِذِیْنَ الْفَائِزِیْنَ الشَّاكِرِیْنَ الْمَجْبُوْرِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ط

زیارت حضرت عثمان غنی رضؓ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دے کر یہ دُعا کی جائے

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنِ اسْتَحْیَتْ مِنْكَ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمٰنِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ زَیَّنَ الْقُرْاٰنَ بِتِلَاوَتِهٖ وَنَوَّرَ الْمِحْرَابَ بِاِمَامَتِهٖ وَسِرَاجُ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوَاكَ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

Marfat.com

ابوسعید خدری رضؓ کے مزار پر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مزار پر یہ پڑھا جائے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيّ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَاوِيَ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَفَاضَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَبَرَكَاتِ عُلُوْمِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

مزار سیّدہ فاطمہ بنت اسد رضؓ

پھر حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا کی قبر پر یہ پڑھی جائے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ

Marfat.com

عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ الْمُصْطَفٰی
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰی اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ
كَفَّنَهَا النَّبِيُّ بِقَمِيْصِهٖ وَلَحَدَهَا بِيَمِيْنِهٖ ط رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی
عَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضَا وَاجْعَلِ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ
وَمَسْكَنَكِ وَمَحَلَّكِ وَمَاوٰكِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهٗ

حلیمہ سعدیہ رض کے مزار پر

پھر حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہو کر یہ عرض کیا جائے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَتَنَا حَلِيْمَةَ السَّعْدِيَّةَ يَا مُرْضِعَةَ
نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مُرْضِعَةَ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مُرْضِعَةَ الْمُصْطَفٰی
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ
مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ وَمَحَلَّكِ وَمَاوٰكِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

شہداء کے مزاروں پر

پھر جنّت البقیع کے دروازے کے پاس جو شہداء مدفون ہیں ان کی زیارت کرے

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُہَدَآءُ یَا سُعَدَاءُ یَا نُجَبَآءُ
یَا نُقَبَآءُ ط یَا اَھْلَ الصِّدْقِ الْوَفَآءِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا
مُجَاھِدِیْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ
بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُہَدَآءَ
الْبَقِیْعِ کَآفَّۃً عَآمَّۃً وَّرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ابراہیم ابن رسول اللہ

پھر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہو اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِبْرَاھِیْمَ بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا ابْنَ نَبِیِّ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ حَبِیْبِ
اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ الْمُصْطَفٰی ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
وَعَلٰی مَنْ حَوْلَکَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ یَا اَصْحٰبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُمْ
وَاَرْضَاکُمْ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُمْ
وَمَسْکَنَکُمْ وَمَحَلَّکُمْ وَمَاْوٰکُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ
اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

Marfat.com

مزار حضرت نافع رضؓ

پھر حضرت نافع رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا نَافِعَ شَيْخَ الْقُرَّاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوَاكِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

مزار حضرت امام مالک رضؓ

پھر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے مزار پر حاضر ہو اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا الْاِمَامَ مَالِكًا صَاحِبَ الْمَذْهَبِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ دَارِ الْهِجْرَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوٰكَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

مزار ابن ابی طالب رضؓ

پھر عقیل بن ابی طالبؓ کے مزار پر حاضر ہو اور یوں کہے

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَقِيْلَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ الْمُصْطَفٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَخَا عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى مَنْ حَوْلَكَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوٰكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

امّہات المومنین رضی اللہ عنہن

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، اُمّہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مزار پر حاضر ہوا اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ وَمَاوٰكُنَّ

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آنحضرت صلعم کی صاحبزادیاں

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادیوں رضی اللہ عنہن
کے مزاروں پر حاضر ہو اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ وَمَاْوٰكُنَّ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

حضرت عباس رضؓ کے مزار پر

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہو اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبَّاسًا ط يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى ط اَلسَّلَامُ

Marfat.com

عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا الْإِمَامَ حَسَنَانِ الْمُجْتَبٰى ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدَنَا الْإِمَامَ زَيْنَ الْعَابِدِيْنَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
سَيِّدَنَا الْإِمَامَ مُحَمَّدَانِ الْبَاقِرَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
سَيِّدَنَا الْإِمَامَ جَعْفَرَانِ الصَّادِقَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا
اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ
وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَاْوٰكُمْ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

عمّاتِ رسولِ کریمؐ رضی

پھر حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پھوپھیوں رضی اللہ عنہن
کے مزاروں پر حاضر ہو اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا عَمَّاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ
یَا عَمَّاتِ نَبِیِّ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا عَمَّاتِ حَبِیْبِ اللّٰہِ ط
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا عَمَّاتِ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُنَّ
وَاَرْضَاکُنَّ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُنَّ
وَمَسْکَنَکُنَّ وَ مَحَلَّکُنَّ وَمَاْوٰکُنَّ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اسمٰعیل بن حضرت امام جعفر صادق

پھر حضرت اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے مزار پر حاضر ہو اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا اِسْمٰعِیْلَ ابْنَ الْاِمَامِ
جَعْفَرِنِ الصَّادِقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَھْلِ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ
وَمَعْدِنَ الرِّسَالَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْكَ وَاَرْضَاكَ
اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ

Marfat.com

وَمَحَلِّكَ وَمَاْوٰكَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آبا نبی اللہ کے مزار پر

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کے مزار کی زیارت کرے اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْمُصْطَفٰی ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

مزار مالک انصاری بیرقی رض

پھر حضرت مالک انصاری بیرقی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مَالِكَانِ الْاَنْصَارِيَّ الْبَيْرَقِيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ

وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

مزار ذکی الدین

پھر حضرت ذکی الدین رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

مزار علی عریضی رض

پھر حضرت علی عریضی بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کرے اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَلِيَّانِ الْعَرِيْضِيِّ ابْنَ الْاِمَامِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

Marfat.com

سیّدنا حمزہ رضؓ کے مزار پر

پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو (جمعرات کے روز یہ زیارت افضل ہے) اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْزَةَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَآءِ وَيَا اَسَدَ اللّٰهِ وَاَسَدَ رَسُوْلِهٖ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ جَحْشٍ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُصْعَبَ ابْنَ عُمَيْرٍ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَآءَ اُحُدٍ كَآفَّةً عَامَّةً وَّرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

بیرونِ قبہ کے مزار

پھر قبہ کے باہر جو شہدا رہیں ان کی قبروں کی زیارت کرے اور یوں کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَآءُ يَا سُعَدَآءُ يَا نُجَبَآءُ يَا نُقَبَآءُ يَا اَهْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَآءِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُجَاهِدِيْنَ

Marfat.com

فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ ط سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُہَدَآءَ اُحُدٍ کَآفَّۃً عَآمَّۃً وَّرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

قبہ ثنایا میں

پھر قُبۂ ثنایا میں آکر نماز پڑھے اور یہ دُعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ قُبَّۃُ الثَّنَایَا وَمُصَلّٰی نَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ط اَللّٰھُمَّ کَمَا بَلَّغْتَنَا فِی الدُّنْیَا زِیَارَۃَ وَمَآثِرَہُ الشَّرِیْفَۃَ فَلَا تَحْرِمْنَا یَا اَللّٰہُ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ط

مسجد قبلتین میں

پھر مسجد قبلتین میں آکر نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے (منگل کے روز یہ افضل ہے)

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا مَسْجِدُ الْقِبْلَتَیْنِ وَمُصَلّٰی نَبِیِّنَا وَحَبِیْبِنَا وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِی کِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ عَلٰی صَدْرِ نَبِیِّکَ

Marfat.com

الْمُرْسَلِ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ط فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَآثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اَللّٰهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَائِهٖ وَاَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَرِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

جبل سلع پر

پھر اُن چار مساجد میں جائے جو مسجد قبلتین کے راستے میں ہیں ۔۱: جبل سلع کے اُوپر کے غار میں جا کر نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے

اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَآثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اَللّٰهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَآئِهٖ وَاَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ

Marfat.com

حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَرِيْئَةً لَّا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

مسجد قبا میں

پھر مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے (ہفتہ کے دن افضل ہے)

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ وَمُصَلّٰى نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِيْ كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ عَلٰى صَدْرِ نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ج فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ وَاَعْمَالَنَا مِنَ الرِّيَا وَفُرُوْجَنَا مِنَ الزِّنَا وَاَلْسِنَتَنَا مِنَ الْكَذِبِ وَالْغِيْبَةِ وَاَعْيُنَنَا مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ط

Marfat.com

پھر مسجدِ شمس، مسجدِ اجابت، مسجد جمعہ، مسجدِ بنی النجار میں جائے۔ پھر مسجدِ مائدہ میں آئے جو جنّت البقیع کے پاس ہے۔ پھر مسجدِ اجابتِ ثانی میں آئے اور دو نماز پڑھے اور جو دل چاہے دعا مانگے۔

مدینہ شریف سے رخصت

مدینہ شریف سے رُخصت ہو تو دو رکعت نماز مسجدِ نبویؐ میں ادا کرے اور رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر آئے اور یہ دُعا پڑھے۔

اَلْوَدَاعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط اَلْفِرَاقُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ط اَلْاَمَانُ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ لَا جَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی آخِرَ الْعَھْدِ لَا مِنْكَ وَلَا مِنْ زِیَارَتِكَ وَلَا مِنَ الْوُقُوْفِ بَیْنَ یَدَیْكَ اِلَّا وَمِنْ خَیْرٍ وَّعَافِیَةٍ وَّصِحَّةٍ وَسَلَامَةٍ اِنْ عِشْتُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی جِئْتُكَ وَاِنْ مُّتُّ فَاَوْدَعْتُ عِنْدَكَ شَھَادَتِیْ وَاَمَانَتِیْ وَعَھْدِیْ وَمِیْثَاقِیْ مِنْ یَّوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَھِیَ شَھَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ وَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِيْ بَعْدَ مَمَاتِيْ
فَكَاَنَّمَا زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ ط

معلوماتِ حج

* ایک اخبار نویس کی غیر سرکاری رپورٹ
* حج وزیارت کی پالیسی
* معلوماتِ حج
* ارضِ حجاز میں خرید و فروخت
* اردو عربی بول چال
* معلّم و مطوّف
* حجاز کے مشہور اخبارات و رسائل

Marfat.com

ایک اخبار نویس کی غیر سرکاری رپورٹ

۱۹۷۲ء کے اوائل میں جب ایک سرکاری وفد کے مشاہدات کی بنا پر حکومتِ پاکستان نئی حج پالیسی وضع کر رہی تھی تو میں نے روزنامہ "امروز" میں ایک غیر سرکاری رپورٹ شائع کرائی۔ مجھے خوشی ہے کہ جن تکالیف کی نشاندہی میں نے کی وہ سب کی سب رفع کردی گئی ہیں البتہ بعض امور خود عازمینِ حج یا سعودی حکومت کی توجہ کے محتاج ہیں۔ میری یہ رپورٹ چونکہ حجاج کرام میں بہت مقبول ہوئی اور حکومت نے بھی اس کا نوٹس لیا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ رپورٹ کو تاریخی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ لہٰذا اسے کتابی صورت میں محفوظ کیا جا رہا ہے۔

(مصنّف)

Marfat.com

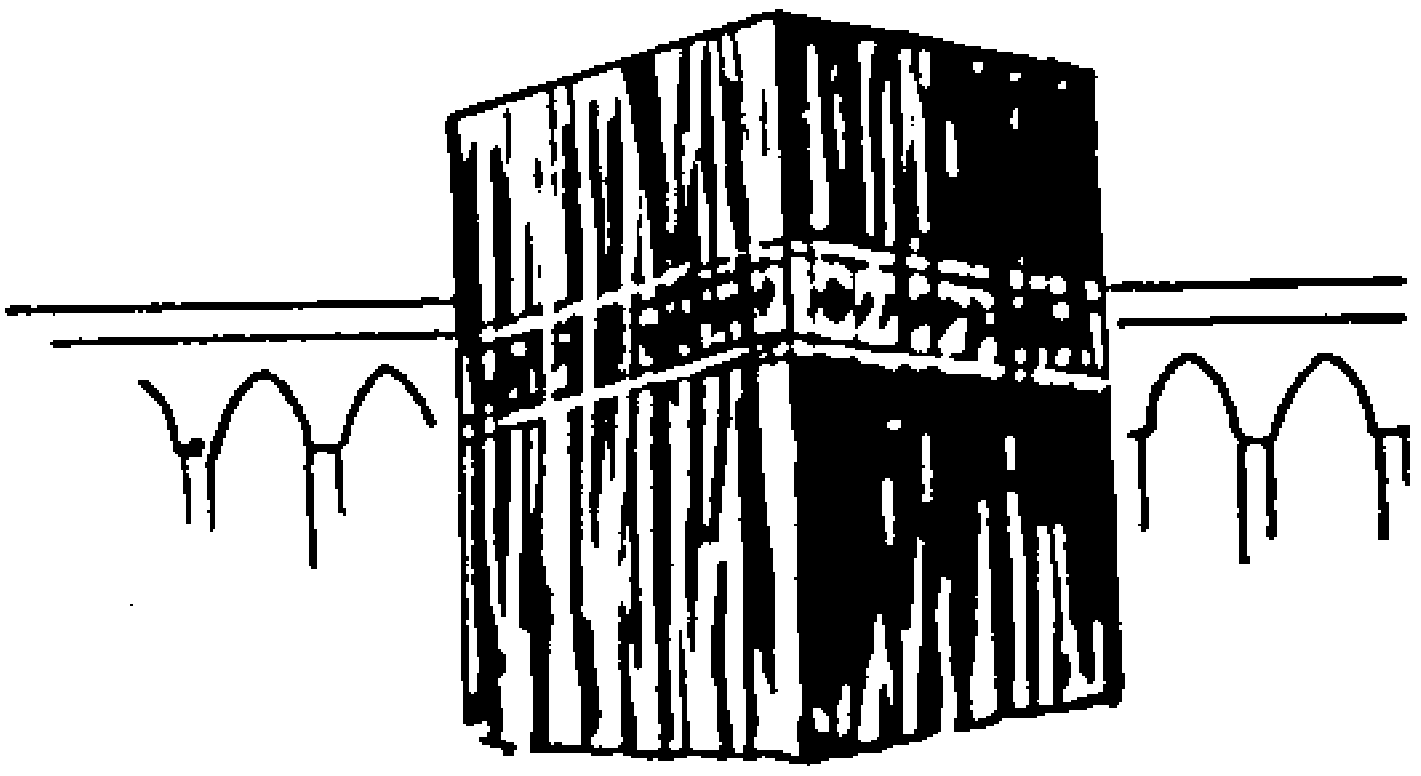

میرا عزم حج بیت اللہ جس خوش گوار اتفاق کا نتیجہ تھا ضروری نہیں کہ اس کا سامنا ہر کسی کو ہو۔ میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ قسمت آزمائی کی اور یہ پروردگار عالم کا احسان ہے کہ میرا نام ہوائی جہاز کے ذریعے سفر کرنے والوں میں نکل آیا۔ ابھی میں علامہ اقبال کے اس شعر کا مصداق تو نہیں بن سکا۔ ؎

حادثہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اسکا میرے آئینۂ ادراک میں ہے

تاہم یہ واقعہ ہے کہ ۱۹۷۰ء کے اوائل میں جب میں نے دیکھا کہ بچّون جو چودہ برس سے برج عقرب کے گرم اور گدے بانبوں میں پھسکڑا مارے بیٹھا تھا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا ہے اور قوس کا اسپ سوار تیر کمان جھکاتے اس کے خیر مقدم کی تیاری کر رہا ہے اور ادھر مشتری بھی بارہ سال تک بروج السما کی خاک چھانتا ہوا اپنے مستقر کو لوٹ رہا ہے تو میرا ماتھا ٹھنکا ان دونوں سیاروں کا اجتماع خالی از علت نہ تھا۔ خصوصاً جب میزان کی عنان یورانس کے ہاتھ میں تھی۔ میں نے بزرگ محترم علامہ کاشفی سے پوچھا۔ کیسے بیرونی ممالک کی سیاحت

کا کوئی امکان ہے۔؟ علامہ کاشفی نے عینک پہنی جامع جفر کا دفتر کھولا۔ کورے کاغذ کا ایک ورق پھیلا کر اوندھے منہ لیٹ گئے۔ سوال لکھا۔

"عبدالرحیم شبلی ممالکِ غیر کی سیاحت کو کب جاتے گا۔؟"

بسط عزیزی کے بعد مدخل کبیر نکالا مقلوب کیا۔ بینات ڈھونڈھے اور نظیرہ قائم کرنے کے بعد مستحصلہ نکالا۔

"چار ماہ تک حج کو جاتے گا۔ ساتھ چار آدمی ہوں گے۔"

میں جواب سن کر ہنسا۔ کیونکہ حج اپنی قسمت میں کہاں؟ اور پھر چار آدمی کون سے؟ اس سے پہلے زحل کے دبیز اور پراسرار حلقے میرے عزائم کی ٹانگ کھینچتے رہے ہیں۔ اس لئے سیاحت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ بایں ہمہ جب اکتوبر ۱۹۷۰ء میں قرعہ اندازی کا اعلان ہوا تو نہ جانے مجھے کیا سوجھی۔ میں نے عین آخری وقت میں فارم پر کر کے ۴۸۷۴ روپے بنک میں جمع کرا دیئے اور رجسٹری ڈاک کے حوالے کر دی۔ چند ہی روز بعد اخبارات میں کامیاب افراد کی فہرست شائع ہوتی تو اس میں میرا نام بھی شامل تھا۔ لیکن ظاہر ہے میرا عزمِ حج بیت اللہ جس خوشگوار اتفاق کا نتیجہ تھا۔ ضروری نہیں کہ اس کا سامنا ہر کسی کو ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ قرعہ اندازی نے ہر سال لاکھوں مسلمانوں کو پابند تقدیر بنا کر رکھ دیا ہے اور ایسے بے شمار افراد موجود ہیں جو گزشتہ کئی سال سے قرعہ اندازی میں حصہ لے رہے ہیں لیکن تا حال یہ مصرع دہرانے کے قابل نہیں ہو سکے۔ ؎

قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

اس محرومی سے جو مہلک نفسیاتی نتائج برآمد ہو سکتے ہیں ان کا تصور بھی لرزہ خیز ہے۔ مسلمان کو آزادیٔ تدبیر کا عادی بنانے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ قرعہ

Marfat.com

اندازی کے طریقہ کو یکسر ختم کر دیا جائے اور نماز، روزے اور زکوٰۃ کی طرح حج کو بھی عوام کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے۔ زرمبادلہ کی کمیابی کا عذر بجا ہے لیکن اغلباً اس حقیقت پر غور نہیں کیا گیا"۔ کوٹہ سسٹم سے جتنا زرمبادلہ ہر سال ضائع ہو جاتا ہے اتنا شاید متبادل طریقہ سے ممکن نہ ہو۔

رائٹر کی اطلاع کے مطابق اس سال ۴،۷۷،۹۲۹ حاجی بیرون ممالک سے جدہ میں پہنچے پارسال یہ تعداد ۴،۳۱،۲۷۰ تھی ان عازمین حج کی تعداد میں ۴۶،۶۵۹ کا اضافہ ہوا لیکن جیسا کہ اخبارات نے نتیجہ نکالا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ صرف چار لاکھ ستر ہزار افراد نے فریضہ حج ادا کیا۔ پچھلے سال جب مجھے ادائے حج کی سعادت ملی۔ پندرہ لاکھ حجاج میدان عرفات میں موجود تھے۔ اس سال بھی کم و بیش یہی تعداد ہونی چاہئے۔ جدہ میں جو حجاج ہوائی یا سمندری جہازوں کے ذریعے پہنچے ان میں وہ لوگ شامل نہیں ہیں جو سعودی عرب کے دور دراز علاقوں اور آس پاس کے ممالک سے خشکی کے رستے موٹر کاریوں اور بسوں پر آجاتے ہیں یا موسم حج سے بھی بہت پہلے وہاں موجود ہوتے ہیں اس لحاظ سے رائٹر کے اعداد و شمار غلط ہیں۔ بہرحال پندرہ لاکھ افراد میں سے حکومت کے اندازے کے مطابق ۲۴ ہزار حجاج پاکستانی تھے پارسال یہ تعداد ۲۰ ہزار تھی۔ مشرقی پاکستان کے عازمین حج چونکہ مغربی پاکستان کے انتظامات سے وابستہ نہیں رہ سکے اس لئے ان کو خارج کر دیا جائے تو اس سال صرف تین ہزار پاکستانیوں کو نام سسٹم کے تحت حج کی اجازت دی گئی۔ انٹرنیشنل پی فارم بی فارم کے تحت سفر کرنے والے اور دوسرے ممالک میں آباد پاکستانی اس کے علاوہ ہیں۔ سابقہ حکومت نے سات ہزار عازمین حج کی درخواستیں مسترد کر دی تھیں موجودہ حکومت نے اس فیصلہ پر خطِ تنسیخ کھینچ کر ان لوگوں کو بھی زرمبادلہ مہیا کر دیا۔

پارسال سفرِ حج کے لئے کوٹا ۱۸،۹۵۲ حجاج کو دیا گیا تھا۔ اس سال یہ تعداد دس ہزار

Marfat.com

کے قریب (تین ہزار جمع سات ہزار) بھی سمجھ لی جائے تو اس کے یہ معنی ہوتے کہ اوسطاً چار ہزار روپے فی کس کے حساب سے چار کروڑ روپے کا زرمبادلہ جاری کیا گیا۔ پارسال اسی حساب سے یہ مقدار ساڑھے سات کروڑ پر مبنی ہو گی۔ لیکن پاکستانی حجاج نے بالفعل جتنا زرمبادلہ خرچ کیا وہ اس سے کئی گنا زائد ہے ہوائی جہاز پر سفر کرنے والوں کو حج کے مصارف کے لئے ۶۵ ۲۶ روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں سے ۱۲۸۵ روپے جدہ تک کرایہ، ۱۲۴ روپے ٹرمنل کرایہ ۲ روپے پلگرم پاس اور پانچ روپے پلگرم ویلیفر فنڈ کے نکال کر ۸۴/۴ روپے کے عوض بونس ووچر کے بھاؤ زرمبادلہ جاری کیا جاتا ہے بونس ووچر کا پریمیم دو سو فی صد بھی لگا لیا جائے تو کراچی پہنچ کر ۸۴/۴ روپے یا صرف ۱۲۲ پونڈ یعنی ساڑھے تیرہ سو روپے ملتے ہیں۔

گویا جب عازم حج جدہ میں وارد ہوتا ہے تو اس کی جیب میں صرف ۱۲۲ پونڈ کے نوٹ ہوتے ہیں اب اخراجات کی فہرست ملاحظہ کیجئے۔

جدہ بندرگاہ پر اترتے ہی ۱۴ ریال (دس پونڈ) معلّم کے حوالے کرنے پڑتے ہیں۔ اس میں پچاس ریال معلم کے اپنے۔ ۷ ریال وکیل جدہ (ایجنٹ) کی فیس۔ ۳/۳۰ ریال زمزمی، واپسی کرایہ بندرگاہ سے کیمپ تک مع بار برداری ۶ ریال اور متفرق اخراجات ۷/۶ ریال شامل ہوتے ہیں۔ معلم کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ مناسک حج اپنی نگرانی میں کرائے۔ اور تمام معاملات میں مسافر کی رہنمائی کرے۔ وکیل جدہ پلگرم پاس پر توثیقی مہریں لگواتا اور تنازل (مکہ میں داخلہ) کا انتظام کرتا ہے۔ لیکن معلم اور وکیل دونوں فیس تو پہلے وصول کر لیتے ہیں۔ کام اس وقت تک نہیں کرتے جب تک ان کو اتنی ہی رقم زائد نہ دیدی جائے۔ مثلاً وکیل جدہ نے مجھ سے مزید دس ریال اس بات کے چارج کئے کہ پاکستانی سفارت خانہ جدہ کے ہوائی اڈہ سے تین چار میل دور ہے اس لئے ٹیکسی پر آنے جانے کا کرایہ چاہئے۔ اسی طرح باربرداری اور کیمپ میں ٹھہرنے

Marfat.com

کے اخراجات ہم، ریال میں شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ قلیوں کو علیحدہ دینا پڑتا ہے اور کیمپ میں چونکہ جگہ نہیں ہوتی اس لئے بارش ہو یا دھوپ صحن میں سامان پھینک کر کھانے پینے کے لئے باہر بازار میں جانا پڑتا ہے۔ اسی طرح زمزمی کے طور پر تین ریال تیس قرش دے دیئے جاتے ہیں اس کے باوجود جدہ میں پینے کا پانی مول لینا پڑتا ہے اور حرم شریف میں بھی پہنچ کر زمزم کا نذرانہ نصف ریال فی صراحی علیحدہ وصول کر لیا جاتا ہے۔

بہرحال جب بندرگاہ یا ہوائی اڈا سے باہر نکلیں تو وکیل جدہ ذیل کی مزید رقوم وصول کرتا ہے۔

کرایہ بس جدہ تا مکہ مکرمہ ۱۱ ریال ۵ قرش

کرایہ بس جدہ تا مدینہ منورہ واپسی ۹۰ ریال

۱۰۱ ریال ۵ قرش

لیکن یہ نہ سمجھئے کہ آپ ایک سو ایک ریال ادا کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے وکیل آپ کو بتائیگا کہ یہ کرایہ بس تو سرکار کے خزانہ میں جاتے گا سرکاری بس شاذ و نادر ہی چلتی ہے مکہ جانا ہے تو ٹیکسی کا کرایہ ادا کرو اور چلے جاؤ۔ چنانچہ بادل نخواستہ گیارہ ریال ۵ قرش فی سواری ادا کر کے بمشکل عشاء کے وقت مکہ پہنچ گئے۔

اب مکہ مشرفہ میں قیام و طعام کے انتظام کا مرحلہ آتا ہے۔ معلم بالعموم جدہ میں سرکاری ملازم ہوتا ہے اور معلمی کا دھندا محض جز وقتی کے طور پر کرتا ہے (وہاں پولیس اور فوج کے افسر بھی حج کے موسم میں روپیہ کمانے کے لئے ٹیکسی ڈرائیور یا معلم اور وکیل بن جاتے ہیں) اس کے مکان پر جاؤ تو اس کے بھائی بند آپ کا استقبال کریں گے۔ لیکن کہیں گے کہ کرایہ پر مکان لے لو اور کھانے پینے کا بندوبست خود کرو معلم نے حاجیوں کے لئے نہ صرف اپنے

Marfat.com

مکان کا ایک ایک کمرہ خالی کیا ہوتا ہے بلکہ قرب وجوار کی جو دکان یا مکان اسے مل سکے اس نے کم کرایہ پر لے کر زیادہ کرایہ پر چڑھانے کے لئے رکھا ہوتا ہے۔ اگر آپ دس پندرہ عورتوں اور مردوں کے ساتھ ہی بستر بچھانا چاہتے ہیں تو فی کس اسی نوے ریال وصول کرے گا۔ لیکن آپ (میری طرح) علیحدہ کمرے پر اصرار کریں تو وہ ۴×۳ فٹ کی کوئی دکان یا غسل خانہ آپ کو دکھادے گا جس کا کرایہ آٹھ سو ریال سے کم نہیں ہوگا۔ ہوٹلوں میں ایک ایک کمرہ کا کرایہ چونکہ ہزار ڈیڑھ ہزار ریال سے کم نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ کو مجبوراً معلم کے مہیا کردہ مکان پر ہی رہنا ہوگا۔

میرے معلم شیخ حسین علی محمود تھے۔ وہ چونکہ لاہور میں بیاہے ہوتے ہیں اور مصری ہونے کے باوجود انگریزی، عربی، اردو، فارسی اور دوسری بے شمار زبانوں سے شدھ بدھ رکھتے ہیں۔ اس لئے میرا انہوں نے لحاظ کیا اور اپنا دفتر جس کو کباڑ خانہ کہہ لیجئے بڑی رعایت کرکے آٹھ سو ریال میں میرے حوالے کر دیا۔ اور میرے لئے خاص طور پر ایک ٹوٹی پھوٹی چارپائی کا بندوبست کیا۔ (مکہ اور مدینہ میں لوگ چٹائی پر سوتے ہیں) لیکن معلم عام طور پر علیحدہ کمرے نہیں دیتے اور فائدہ اسی میں سمجھتے ہیں کہ ایک چھوٹے سے کمرے ہی میں آٹھ دس آدمیوں کو گھسیڑ کر ان سے ہزار بارہ سو ریال اینٹھ لئے جائیں۔ اکثر معلم ایسے ہیں جو صرف سامان رکھنے کا تین سو ریال کرایہ وصول کرتے ہیں۔ اور سردی ہو یا گرمی حجاج کو باہر چھتے پر یا صحن میں سڑک کے کنارے شب باشی کرنا پڑتی ہے۔ کرایہ مکان کے علاوہ معلم ذیل کی رقوم وصول کرتا ہے۔

کرایہ خیمہ بمقام منیٰ وعرفات	۲۰ ریال
کھانا منیٰ وعرفات (چار دن)	۳۰ ریال

پاسپورٹ کی کارروائی	۱ ریال
	۵۴ ریال

گویا مکہ میں داخل ہوتے ہی آپ کے مصارف کی تفصیل یہ ہوگی۔

کرایہ مکان	۸۰۰ ریال
کرایہ کھانا خیمہ چار دن	۵۴ ریال
	۸۵۴ ریال

اس زمانہ میں ایک پونڈ تقریباً دس ریال کے برابر تھا اس لئے ۸۵ پونڈ یہ ہوتے اس سے پہلے آپ جدہ میں معلم کی فیس دس پونڈ اور مکہ تک بس کا جبری کرایہ اور موٹر کا حقیقی کرایہ تقریباً بارہ پونڈ ادا کر چکے ہیں۔ اس لئے بار برداری اور چھوٹے موٹے مصارف ملا کر تقریباً سو پونڈ آپ کی جیب سے نکل گئے۔ ایک سو بائیس پونڈ آپ کے پاس ہیں باقی رہ گئے بارہ پونڈ یا تقریباً ۱۲۰ ریال اس رقم میں آپ کو ۲۰ دن مکہ اور آٹھ دن مدینہ میں گذارا کرنا ہوگا۔ اور واپسی کے لئے گو آپ سرکاری بس کا کرایہ ادا کر چکے ہیں۔ لیکن جدہ پہنچنا ہے تو پچاس ساٹھ ریال موٹر کے کرایہ کے لئے محفوظ رکھنا ہوں گے اس کے یہ معنی ہوتے کہ ۲۸ دن گذارنے کے لئے آپ کے پاس ساٹھ ستر ریال سے زیادہ رقم نہیں بچی خوش قسمتی سے مدینہ میں رہائش ارزاں ہے مسجد نبوی کے پاس ہی پنجابیوں کے دو ہوٹل ہیں ان میں سے جو ملتان کے حاجی صاحب ہیں وہ چار پانچ ریال روزانہ پر چارپائی کی جگہ دے دیتے ہیں کھانا بھی لاہور کے عام ہوٹلوں کی طرح سوا ریال میں مل جاتا ہے اس لحاظ سے اگر انتہائی کفایت سے کام لیا جائے تو قیام مدینہ کے لئے ۵۰ ۔ ۵۵ ریال کافی ہیں۔ لیکن مکہ میں ٹھہرنے کے لئے صرف آٹھ دس ریال باقی رہ گئے۔ اگر آدمی (میری طرح) صرف ایک پیالہ چائے پر گزارہ کرے تب بھی بیس دن کے کھانے پینے کا خرچ پورا نہیں ہوتا۔

Marfat.com

پھر یاد رہے کہ حج کے لئے چار دن منیٰ میں اور میدان عرفات میں رہنا ہے وہاں کی خیمہ باشی اور کھانے کا خرچ تو آپ نے دے دیا لیکن قربانی کے لئے روپیہ کہاں سے آئے گا منیٰ میں قربانی کے جانور لاہور کے مقابلہ میں ارزاں ہیں۔ پھر بھی ایک چھوٹے سے معمولی چھترے کے لئے ۸۰ ریال درکار ہیں۔ حج کے دوران بسا اوقات کوئی نہ کوئی فقہی غلطی ہو جاتی ہے جس کا دم دینا پڑتا ہے۔ لہذا ایک دو زائد بکروں کے دام پاس رہنے چاہئیں۔ مثال کے طور پر احرام باندھا ہو تو سر نہیں ڈھانپنا چاہیئے۔ اگر آپ نے رات کے وقت غلطی سے کمبل اوڑھ لیا تو دم دینا پڑیگا قربانی کی استطاعت نہ ہو تو روزے رکھنے پڑیں گے۔

اس حساب کتاب سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ حجاج کے لئے حکومت پاکستان جتنا زرمبادلہ منظور کرتی ہے وہ ایک مہینہ کے قیام کے لئے یقیناً ناکافی ہے حکومت نے یہ کوٹا غالباً آج سے دس بارہ برس قبل مقرر کیا تھا۔ جب قیام و طعام کے مصارف اتنے نہیں تھے جتنے اب ہیں دنیا بھر کے دوسرے مقامات کی طرح مکہ اور مدینہ میں بھی مکانات کا کرایہ کئی گنا بڑھ چکا ہے۔ اسی طرح کھانے پینے کی اشیاء بھی مہنگی ہیں۔ ان حالات میں اگر زرمبادلہ کی چوری نہ ہو تو کیا ہو؟ جو مرد اور عورتیں دیہات سے آتے ہیں۔ سفر بھی سمندری جہاز کے عرشہ پر کرتے ہیں۔ راشن اپنا لاتے ہیں اور مکہ میں ایک ہی کمرہ میں یا باہر چھپٹوں پر گذارہ کر لیتے ہیں ان کے اخراجات میں بے شک کفایت ہو جاتی ہے۔ لیکن ان کو بھی ذاتی یا کاروباری احتیاجات پوری کرنے کے لئے بلیک منی کی ضرورت پڑتی ہے

واقعہ یہ ہے کہ بلیک منی کی تجارت کو جتنا فروغ حج کے موقعہ پر ملتا ہے اتنا شاید کسی موقعہ پر نہ ملتا ہو۔ قانوناً کوئی عازم حج منظور شدہ کوٹے کے علاوہ بیس روپے پاکستانی سکہ سے زیادہ رقم اپنے ہمراہ نہیں لے جا سکتا۔ البتہ حجاز سے واپسی پر فی کس ۸۰ روپے مالیت کے پاکستانی

نوٹ لانے کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ ایسے نوٹ دس یا پانچ یا ایک روپے کی شکل میں ہوں اس کے باوجود راقم الحروف نے دیکھا ہے کہ پاکستانی مکہ اور جدہ کے بازاروں میں سونا چاندی اور ہیرے جواہرات خرید رہے ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ بڑے بڑے کلاک، ٹی سیٹ، ٹیلی ویژن، ٹرانسسٹر، اور ٹیپ ریکارڈ لے کر آتے ہیں (جو کراچی کسٹم کی ملی بھگت سے یا جرمانہ ادا کرنے کے بعد واگزار ہو جاتے ہیں۔) سوال یہ ہے کہ اس خرید و فروخت کے لئے روپیہ کہاں سے آتا ہے؟

اس کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اکثر لوگ زرمبادلہ ـــــــ کے محدود کوٹے کے علاوہ آٹھ دس ہزار روپیہ جیب میں ڈال کر چلے جاتے ہیں دوسرے پلگرم پاس کے علاوہ ہزاروں لوگ پی فارم پر جاتے ہیں ان کو کوٹا نہیں ملتا اس لئے ممانعت کے باوجود وہ چالیس پچاس ہزار روپیہ ساتھ لے جاتے ہیں۔ تیسرے بے شمار لوگوں کا دعویٰ ہے کہ سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک میں ان کے رشتہ دار موجود ہیں جو ان کو ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھیج دیتے ہیں اور تمام مصارف کے کفیل ہوتے ہیں ـــــ لطف یہ ہے کہ یہ رشتہ دار صرف اپنے عزیز و اقارب کا خرچ برداشت نہیں کرتے۔ دوسروں کا روپیہ بھی اونے پونے خرید کر ان کو ریال یا پونڈ مہیا کرتے ہیں۔ ۱۹۵۹ء میں جب بونس ووچر سکیم کا اجراء ہوا تھا۔ ایک سو پاکستانی روپوں کے عوض بہ آسانی ستر ریال مل جاتے تھے۔ لیکن اب یہ شرح مبادلہ ایک سو کے بدلے ۳۰ تا ۲۷ ریال رہ گئی ہے۔ گویا سعودی عرب میں پاکستانی روپے کی قیمت ایک تہائی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو لوگ پچاس ہزار روپیہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں ان کو صرف سولہ سترہ ہزار ریال ملتے ہیں (حالانکہ شرح اب بھی مساوی ہے۔ یعنی ایک روپے کے بدلے ایک ریال)

Marfat.com

؛ پچھلے سال حکومت نے ۸۹۵۰۳ عازمانِ حج کو زرِ مبادلہ کا کوٹہ دینے کے علاوہ دس ہزار افراد کو پی فارم پر سفر کرنے کی اجازت دیدی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سعودی عرب میں پاکستانی روپے کا سیلاب امنڈ آیا اور اس کی قیمت بکدم چوالیس ریال سے گر کر ۲۴ ریال رہ گئی۔ اس کے بعد چونکہ پچاس اور سو کے نوٹ ضبط ہو گئے تھے۔ اور روپیہ کی قیمت بھی کم کر دی گئی تھی اس لئے اب سعودی عرب میں ایک سو کے بدلے کوئی صراف ۲۸ روپے بھی دینے پر آمادہ نہیں ہوتا تاہم لوگ چونکہ "بلیک منی" اپنے ساتھ برابر لے جا رہے ہیں۔ اس لئے اندازہ یہ ہے کہ حکومت کو ہر سال زرِ مبادلہ میں بیس پچیس کروڑ روپے کا خسارہ ہو رہا ہے۔

اگر زرِ مبادلہ کے اس بے محابا ضیاع کو روکنا مقصود ہے تو اول حکومت کو عازمانِ حج کی تعداد میں تخفیف کرنا ہو گی تاکہ انفرادی کوٹے میں مصارف کے مطابق اضافہ ہو۔ دوم ممالکِ غیر میں جانے والے لوگوں کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ جب وہ اپنی کرنسی ایک تہائی قیمت پر فروخت کر رہے ہوتے ہیں تو دراصل اپنے ملک کی تباہی کا سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ جدہ میں رسٹ واچ، ٹرانسسٹر اور ٹیلیویژن وغیرہ بے شک ارزاں ہیں۔ لیکن اسی ریال کی گھڑی خریدنے کے لئے ۱۴۰ روپے صراف کی بھینٹ چڑھانے پڑتے ہیں اور اسی قیمت میں یہ گھڑی کراچی یا لاہور میں بآسانی دستیاب ہے۔ لہٰذا کرنسی ضائع کرنے سے کیا فائدہ!

دورِ حاضر میں ہوائی یا سمندری جہازوں کی سروس، جدید طرز کے ہوٹلوں کے وجود میں آنے اور طبی سہولتوں کی فراوانی کے پیشِ نظر عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اب ادائے فریضۂ حج کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ کوئی بھی شخص جس کے پاس آٹھ دس ہزار روپیہ جمع ہو گیا ہو بآسانی اس فرض سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ مغلوں کے دور میں جب آمدورفت کے ذرائع ترقی یافتہ نہ تھے اور راستہ بھی لٹیروں اور قزاقوں سے محفوظ نہ تھا۔ سو ڈیڑھ سو مسلمان جماعت بنا کر سورت کی

بندرگاہ میں جمع ہوتے اور وہاں کسی بادبانی کشتی والے کو تیار کر کے سفر پر روانہ ہوتے ان میں سے تین چوتھائی تو سمندری طوفانوں کی نذر ہو جاتے اور باقی جب بصرہ پہنچ کر پیدل مکہ کی راہ لیتے تو رستہ میں لیٹروں اور ڈاکوؤں سے واسطہ پڑتا۔ اس لئے شاید کوئی قسمت والا ہی منزل مقصود پر پہنچ پاتا۔ پھر مکہ بھی محفوظ نہیں تھا۔ لیٹرے حرم شریف کے آس پاس منڈلاتے رہتے اور جہاں کوئی اجنبی حاجی دیکھتے اس کے کپڑے تک اتار لیتے تھے عثمانی دور میں لوٹ مار کی وارداتیں تو کم رہ گئیں۔ لیکن راستے کی تکالیف میں کوئی کمی نہ آئی دخانی جہازوں کی آمد و رفت کے بعد سمندری سفر بڑی حد تک محفوظ ہو گیا۔ لیکن باقی مسائل جوں کے توں رہے ع

ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگِ گراں اور

سعودی دور میں فریضۂ حج نے کشش انگیز صورت اختیار کی لیکن حصولِ آزادی کے بعد اس پر ایک تو زرمبادلہ کی پابندی عائد ہو گئی دوسرے بے پناہ ہجوم کے باعث قیام و طعام حفظانِ صحت اور آمد و رفت کے بے شمار مسائل اٹھ کھڑے ہوتے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ نئی حکومت نے ان مسائل کو حل کرنے کا تہیہ کیا ہے لیکن مسائل عام حاجیوں کو پیش آتے ہیں۔ سرکاری وفود کو نہیں آسکتے۔ عام حجاج ہی سے دریافت کرنا چاہتے تھا۔ سرکاری وفد کے ارکان تو ہوائی جہاز پر گئے۔ سعودی حکومت کے مہمان بن کر رہے جدہ اور ریاض میں بیٹھ کر ضیافتیں اڑاتے رہے ان کو کیا معلوم کہ منیٰ میں حاجیوں کے ساتھ کیا بیتی ہے؟ یا مکہ میں ان کو رہائش تلاش کرتے ہوئے کیا دقت پیش آتی ہے؟ یا تنازل اور اخراج کے سلسلے میں ان کو معلموں اور وکیلوں کے کون سے ہتھکنڈوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

Marfat.com

تو اے کبوترِ بامِ حرم چہ می دانی
تپیدنِ دلِ مرغانِ رشتہ بر پا را

بات سے بات نکلتی ہے بامِ حرم کے کبوتروں کے سلسلہ میں یاد آیا کہ اپنے لاہور کے مکان کے چھجوں اور اولیتوں میں بود و باش رکھنے والے جنگلی کبوتروں سے موازنہ کیا تو اس شعر کی صداقت کھلی بامِ حرم کے کبوتر اتنے باسلیقہ اور شائستہ ہیں کہ مسجد نبوی کے ستونوں اور گنبدوں سے چمٹے رہنے کے باوجود نہ تو بیٹ کرتے ہیں نہ نمازیوں کو پریشان کرتے ہیں بلکہ نہ جانے ان کو کس طرح احساس ہو جاتا ہے کہ جونہی اذان ہوتی ہے وہ مسجد کا صحن خالی کر کے چھت پر چلے جاتے ہیں اور نمازیوں کے باہر نکلتے ہی پھر آجاتے ہیں۔ ایک کبوتر نے تو آتشِ رشک کو بے حد تیز کیا عصر کی نماز کے انتظار میں روضۂ رسولؐ کے سامنے بیٹھے تھے کہ ایک ننھا سا کبوتر اڑ کر گنبدِ خضریٰ پر پہنچا پر پھیلائے اور ساتھ چمٹا رہا، چمٹا رہا۔ نہ جانے کب تک؟ راقم الحروف اسے بڑی حسرت سے دیکھتا رہا۔ جی چاہتا تھا کہ اچک کر گنبدِ خضریٰ پہ پہنچوں اس کبوتر کے پر نوچ کر پرے ہٹاؤں اور خود گنبدِ خضرا سے لپٹ جاؤں، لپٹا رہوں، لپٹا رہوں۔ برصبح قیامت تک ع

واتے گر در پسِ امروز بود فردا ئے

خیر یہ تو ایک ذاتی تاثر ہے سوال اجتماعی مسائل کا ہے جن کے بعض پہلوؤں کی نشاندہی حج کے موقعہ پر ان تمام پاکستانیوں نے کرائی تھی جو مجھے اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے محض اسی لئے ملنے آئے۔ لیکن اخبار نویسی کا ذکر آیا ہے تو یہ بھی عرض کر دوں کہ ایک عام حاجی کو اخبار نویس بننے کا شرف بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ میرا نام قرعہ میں نکلا تھا۔ اس لئے پلگرم پاس پر سفر کرنے کا حکم ہوا۔ بظاہر میں خوش تھا کہ ایک عام آدمی کی حیثیت سے مناسک حج کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملے گا۔ لیکن اخبار میں ان کی رپورٹ کرنے کے لئے پاکستان اور سعودی عرب دونوں حکومتیں

کی منظوری ضروری تھی میرے پاس شناختی کارڈ تو موجود تھا۔ لیکن حکومتِ پاکستان کو اس خوف کے مارے درخواست نہ دی کہ وہ میرے پاس پر خطِ تنسیخ پھیر کر اپنی مرضی کا کوئی اخبار نویس نہ بھیج دے (کسی بھی دور میں یہ خوف بے جا نہیں ہوتا)۔ اس کے باوجود چونکہ اخبار نویسی کی چاٹ منہ کو لگی ہوتی ہے اللہ ع

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

اس لئے اپنے ایک حاجی دوست سے ذکر کیا تو انہوں نے سعودی قونصل خانے کے ایک صاحب کے نام چھٹی دیدی وہ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور خود قونصل بھی میرے انٹرنیشنل پاسپورٹ پر تصدیقی مہر لگانے کے علاوہ سعودی حکومت کو خطوط لکھنے پر آمادہ تھے لیکن جونہی ان کو معلوم ہوا کہ میرے پاس ہلگرم پاس ہے اور میں فریضے والا حاجی ہوں تو انہوں نے قلم روک لیا اور ناصحانہ انداز میں کہا۔ دیکھئے آپ اخبار نویس کی حیثیت سے نہیں عام حاجی کی حیثیت سے وہاں جا رہے ہیں اس لئے یہ راز کسی کو مت بتائیے کہ آپ اخبار نویس ہیں ورنہ جونہی کوئی رپورٹ فائل کی یا کیمرہ اونچا کیا تو دھر لئے جاؤ گے۔

اس انتباہ سے میں اتنا خوف زدہ ہوا کہ میں نے وہ خط بھی پھاڑ ڈالے جو سعودی عرب کی وزارت تجارت اور دوسرے محکموں سے مجھے موصول ہوتے تھے اور جن میں کہا گیا تھا کہ سعودی عرب کو اپنا دوسرا وطن سمجھو اور سیدھے ہمارے پاس چلے آؤ۔

لیکن اخبار نویس کی حیثیت سے سفر نہ کرنے کا ایک نقصان تو یہ ہوا کہ مجھے شاہ فیصل اور ان کے وزراء سے ملاقات کا موقع نہ ملا دوسرے سعودی عرب کے جن اقتصادی منصوبوں کا جائزہ لینا چاہتا تھا وہ نہ لے سکا۔ اسی طرح پاکستان اور سعودی عرب کی تجارت پر اکثر لکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ خیال تھا کہ وہاں کے حکام سے کوئی نتیجہ خیز گفتگو کر سکوں گا۔ لیکن یہ

Marfat.com

بھی ممکن نہ ہو سکا اور دل کی دل ہی میں رہی۔ بایں ہمہ مجھے خوشی ہے کہ تاریخ اسلام میں غالباً میں پہلا مسلمان صحافی تھا جس نے حج کی داستانِ رواں پاکستان کے اخبارات میں چھپوائی حرم شریف سے دس میل دور ایک تختہ پر لکھا ہے کہ اس ستون سے آگے کوئی یہودی یا مشرک یا کافر نہیں جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ رائٹر کا نمائندہ اگر کوئی مختصری رپورٹ بھیجے بھی تو وہ سعودی عرب کے محکمہ اطلاعات کے پریس نوٹ کے مطابق ہوتی ہے تفصیل آج تک کسی نے نہ بتائی تھی میں نے حج کی مصروفیات کے باوجود ۲۰ - ۲۵ کالم کی سٹوریاں اپنی گرہ سے رقم ادا کر کے اپنے اخبار اور ایک نیوز ایجنسی کو ارسال کیں۔

ذاتی بات لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ادائے حج کے معاملہ میں چونکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو دلچسپی ہوتی ہے اس لئے حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ سعودی عرب سے مکہ مدینہ اور جدہ میں اخباری نمائندوں کے تقرر کی اجازت لے کر قومی اخبارات کو ترغیب دے کہ وہ ہر سال اپنے قارئین کی دلچسپی اور تقویت ایمان والیقان کے لئے فریضۂ حج کی رپورٹ شائع کریں اس موقع پر پندرہ لاکھ مسلمان یکجا ہوتے ہیں۔ یقیناً ان کی سرگرمیوں میں اس مجمع سے زیادہ دلچسپی پائی جاتی ہے جس کا اظہار اولمپک کے میچوں کے دوران کیا جاتا ہے حج کی کارروائی نوٹ کرنے کے علاوہ اخبار نویس بہت سی ایسی غلط فہمیوں کے ازالہ میں ممد ہو سکتا ہے جو عدمِ واقفیت کی بنا پر آتے دن پھیلتی رہتی ہیں۔ مثلاً عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ رسول پاکؐ کے مزار پر کوئی غلاف چڑھایا جاتا ہے جو میلا بھی ہو سکتا ہے۔ اب یہ ایک اخبار نویس کی ژرف نگاہی ہی بتا سکتی ہے کہ رسول پاکؐ کے مزار پر کوئی غلاف نہیں چڑھایا جاتا غلاف چڑھانا یا چراغ جلانا یا نذر نیاز دینا شرعاً ناجائز ہے۔ البتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پہلو بہ پہلو واقع مزاروں کے چوفیر چھت سے پردے ضرور لٹکے ہوتے

ہیں جو امتدادِ زمانہ سے میلے ہو جائیں یا پھٹ جائیں تو بدل دیئے جاتے ہیں ویسے چونکہ مزار مسجد نبوی کے اندر ایک جالی دار حجرے میں ہیں اور ان کو چھونا ممکن نہیں ہے اس لئے دبیز حریری پردے اتنی جلدی میلے بھی نہیں ہوتے۔

اسی طرح آج سے دس برس قبل جب پاکستان کے ایک نیک نہاد کاریگر (حاجی محمد یعقوب) نے سعودی حکومت کی فرمائش پر غلاف کعبہ تیار کیا تو لاہور میں بعض شہرت پسند سیاسی کارکنوں نے ایک فرضی کسوئی کا جلوس نکالا جس پر چڑھاوے چڑھاتے گئے اور اس طرح لاکھوں روپے کا ہیر پھیر کر لیا۔ اب یہ ایک اخبار نویس ہی تحقیق کر کے بتا سکتا ہے کہ غلاف کا جلوس نکالنے کا سعودی حکومت نے بہت برا مانا تھا۔ جس پر یہ فرضی غلاف نذر آتش کر دیا گیا تاہم اصل غلاف خانہ کعبہ کی زینت ہوا۔ ایک صاحب نے امروز میں یہ تحیّر زا انکشاف کیا ہے کہ پاکستانی غلاف اب تک خانہ کعبہ کی دیواروں سے لٹک رہا ہے۔ آہ! بے چارے کو کیا معلوم کہ غلاف سال میں ایک مرتبہ تو بہر صورت بدلا جاتا ہے ضرورت پڑنے پر اس سے زیادہ مرتبہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے قریش کے زمانہ میں اوپر نیچے غلاف چڑھا دیئے جاتے تھے۔ لیکن خلافتِ راشدہ نے یہ رسم متروک قرار دیدی۔ واقعہ یہ ہے کہ سعودی حکومت کو الحاج محمد یعقوب کا تیار کردہ کسوئی اتنا پسند آیا کہ اس نے بنارسی طرز کی کھڈیاں حرم شریف کے قریب ہی نصب کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ یہ کھڈیاں حاجی صاحب موصوف ہی کی نگرانی میں نصب کی گئیں اور اب غلافِ کعبہ ہر سال اسی کارخانے میں تیار ہوتا ہے۔

پھر یہ اخبار نویس ہی بتا سکتا ہے کہ خانہ کعبہ کے چوفیر اب چار اماموں کے مصلے باقی نہیں رہے تمام مسلمان ایک ہی امام کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ مجھے ایک پڑھے لکھے دوست نے بڑی رازداری سے بتایا تھا کہ مقام ابراہیم لیڈ ٹکس طرز کا ہے اور اس کے اوپر پرانے طرز کی

Marfat.com

ششں پہلو لالٹین نصب ہے اور اندر وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں کا نقش ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ لیبر بکس خانہ کعبہ کی چھت پر ہے وہاں جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تصویر میں ممکن ہے ایسا ہی نظر آتا ہو۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ مقامِ ابراہیمؑ سجادہ نہیں بلکہ جائے نماز ہے اور اس جگہ اب سنگِ مرمر کا چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔ پتھر جس جنگلہ میں محفوظ ہے وہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے عین سامنے اسی جائے نماز کے قریب باب ابراہیمؑ کے پہلو میں نصب ہے اس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی دیواریں استوار کی تھیں وہ چونکہ آذر کے بیٹے تھے اور خود بھی ایک ماہر سنگ تراش تھے اس لئے ممکن ہے انہوں نے بطور یادگار اپنے پاؤں کا نقش بھی گہرا کر دیا ہو۔ یا کسی بعد میں آنے والے نے ان کے پاؤں کے نشان کو (جو گارے اور مٹی سے بن جاتا ہے) محفوظ کر لیا ہو۔

پھر لوگ کہتے ہیں کہ سعودی عرب نے جدّہ سے مدینہ تو ہوائی سروس جاری کر دی ہے لیکن یہ مکہ تک اس لئے وسیع نہیں کی کہ کوئی چیز خانہ کعبہ سے بلندی پر نہیں رکھی جا سکتی۔ واقعہ یہ ہے کہ حرم شریف کی دوسری منزل، چھتوں یا میناروں پر چڑھیں تو خانہ کعبہ کہیں نیچے رہ جاتا ہے اسی طرح حرم شریف کے ارد گرد پہاڑیاں ہیں ان پر جو مکانات بنے ہوتے ہیں وہ کئی کئی منزلہ ہیں ان میں جاکر خانہ کعبہ کو دیکھنے کی کوشش کی جاتے تو جسم اور گردن کو کافی جھکانا پڑتا ہے۔ دراصل مکہ مشرفہ میں حرم سے باہر ہوائی اڈہ تو موجود ہے لیکن اسے فوجی ضروریات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مسافروں کے لئے سروس اس لئے جاری نہیں کی گئی کہ فقہ کی رو سے جونہی کوئی شخص حرم شریف کی حدود میں داخل ہو اُسے احرام پہن کر طوافِ سلامی کے لئے خانہ کعبہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ ہوائی جہاز میں چونکہ یہ تقاضا پورا نہیں ہوتا اس لئے ہوائی سروس جاری نہیں کی گئی۔

صفا و مروہ کے بارے میں کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اب ان کے اردگرد شیشہ کی دیوار بنادی گئی ہے تاکہ سعی سے جو گرد و غبار اٹھتا ہے۔ وہ طواف کرنے والوں پر نہ پڑے لیکن حقیقت یہ ہے کہ صفا و مروہ کا اب وجود باقی نہیں رہا۔ دونوں پہاڑیوں کے درمیان سنگِ مرمر کا دو رویہ فرش بچھا دیا گیا ہے اور پہاڑیوں کی نشاندہی کے لئے ان کی چوٹیاں برقرار رکھی گئی ہیں یہ جگہ ایک برآمدے کی صورت میں حرم شریف کا جزو ہے۔ برآمدہ پتھر کا بنا ہوا ہے شیشے کا نہیں۔

ایک ماہنامے کے ایڈیٹر نے اپنے سفرنامہ میں جہاں بہت سی غلط باتیں لکھی ہیں وہاں سڑکوں پر موٹروں اور سڑکوں کے پاس سونے چاندی کی ریل پیل دیکھ کر یہ بھی لکھا ہے کہ سعودی عرب میں خالص اسلامی نظام" رائج ہے۔ ممکن ان صاحب کے نزدیک اسلام غیر ملکی موٹروں اور کرنسیوں کا نام ہو۔ ورنہ یہ ڈھکی چھپی بات نہیں کہ سعودی عرب کی حکومت ملوکانہ ہے اور اس کے قوانین بھی شریعتِ اسلامیہ پر مبنی نہیں رہے۔ ابتداء میں قطع ید اور رجم کی سزائیں دی جاتی تھیں جس کا طریقہ یہ تھا کہ جمعہ کے روز مجرموں کو حرم شریف کے سامنے لایا جاتا اور زنا وغیرہ کی صورت میں ان کو پتھر مار دیئے جاتے اور اگر عادی چور ہوتے تو حرم شریف کے دروازوں پر ان کے ہاتھ رکھوا کر ان کو تلوار سے کاٹ دیا جاتا اور خون بند کرنے کے لئے ان سے کہا جاتا کہ وہ اپنے ٹنڈ نیچے رکھے ہوتے گرم تیل کے کنستر میں ڈبو لیں۔ اس سزا کے بعد روزی کی کفالت چونکہ مملکت کرتی اس لئے بہت سے لوگوں نے رضاکارانہ طور پر ہاتھ کٹوانا شروع کر دیئے جب حکومت کو اس چالاکی کا پتہ چلا تو اس نے یہ سزائیں موقوف کر دیں۔

بعض لوگ یہاں آکر بڑ ہانکتے ہیں کہ انہوں نے حج کے موقعہ پر دھواں دھار تقریریں کیں اور لوگ بے حد متاثر ہوتے۔ واقعہ یہ ہے کہ سعودی عرب میں جلسہ، جلوس کی ممانعت

Marfat.com

ہے کوئی شخص سیاست میں حصہ لینا تو درکنار، سیاسی بات بھی نہیں کر سکتا۔ سی آئی ڈی ہر جگہ موجود ہوتی ہے اس لئے چھپ چھپا کر بھی بات کی جاتے تو فوراً شاہ فیصل کو پہنچ جاتی ہے حرم شریف میں بعض لوگ خصوصاً ہندوستان اور پاکستان کے مولوی اپنی عربی دانی کا رعب جمانے کے لئے نمازیوں کو زبردستی تقریریں پلانے کی کوشش ضرور کرتے ہیں۔ لیکن ان کو چونکہ مکبر الصوت استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اس لئے آواز ارد گرد کے لوگوں تک بھی نہیں پہنچتی چہ جائکہ لاکھوں افراد کی ہزاروں صفوں تک پہنچ سکے پھر تقریر بھی روایتی نوعیت کی ہوتی ہے اس لئے کوئی شخص بھی دل چسپی نہیں لیتا۔

اسی طرح مدینہ یونیورسٹی کا بڑا چرچا سنا تھا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ جس ادارہ کو "جامعہ" کہا جاتا ہے اس کی حیثیت ایک معمولی عربی مدرسہ سے زیادہ نہیں ہے اور اس کا مقصد غیر ملکی طلبہ کو عربی سکھانا ہے۔ سعودی عرب نے جدید تعلیم کا جو انتظام کر رکھا ہے۔ وہ ریاض میں ہے۔ لیکن معیار ثانوی مدرسوں سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے طلبہ کو قاہرہ جانا پڑتا ہے۔ تاہم یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ سعودی حکومت نے اپنے بجٹ کا بشتر حصہ اشاعت تعلیم کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اور گزشتہ دس سال میں ملک کے طول و عرض میں بے شمار مکتب قائم کئے ہیں

غرض اسی نوعیت کی بے شمار غلط فہمیاں ہیں جن کے ازالہ کے لئے ایک اخبار نویس کا قلم درکار ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جو شخص حج پر جاتا ہے اسے اخبار نویس بھی تسلیم نہیں کیا جاتا۔

عازمانِ حج بیت اللہ کو اپنے سفر میں جتنے بھی مسائل پیش آتے ہیں ان میں سے بیشتر کی ذمہ داری سابقہ حکومتوں کی فرسودہ حج پالیسی پر عائد ہوتی ہے حجاج کی تحدید کے لئے حکومت نے کوٹا سسٹم مقرر کر رکھا تھا۔ جس کا فیصلہ قرعہ اندازی سے ہوتا تھا۔ اول تو سمجھ میں نہ آیا کہ جس

Marfat.com

صورت میں پلگرم پاس کے علاوہ پی فارم اور انٹرنیشنل پاسپورٹ پر بھی سفر کرنے کی اجازت ہے زرمبادلہ کی کفایت کس طرح ہوتی ہوگی؟ دوسرے قرعہ اندازی سے جو تقدیر پرستی پیدا ہوتی ہے اس کا علاج حکومت کے پاس کیا ہے؟ بے شمار لوگ ایسے تھے جو کئی سال سے قسمت آزمائی کر رہے تھے۔ لیکن ان کا نام نکلنے میں نہ آتا تھا۔ اس پر حکومت نے اعلان کیا کہ جو لوگ پانچ سال یا زائد عرصہ سے درخواستیں دے رہے ہیں ان کو اگلے سال حج پر بھیجدیا جائیگا اس کے علاوہ جو لوگ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں ان کو ترجیح دی جاتے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حج کے کے لئے بوڑھا ہونا کہاں کی شرط ہے۔ شریعت نے حج کی شرط استطاعت رکھی ہے جو پیر برنا دونوں میں ہو سکتی ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ دوسرے اسلامی ممالک سے جو لوگ حج کرنے آتے ہیں ان میں اکثریت نوجوانوں کی ہوتی ہے۔ یہ تماشا صرف پاکستان اور ہندوستان سے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے کہ یہاں سے صرف وہی لوگ حج کو جاتے ہیں جو ضعیف اور بیمار ہوں۔

دراصل منو شاستر کا اثر مسلمانوں نے بھی قبول کیا ہے۔ منو نے زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کر کے یہ قرار دیا تھا کہ پہلے ۵ سال حصول علم میں صرف کئے جائیں دوسرے ۲۵ سال میں انسان کماتے کھاتے اور اس کے بعد سنیاسی بن جاتے اور بن باس لے لے پاکستان کے مسلمانوں کو بھی حج کا خیال اس وقت آتا ہے۔ جب وہ پاؤں قبر میں لٹکاتے بیٹھے ہوں لہٰذا اگر وہ راستہ ہی میں مر جائیں۔ یا بیت اللہ شریف کی زیارت کے بعد ان کو گھر آنا نصیب نہ ہو تو کیا تعجب ہے۔

قرآن مجید میں جہاں حج فرض قرار دیا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ

مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ یعنی

جس کو راستہ طے کرنے کی استطاعت ہو۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ قرعہ

Marfat.com

اندازی کے ذریعے تعداد معین کرنے کی بجائے استطاعت کا فیصلہ کیا جائے اس کی صورت یہ ہے کہ جب حج کی درخواستیں طلب کی جائیں تو ہر امیدوار سے انکم ٹیکس کی طرح ایک فارم پر کرایا جائے۔ جس میں آمدنی کے وسائل اور بچت کے کوائف پوری تفصیل سے بتائے جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس نے سفرِ حج کے لئے روپیہ کتنی مدت میں جمع کیا ہے اس طرح نہ صرف امیدواروں کی تعداد میں کمی آجائے گی بلکہ یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ اس نے روپیہ جائز ذرائع سے جمع کیا ہے یا نہیں اور وہ اپنی آمدنی پر ٹیکس بھی دیتا رہا ہے یا نہیں۔ راقم الحروف کو حج کے موقع پر بے شمار ایسے پاکستانیوں کو دیکھ کر تعجب ہوا جو پیشہ کے اعتبار سے اس قابل نہیں ہو سکتے کہ عمر بھر اپنی پوری آمدنی بچا کر رکھنے کے باوجود ایک حج کے بھی مصارف ادا کر سکیں چہ جائیکہ انہوں نے کئی کئی حج کر رکھے ہیں مثال کے طور پر لائل پور کے ایک منیاری فروش یا انارکلی لاہور کے کسی تھڑے پر پرچ پیالی رکھ کر بیچنے والے یا گجرات کے ایک گاؤں کے ایک تیلی یا شاہدرہ کی کسی سائیکل فیکٹری کے ایک مستری یا کسی اسلامیہ کالج کے ہیڈ کلرک یا کسی پریس ورکر کے بارے میں کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ سال بھر میں اتنا روپیہ جمع کرے گا کہ بیوی بچوں سمیت حج کے لئے پہنچ جائے ان میں سے بعض میرے خیمہ میں بیٹھ کر اپنے ساتھیوں کو بتا رہے تھے کہ ان کے پاس اتنا روپیہ آتا ہے کہ صبح سے شام تک گنتے رہو تو گنا نہیں جا سکتا۔ ایک صاحب میرے پہلو میں بیٹھ کر تہجد کے وقت منیٰ میں یرزق من یشاء بغیر حساب کا وظیفہ کیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا بغیر حساب رزق کیا کرنا ہے؟ کہنے لگے ایک شہر میں میری چھوٹی سی دکان ہے۔ ریڈیو کے پرزے اور متفرق اشیاء فروخت کرتا ہوں۔ میری کمائی کا یہ عالم ہے کہ سامنے روپے پیسے کے ڈھیر لگے رہتے ہیں اور مجھے انکو شمار کرنے کی بھی مہلت نہیں۔ میں نے ایک شاندار کوٹھی بنوائی ہے لیکن میرے بچے بڑے بے وقوف ہیں روپیہ خرچ

Marfat.com

کرنا نہیں جانتے میں ہر روز صبح ان کی ٹیریلین کی قمیص میں سو سو روپے کا نوٹ ڈال دیتا ہوں تاکہ دوسرے بچے "خار" کھائیں۔ لیکن شام کو وہ نوٹ من وعن بچا کے لے آتے۔ میں کہتا ہوں۔ ارے بے وقوفو! نوٹ تڑا لیتے کچھ کھا پی لینا تھا۔ لیکن وہ میری طرح ہیں۔ دمڑی بھی خرچ نہیں کرتے اب میں بڑے بیٹے کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ جو کناڈا میں ہے خدا اسے بھی اندھی دولت سے سرفراز کرے۔

میں نے پوچھا آپ انکم ٹیکس کتنا دیتے ہیں؟

اس پر وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔ کہنے لگے "انکم ٹیکس کس بات کا؟ ہم اپنا روپیہ گنتے تھوڑی ہیں" یہ ان صاحب کا تیسرا یا چوتھا حج تھا اور غالباً ہر سال آنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

ایک اور صاحب ملے مقفیٰ د مسجع ڈاڑھی اور سر کے بال خضاب میں ڈوبے ہوئے اور زبان پر اوراد و وظائف ان کا ماشاءاللہ اٹھارواں حج تھا۔ لیکن ان کا بیان تھا کہ ان کا ذریعۂ آمدنی کوئی نہیں ہے ان کا بیٹا انجینئر ہے وہ امداد کرتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ پاکستان کے کئی لاکھ افراد ممالک غیر میں ملازم ہیں۔ لیکن ان کی اکثریت ممالک غیر میں محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتی ہے۔ ان میں سے کوئی انجینئر یا ڈاکٹر بھی ہو تو اتنی آمدنی یقیناً نہیں ہو سکتی کہ اپنے بال بچوں کا خرچ پورا کر کے پورے خاندان کو کئی کئی حج کرا تے اگر کوئی ایسا ہو تو اس کے زرمبادلہ کو پاکستان کے تصرف میں لانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا جو رشتہ دار حج پر جانا چاہے اس سے کہا جائے کہ مصارف کی رقم پاکستان منگوا لے اور سٹیٹ بنک سے اس کے عوض پاکستانی کرنسی لے لے اس سے نہ صرف زرمبادلہ کی آمدنی میں اضافہ ہو گا بلکہ یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ کون شخص جائز ذرائع استعمال کر رہا ہے اور کون نہیں؟ لطف یہ ہے کہ جو لوگ حج کے موقعہ پر بڑی بے دردی سے زرمبادلہ ضائع کرتے ہیں وہ پی فارم

Marfat.com

پر آتے ہوتے ہیں پی فارم پر سفر کرنے والوں کو جہاز کا کرایہ بونس ووچر میں ادا کرنا ہوتا ہے یعنی اگر کراچی سے جدہ تک ہوائی جہاز کا کرایہ ۱۴۹۵ روپے ہے تو اس سے دگنی رقم ۲۹۹۰ روپے بونس ووچر کے ملا کر کل ۴۴۸۵ روپے دینا ہوں گے پھر ان لوگوں کو بیس روپے پاکستانی سے زیادہ رقم اپنے ہمراہ لے جانے کی اجازت نہیں لیکن اس کا پابند شاید ہی کوئی ہو۔ پی فارم پر جانے والا ہر شخص کم از کم بیس ہزار روپیہ اپنے ساتھ لے جاتے تو اس کا گذارا ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ جدّہ پہنچتے ہی یہ رقم ساڑھے چھ ہزار ریال رہ جاتے گی لیکن ظاہر ہے یہ لوگ اس سے کئی گنا رقم اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں ورنہ ضروری اخراجات ادا کرنے کے بعد یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ چار چار بکرے قربانی کریں اور آتی دفعہ ایک ہزار روپے کی طلائی گھڑی اور کئی ہزار ریال کے ٹیلیویژن سیٹ ۔ ٹرانسسٹر، کلاک، اور ٹی سیٹ بھی خرید لائیں کراچی کسٹم نے ان میں سے بعض کو میرے سامنے پکڑ کر جرمانہ کیا ۔ لیکن نہ جانے ان کے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آجاتا ہے کہ ان کے ماتھے پر شکن نہیں آتی اور تین تین چار چار ہزار روپیہ جرمانہ بھی ادا کر دیا اور پھر ہوائی جہازوں پر سفر کرتے رہے بعض اوقات یہ صورت حال دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حج صرف سمگلروں، بلیکیوں اور نفع خوروں کی جنت بن کر رہ گیا ہے دراصل انکم ٹیکس کے محکمہ کی مشینری بہت کمزور ہے وہ سرکاری اور غیر سرکاری متوسط طبقہ کے ملازمون کو تو فوراً گرفت میں لے لیتا ہے لیکن جو لوگ حج کے نام پر باہر جا کر لاکھوں روپے کا زرمبادلہ ضائع کر آتے ہیں ان کو پوچھتا تک نہیں اس کا علاج صرف یہی ہے کہ استطاعت کو حج کی شرط قرار دیکر ہر عازمِ حج کو اپنی آمدنی کے ذرائع ظاہر کرنے پر مجبور کیا جاتے۔

قرعہ میں نام نکل آتے یا پی فارم پر منظوری مل جاتے تو عازمِ حج کے سامنے دوسرا مرحلہ طبی سرٹیفکیٹ کا ہوتا ہے خوش قسمتی سے اس سلسلہ میں حکومت کے انتظامات بڑی حد تک اطمینان

بخش ہیں اور تو اور لاہور کارپوریشن کا شعبہ حفظانِ صحت بھی اس سلسلہ میں خلاف معمول مستعد رہتا ہے۔ کسی زمانہ میں مدینہ ایک وباء کا شکار ہو جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا نام ہی یثرب تھا۔ لیکن ہجرت نبویؐ کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے یہ وبا ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی تاہم حج کے موقعہ پر بے پناہ ہجوم کے باعث مکہ اور مدینہ دونوں میں مختلف عوارض خصوصاً ہیضہ اور چیچک کے عوارض کے حملہ کا اندیشہ رہتا ہے اسی لئے سعودی حکومت نے انسدادی ٹیکے ضروری قرار دے رکھے ہیں اس کے علاوہ روانگی سے پہلے قرنطینیہ میں رہنا پڑتا ہے تاکہ ٹیکوں کا ردعمل معلوم ہو سکے اسکے لئے کراچی میں پانچ سات دن گزارنا پڑتے ہیں جہاں طبی اسناد کی توثیق ہوتی ہے۔

لیکن یہ پانچ سات دن کراچی میں گذارنا بھی آسان نہیں ہوٹلوں میں اول تو گنجائش نہیں ہوتی دوسرے کرایہ اور کھانے پینے کا خرچ بہت زیادہ ہے اس لئے مجبوراً حاجی کیمپ کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ یوں تو حاجی کیمپ تقسیم سے پہلے اسماعیلیوں نے بنوایا تھا۔ لیکن اب اس کا انتظام و انصرام حکومت نے سنبھال رکھا ہے۔ یہیں پورٹ حج آفیسر، بنکوں، جہازران کمپنیوں اور پی آئی اے کے دفاتر ہیں اس کے علاوہ معلموں کے ایجنٹ (وکیل) بھی یہیں بیٹھتے ہیں۔ اس لئے عازم حج خواہ کہیں ٹھہرے اسے حاجی کیمپ میں ضرور آنا پڑتا ہے۔ بایں ہمہ یہاں قیام وطعام کے انتظامات بے حد ناقص ہیں۔ ٹک شاپ ٹھیکیدار کے سپرد ہوتی ہے جو کراچی کے عام ہوٹلوں کے برابر دام وصول کر لیتا ہے لیکن کھانے پینے کی کوئی بھی معیاری چیز فراہم نہیں کرتا۔ اسی طرح عورتوں اور مردوں کی رہائش کا الگ الگ بندوبست نہیں ہے۔ اس لئے جو لوگ اکیلے سفر کرتے ہیں ان کو ایک منٹ بھی یہاں آرام کرنا نصیب نہیں ہوتا۔ حج کیمپ میں کھانا پکانے اور نہانے دھونے کا انتظام بے شک ہے۔ لیکن ایک آدھ چوکیدار کے سوا چونکہ خدام موجود نہیں ہوتے اس لئے شاید وہی لوگ فائدہ اٹھا سکیں جو بال بچوں سمیت سفر کر رہے ہوں۔

Marfat.com

طبی معائنہ اور قرنطینہ کے مراحل سے گذرنے کے بعد اب سفر کا مرحلہ آتا ہے کراچی اور جدہ کے درمیان ۷۵۴ میل کا سمندر حائل ہے۔ کسی زمانے میں اس فاصلہ کو طے کرنا جان جوکھوں کا کام سمجھا جاتا تھا اور دل کو یہ کہہ کر تسلی دی جاتی تھی ؎

راہبرِ راہِ محبت رہ نہ جانا راہ میں
لذتِ صحرانوردی دوریٔ منزل میں ہے

لیکن اب طیارے پر یہ سفر تین گھنٹے اور بحری جہاز پر چار دن کا ہے بعض لوگ چوری چھپے بادبانی کشتیوں پر بھی سفر کرتے ہیں اور اکثر حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں یہی حال خشکی کے راستے کا ہے۔ سابقہ حکومتوں نے اسی لئے بسوں اور موٹروں کے ذریعے جانے کی ممانعت کر دی تھی لیکن اس سال اجازت دیدی ہے۔ اور حکومت نے یقین دلایا ہے کہ تمام انتظامات اطمینان بخش ہوں گے۔

جہاں تک بحری جہازوں اور طیاروں کا تعلق ہے ان کی کارکردگی معیاری ہے تاہم حجاج کے مال و اسباب کو لادتے اور اتارتے وقت پوری احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا خصوصاً جب بحری جہاز جدہ پہنچتا ہے تو سامان اندھا دھند نیچے پھینک دیا جاتا ہے اور کرین کو حرکت میں لانے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک حاجی کا ٹرنک اگر یہاں پڑا ہے تو بستر کسی دوسرے کے سامان میں خلط ملط ہو جاتا ہے پچھلے سال بہت سے حاجیوں کو شکایت رہی کہ ان کی چیزیں بندرگاہ ہی پر غائب ہو گئیں اور ان کو ڈھونڈ کر لانے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ بحری جہازوں کے اکثر مسافر راشن اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں لیکن کوئی خوش قسمت ہی ہو گا جس کا گھی یا آٹا منزل پر پہنچ کر اسے بحفاظت مل جاتے ایک سائیں تو کئی ہفتے اپنی "گدڑی" یا "صدری" کا رونا روتا رہا۔ اس کا جونا تو معلم کے وکیل نے ڈھونڈ کر لا دیا لیکن صدری

Marfat.com

شاید آخر دم تک نہ مل سکی۔

کہا جاتا ہے کہ سعودی عرب میں اب چوری چکاری یا اٹھائی گیری کا اندیشہ نہیں رہا۔ حرم کی حدود میں تو غیر کی کسی چیز کو اٹھانا شرعاً حرام ہے۔ لیکن تجربے سے معلوم ہوا کہ لوگ خانۂ خدا میں بھی باز نہیں آتے میرے اپنے مطوف کے فونٹن پن، گھڑی اور ۲۵ ریال کے نوٹ طواف کے وقت کہیں گر گئے اور پھر نہ مل سکے۔ حج کے دن منیٰ سے عرفات، عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے کہ مشرفہ تک موٹروں اور بسوں کا تانتا بندھا رہتا ہے اس کے علاوہ پیدل چلنے والوں کی لامتناہی قطاریں لگی رہتی ہیں اس لئے کسی کا سامان گر پڑے تو اٹھانے کی مہلت نہیں ملتی میرے ہمراہیوں میں سے بعض کے بستر بس کی چھت سے گر پڑے ہم نے بہتیرا شور مچایا لیکن بس والے نے رکنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ پیچھے سے بھی موٹریں آ رہی تھیں اور رستہ نہیں روکا جا سکتا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ بستر خود بخود پولیس کے پاس پہنچ جاتے گا جو مالک کو ڈھونڈ لکالے گی۔ میرے ساتھیوں نے مکہ لوٹ کر کئی دن انتظار کیا لیکن ان کو اپنا بستر نہ مل سکا۔ میں نے اپنے معلم سے پوچھا کہ یہاں اٹھائی گیرے کہاں سے آجاتے ہیں؟

اس نے بتایا سعودی عرب میں چوری کی وارداتیں شاذونادر ہی ہوتی ہیں۔ تاہم حج کے موقعہ پر قرب و جوار سے بھیک منگوں اور گداگروں کے ساتھ چونکہ مشتبہ لوگ بھی آجاتے ہیں اس لئے اٹھائی گیری کا علاج نہیں ہو سکا ویسے اس نے قسم کھا کر کہا کہ چوری سعودی باشندے نہیں کرتے یمنی یا دوسرے پڑوسی ممالک کے لوگ کرتے ہیں بہر حال ضرورت اس بات کی ہے کہ گمشدہ اشیاء کی تلاش کا کوئی موثر انتظام کیا جائے۔ کراچی اور مکہ معظمہ میں رضاکاروں کی ایک جماعت بے شک موجود ہے۔ جس کے ارکان زیادہ تر مشرقی بنگال کے ہیں لیکن اس کے وسائل اتنے وسیع نہیں کہ ایک ایک کیمپ میں جا کر حجاج کی مشکلات معلوم کریں اور ان کے ازالہ کے لئے کسی قسم کا

Marfat.com

اقدام کر سکیں ۔

جدہ کے ہوائی اڈے یا بندرگاہ پر اترتے ہی مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ پہنچنے کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے اس کے لئے پہلے داخلہ کی اجازت یا نزول ضروری ہے جس میں وقت لگتا ہے اس لئے ہر مسافر کو بندرگاہ کے قریب حاجی کیمپ یا جدہ کے ہوائی اڈہ کے ساتھ مدینۃ الحجاج میں ٹھہرنا پڑتا ہے ۔ ڈائرکٹوریٹ جنرل آف پورٹس اینڈ شپنگ (وزارتِ دفاع) کے ہدایت نامہ برائے عازمین حج میں بتایا گیا ہے بندرگاہ یا ہوائی اڈے پر پاکستان کے سفیر اور حج آفیسر کا دفتر ہے متعلقہ عملہ کے ارکان عازمین حج کے استقبال کے لئے موجود ہوتے ہیں ۔ کم از کم مجھے ان میں سے ایک صاحب بھی نظر نہ آتے ۔ ہوائی جہاز یا بحری جہاز سے اترتے ہی یہ آوازیں ضرور آتی ہیں کہ تمہارا معلم کون ہے ؟ (من معلمك) معلم کا فیصلہ چونکہ روانگی سے پہلے کرنا ہوتا ہے اس لئے جونہی نام بتائیں ایک صاحب آگے بڑھ کر کہیں گے کہ میں اس کا معلم ہوں یا معلم کا وکیل (ایجنٹ) ہوں وہ آپ کو اپنا سامان کسٹم شیڈ میں رکھنے کے لئے کہے گا جہاں اسے چیک کیا جاتا ہے کسٹم سے فارغ ہونے کے بعد قلی یا حمال بتا دیتا ہے کہ مہمان خانہ کہاں ہے ہوائی اڈے کے مہمان خانے کا نام حاجی کیمپ ہے ہے اور بندرگاہ کے مہمان خانے کا نام حاجی کیمپ ہے ۔ یہاں نفسی نفسی کا عالم ہوتا ہے ۔ کمرے تو بے شمار ہیں ۔ لیکن ان میں سے اکثر پر معلموں کے وکیلوں ، سفارت خانوں اور سعودی عرب کے افسروں کا قبضہ ہے اس لئے سامان برآمدے یا صحن میں رکھ کر اسی پر بیٹھنا پڑتا ہے ۔ رہنمائی کے لئے پاکستانی سفارت خانے کی ضرورت پیش آتی ہے ۔ لیکن ہوائی اڈے پر اس کا کوئی ملازم موجود نہیں ہوتا اپنے معلم یا وکیل کے بورڈ ضرور لگے ہوتے ہیں لیکن ان کے کمروں میں بھی ایسے افراد کا قبضہ ہوتا ہے جو وکیل یا معلم کی نقل و حرکت کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتا سکتے ۔ ایک دو پاکستانی مسافروں سے پوچھا کہ سفیر صاحب سے ملاقات کہاں ہو سکے گی ؟ انہوں نے کہا کہ آج تک کوئی مسافر

Marfat.com

ان کو ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ کیونکہ سفیر صاحب اکثر سیر و شکار کے لئے نکل جاتے ہیں۔

شام تک انتظار کرنے کے بعد بڑی مشکل سے وکیل کے ایک ملازم کو تلاش کیا اس نے کہا کہ اپنا پاسپورٹ دیجئے تاکہ اس پر نزول کی مہر لگوالاؤں۔ اس نے اپنا نذرانہ بھی طلب کیا۔ گھنٹے دو گھنٹے بعد وہ آیا تو بولا سا ہر سے کوئی موٹر پکڑو اور مکہ پہنچو۔ میں نے پوچھا کہ جس سرکاری بس کا کرایہ دیا ہے وہ کہاں ہے؟۔ اس نے کہا کہ یہاں کوئی بس نہیں ہوتی۔ اگر حج کرنا ہے تو پرائیویٹ کار کرایہ پر لو اور آدھی رات تک مکہ پہنچ جاؤ۔ اسی طرح جو لوگ پہلے مدینہ منوّرہ جانا چاہتے تھے ان کو بھی دوبارہ موٹر کار کا کرایہ ادا کرنا پڑا۔

حاجی کیمپ یا مدینۃ الحجاج میں چند گھنٹے ٹھہرنے کی بھی فیس ادا کی جاتی ہے جو ایک پونڈ فی کس کے حساب سے ٹکٹ کے ساتھ ہی وصول کر لی جاتی ہے اس کے باوجود یہاں قیام و طعام کے لئے کوئی سہولت میسر نہیں آتی۔ البتہ وہ لوگ فائدے میں رہتے ہیں جو منظم ہو کر آتے ہیں اور اپنے ملک کے سفیر کے ذریعے سے تمام مراعات حاصل کر لیتے ہیں اس سلسلے میں ایرانیوں کے انتظامات قابل رشک تھے ان کی ٹولی مدینۃ الحجاج کے بہترین کمروں میں رہائش پذیر تھی کھانے پینے کا انتظام ان کا اپنا تھا۔ اور نہانے دھونے کے تمام وسائل پر انہوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس لئے ان میں سے کسی کو بھی حیران و پریشان پھرتے نہیں دیکھا گیا۔ حج آفس کو چاہئے کہ ان قیام گاہوں میں پاکستانی مسافروں کے قیام و طعام کا معقول بندوبست کرے اور پاکستانی سفارت خانے کے ارکانِ عملہ کو ہدایت کرے کہ وہ حج کے ایام میں ڈیوٹی پر رہیں تاکہ عازمین حج معلّموں اور وکیلوں کی لوٹ کھسوٹ سے محفوظ رہ سکیں۔ پرانے زمانے میں رستہ بہت کٹھن ہوتا تھا۔ لیکن بقولِ ذوقؔ سایہ دار درخت بھی مہمان نوازی کرتے تھے ؎

Marfat.com

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہیں

لیکن سمندری یا ہوائی جہازوں میں سفر کرنے کے بعد سایہ دار اشجار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جدہ کی بندرگاہ یا ہوائی اڈے پر درخت یوں بھی مفقود ہیں۔ البتہ انسان نوازوں کی ضرورت پیش آتی ہے جو تعجب ہے معقول معاوضہ ادا کرنے پر بھی میسر نہیں آتے۔

مکہ مشرفہ میں پہنچتے ہی خانہ کعبہ کا طوافِ سلامی واجب ہے۔ لیکن رہنمائی کے لئے پہلے معلم مطوف اور مزدور کی تلاش ضروری ہے حجاج کو طواف کرانے، مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرانے اور مناسکِ حج سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سعودی حکومت نے معلم مقرر کر رکھے ہیں جن کو جدہ اترتے ہی ۸۰ ریال ادا کر دیئے جاتے ہیں اس کے باوجود معلم نے اپنا کام وکیلوں، مطوفوں، اور مزدوروں پر بانٹ رکھا ہوتا ہے جو اپنے نذرانے علیحدہ وصول کرتے ہیں۔ معلم کے سپرد یہ کام ہوتا ہوتا ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ میں ٹھہرنے اور کھانے پینے کے معاملہ میں حجاج کی رہنمائی کرے معلم نے اپنے مکان کے علاوہ دو چار ساتھ کے مکانوں کے تمام کمرے اس غرض کے لئے خالی کرا رکھے ہوتے ہیں اور وہ پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ بالعموم ایک ایک کمرے میں آٹھ آٹھ دس دس مسافر ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈیوڑھی، غسلخانہ، باورچی خانہ اور بھیڑ بکریوں کے باڑے بھی کرایہ کے لئے خالی ہوتے ہیں اگر کوئی مسافر علیحدہ کمرہ طلب کرے تو اسے ہوٹل یا سرائے کا راستہ دکھایا جاتا ہے جس کو عربی میں فندق کہتے ہیں۔ ان میں کرایہ چونکہ ہزار ڈیڑھ ہزار ریال سے کم نہیں ہوتا اس لئے مجبوراً معلم ہی کے مکان پر گذارا کرنا پڑتا ہے۔ میرے ساتھ تو میرے معلم نے یہ رعایت کی کہ اپنے دفتر ہی میں ٹھہرنے کی اجازت دیدی اور اس کے لئے آٹھ سو ریال کرایہ وصول کیا لیکن ایک اور صاحب کو صرف ایک رات گذارنے کے لئے جگہ کی ضرورت تھی۔ ان کے لئے بھیڑ بکریوں کا باڑہ تجویز کیا گیا اور اسی ریال طلب کئے گئے۔ جب انہوں نے پوچھا کہ عورتیں رات

Marfat.com

کہاں بسر کریں گی؟

معلم نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ ان بکریوں کو پرے ہٹا کر نیچے پڑ رہیں گی۔

انہوں نے مجبوراً اسی ریال ادا کئے اور رات جاگ کر گذاری۔ صبح کسی دوسرے کے مکان پر گئے تو انہوں نے آٹھ سو ریال ادا کر کے ایک معمولی سا کمرہ لیا۔ لیکن یہ صاحب تو پی فارم پر آئے تھے اور میرے سامنے ہزاروں روپیہ یومیہ خرچ کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ وہ حجاج کیا کریں جو کوٹا سسٹم کے تحت آتے ہیں اور زرِ مبادلہ بھی ضائع نہیں کر سکتے۔

مزوّر اور مطوف بھی معلم کے اپنے بھائی یا بھتیجے ہوتے ہیں۔ انکو چونکہ خاص طور پر تربیت ملی ہوتی ہے اور تمام دعائیں ان کو ازبر ہوتی ہیں۔ پھر وہ آداب زیارت سے بھی پوری طرح آگاہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے بغیر کسی عازمِ حج کا گذارا نہیں۔ لیکن جونہی آپ طواف اور سعی سے فارغ ہوتے وہ پانچ یا دس ریال وصول کرے گا۔ حرم شریف میں اس غرض کے لئے پیشہ ور مطوّف بھی مل جاتے ہیں۔ جو سات ریال کی بولی دے کر حجاج کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں جو لوگ ایک سے زائد مرتبہ حج کر چکے ہیں وہ بالعموم خود ہی تمام مناسک سے عہدہ برآ ہو جاتے ہیں لیکن پہلی دفعہ تربیت یافتہ رہنما کی ضرورت پیش آتی ہے۔

مکہ مشرفہ کے مقابلے میں مدینہ منورہ کے مصارف بہت کم ہیں۔ مدینہ میں صرف آٹھ دن ٹھہرنے کی اجازت ہوتی ہے تاکہ ہر حاجی چالیس نمازیں پوری کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مسجد نبویؐ میں آکر چالیس نمازیں ادا کریگا۔ وہ دوزخ کے عذاب اور نفاق سے بری ہو جاتا ہے اس کے علاوہ ہر نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ مدینہ منورہ میں معلموں کے وکیل ہوتے ہیں لیکن شاید ان کو معلموں کی لوٹ کھسوٹ میں پورا حصہ نہیں ملتا اس لئے وہ مسافروں سے اخلاق اور ہمدردی سے پیش نہیں آتے۔

Marfat.com

مشرقی پاکستان کے ایک صاحب سے وہیں ملاقات ہوئی۔ ان کا پاسپورٹ وکیل نے کہیں اِدھر اُدھر کر دیا تھا جس کی وجہ سے خاصی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اگر اور وہ روضہ اطہر پر تضرع اور عاجزی سے دعا نہ کرتے تو شاید مدینہ منورہ سے بروقت رخصت نہ ہونے کے جرم میں دھر لئے جاتے میرا اپنا وکیل کوئی عبدالصمد کشمیری تھا جس کی ہمدردیاں پاکستان کی بہ نسبت ہندوستان سے زیادہ تھیں۔ وہ جس بداخلاقی سے پیش آیا اسے محسوس کرتے ہی میں نے بستر بوریا اٹھا اور سیدھا مسجد نبویؐ کے سامنے پنجاب ہوٹل میں پہنچا یہ ہوٹل ملتان کے ایک بزرگ نے کھول رکھا ہے اگرچہ وہ پاکستانی حجاج کی بدمعاملگی سے نالاں تھے، تاہم انہوں نے بڑی فیاضی سے مجھے اجازت دیدی کہ جو کمرہ چاہے لے لو اور جس چیز پر نظر پڑے کھاتے پیتے رہو۔ جاتی دفعہ خود ہی حساب کر کے رقم دیدینا۔ یہاں کرایہ صرف چار ریال روزانہ تھا اور سونے کے لئے پلنگ اور بستر کا بھی انتظام تھا۔ اس کے برعکس وکیل مدینہ ایک ہی کمرے میں سب کو صف پر سونے کی جگہ دے کر فی کس کرایہ آٹھ دس ریال روزانہ مانگ رہا تھا۔

غرض قیام وطعام کا اصل مسئلہ مکہ معظمہ میں پیش آتا ہے اگر حکومت حجاج کو مشکلات سے نجات دلانا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ قیام وطعام کا معقول بندوبست کرائے اس کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ سعودی حکومت کو مشورہ دیا جائے کہ حج کے موقعہ پر مکہ اور مدینہ کے تمام مکانات کو اپنی تحویل میں لے لے اور ہر ملک کی ضروریات کے مطابق ان کی حکومتوں کی معرفت کرایہ پر اٹھا دے۔ اس طرح حکومت پاکستان کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ مکہ اور مدینہ میں کتنے مکانات موجود ہیں اور ان کو ضلع وار کس طرح حجاج میں تقسیم کرنا ہے کئی سال پہلے سعودی حکومت کے مقرر کردہ معلم بالعموم میمن یا لیاری ہوتے تھے۔ جن میں کسی ایک کو منتخب کرنا پڑتا تھا۔ لیکن اب یہ پابندی ختم ہو چکی ہے اور حکومت نے معلمی کو وراثتی پیشہ بنا دیا ہے یعنی

Marfat.com

جو معلم ایک دفعہ منظور شدہ فہرست میں آگئے ہیں وہ نسلاً بعد نسلٍ معلم رہیں گے تاہم یہ معلم اس پیشہ کو اضافی سمجھتے ہیں اور غائب باش زمینداروں کی طرح انہوں نے اپنے بے شمار نائب معلم، وکیل، مطوف اور مزدور مقرر کر رکھے ہیں۔ آمدنی کا بیشتر حصہ چونکہ معلم کو جاتا ہے اس لئے اس کے کارکن اپنا حصہ رسدی بڑھانے کے لئے لوٹ کھسوٹ سے کام لیتے ہیں۔
مطوفوں اور وکیلوں کی لوٹ کھسوٹ سے حجاج کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ان پر سفارتخانوں کے رضاکاروں کی نگرانی رکھی جائے اور اس وقت تک ان کو فیس ادا نہ کی جائے جب تک وہ اپنے اپنے حجاج سے یہ تحریر نہ لے لیں کہ انہوں نے فلاں فلاں فرض ادا کر دیا ہے۔ موجودہ صورت میں معلم یا وکیل حاجیوں کا کوئی کام نہیں کرتے لیکن فیس پیشگی وصول کر لیتے ہیں اس کے بعد اگر حجاج بلند ہوں تو ان سے علیحدہ نذرانے وصول کئے جاتے ہیں۔

پاکستان سے ہر سال آٹھ دس ہزار افراد حج کو جاتے ہیں اور اگر بیرونی ممالک سے آئے ہوئے پاکستانی بھی شامل کر لئے جائیں تو انکی مجموعی تعداد ۲۵-۲۰ ہزار ہو جاتی ہے لیکن میں ذاتی مشاہدہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ خلوصِ نیت اور جوش و ولولہ کے حامل ہونے کے باوجود ان میں سے دس فیصد بھی مناسک حج یا اعمال و عبادات کی صحیح کیفیت سے آگاہ نہیں ہوتے قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ

حج کے ایام میں کوئی دنگا فساد یا فسق و فجور یا عورتوں کے ساتھ دنیا داری جائز نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں نے بے شمار پاکستانی بھائیوں کو یا تو جگہ کے معاملے میں لڑتے جھگڑتے یا اپنا وقت گپ شپ اور فضول باتوں میں ضائع کرتے دیکھا ہے۔ میرے معلم کے مکان یا سامنے والی عمارات میں پنجاب کے مختلف اضلاع سے آتے ہوئے جو حجاج مقیم تھے ان میں سے بعض تو بات بات پر آپس میں الجھتے رہتے تھے کسی زیارت پر گئے

Marfat.com

ہیں تو بس میں نشست کے سوال پر جھگڑ رہے ہیں۔ خیمہ میں رہتے ہیں تو کبھی دوسرا اس کی جگہ آکر بیٹھ گیا تو آپس میں لڑ رہے ہیں۔ کھانا کھانے بیٹھے ہیں تو محض اسلئے برابر برابر پیسے نہیں دے رہے کہ کسی نے دو روٹیاں کھائیں تو کسی نے نہیں۔ عرفات میں تو طبیعت بیحد آزردہ ہوئی ظہر پڑھتے ہی حکم ہے کہ زوال کے وقت قبلہ رو ہو جاؤ اور کھڑے ہو کر یا جبل رحمت پر پڑے ہوتے سیاہ پتھروں سے چمٹ کر رب عزوجل سے پورے خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں مانگتے رہو۔ یہ وقت انتہائی قیمتی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ وقوفِ عرفہ کہلاتا ہے اور یہی اصل حج ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک لحظہ کے لئے بھی حج کے دن یہاں آکر وقوف کرے گا اس کا حج ہو گیا۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ایک شخص نے عین اسی لحظہ اپنے ساتھیوں سے جھگڑا شروع کر دیا کہ جب وہ وضو کرنے گیا تھا تو اس کی عدم موجودگی میں دوسرا کیوں اس کی جگہ آکر بیٹھ گیا۔ قصور دار نے اپنا قصور بھی تسلیم کر لیا۔ اس کی جانب سے تمام ساتھیوں نے معافی مانگی لیکن ان صاحب کا پارہ تھا کہ ٹھنڈا ہونے میں نہ آتا تھا۔ برابر ۱۵۔۲۰ منٹ تک بک بک جھک جھک کرتے رہے آخر میں نے عرض کیا کہ بھائی یہ بڑا نازک وقت ہے دیکھتے نہیں ہو کہ زوال شروع ہو چکا ہے۔ تمام لوگ تسبیح و تہلیل کر رہے ہیں باری تعالیٰ نے بھی رحمتِ خاص نازل کی ہے ہلکی ہلکی بارش پڑ رہی ہے جو قبولیتِ دعا کی نشانی ہے ورنہ ایک دفعہ سنا ہے نہ جانے کس بات سے ناراض ہو کر آسمان نے اولے برسائے تھے اور کچھ اس طرح برسائے کہ حاجی ڈر کے مارے خیموں میں گھس گئے ان کو بھی جا کر لگے اب خوفِ خدا کرو اور یہ جھگڑا بند کرو۔ لیکن اس کا جواب یہ ملا۔ "آپ کون ہیں جی ہمارے معاملہ میں دخل دینے والے"! میں تو شور و شغب سے تنگ آکر سیدھا جبل رحمت پر پہنچا اور وہاں جا کر سیاہ پتھروں سے لپٹ گیا مجھے شبہ ہے کہ ان صاحب نے روانگی کے وقت تک وقوف کا تقاضا پورا نہیں کیا۔

Marfat.com

اسی طرح مدینہ منورہ میں صرف آٹھ دن قیام کی اجازت ہوتی ہے۔ مسجد نبوی میں تہجد، اشراق اور چاشت کے نوافل کے علاوہ چالیس نمازیں پوری کرنی ہوتی ہیں۔ حجرہ شریف اور منبرِ مقدس کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاری کا حکم رکھتی ہے حضور علیہ السلام نے اسے رَوضۃٌ مِّن رِّیاضِ الجنّۃ قرار دیا ہے اس لئے کس کا جی نہیں چاہتا کہ یہاں روزانہ آکر دو نفل پڑھے۔ اس کے علاوہ مدینہ منورہ سے کوئی تین میل دور مسجدِ قبا ہے جہاں دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ پھر مسجد قبلتین ہے جس میں تحویل قبلہ کا حکم ہوا احد پہاڑ ہے جہاں کفار کے ساتھ صبر آزما جنگ ہوئی اور حضرت حمزہ سمیت ستر صحابہ شہید ہوئے سب سے بڑھ کر مسجد نبوی کے ساتھ ہی جنت البقیع ہے جس میں اہل بیت کے علاوہ بے شمار آئمہ کرام اور بزرگ مدفون ہیں۔

کون مسلمان ہوگا جس کا جی نہ چاہے کہ ان مقامات کی زیارت کی جائے بلکہ وہاں جاکر بیٹھ رہا جائے۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ عین اذان کے وقت بھی بعض لوگ ہوٹلوں کے سامنے ٹہل رہے ہوتے ہیں یا دکانوں پر جاکر ٹرانسسٹروں اور ٹیلیویژن کے سودے کر رہے ہوتے ہیں میری تو سمجھ میں نہیں آیا کہ جو شخص فریضہ حج پوری طرح ادا کرنا چاہتا ہے وہ ایک منٹ کے لئے بھی ایسی باتوں کے لئے کیسے وقت نکال سکتا ہے۔

دراصل حج ایک اعلیٰ روحانی تربیت کا نام ہے جس طرح لوگ ڈرل وغیرہ سیکھ کر اعلیٰ فوجی تعلیم کے لئے سینڈہرسٹ کالج میں داخلہ لیتے ہیں اسی طرح نماز، روزہ اور زکواۃ کی عادت ڈالنے کے بعد حج کیا جاتا ہے۔ تاکہ اعلیٰ روحانی تربیت ہو سکے۔ حج میں چونکہ باقی تمام ارکان شامل ہیں اس لئے نہ صرف ان کا اعادہ ہو جاتا ہے بلکہ ہو بہو میدانِ عرفات میں حشر کا نقشہ ہوتا ہے اس لئے عاقبت کی تیاری بھی ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں چاہیئے تو یہ کہ حج کا عزم

Marfat.com

اس وقت کیا جاتے جب اعلیٰ روحانی تربیت کے حصول کی ابتدائی تیاری مکمل ہو جائے لیکن اکثر لوگ اسے میلہ سمجھ کر چلے آتے ہیں جس سے ان کو فائدہ تو کیا پہنچتا ہو گا۔ ملک کے زرمبادلہ کا ضیاع ضرور ہوتا ہے پھر ایک پاکستان تک ہی کیا موقوف دوسرے ممالک کے حجاج بھی عبادات و مناسک کے تقاضوں سے بڑی حد تک نابلد ہوتے ہیں۔ فقہی اختلاف بجا لیکن چاروں میں سے کسی امام نے بھی یہ اجازت نہیں دی کہ خطبۂ جمعہ کے وقت آپس میں باتیں کی جائیں یا اپنے طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے یا ادھر خطبہ ہو رہا ہو اور ادھر انسان طواف کرنے لگے اس کے باوجود یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ لوگ کسی بھی فقہ کے مبادیات سے پوری طرح آشنا نہیں اور ان میں سے بیشتر غیر شرعی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں مثال کے طور پر حدیث میں آیا ہے کہ نماز کے وقت جس ترتیب سے لوگ آئیں صفوں میں بیٹھتے چلے جائیں نہ کہ دوسروں کے کندھوں کو پھلانگتے اگلی صفوں تک پہنچنے کی کوشش کریں اس کے باوجود حرمین الشریفین میں وہ دھکم پیل ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ شاید ہی کوئی آدمی ہو جو باری باری خالی جگہ پر بیٹھنے کی کوشش کرے ہر شخص دوسرے کے سر پر سے پھلانگ کر آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور خواہ کوئی ضعیف مرد یا بوڑھی عورت پس کر ہلاک ہو جائے اسے پروا نہیں ہوتی ایک موقع پر تو ایک بوڑھی عورت ریلے میں آکر نیچے گر پڑی اور اس پر اتنے پاؤں برسے کہ میرا خیال تھا بچ نہیں سکے گی لیکن کچھ خدا ترس لوگوں نے بڑی مشکل سے اسے ادھ موئی حالت میں ہجوم سے باہر نکالا اسی طرح بعض لوگ کچھ اس طرح اندھا دھند پاؤں رکھتے ہوئے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے یا اس کے ہاتھ میں قرآن مجید ہے ہماری تربیت جس ماحول میں ہوتی ہے اس میں نمازی کے آگے سے گذرنا منع ہے اگر گذرگاہ ہو تو یہ حکم ہے کہ نمازی اپنے سامنے سجدے کی جگہ چھوڑ کر کوئی عصا وغیرہ رکھ لے

Marfat.com

لیکن حرمین الشریفین میں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ کوئی شخص بھی ان احکام کی پیروی نہیں کرتا۔ اور بلا تکلف نمازی کے آگے سے گذر جاتا ہے بلکہ سجدہ کی حالت میں اس کی گردن پر اور قعود کی صورت میں رانوں پر بھی پاؤں رکھ کر گذر جانے میں قباحت محسوس نہیں کرتا۔

اسی طرح پاکستانی مولویوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اٹھ کر تقریریں شروع کر دیتے ہیں ممکن ہے مقصود عزنی دانی کا رعب گانٹھنا ہو۔ لیکن شاید ان کو احساس نہیں ہو سکا کہ کوئی شخص بھی ان کی تقریر میں دلچسپی نہیں لیتا۔ اول تو سعودی عرب میں جلسہ جلوس کی ممانعت ہے اور سیاسی گفتگو کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے جو لوگ حج پر جاتے ہیں ان کو وہاں کے ملکی قوانین کا احترام کرنا چاہئے دوسرے حرم شریف میں امام اور مؤذن کے سوا کسی شخص کو مکبر الصوت استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے اس لئے آواز دو چار گز کے دائرے سے آگے سنائی نہیں دیتی۔ تیسرے لوگ اپنی اپنی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اذان اور نماز کے درمیان صرف اتنا وقفہ ہوتا ہے کہ انسان دو نفل پڑھ لے یا تسبیح و تحمید کے لئے شمار سبحہ کرے لہذا کوئی شخص بھی تقریر سننے کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ حضرات تقریر ختم کرتے ہی ہاتھ پھیلا دیتے ہیں اس لئے یہی تاثر پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بھک منگا ہے جس نے اپنی امداد کے لئے اپیل کی ہے۔ میں نے خود مصریوں، افریقیوں اور ترکوں کو آپس میں باتیں کرتے سنا ہے کہ بھئی یہ کون صاحب ہیں؟ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو دوسرا جواب دیتا ہے کہ کوئی پاگل ہے یا کوئی سوالی میں نے ایک مولوی کو بتایا کہ اس کی تقریر کسی نے نہیں سنی۔ بلکہ عوام کے یہ تاثرات ہیں کہ تمہیں ڈوب مرنا چاہئے تو وہ چپکے سے کھسک کر کسی اور گوشہ میں جا کر تقریر کرنے لگا۔

غرض حج کے اجتماع میں جو لوگ مختلف ممالک سے آکر شریک ہوتے ہیں ان کے متعلق یہ دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر اسلامی تعلیمات یا فقہ کے مبادیات سے بھی

Marfat.com

بے بہرہ ہوتے ہیں اس کا علاج حکومت پاکستان اپنے ملک میں یہ کر سکتی ہے کہ حج کی درخواستوں پر غور کرتے وقت استطاعت کے علاوہ اہلیت بھی دیکھے۔ اگر کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ قربانی سر منڈوانے سے پہلے کرنی چاہیئے یا بعد میں تو ظاہر ہے اسے پہلے شریعت کا مطالعہ کرنا چاہیئے اس کے بعد حج کی درخواست دینی چاہیئے۔ بہترین صورت یہ ہے کہ استطاعت کا فیصلہ کرنے کے بعد تمام عازمین حج کو ہدایت کی جائے کہ وہ معلوماتِ حج بھی حاصل کریں جس کا یہ مطلب نہیں کہ معلموں کے جن مقامی وکیلوں نے جابجا بورڈ آویزاں کر رکھے ہیں ان سے معاملہ طے کریں بلکہ ان کو چاہیئے کہ خود قرآن وسنت کے احکام کا مطالعہ کریں یا کسی عالم سے سیکھ لیں تاکہ خرِ عیسیٰ کی طرح ان کو یہ نہ سننا پڑے۔

چوں بہ آید ہنوز خر باشد

پاکستان دوسرے ممالک کے معاملات میں دخل تو نہیں دے سکتا۔ تاہم یہ تبلیغ کا سوال ہے اس لئے یہ نامناسب نہ ہوگا کہ سعودی حکومت کے محکمہ اوقاف کو مشورہ دیا جائے کہ وہ ہر سال تمام اسلامی ممالک کو اس مفہوم کا ایک گشتی مراسلہ بھجوا دیا کرے کہ پاسپورٹ جاری کرنے سے پہلے عازمین حج کے لئے معلوماتِ فقہ کی فراہمی لازمی قرار دی جائے مذاہبِ اربعہ۔ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے اختلافات پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا ہر مسلمان کو اپنے اپنے عقیدے پر قائم رہنے کا حق ہے۔ لیکن سوال عقائد کے اختلاف کا نہیں ناواقفیت کا ہے جو بدمزگی پیدا کرتا ہے۔

طواف، وقوف، النحر اور رمی جمار کے مناسک سے عہدہ برآ ہونے کے بعد ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ روضۂ اطہر پر درود وسلام عرض کرنے کے بعد آئمہ کرام، سلف صالحین، شہدائے عظام اور سابقون الاولون کے مزاروں پہ حاضری دی جائے۔ ان مقاماتِ مقدسہ

کی زیارت کی جائے جہاں تاریخ اسلام کے ابتدائی دور کا ایک ایک ورق لکھا گیا لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ جہاں تک یادگاروں کا تعلق ہے ان کے تحفظ کی پروا نہیں کی گئی۔ آثارِ منتقلہ تو عثمانی دور ہی میں خورد برد ہو گئے۔ جس پر علامہ اقبال نے لکھا تھا ؎

وہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیمِ بوذرؓ و دلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ

لیکن رونا اس بات پر آتا ہے کہ آثارِ غیر منتقلہ بھی حوادثِ زمانہ کا شکار ہو رہے ہیں بعثتِ نبوی سے پہلے کی قبور کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد نہیں ہوتی۔ لیکن اہلِ بیت، صحابہ کرام اور آئمہ کے مزاروں کو خستہ و برباد حالت میں دیکھ کر کس کا دل خون کے آنسو نہیں روئے گا۔ مکہ مکرمہ میں "جنت المعلیٰ" اور مدینہ منورہ میں "جنت البقیع" نام کے مشہور قبرستان ہیں۔ "جنت المعلیٰ" میں عبدالمطلب اور ابوطالب کے علاوہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور دوسری کئی مقدّر ہستیاں خوابیدہ ہیں۔ جنت البقیع میں جن صحابہ اور آئمہ کرام کا مدفن ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔ عثمان غنیؓ، فاطمۃ الزہراؓ، امام حسنؓ، زین العابدینؓ، امام محمد باقرؓ، امام جعفر صادق، حضورؐ کے چچا عباسؓ، امہات المومنینؓ، امام ابو حنیفہؒ

لیکن یہ دیکھ کر دکھ ہوا کہ ان میں سے ایک قبر بھی سلامت نہیں ہے۔ دونوں قبرستان چٹیل میدان کا نظارہ پیش کرتے ہیں جن میں جا بجا پتھر اور روڑے بکھرے پڑے ہیں۔ حج کے موقع پر مزدور اشارے سے بتاتے ہیں کہ یہاں حضرت عثمانؓ کی قبر ہے۔ یہاں حضرت فاطمۃ الزہراؓ خوابیدہ ہیں۔ یہاں حضرت عائشہؓ ہیں اور یہاں امام حضرات پڑے ہیں لیکن ڈھیری اور حد بندی چونکہ باقی نہیں رہی اس لئے وثوق سے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں بزرگ ٹھیک کس مقام پر دفن

ہیں۔ چنانچہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ ایسی جلیل القدر خاتون کے بارے میں تین روائتیں بیان کی جاتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اُن کو جالی کے اندر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی دفن کیا گیا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ ان کا مزار جنت البقیع میں داخل ہوتے ہی دروازے کے پاس تھا اور بعض کا بیان ہے کہ وہ جنت البقیع کے آخری قطعہ میں جہاں سے کھجور کا ایک باغ شروع ہوتا ہے اور جہاں جنگِ اُحد کے ایّام میں آپ نے مجاہدین کو روٹیاں فراہم کرنے کے لئے تنور لگایا تھا۔ خوابیدہ ہیں۔

حج کے موقعہ پر آثارِ قدیمہ کے گائیڈوں کی طرح مزوّر مختلف پتھروں اور تودوں کے پاس کھڑے ہوکر بڑی چرب زبانی سے بتاتے ہیں کہ یہاں فلاں میّت دفن ہے۔ یہاں فلاں صحابی خوابیدہ ہے۔ مَیں نے ایک مزوّر کو علیحدہ بلاکر پوچھا کہ تمہیں کس طرح معلوم ہے کہ یہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کا مزار ہے، اس نے کہا اپنے بزرگوں سے سنا ہے۔ میں نے کہا اس وقت تو تمہارا دادا بھی پیدا نہیں ہوا ہوگا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ابن عبدالوہاب کی تحریک پر جب شاہ عبدالعزیز نے حجاز پر قبضہ کیا تو اس نے تمام قبّے مسمار کر دیئے تھے اب ریکارڈ ہو تو پتہ چلے کہ کہاں کس کا مزار تھا۔ اس پر اس نے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور بولا۔ "بابا، ہمارا کیا ہے؟ حاجی ہم سے کہتا ہے ہم انکو بتا دیتا ہے"۔ یہ کہہ کر وہ ایک مزار پر پڑے ریالوں کے ڈھیر کی طرف بڑھا۔ میں نے للکارا۔ خبردار! یہ دیکھو، بورڈ پر لکھا ہے کہ مزاروں پر سجدہ کرنا یا منت ماننا یا چراغ جلانا خلافِ شریعت ہے۔ نذرانہ دینا بھی منع ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑے کہ میری رزق ماری مت کرو۔ اس پر میں چپ رہا۔ پار سال کوئی تین ہزار ایرانیوں کو حج کرنے کی اجازت ملی تھی۔ وہ جنت البقیع میں جاکر "گریہ" کرتے رہے اور نذرانے بھی دیتے رہے جس کو سعودی حکومت نے محض تالیفِ قلب کے طور پر نظر انداز کر دیا۔ ورنہ عام حالات میں بجز دعائے مغفرت کے یہاں کوئی رسم

Marfat.com

ادا کرنے کی اجازت نہیں۔

جہاں تک مزاروں کو سجدہ گاہ بنانے کا تعلق ہے وہ کسی مسلمان کو گوارا نہیں۔ لیکن کم سے کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ جنت البقیع میں جتنے بزرگ آج تک دفن ہو چکے ہیں ان کے مزاروں پر کتبے نہیں لگائے جا سکتے تو کم از کم ان کا ریکارڈ رکھا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون بزرگ کس سن میں فوت ہوا تھا۔ میرے پردادا مولانا احمد الدین بھی جنت البقیع میں مدفون ہیں، بڑی خواہش تھی کہ ان کے مزار پر کھڑے ہو کر کہوں۔ "بابا! آپ کے پوتے کا پوتا آیا ہے اور آپ کی بلندیٔ درجات کے لیے دعائیں کر رہا ہے"۔ میں نے اِدھر اُدھر گھوم کر اندھیرے میں آواز دی "بابا"۔ لیکن وہاں کوئی قبر سلامت ہوتی تو شاید جواب کا انتظار بھی کرتا۔ ایک اجنبی نے پوچھا۔ "کس کو آواز دے رہے ہو؟" میں نے کہا "اپنے دادا کو جو یہاں ایک صدی قبل دفن ہوئے"۔ اس نے زور سے ایک قہقہہ لگایا اور بولا۔ "میاں، یہاں کئی دادے پردادے پڑے ہیں۔ تمہارے دادے کو کون پوچھتا ہے؟" میں ایک ہوک بھر کر رہ گیا۔!

جہاں تک سن کا تعلق ہے وہ روضۂ اطہر پر بھی موجود نہیں ہے۔ ولادت اور وفات کی تاریخوں میں چونکہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تحقیق کے بعد صحیح تاریخوں کا اندراج کر دیا جائے۔

پھر ایک قباحت یہ بھی ہوئی ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ ہزار برس میں جتنے لوگ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ہیں۔ وہ سب کے سب جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ اس قبرستان کا رقبہ بادشاہی مسجد لاہور کے صحن سے بھی کم ہے اس لیے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک ایک قبر میں کس طرح پچاس پچاس مُردوں کو جگہ دی گئی ہے۔ بدبختی کی انتہا یہ ہے کہ اہل بیت اور ازواج مطہرات کے مزاروں کو بھی شافعی طریق سے مستثنیٰ نہیں رکھا گیا۔ مانا کہ ایک فقہ کی رو سے قبر صرف چالیس سال تک رہ سکتی ہے

لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ سابقون الاولون اور صحابہ کرام کو بھی مستثنیٰ قرار نہ دیا جائے۔ ان لوگوں کا تاریخ اسلام میں بنیادی کردار ہے۔ ازدیاد ایمان کے لیے ان کی یادگاریں قائم رہنی چاہئیں۔

حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ دوسرے اسلامی ممالک کے رہنماؤں کو ہمنوا بنا کر سعودی حکومت پر زور دے کہ جنت البقیع کے تحفظ کے لئے فوری طور پر کوئی قدم اٹھائے۔ ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان نے شاہ ابن سعود کو پیش کش کی تھی کہ جنت البقیع میں درخت لگانے کے لئے پاکستان سے پودے بھجوا دیئے جائیں گے۔ ابن سعود نے یہ پیش کش قبول کر لی تھی اور جنت البقیع کی حالت بہتر بنانے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس کے بعد معلوم نہیں ہو سکا کہ اس پیش کش کا کیا ہوا۔ درختوں کے علاوہ ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے تو جنت البقیع میں مزید تدفین کا سلسلہ بند کر دیا جائے اور آئندہ کے لئے شہر کے باہر نئے قبرستان قائم کئے جائیں۔ اس کے بعد ترکیہ میں ریکارڈ دیکھ کر کم از کم صحابہ کرام اور اہل بیت کے مزاروں کا تعین کیا جائے اور اس پر قبے نہ سہی کتبے تو لگائے جائیں۔ اگر کتبے بھی خلاف فقہ ہوں تو دیوار پر ہی نام اور تاریخ وفات کندہ کر دی جائے۔ اس سے نہ صرف تاریخ محفوظ ہو جائے گی۔ بلکہ سعودی حکومت کی نیک نامی بھی ہو گی ورنہ موجودہ صورت میں معنوی لحاظ سے یہ قبرستان نہ "باغ" ہے نہ "باقی" اور نہ "روشن" بلکہ اس کے گوشے گوشے یہی آواز آ رہی ہے۔ ؎

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

ہم زیب النساء کا یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

بر مزارِ ما غریباں نے چراغے نے گلے
نے پرِ پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

Marfat.com

تو دل سے ایک ہوک اٹھتی ہے اور ہمیں نور جہاں پر ترس آتا ہے جس کی لاش بھی سکھوں نے اکھاڑ کر دریائے راوی میں پھینک دی تھی لیکن کون جانتا ہے کہ جب اکناف عالم سے حجاج جنت البقیع کو دیکھتے ہیں تو ان کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟

یہی حال دوسری تاریخی یادگاروں کا ہے۔ اوّل تو معلّموں، مزوّروں اور مطوفوں کو بھی معلوم نہیں کہ فلاں آثارِ قدیمہ کہاں ہیں؟ اگر کوئی اپنی کتابی معلومات کی بنا پر اسے ڈھونڈ نکالے تو اس کی کیفیت دیکھ کر رونا آتا ہے۔ مثال کے طور پر میں اپنے معلّم اور مزوّر سے پوچھتا رہا کہ مسجد بلال رضؓ کہاں ہے۔ لیکن کسی کو بھی پتہ نہیں تھا کہ کوہِ ابوقبیس کہاں ہے جس کی چوٹی پر حضرت بلال رضؓ نے یہ مسجد تعمیر کرائی تھی حالانکہ جن لوگوں سے دریافت کیا وہ محلہ مسفلہ باب ابراہیم کے رہنے والے تھے جس سے نکلتے ہی عین خانہ کعبہ کے سامنے ابوقبیس ہے۔ یہی وہ پہاڑی ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے تمام دنیا کو حج کی دعوت دی۔ اور اسی کی چوٹی پر وہ مقام ہے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "شق القمر" کا معجزہ دکھایا۔ لیکن اوپر جاکر دیکھا تو مسجد بلال کو خاردار جنگلہ لگا کر بند کر دیا گیا تھا اور جہاں کسی زمانہ میں حضور پُرنور اپنے صحابہ سمیت رونق افروز ہوا کرتے تھے وہاں غلاظت کے ڈھیر پڑے تھے۔ یہاں منظر بے حد روحانیت افروز ہے۔ چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ دائیں طرف بہت نیچے خانہ کعبہ نظر آتا ہے۔ نسیم سحر چلتی ہے تو انسان پر وجد طاری ہو جاتا ہے لیکن وائے افسوس کہ قرب و جوار کی آبادی کو اتنا خیال بھی نہیں آتا کہ اس مقام کو پاک و صاف رکھا جائے۔

مدینہ شریف میں اولین مسجد قبا کی تعمیر تو ازسرِنو ہوئی ہے اور اس میں مکتب بھی ہے لیکن اس کے دروازے پر وہ کنواں ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی گر گئی تھی اور جس کے پانی سے آپ نے مدینہ میں آمد پر پہلا وضو کیا اسے نہ جانے کیوں بند کر دیا گیا ہے۔ قریب

Marfat.com

ہی ایک نل ہے۔ اگر یہی نل کنویں کو صاف کر کے اس کے اندر لگا دیا جاتا تو کیا حرج تھا۔ مسجد قبا سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر مسجد شمس ہے جہاں بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت علیؓ کی نماز قضا ہونے لگی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اشارے پر سورج ڈوبتا ڈوبتا پھر ابھر آیا۔ اس مسجد کے ارد گرد وہ کھجوریں ہیں جن میں سے ایک جل گئی تو حضورؐ کی دعا سے پھل دینے لگ گئی۔ لیکن یہ مسجد بھی نوحہ کناں ہے کہ نمازی نہ رہے۔ اندر ایک ٹوٹی پھوٹی صف بچھی ہوتی ہے جس پر پرندے بیٹ کر جاتے ہیں۔ اور حشرات الارض آوارہ خرامی کرتے رہتے ہیں۔ اُحد پہاڑ پر سیدنا حمزہؓ کے مزار کی نشاندہی تو ہو جاتی ہے لیکن باقی شہداء کا نام بھی درج نہیں۔ یہی حال میدان بدر اور حدیبیہ کا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جن مقامات پر تاریخ اسلام کے صفحات خون کے الفاظ میں لکھے گئے ان کو صحیح معنی میں یادگار بنایا جائے۔ حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ یہ تمام مسائل بین الاقوامی سطح پر اٹھائے اور سعودی حکومت کو شاہ فیصل کے اس اعلان کو جامۂ عمل پہنانے پر مجبور کرے کہ مکّہ ایک بین الاقوامی شہر ہے۔ وہ تو محض محافظ ہیں۔

Marfat.com

حج وزیارت کی پالیسی

پاکستان کو چونکہ ابتدا ہی سے زرمبادلہ کی قلت وکمیابی کا سامنا رہا ہے اس لئے ۲۴ برس تک صرف وہی خوش قسمت فریضۂ حج ادا کر سکے جن کے نام قرعہ اندازی میں نکل آتے تھے، ۱۹۶۹ء میں بونس واؤچر کی سکیم نافذ ہونے پر ان لوگوں کے لئے بھی یہ ضروری قرار دیا گیا کہ وہ حج کے مصارف "بونس واؤچر" کی صورت میں ادا کریں۔ بونس واؤچر کی قیمت چونکہ کھلے بازار میں سٹہ بازی کے باعث گذشتہ دس بارہ سال میں دوگنی کے قریب ہوگئی اس لئے حج کے مصارف بھی اسی تناسب سے بڑھ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حجاج کی تعداد میں ۲۵-۳۰ ہزار سے کبھی اضافہ نہ ہوسکا۔

پیپلز پارٹی کی حکومت نے برسرِ اقتدار آتے ہی قرعہ اندازی کی رسم یکسر موقوف کر دی۔ اور حج وزیارت کے دروازے تمام ذی استطاعت مسلمانوں کے لئے بلا امتیاز وتخصیص کھول دیئے۔ حکومت پاکستان کی حج پالیسی کی وضاحت کے لئے ان تمام اعلانوں حکمناموں اور خبروں کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ جو یکم جنوری ۱۹۷۲ء سے تادمِ تحریر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔

Marfat.com

۱۵ر جنوری

صدر پاکستان کے مشیر حج داو قاف مولانا کوثر نیازی نے ایک تین رکنی کمیٹی مقرر کی ہے جو اُن تمام بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں کی تحقیقات کرے گی۔ جن کا ارتکاب افسران حج نے مبینہ طور پر کیا ہے۔ کمیٹی سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی رپورٹ یکم فروری ۱۹۷۲ء تک پیش کر دیں، کمیٹی کے ارکان مسٹر کمال اظفر، وائس پریذیڈنٹ پیپلز پارٹی سندھ، سید امداد علی شاہ ایم پی اے اور کموڈور اظہر ڈائرکٹر جنرل پورٹس اینڈ شپنگ ہیں۔

۱۷ر جنوری

صدر پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ پیش آمدہ حج کے موقع پر علماء اور عوامی رہنماؤں پر مشتمل ایک وفد حجاز بھیجا جائے، یہ وفد ۲۲ر جنوری کو روانہ ہو جائیگا اور اس کی قیادت مولانا کوثر نیازی کریں گے۔ وفد میں مسٹر رسول بخش تالپور ایم پی اے حیدر آباد، مولانا مفتی محمود ایم این اے، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا قمرالدین سیالوی، خواجہ غلام سلیمان تونسوی، مولانا غلام محی الدین جان مجددی سرہندی مولانا عبدالحق ربانی، ایڈووکیٹ وصدر شیعہ پولیٹیکل پارٹی شریک ہونگے۔

۱۸ر جنوری

مولانا کوثر نیازی نے کراچی میں کہا کہ وہ "زیارت پالیسی" بھی وضع کر رہے ہیں جس کے تحت مقدس مقامات کی زیارت کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کی جائیں گی اور شیعہ حضرات کے مطالبات پر غور کیا جائیگا۔

۲۰ر جنوری

مولانا کوثر نیازی نے لاہور کی ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ حج وفد

ہفتہ کے روز جدہ روانہ ہوجائیگا ، واپسی پر وہ ایک رپورٹ بھی صدر کو پیش کریں گے۔ جس میں ان مشکلات و مسائل کا تذکرہ ہوگا۔ جن کا سامنا حجاج کو ہوتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں مولانا نے بتایا کہ وہ خشکی کے راستے حج کرنے کے سوال پر بھی غور کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت عازمین حج کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس نے حتی الوسع تمام پابندیاں اٹھادی ہیں۔ مولانا نے کہا کہ وفد میں تمام مدرسہ فکر کے علماء کو شامل کیا گیا ہے ، اور حکومت اس انتخاب سے کوئی سیاسی فائدہ نہیں اٹھانا چاہتی مولانا نے یہ بھی بتایا کہ وہ شاہ فیصل سے ملاقات کرکے ان کی توجہ ان مشکلات کی جانب دلائیں گے جو پاکستانی حجاج کو پیش آتی ہیں۔ مولانا نے یہ بھی انکشاف کیا کہ وہ اس سال ۵۰۰ ء بھی تقریباً پانسو حجاج کو خشکی کے رستہ سفر کرنے کی اجازت دلاچکے ہیں۔ تاہم اگلے سال یہ تعداد بڑھادی جائیگی۔

۲۲ر جنوری

مسٹر عبداللہ بلوچ ایم پی اے رکن حج تحقیقاتی کمیٹی نے عوام سے درخواست کی ہے کہ ان میں سے کسی کو افسران حج سے شکایت ہو تو وہ سنٹرل سکرٹریٹ ، پیپلز پارٹی ، کراچی کے پتہ پر مطلع کریں۔ آج حج وفد مولانا کوثر نیازی کی قیادت میں ہوائی جہاز کے ذریعے سعودی عرب روانہ ہوگیا۔

۲۳ر جنوری

سندھ کے محکمہ اوقاف نے اعلان کیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں حجاج کی سہولت کے لئے ایک مسافر خانہ تعمیر کرے گا۔ اس غرض کے لئے ۴، ہزار روپے

Marfat.com

کا چندہ جمع ہو چکا ہے۔ ایک اور صاحب نے زمین خریدنے کے لئے رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ زرمبادلہ کے لئے حکومت سے بات چیت ہو رہی ہے۔

۴ر فروری

امور حج کی تحقیقات کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی اس نے اپنی رپورٹ مولانا کوثر نیازی کو پیش کر دی ہے۔ مولانا آج ہی جدہ سے کراچی پہنچے ہیں۔

۸ر فروری

مولانا مفتی محمود نے بتایا کہ حج وفد بہت جلد اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کر دے گا۔ اس رپورٹ میں ۲۴ سالہ پرانی حج پالیسی کو بدلنے کے لئے سفارش کی گئی ہیں۔ مولانا نے بتایا کہ آئندہ تمام ذی استطاعت مسلمانوں کو بلا روک ٹوک حج کرنے کی اجازت دیدی جائے گی۔ آپ نے سعودی حکومت کے انتظامات کی تعریف بھی کی۔

۹ر فروری

مولانا کوثر نیازی نے بتایا کہ حکومت اپنی حج پالیسی کا اعلان ہر سال رجب کے مہینہ میں یعنی حج سے پانچ ماہ قبل کر دیا کرے گی، تاکہ حج کی درخواستوں کی چھان بین، جہازوں کی روانگی اور دوسرے امور کے تصفیہ کے لئے اطمینان سے کام ہو سکے، مولانا نے کہا کہ نئی پالیسی پہلے سے بہتر ہوگی، جو لوگ پانچ سال یا زائد عرصہ سے درخواستیں دے رہے ہیں، لیکن ان کا نام قرعہ میں نہیں نکل سکا، ان کو حج پر جانے کی اجازت ہوگی۔ لہٰذا وہ فوراً حج آفس سے رابطہ قائم کریں۔ آپ نے کہا کہ حجاج کو بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے سعودی حکومت

Marfat.com

سے بات چیت ہو رہی ہے۔

مولانا نے یہ بھی بتایا کہ تحقیقاتی کمیٹی کو کسی بے ضابطگی یا بے قاعدگی کا ثبوت نہیں مل سکا۔ لیکن جو حجاج واپس آئے ہیں ان کو کوئی شکایت ہو تو وہ مطلع کریں آپ نے کہا کہ حج آفس کے دفتری نظم و نسق میں تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ پر مناسب ردّ و بدل کیا جائیگا۔

۱۷ر فروری

سفینۂ حجاج کے ذریعے جو حاجی واپس کراچی پہنچے ہیں ۔ ان میں سے بعض اپنے ساتھ ایسا سامان لائے تھے ۔جن پر کسٹم ڈیوٹی واجب الادا تھی ۔مثلاً غیر ملکی کپڑا ، بجلی کا سامان وغیرہ ، چنانچہ حکومت کو اس مد سے ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی ہوئی۔

۹ر مارچ

جو زائرین ایران ، عراق یا شرق الاوسط کے کسی اور ملک میں زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں ان سے سٹیٹ بنک نے درخواستیں طلب کی ہیں ۔ درخواست کنندوں میں سے صرف محدود لوگوں کو اجازت دی جائے گی ۔جو زائرین اپنے ہمراہ تدفین کے لئے رشتہ داروں کی لاشیں لے جانا چاہیں ان کو ترجیح دی جائے گی۔ اس کے بعد ان لوگوں کی باری ہے ۔جو پہلے کبھی زیارت پر نہیں گئے ، ۱۸ سال سے کم عمر کے بچوں کو سفر کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

Marfat.com

۱۰ر مارچ

سیٹیٹ بنک نے ہر ماہ محدود تعداد میں لوگوں کو عمرہ و زیارت کے لیے شرق الاوسط کے ممالک و بشمول ترکیہ م جانے کی اجازت دینے کا فیصلہ کیا ہے، ایک پریس نوٹ کے مطابق درخواستیں ہر ماہ کی ۲۰ر تاریخ تک مجوزہ فارموں پر دی جائیں (جو بنکوں سے مل سکتی ہیں) اور ان کے ساتھ پاسپورٹ بھی ہو۔ راہدری اور زرمبادلہ کی سہولتیں صرف ایسے لوگوں کو دی جائیں گی۔

۱:۔ جو پانچ سال میں حج، عمرہ یا زیارت نہ کر چکے ہوں، اس غرض کے لیے حلف نامہ داخل کرنا ضروری ہے۔

۲:۔ جو سیٹیٹ بنک کو لکھ کر دیں کہ وہ تیس دن سے زیادہ بیرونِ ملک میں نہیں ٹھہریں گے، ان کا سفر صرف شرق الاوسط و بشمول ترکیہ تک محدود رہے گا۔

۳:۔ جو واپسی پر دس دن کے اندر اندر اپنا پاسپورٹ سیٹیٹ بنک کی متعلقہ برانچ میں داخل کرادیں گے۔

۴:۔ کامیاب امیدواروں کو صرف چالیس پونڈ کے زرمبادلہ کا کوٹہ دیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ اسی رقم کے برابر بونس واوچر پیش کریں۔

۵:۔ راہداری "نقد جمع بونس" کی بنیاد پہ دی جائے گی۔ یعنی عازمین زیارت کو اپنا ٹکٹ آدھا نقد اور آدھا بونس واوچر کے عوض خریدنا پڑے گا۔

Marfat.com

۶:- یہ سہولت حج کے موسم میں نہیں دی جائے گی۔

۱۷ر مارچ

سٹیٹ بنک نے اپنے سابقہ اعلان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ درخواستیں مجوزہ فارموں پر ایکس چینج کنٹرول ڈیپارٹمنٹ کو مندرجہ ذیل مقامات پر دی جائیں، کراچی، حیدرآباد، لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، پشاور لائل پور اور کوئٹہ۔

۳۱ر مارچ

سٹیٹ بنک نے قرعہ اندازی کے ذریعے ۱۴۰۰ پاکستانی باشندوں کو جہلم کے موقع پر زیارت کے لئے جانے کی اجازت دی ہے۔

یکم اپریل

مرکزی حکومت نے خشکی کے رستے بھی "زیارت پر" جانے کی اجازت دینے کا فیصلہ کیا ہے، شرط یہ ہے کہ عازمین زیارت بیرون ملک میں اپنے مصارف نصف نقد اور نصف بونس واوچر کے ذریعے پورے کریں۔ یہ سہولت ۸ر اپریل ۱۹۷۲ء سے دی جائے گی، سٹیٹ بنک سے زرمبادلہ منظور کرانے کے بعد زائرین کو اپنے صوبے کے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے "اعتراض نہیں" کا سرٹیفکیٹ لینا پڑے گا۔

۷ر اپریل

حکومت سندھ نے اعلان کیا ہے کہ شرق الاوسط کے ممالک کی زیارت کرنے کے لئے اجازت نامہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس سپیشل اینڈ کرائمز برانچ

Marfat.com

کراچی سے مل سکے گا۔

۲۰ر اپریل

مرکزی حکومت ان تمام افراد کے معاملہ پر غور کر رہی ہے جو پچھلے پانچ سال سے قرعہ حج میں شریک ہوتے رہے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس سال سنہ ۷۲-۷۳ء انکو قرعہ اندازی کے بغیر حج پر جانے کی اجازت دیدی جائے گی۔ لہذا ایسے تمام لوگ پچھلے پانچ سال یا زائد عرصہ کی اصل درخواستیں جن پر ڈپٹی کمشنر کی مہر اور دستخط ہوں اپنی نئی درخواست کے ہمراہ روانہ کریں ۔ یا سابقہ درخواستوں کے ہمراہ بنک کی مصدقہ رسیدیں بھیجیں جن میں رقوم اور تاریخ ادائیگی وغیرہ درج ہوں۔

درخواست کنندہ یہ بھی بتائیں کہ آیا وہ پہلے کبھی حج کر چکے ہیں یا نہیں، تمام درخواستیں ۲۰ر جون تک ڈائریکٹر جنرل پورٹس اینڈ شپنگ کراچی کو پہنچ جانی چاہئیں۔ اس کے بعد ان پر غور نہیں ہو گا۔

۱۳ر مئی

مولانا کوثر نیازی مرکزی وزیر حج نے کراچی میں کہا کہ پیپلز پارٹی نے فریضۂ حج پر سے تمام پابندیاں اٹھا کر اپنا ایک اور عہد پورا کر دیا ہے۔ مولانا نے کہا کہ حکومت بہت جلد ایک مرکزی حج کمیٹی قائم کرے گی جس میں تمام سیاسی پارٹیوں کو نمائندگی دی جائے گی، یہ کمیٹی حج کے لئے تمام انتظامات اور سفارشات کرے گی۔ مولانا نے بتایا کہ حکومت حجاج کے لئے ایک علیحدہ بندرگاہ بھی تعمیر کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔

Marfat.com

۱۶ رمئی

مولانا کوثر نیازی نے لاہور کے ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں کو بتایا کہ حکومت نے زیارت کے لئے جانے پر سے تمام پابندیاں اٹھالی ہیں اب ہر شخص زیارت کے لئے جاسکتا ہے۔

۱۹ رمئی

مرکزی حج کمیٹی کا پہلا اجلاس ۱۷ رجولائی کو راولپنڈی میں ہوگا، اس بات کا انکشاف مولانا کوثر نیازی نے علماء کے ایک وفد کے سامنے کیا جو ان سے ملنے آیا تھا۔

۲۹ رجون

حکومت نے سمندر، ہوا یا خشکی کے ذریعے سفر کرنے والے عازمین حج کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ تمام درخواستیں ۱۲ رجولائی تک پورٹ اینڈ حج آفیسر کراچی کو پہنچ جانی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں ضروری ہدایات درخواست فارم کے پیچھے اردو اور انگریزی میں درج کر دی گئی ہیں، درخواست کے فارم ضلع کے صدر دفتر یا بنکوں سے ۸ رجولائی تک مل سکتے ہیں۔

حج کے مصارف حسب ذیل ہوں گے۔

سمندر کے رستے، فرسٹ کلاس:۔ کرایہ اور خرچ خوراک ۲۳۴۶ روپے، قرنطینہ ۹۶ر ۲۰۳ پیسے، زر مبادلہ ذاتی کوٹا۔ کم سے کم ۳۲۰ ڈالر (۲۰ر ۳۵۲ پیسے) زیادہ سے زیادہ ۳۹۰ ڈالر (۹۰ر ۴۲۹ پیسے) کل میزان کم سے کم ۹۶ر ۰۶۹، ۶ روپے۔ زیادہ سے زیادہ ۶۸۳۹۶۹۶

سیکنڈ کلاس :- کرایہ اور خرچ خوراک ۱۶۵۰ روپے قرنطینہ ۹۶ر۲۰۲ روپے ۔ زرمبادلہ ذاتی کوٹا ، کم سے کم ۲۵۰ ڈالر (۲۵۰۰ روپے) زیادہ سے زیادہ ۳۲۰ ڈالر (۳۲۰۰ روپے) کل میزان کم سے کم ۹۶ر۴۵۰۲ روپے ، زیادہ سے زیادہ ۹۶ر۵۳۲۲ روپے

عرشہ جہاز :- کرایہ اور خرچ خوراک ۷۹۶ روپے قرنطینہ ۹۶ر۲۰۳ روپے زرمبادلہ ذاتی کوٹا کم سے کم ۱۸۰ ڈالر (۱۹۸۰ روپے) زیادہ سے زیادہ ۲۴۰ ڈالر (۲۶۴۰ روپے) کل میزان کم سے کم ۹۶ر۲۹۷۹ روپے ، زیادہ سے زیادہ ۹۶ر۳۶۳۹ روپے ۔

ہوائی جہاز اور بس کے ذریعے سفر کرنے کے لئے کرایہ اور زرمبادلہ کا اعلان بعد کو کیا جائیگا ۔

۱۲ر جولائی

حکومت نے مندرجہ ذیل اصحاب کو مرکزی حج کمیٹی کی رکنیت کے لئے نامزد کیا ہے ۔

(۱) مولانا کوثر نیازی (چیرمین)

(۲) سیکرٹری اطلاعات ، سیکرٹری مواصلات ، مشیر مالیات ، وزارت مواصلات جائنٹ سیکرٹری ، ڈائرکٹر جنرل پورٹس اینڈ شپنگ ،

(۳) مولانا غلام غوث ہزاروی ، پیر صاحب سیال شریف ، پیر صاحب گولڑہ شریف ، مولانا عبید اللہ انور ، مولانا ضیاء القاسمی ، مفتی مختار احمد مولانا نجم الحسن کراڑوی ، علامہ عباس حیدر عابدی ، سید ظہیر الحسن رضوی

Marfat.com

خواجہ غلام سلیمان تونسوی، مولانا غلام یحییٰ، حکیم محمد سعید دہلوی، میاں عطاءاللہ، حاجی محمد یوسف، سید عباس حسین گردیزی، شیخ محمد اشرف سید مزمل حسین شاہ، مسٹر غلام مجتبیٰ جتوئی، مسٹر حبیب الرحمٰن، مسٹر محمد یعقوب خاں، پیر عبدالقادر شاہ گیلانی، مسٹر ممتاز تالپور، مسٹر احمد یار خاں کندرانی، مولانا فضل احمد غزنوی، مولانا عبدالحق، شہزادہ عبدالکریم مولانا عبدالحکیم، ڈاکٹر بہار بوستان۔

۱۷ر جولائی

مرکزی حج کمیٹی کا اجلاس ۱۹ر جولائی کو وزیر حج کے دفتر کی بجائے فلیش مین ہوٹل میں ہوگا۔ اس میں سفر حج کے لئے مختلف انتظامات پر غور کیا جائیگا، اور پالیسی امور پر بحث ہوگی۔

۱۹ر جولائی

مرکزی حج کمیٹی کا پہلا اجلاس مولانا کوثر نیازی کی صدارت میں راولپنڈی میں ہوا، جس میں سرکاری افسروں کے علاوہ عوامی نمائندے بھی شریک ہوئے اس موقع پر مولانا کوثر نیازی نے ان سہولتوں کا ذکر کیا جو حکومت نے عازمین حج کو دینے کا فیصلہ کیا ہے، آپ نے کمیٹی کے ارکان پر زور دیا کہ وہ حجاج کے تمام مسائل پر تفصیل سے بحث کریں۔ تاکہ حکومت اس کی روشنی میں مزید اقدامات کر سکے

کمیٹی نے تین گھنٹے تک ایجنڈے پر بحث کی جس میں یہ موضوع شامل تھے ۔۔ ذرائع آمدورفت، کرایہ اور ذاتی مصارف کے لئے زرمبادلہ، حج نوٹ اور ٹریولرز چیک کا اجرا، درخواستیں داخل کرنے کا طریقہ، درخواست دہندوں

Marfat.com

کے لئے عمر کا تعین اور دیگر امور متعلقہ ، راشن ، معلمین ، اور سامان سفر وغیرہ :-

وزیر موصوف نے عازمین حج کو ضروری مسائل و احکام بتانے کی اہمیت پر زور دیا تاکہ وہ فریضہ حج شریعت کے مطابق ادا کر سکیں۔

ہوائی جہاز کے کرایہ کے بارے میں چونکہ پی آئی اے اور سعودی عرب ایئر لائنز میں بات چیت ہو رہی ہے اس لئے اس کا اعلان ایک دو روز بعد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

امید ظاہر کی گئی ہے کہ اس دفعہ دس ہزار افراد خشکی کے ذریعے حج پر جائیں گے بس کمپنیوں اور ان کے مالکوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنی درخواستیں صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے ذریعے وزیر حج و اوقاف کو بھجوائیں ، صوبائی اتھارٹی درخواستیں آگے بھجوانے سے پہلے اپنے طور پر یہ اطمینان کرے گی کہ درخواست کنندہ تمام شرائط پر پورا اترتا ہے ، بس تین سال سے پرانی نہ ہو۔ اتھارٹی اس کے ٹھیک ٹھاک ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کرے خشکی کے ذریعے حج کرنے والوں کو دو دو سو کے قافلوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ جن کے لئے پانچ پانچ بسیں وقف ہوں گی ان کے ہمراہ ایک ڈاکٹر ، دو نرسیں اور اردلی بھی ایمبولنس پر جائیں گے قافلہ کے ساتھ ایک ایک زائد بس ہوگی تاکہ خرابی یا ٹوٹ پھوٹ کیصورت میں کام آسکے اس کے علاوہ ایک ٹرک بھی قافلہ کے ساتھ ہوگا جس میں کھانے پینے کی چیزیں اور مسافروں کا سامان رکھا جائیگا ، ہر قافلہ کا ایک رہنما ہوگا جس کو حکومت نامزد کرے گی۔ ایسے ٹرانسپورٹروں کو ترجیح دی جائے گی جو خود ہی بس

Marfat.com

چلاتے ہوں۔

خشکی کے رستے حج کے معارف کا اندازہ ۲۶۰۰ روپے لگایا گیا ہے۔ جس میں سے ۱۹۲۵ روپے زرمبادلہ کی صورت میں ہوں گے۔

حج کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ حج کی درخواستوں کی آخری تاریخ ایک مہینہ بڑھا دی جائے، اب درخواستیں ۲۰ر اگست ۷۰ء تک وصول کی جائیں گی۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ درخواستوں کے ساتھ صرف سات سو روپیہ وصول کیا جائے۔ بقایا روانگی سے ۱۵ دن قبل ادا کیا جاسکتا ہے۔

۲۰ر جولائی

وزیر مواصلات وسیاسی امور نے اعلان کیا کہ اس مرتبہ ایک ہزار عازمین حج خشکی کے رستے سفر کریں گے۔ وزارت مواصلات کے ایک پریس نوٹ کے مطابق خشکی کا راستہ یہ ہوگا۔

روانگی

کوئٹہ، نوکنڈی، کوہی تفتان، میرجاوہ، زاہدان، کرمان اصفہان، خرم آباد، خرم شہر، بصرہ، صفوان، کویت، زرقانی دمق، ریاض، مدینہ، مکہ،

واپسی

ریاض، کویت، صفوان، بصرہ، بغداد، نجف اشرف، کربلا کاظمین، خسروی، کرمان شاہ، ہمدانی، اصفہان، کرمان، زاہدان، کوہی، تفتان، میرجاوہ، نوکنڈی، کوئٹہ۔

Marfat.com

آزاد کشمیر یا صوبہ سرحد یا شمالی پنجاب کے لوگ مندرجہ ذیل رستہ بھی اختیار کر سکیں گے۔

روانگی

پشاور، جلال آباد، کابل، قندھار، ہرات، مشہد، شاہ پسند تہران، خرم آباد، خرم شہر، بصرہ، صفوان، کویت، ورقانی، رمن ریاض، مدینہ، مکہ،

واپسی

ریاض، کویت، صفوان، بصرہ، بغداد، نجف اشرف، کربلا، کاظمین، خسروی، کرمان شاہ، تہران، شاہ پسند، مشہد، ہرات قندھار، کابل، جلال آباد، پشاور،

سڑک کے رستے سعودی عرب جانے والوں کو ذیل کی شرائط پر پورا اترنا ہو گا۔

۱:۔ ساٹھ سال سے زیادہ نہ ہو، جسمانی حالت اچھی ہو۔ پاسپورٹ اور "اعتراض نہیں" (این اوسی) کا سرٹیفکیٹ پاس ہو۔

۲:۔ ۱۸ سال سے کم عمر کے لڑکوں کو خشکی کے رستے سفر کرنے کی اجازت نہیں دیجائیگی۔

۳:۔ جو لوگ دل، فتق، ذیابطیس یا دمہ کے عارضہ میں مبتلا ہوں ان کو جانے کی اجازت نہیں ہو گی۔

۴:۔ حاملہ خواتین سڑک کے ذریعے سفر نہیں کر سکیں گی۔

خشکی کے رستے سفر کرنے والوں کی درخواستیں ۲۰ اگست تا ۲۸ تک نیو پورٹ

حج آفیسر کراچی کو پہنچ جائیں، درخواستیں سات سو روپیہ جمع کرانے کے بعد کسی بنک کے ذریعے بھیجی جائیں۔

۲۸ر جولائی

عازمین حج کو اپنے ہمراہ تیس سیر گندم اور ۱۰ سیر چاول لے جانے کی اجازت ہوگی، راشن کے لئے انجمن خدام النبی کے پاس روپیہ جمع کرانے کا پرانا طریقہ ختم کر دیا گیا ہے۔

خشکی کے رستے حج کرنے کے جملہ مصارف ۲۶۲۸ ہونگے، تفصیل یہ ہے۔

کرایہ بس	۱۱۱۸	روپیہ
معلم	۴۰۷	روپیہ
ذاتی مصارف	۱۱۱۰	روپیہ
پلگرام پاس	۳	روپیہ

کوشش کی جائے گی کہ ہوائی جہازوں کے کرایہ میں بھی تخفیف کرائی جائے خیال ہے کہ کرایہ ۲۹۰۰ روپیہ سے زیادہ نہیں ہوگا۔

۲۹ر جولائی

مولانا کوثر نیازی نے ملتان میں بتایا کہ ستمبر میں سعودی عرب کے وزیر حج سید حسن قطبی پاکستان آئیں گے۔ اور ان سے حج کی تمام سہولتوں کو بہتر بنانے کے موضوع پر بات چیت ہوگی۔

مولانا نے کہا کہ جدہ کے پاکستانی سفارت خانے کے انتظامات کو بھی بہتر بنایا جا رہا ہے، جدہ میں ایک پاکستانی مرکز قائم کیا جائیگا۔

Marfat.com

مولانانے بتایاکہ بس کے ذریعے سفرکو آرام دہ بنانے کے لئے بس والوں کو ہدایات کی جائیں گی کہ وہ ۵۲ نشستوں کی بس میں صرف ۴۰ مسافر بٹھائیں۔ ہر پانچ بسوں کے لئے ایک خالی بس ہوگی جس میں کھانے پینے کا سامان اور مسافروں کا اسباب لدا ہوا ہوگا۔

۸ر اگست

مرکزی حج کمیٹی کی سب کمیٹی کا ایک اجلاس ہوگا، جس میں معلموں کے وکیل مقرر کرنے کے سوال پر بحث ہوگی، اس کمیٹی کی سفارشات وزیر حج کو بھیج دی جائیں گی۔

۱۲ر اگست

مولانا کوثر نیازی نے مری میں کہاکہ جہاز والی کمپنیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عازمین حج سے اپنا منافع نہ لیں، مولانا نے اس افواہ کی تردید کی کہ اس دفعہ جہازوں کا کرایہ پہلے سے دوگنا ہوگا۔

۲۴ر اگست

مولانا کوثر نیازی نے قومی اسمبلی میں بتایا کہ اس سال (۱۹۷۲ء) کم و بیش ایک لاکھ پاکستانی فریضۂ حج ادا کریں گے، آپ نے کہا کہ اتنی بڑی تعداد میں نے گذشتہ ۲۵ برس میں کبھی حج نہیں کیا۔

ایک سوال کے جواب میں مولانا نے بتایا کہ حکومت پاکستان مکہ مکرمہ میں ایک مسافرخانہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس غرض کے لئے سعودی حکومت سے بات چیت ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں جو مسافرخانے سعودی عرب پاکستانی

Marfat.com

باشندوں نے تعمیر کرائے ہیں وہ بھی واپس لینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آپ نے بتایا کہ ایسے ۲۴۸ مسافر خانے سعودی عرب میں موجود ہیں لیکن ان پر دوسروں نے قبضہ کرلیا ہے۔ اور وہ حاجیوں سے گرانقدر کرائے وصول کرتے ہیں۔

۲۵ راگست

وزیر حج نے اسلام آباد میں کہا کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی کار یا سٹیشن ویگن کو حاجی لے کر خشکی کے رستے جانے کی اجازت نہ دی جائے البتہ ایسی کاریں جاسکیں گی جن میں خود مالک یا اس کے اہل خانہ سوار ہوں۔

۲۶ راگست

وزارت حج کے ایک اعلان کے مطابق پی آئی اے نے ہوائی جہاز کا کرایہ ۲۹۸۸ روپیہ سے گھٹا کر ۲۹۰۰ روپیہ کردیا ہے۔

۵ ر ستمبر

حکومت پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ جن عازمین حج نے درخواست دیتے وقت سات سو روپیہ جمع کرایا تھا۔ وہ ۱۰ ر اکتوبر تک بقایا رقم بھی جمع کرادیں۔

۹ ر ستمبر

مولانا کوثر نیازی نے اعلان کیا کہ اس سال حج کے لئے تقریباً ایک لاکھ پانچ ہزار افراد نے درخواستیں بھجوائی ہیں۔ حکومت ان کو مناسب سہولتیں بہم پہنچا رہی ہے۔ درخواستوں کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۹۱۷۴۶ افراد سمندر

Marfat.com

کے ذریعے ۶۱۰۲ افراد ہوائی جہاز کے ذریعے اور ۸۰۰۰ افراد خشکی کے ذریعہ سفر کرنے کے متمنی ہیں۔ جس زمانہ میں قرعہ اندازی ہوتی تھی حجاج کی تعداد بالعموم ۲۲۰۰ ہوتی تھی اور اس میں مشرقی پاکستان کے حجاج بھی شامل تھے۔

مولانا نے انکشاف کیا کہ اس سال حج کے لئے ۲۸ کروڑ روپیہ مخصوص کیا گیا ہے، حالانکہ پہلے صرف دو کروڑ کیا جاتا تھا۔

آپ نے کہا کہ ہوائی جہازوں کے پاس اب بھی ۹ ہزار نشستیں خالی ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص سمندری جہاز کی بجائے ہوائی جہاز پر سفر کرنا چاہے تو وہ نشست تبدیل کرا سکتا ہے۔

مولانا نے کہا کہ غیر ملکی جہازوں کو کرایہ پر حاصل کرنا چونکہ آسان نہیں اس لئے جو لوگ سمندری رستہ سے نہ جا سکیں گے ان کو خشکی کے رستہ جانے کی اجازت دیدی جائے گی۔

۱۷/اگست

ہوائی جہاز کے کرایہ کا فیصلہ ہو گیا ہے پی آئی اے ۲۹۸۳ روپے فی کس وصول کرے گی۔ پچاس فیصد حجاج کی آمد و رفت کا انتظام سعودی عرب ایرلائنز کرے گی روپیہ کی کم قدری سے پہلے کرایہ ۲۹۸۰ روپیہ تھا۔

۱۹/اگست

وزارت حج و اوقاف نے خشکی کے رستہ سفر کرنے والوں کے لیے درخواستیں دینے کی آخری تاریخ ۳۱/اگست ۱۹۷۲ء تک بڑھا دی ہے۔ ٹرانسپورٹر ۱۵/ستمبر تک درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔ ان تاریخوں میں مزید توسیع نہیں کی جائے گی۔ سمندری راستے سے سفر کرنے کے

درخواستیں دینے کی آخری تاریخ بدستور ۲۰ اگست رہے گی۔ ہوائی جہاز کا کرایہ ۲۹۸۵ روپے ہوگا۔

۲۱ اگست

ہوائی جہاز کے ذریعے حج کرنے والوں کے مجموعی مصارف کم از کم ۶۳۸۰ روپے اور زیادہ سے زیادہ ۷۱۵۰ روپے ہوں گے۔ ان مصارف میں زرمبادلہ کا کوٹا اور جدّہ کے موجبات شامل ہیں۔

۹ ستمبر

فوجیوں کے لیے حج کی درخواست دینے کی تاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۲ء تک بڑھا دی گئی ہے۔

۹ ستمبر

آج مولانا کوثر نیازی کی صدارت میں مرکزی حج کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مصارفِ حج کا بقایا جمع کرانے کی تاریخ ۲۰ ستمبر تک بڑھا دی جائے۔

۱۲ ستمبر

حکومت نے معلموں کے لیے ہدایت کی ہے کہ وہ ۲۰ ستمبر تک رجسٹریشن کے لیے اپنی درخواستیں ڈائریکٹر جنرل پورٹس اینڈ شپنگ کراچی کو بھجوا دیں۔ معلموں کے وکیلوں کی رجسٹریشن ذیل کی شرائط کے تحت کی جائے گی۔

(۱) درخواست گذار کو پانچ سال کا تجربہ ہو۔ اس غرض کے لیے حج آفیسر جدّہ کے ذریعے اپنے اپنے معلموں کے سرٹیفکیٹ پیش کیے جائیں۔ اسی طرح نائب وکیل بھی اپنے تجربہ کا سرٹیفکیٹ پیش کریں۔

(۲) درخواست کے ہمراہ عدالتی کاغذ پر یہ حلف نامہ درج ہو کہ درخواست کنندہ کبھی کسی اخلاقی جرم کا مرتکب نہیں ہوا۔

(۳) درخواست کیساتھ مرکزی حج کمیٹی کے ارکان کا یہ تصدیق نامہ منسلک ہو کہ رجسٹریشن کے خواہش مند کا چال چلن درست ہے۔

(۴) ہر درخواست کے ہمراہ پانچ ہزار روپیہ کا ضمانت نامہ (مصدقہ جدولی بنک داخل کیا جائے وغیرہ۔

(۵) جن لوگوں کی درخواستیں منظور کر لی جائیں گی۔ اُن کو یکصد روپیہ فیس جمع کرانے پر "شناختی کارڈ" جاری کر دیئے جائیں گے۔

(۶) شناختی کارڈ کا احیاء ہر سال پچاس روپیہ سالانہ فیس ادا کرنے پر ہو سکے گا۔

(۷) اگر حکومت کے علم میں کوئی ایسی بات آئی جو حلف نامہ کے خلاف ہو تو شناختی کارڈ منسوخ کر دیا جائے گا۔ ضمانت ضبط کر لی جائے گی اور پانچ سال تک دوبارہ وکیل یا نائب وکیل بننے کی اہلیت نہیں رہے گی۔

۱۲ رستمبر

عرشہ جہاز کے عازمین حج کو یہ اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ اپنی نشست اول یا دوم درجہ سے بدل لیں یا چاہیں تو ہوائی جہاز سے سفر کریں۔

۱۳ رستمبر

ٹرانسپورٹروں کی عرضداشت پر مرکزی حج کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ خشکی کے ذریعے سفر کرنے کی پابندیوں کو قدرے نرم کر دیا جائے۔ درخواست دینے کی آخری تاریخ ۳۰ رستمبر تک بڑھادی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہر قافلے کیساتھ ایک ٹرک لیجانے کی شرط اڑادی

Marfat.com

گئی ہے۔ ٹرانسپورٹروں کے لیے صوبائی اتھارٹی کو خصوصی اہلیت کا سرٹیفکیٹ پیش کرنا بھی ضروری نہ ہوگا۔ تاہم یہ سرٹیفکیٹ ۳۰ اکتوبر تک کمیونی کیشن ڈویژن اسلام آباد کو پیش کیا جائے۔

۲۰ ستمبر

وزیر حج و اوقاف نے کراچی پورٹ حج کمیٹی کے نام سے ایک کمیٹی قائم کی ہے جو عازمین حج کی روانگی وغیرہ کے انتظامات کرنے میں وزارت کی امداد کرے گی۔ اس کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہوں گے۔

سرکاری:۔

(۱) ڈائریکٹر جنرل پورٹس اینڈ شپنگ کراچی (چیئرمین) (۲) ڈپٹی کمشنر کراچی (۳) کلکٹر کسٹمز کراچی: (۴) ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ پی ڈبلیو آر کراچی۔ (۵) پرنسپل آفیسر مرکنٹائل میرین ڈیپارٹمنٹ کراچی (۶) ٹریفک مینجر کراچی پورٹ ٹرسٹ۔

غیر سرکاری:۔

(۱) مولانا محمد یوسف بنوری کراچی۔

(۲) مولانا ابن حسن جارچوی کراچی۔

(۳) مسٹر صالح عطیہ رہنما اہل حدیث کراچی۔

(۴) مسٹر محمد سلیم گزدر کراچی۔

(۵) حاجی فریدالدین کراچی۔

(۶) مسٹر ذکریا کام دار

(۷) سید محمد جوہر پریذیڈنٹ یادگار خطیب اعظم کراچی۔

(۸) مسٹر سوداگر درویش کراچی۔

(۹) مسٹر حاتم علوی کراچی۔
(۱۰) مسٹر محمود اعظم فاروقی ایم این اے کراچی۔
(۱۱) مسٹر عبدالوحید قریشی ایم پی اے کراچی۔
(۱۲) مسٹر سعید احمد ملک کراچی
(۱۳) پروفیسر این ڈی خان کراچی۔
(۱۴) الحاج زاہد علی کراچی۔

۱۵ ستمبر

سٹیٹ بنک آف پاکستان عازمین حج کی سہولت کے لیے دس دس روپے کے حج نوٹ جاری کرے گا۔ یہ نوٹ عام کرنسی نوٹوں کی طرح ہوں گے۔ البتہ اُن کا رنگ وائٹ ہوگا۔ یہ نوٹ ٹریولر چیک، میل ٹرانسفر اور بنک ڈرافٹ کے علاوہ ہوں گے۔ یہ نوٹ نقد ادائیگی پر مل سکیں گے اور اُن کے عوض جدہ میں سعودی ریال لیے جاسکیں گے۔

۱۹ ستمبر

سٹیٹ بنک نے اعلان کیا ہے کہ جو عازمانِ حج اپنا کوٹا زرمبادلہ کی صورت میں لینا چاہیں اُن کو ۲۰ فیصد تک سعودی ریال مل سکیں گے۔ بنکوں کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے پاس سعودی ریال کافی مقدار میں رکھیں۔

۲۳ ستمبر

مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ حکومت نے اس سال حاجیوں کے لیے اٹھائیس کروڑ روپے کا زرمبادلہ مختص کیا ہے حالانکہ ملک زرمبادلہ کی مشکلات سے دوچار ہے اس سے قبل حج پر دو کروڑ روپے کا زرمبادلہ خرچ کیا جاتا تھا۔ اور حج پر جو پابندیاں عائد

Marfat.com

تھیں سب منسوخ کر دی گئی ہیں ۔ تاکہ حج کا مقدس فریضہ انجام دینے کے خواہش مند تمام افراد اپنی خواہش پوری کر سکیں۔

حکومت نے حج پر سے پابندیاں ختم کر کے اپنا ایک وعدہ پورا کر دیا ہے۔ مولانا نے سفینہ عرب کے ذریعے حج کے لیے روانہ ہونے والے حاجیوں سے جہاز کے عرشہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ دوران حج ارضِ مقدس پر پاکستان کے سفیر ہوں گے اس لیے پاکستان کا وقار بحال رکھیے۔ انہوں نے حاجیوں سے درخواست کی کہ وہ ان مشرقی پاکستانی بھائیوں کے لیے بھی دعا کریں جو دشمن کے گمراہ کن پراپیگنڈہ کے شکار ہو گئے۔ مولانا نے توقع ظاہر کی کہ عازمین حج، فریضہ حج ادا کرنے کے بعد واپس آکر نئے جوش و خروش کیساتھ ملکی تعمیر میں مصروف ہو جائیں گے ۔

مولانا کوثر نیازی نے عازمین حج سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ ارضِ مقدس پر صدر بھٹو کی درازئ عمر کی بھی دعا کریں جو ملک کی تعمیر نو کے لیے دن رات کام کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ وہ مسلم اتحاد کے لیے بھی دعا کریں ۔

۲۷ ستمبر

حج کے لیے ہوائی جہاز کا کرایہ ۲۹۸۵ روپے سے گھٹا کر ۲۹۰۰ روپیہ کر دیا گیا ہے پارسال یہ کرایہ ۲۹۸۰ روپے تھا ۔

۳ اکتوبر

مرکزی وزیر حج و اوقاف نے حاجیوں کو لیجانے کے لیے برھان ٹرانسپورٹ کمپنی کو یہ اجازت دیدی ہے کہ وہ چھ لکژری کوچ چلائیں۔ ان کوچوں میں آرام کرسیاں ، غسل خانے اور سامان رکھنے کی جگہ موجود ہے کمپنی کے ترجمان نے بتایا ہے کہ وہ دو سو

Marfat.com

حجاج کے قافلہ کو ٹرانسپورٹ کی سہولتیں دے گی حجاج کی خدمت کے لیے ڈاکٹروں کے علاوہ تیس خدام ہوں گے۔ یہ قافلہ قندہار، ہرات اور مشہد سے ہوتا ہوا دس روز میں منزل مقصود پر پہنچے گا۔ رستہ میں حجاج کو زیارتیں دیکھنے کی سہولت میسر ہوگی۔

۲۷ ستمبر

مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ اس سال پچاس ہزار عازمین حج کے لیے یقینی انتظامات موجود ہیں ان میں سے ۴۵ ہزار سمندر کے ذریعہ اور پانچ ہزار خشکی کے ذریعے حج پر جا سکیں گے۔

حکومت باقی پچاس ہزار حجاج کے لیے انتظام کرنے میں دقت محسوس کر رہی ہے کیونکہ کافی تعداد میں جہاز میسر نہیں آسکے۔ آپ نے کہا کہ حکومت نے تین چار کروڑ روپے کے زرِ مبادلہ کا بندوبست کیا تھا لیکن غیر ملکی کمپنیاں اپنے جہاز کرایہ پر چڑھانے کے لیے رضامند نہیں۔

مولانا نے کہا کہ اب ایک ہی رستہ رہ گیا ہے۔ کہ جو لوگ پہلے بھی حج کر چکے ہیں۔ اُن سے اپیل کی جائے کہ وہ اپنی درخواستیں واپس لے لیں تاکہ اُن لوگوں کو موقع مل سکے جو پہلے کبھی فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل نہیں کر سکے۔

۲۸ ستمبر

سفینۂ حجاج جو اکیس ستمبر کو کراچی سے روانہ ہونا تھا۔ ۲۸ ستمبر کو جدہ پہنچ گیا۔

۲۸ ستمبر

وزارتِ صحت نے اعلان کیا ہے کہ سعودی حکومت نے عازمین حج پر ذیل کی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔

(۱) جو حجاج ۶ نومبر ۱۹۷۲ء تک یا ۷ نومبر ۱۹۷۲ء سے ۴ فروری ۱۹۷۲ء تک کسی

(۲) اُن کے پاس ایسے سرٹیفکیٹ بھی ہونا چاہیئے کہ سعودی عرب آنے سے پہلے اُنہوں نے پانچ روز کسی ایسے مقام پر بسر کیے ہیں جو ہیضہ وغیرہ سے پاک تھا۔

(۳) ایک سرٹیفکیٹ مقامی حکام کا ہونا چاہیئے کہ انہوں نے آمد سے پہلے مناسب مقدار میں اینٹی بیاٹک دوائیں کھائی ہیں۔

(۴) جو حجاج کسی ایسے علاقہ سے آئیں جہاں وبا نہیں ہے اُن کو ٹیکہ کرا لینا چاہیئے۔ اور جو ایسے علاقہ سے آئیں جہاں وبا پھیلی ہوئی ہو وہ عالمی معیار کے مطابق طبی سرٹیفکیٹ اپنے ہمراہ لائیں

۲۹، ستمبر

سعودی عرب ایرلائنز کے ایک کمیٹی نے اپنے ڈائریکٹر جنرل شیخ کامل سندی کی سربراہی میں گزشتہ سال کے حج کے انتظامات کا جائزہ لیا اور اُن کو بہتر بنانے کی سفارشات پر غور کیا۔

۳۰، ستمبر

حج کی خواہش مند خواتین کی سہولت کے لیے ایک حج کمیٹی قائم کی گئی ہے جس کی سربراہ مس تاج بی بی ہوں گی۔

۷۔اکتوبر

حکومت پاکستان نے حج پالیسی کو آخری شکل دیدی ہے۔ مولانا کوثر نیازی نے اس سلسلہ میں ان تمام انتظامات کی وضاحت کے لئے جو عازمین حج کی سہولت کے لئے کئے گئے ہیں۔ ریڈیو پاکستان اور ٹیلیوژن پر ایک تقریر کی جس کا متن درجِ ذیل ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل وطن جانتے ہیں کہ الیکشن سے پہلے پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو نے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب پارٹی برسر اقتدار آئے گی تو وہ حج پر عائد شدہ پابندیوں کو ختم کر دے گی۔ مگر بد قسمتی سے پاکستان پیپلز پارٹی ایسے وقت برسر اقتدار آئی جب ملک کا جغرافیہ تبدیل ہو چکا۔ ہمارا آدھے سے زیادہ حصہ وطن ہمارے قبضہ سے نکل چکا سرحدوں پر راکھ کے ڈھیر اور لاشوں کے انبار جمع تھے ملک کی معاشی اور اقتصادی حالت ناگفتہ بہ تھی اس کے باوجود صدر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے ان تمام وعدوں کو پورا کرنے کے لئے کمرِ ہمت باندھی جو ان کے منشور میں درج ہے۔ انہوں نے قوم کو نئی ہمت دی نیا عزم دیا۔ اور اسے یہ یقین دلایا کہ ہر چند کہ ملک کا جغرافیہ بدل چکا ہے لیکن تاریخ نہیں بدلی۔ انہی وعدوں کو زیرِ عمل لاتے ہوئے انہوں نے حج کا موسم شروع ہونے سے پہلے یہ اعلان بھی کیا کہ حج پر سے آج سے تمام پابندیاں ختم۔

ایک لاکھ سات ہزار درخواستیں

چنانچہ اعلان سنتے ہی قوم کے طبقات نے اس کا خیر مقدم کیا۔ اور اس سال حج کے لئے اتنی تعداد میں درخواستیں موصول ہوئیں کہ جن کی نظیر ہماری پچھلی ساری تاریخ میں نہیں ملتی۔ امسال ملک سے کل ایک لاکھ سات ہزار افراد نے حج کے لئے درخواست دی اس کے ساتھ ہر عازمِ حج نے ایک چوتھائی رقم پیشگی جمع کرائی اس پر حکومت نے یہ جاننے کے لئے کہ اصل عازمین حج کتنے ہیں جو پوری رقم جمع کرانے کو تیار ہیں۔ اور تاریخ مقرر کر دی کہ تمام عازمین حج بقیہ رقم ۳۰ ستمبر تک جمع کرا دیں اس تاریخ تک جن عازمین حج نے رقم جمع کرا دی ہے ان کے بارے میں اب یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ حج پر جانے کے لئے پوری طرح تیار

ہیں اس تاریخ تک تقریباً ستائیس ہزار افراد نے بقیہ رقم جمع نہیں کرائی اس طرح عازمین حج کی کل تعداد تقریباً اسی ہزار افراد ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اتنی بڑی تعداد کو حج پر بھجوانے کے انتظامات کرنا کوئی آسان کام نہیں اس کے لئے حکومت کو جن مشکلات کا سامنا ہے انہیں آسانی سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ جو اخراجات اتنی عظیم تعداد کو حج پر بھیجنے کے لئے اٹھیں گے ان کا اندازہ لگانا بھی کچھ مشکل نہیں۔ لیکن اس کے باوجود حکومت نے ان عازمین حج کو اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور اب ان تمام عازمین حج کے لئے جو انتظامات کئے گئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

انتظامات

سب سے پہلے پالیسی کے طور پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ سمندری جہازوں سے فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے مسافروں کو نہیں بھیجا جائے گا۔ فرسٹ اور سیکنڈ کی یہ تخصیص ختم کر دی جائیگی اور عرشہ کے مسافروں کو سمندری جہاز سے سفر کرنے کے مواقع بہم پہنچائے جائینگے سمندری جہاز سے جانے والے عازمین حج جنہوں نے درخواست اس مقصد کے لئے دی ہے۔ ان کی تعداد تقریباً ستر ہزار ہے۔ ان میں سے اٹھاون ہزار عازمین حج کو سمندری جہازوں سے بھیجے جانے کے انتظامات مکمل کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے ساڑھے سات ہزار افراد حج پر روانہ ہو چکے ہیں۔ باقی تعداد جو اس طرح بچتی ہے وہ کوئی بارہ ہزار ہے جن کیلئے دو انتظامات پیش نظر ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ان میں سے ساڑھے چار ہزار افراد کے لئے ہمارے پاس ہوائی جہاز کی سیٹیں موجود ہیں اگر وہ ہوائی جہاز سے سفر کرنا چاہیں تو انہیں سیٹیں فراہم کی جائیں گی اور اگر وہ ہوائی جہاز سے جانے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو ان عازمین حج کو ہم خشکی کے رستے حج پر

Marfat.com

بھیجنے کے انتظامات مکمل کر چکے ہیں۔ خشکی سے ہم کوئی سولہ ہزار عازمین حج کو بھیج سکتے ہیں اور اس وقت ساڑھے پانچ ہزار درخواستیں خشکی کے راستے سے حج کرنے کے لئے موصول ہوئی ہیں۔ باقی دس بارہ ہزار آدمی جو اس طرح بچ جاتے ہیں سمندری جہازوں سے حج کے لئے نہیں جا سکتے وہ بآسانی خشکی کے راستے حج پر روانہ ہو سکتے ہیں اور اگر یہ صورت کر لی جاتے جو حکومت نے فیصلہ کے طور پر اختیار کی ہے کہ جو لوگ پہلے حج کر چکے ہیں انہیں اس دفعہ حج پر نہیں بھیجا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے پہلے فریضہ حج ادا کر لیا ہے۔ ان کے لئے اب حج پر روانہ ہونا فرض نہیں ہے اب ان کے لئے یہ عبادت ایک مستحب کام ہے ایک نفلی کام ہے ایک نیکی کا کام ہے لیکن جہاں تک فرض کی ادائیگی کا تعلق ہے وہ اس سے پہلے پورا ہو چکا ہے ایسے میں جب کہ پہلی مرتبہ حج پر جانے والے افراد کے لئے ہمیں دقتیں پیش آ رہی ہیں۔ ان تمام عازمین حج کے لئے جو پہلے حج ادا کر چکے ہیں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ انہیں اس سال حج پر نہ بھیجا جائے بلکہ میں تو ان سے اپیل کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ علمائے کرام میری اس اپیل کی تائید کریں گے کہ وہ اس رقم کو ملک کے اندر کسی اچھے مصرف میں استعمال کریں۔ ملک کے غریبوں کو ملک کے یتیموں اور بیواؤں کو اس رقم کی ضرورت ہے۔ ملک میں بہت رفاہی ادارے اور اسپتال اور اسکول ان کی اس خیرات کے لئے اس سخاوت کے لئے اس امداد کے لئے منتظر ہیں یہ تمام عازمین حج جو پہلے حج ادا کر چکے ہیں ان کے لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ان سے حلف لیا جائے تمام درخواست دہندگان کو ایک جوابی پوسٹ کارڈ بھیجا جا چکا ہے جس میں ان سے حلفیہ بیان لیا گیا ہے اس مقصد کے لئے انہوں نے پہلے حج ادا نہیں کیا اور اس میں بھی صراحت کر دی گئی ہے کہ یہ آخری حلف نہیں ہے بلکہ انہیں حاجی کیمپ میں بلگرام بک لیتے وقت

Marfat.com

دوبارہ قرآن حکیم پر حلف اٹھانا ہو گا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کوئی ایسا شخص بھی ہو گا جو کسی نیک مقصد کو اس طرح جھوٹے حلف سے خراب کر دیگا اور بجائے ثواب کے عذاب قبول کرنے کے لئے تیار ہو سکے اگر کوئی عازم حج غلط حلف اٹھانے کے لئے تیار ہے تو اسے جاننا چاہئے کہ اس کے محلہ کے لوگ اس کے گاؤں کے لوگ اس کے دوست احباب، رشتہ دار جانتے ہیں کہ وہ پہلے حج ادا کر چکا ہے اور اگر دوسری مرتبہ وہ حج پر جا رہا ہے تو اس نے غلط حلف اٹھایا ہے اس نے قرآنِ حکیم کی عظمت کا پاس نہیں کیا اور جس شخص کے دل میں قرآن حکیم کی عظمت کا پاس ہے اس کو نفلی حج کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ مجھے امید ہے کہ اس طرح بہت بڑی تعداد جو ان درخواست دہندگان میں شامل ہے جو پہلے فریضہ حج ادا کر چکی ہے وہ حج کے لئے ان بھائیوں کو جگہ دینے کے لئے تیار ہو جائے گی جن کا پہلا حج ہے اور جو اپنے دین کا مقدس فریضہ ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اگر اس میں ہمیں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہمیں کامیابی حاصل ہو گی۔ تو پھر وہ تعداد بھی دس گیارہ ہزار باقی بچ جاتی ہے اور ان کے لئے سمندری جہازوں کا فی الوقت انتظام نہیں ہے ان کو بھی سمندری جہازوں سے بھیجنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی لیکن اگر ایسا نہ ہو سکا تو جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں ایسے تمام عازمین حج کے لئے ہم خشکی کے راستے سے ہوائی راستے سے انتظامات کرنے کو تیار ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سمندری جہاز سے عازمین حج کو بھیجنے کے لئے کیا ترجیحات قائم کی جائیں کوئی شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ ان اٹھاون ہزار میں اسے کیوں شامل نہیں کیا گیا اس کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے ان عازمین حج کو بھیجا جائے گا جن کی درخواستیں پانچ سے مسترد ہوتی چلی آ رہی ہیں اور جو سالوں سے دیارِ حبیبؐ میں حاضری کے خواہش مند ہیں

Marfat.com

اس کے بعد ان لوگوں کو ترجیح دی جائے گی جن کی عمر پچاس سال سے زائد ہو چکی ہے اس کے بعد فرسٹ کم فرسٹ کا اصول پیش نظر رکھا جائے گا۔ جس کی درخواست پہلے آتی ہے اسے پہلے موقع دیا جائے گا اور اس کے بعد جو تعداد بچ جائے گی اس کے لئے وہ متبادل انتظامات کئے جائیں گے جن کا ذکر میں نے ابھی تقریر میں کیا ہے۔

عظیم کام

آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسی ہزار کے قریب افراد کو حج پر بھیجنا کتنا عظیم کام تھا اور اس کے لئے حکومت نے کتنے ایثار سے کام لیا ہے ایسے وقت میں جب کہ اس کو ایک ایک پائی کی ضرورت ہے اس نے دین کے ایک مقدس فریضے کو ادائیگی کے لئے اہل وطن کو کتنی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ آپ اگر ان اعداد و شمار کا اندازہ کریں، انہیں پیش نظر رکھیں جو اس سے پہلے عازمین حج کے لئے ہمارے ہاں ریکارڈ پر موجود ہیں تو آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ یہ ایک تاریخی تعداد ہے جو اس سال پاکستان سے بھیجی جا رہی ہے جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے پچھلے سال دونوں خطوں سے دونوں حصوں سے دونوں بازوؤں سے پاکستان سے کل ساڑھے سترہ ہزار افراد کو سرکاری طور پر حج پر جانے کی اجازت دی گئی ان میں مغربی پاکستان سے صرف ساڑھے گیارہ ہزار افراد شامل تھے بڑی سے بڑی تعداد جو اب تک پاکستان سے سرکاری منظوری حاصل کرنے کے بعد حج پر روانہ ہوئی ہے۔ ان پچیس سالوں میں بڑی سے بڑی تعداد انیس ہزار سے زیادہ کبھی نہیں ہو سکی جب ہندوستان تقسیم نہیں ہوا تھا تو پورے ہندوستان سے غیر منقسم ہندوستان سے جو بڑی سے بڑی تعداد حاجیوں کی روانہ ہوتی ہے وہ تیس ہزار سے متجاوز نہیں ہو سکی۔ پوری دنیا سے زیادہ سے زیادہ عازمین حج اگر کسی ملک کے ریکارڈ پر موجود ہیں تو ۱۹۶۱ء میں یمنی حاجیوں

Marfat.com

کی تعداد ہے جو کل اکہتر ہزار ۲۲ کی تعداد میں سرزمین حجاز پر فریضہ حج ادا کرنے کے لئے روانہ ہوتے تھے ان اعداد و شمار کو دیکھتے ہوتے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس سال تقریباً اسی ہزار افراد کے لئے حکومت پاکستان کی طرف سے حج کرنے کے انتظامات کرنے کا یہ کارنامہ کتنا اہم کارنامہ ہے۔ یہ ایک تاریخی کارنامہ ہے یہ ایک تاریخ ساز کارنامہ ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم غریبوں سے یہ کام لیا اور اس کے لئے قوم بجا طور پر صدر ذوالفقار علی بھٹو کی ممنونِ احسان ہے جنہوں نے اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لانے میں کوئی کمی اٹھا نہیں رکھی۔ اور اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ الیکشن سے پہلے کچھ لوگ اگر ان کے بارے میں اور ان کی پارٹی کے بارے میں ان کے ساتھیوں کے بارے میں اسلام کے سلسلے میں کچھ الزامات لگایا کرتے تھے تو یہ محض الیکشن سٹنٹ تھے وہ اپنی موت آپ مر چکے ہیں اور وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ خدمتِ اسلام کا سہرا اگر تاریخ نے باندھا ہے تو انہی لوگوں کے سر باندھا ہے جو کسی زمانے میں بعض لوگوں کے نزدیک مبغوض و مقہور تھے۔

میں علمائے کرام سے۔ پریس کے دوستوں سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اس عظیم کارنامے کی انجام دہی میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں ہو سکتا ہے کہ اتنی بڑی تعداد کے بھیجے جانے میں کچھ چھوٹی موٹی غلطیاں بھی سرزد ہوں کچھ تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑے۔ لیکن یہ کام ایسا نہیں جس پر کسی گروہی اور جماعتی سیاست کی پرچھائیں پڑ سکے دین ہر قسم کی گروہی اور جماعتی سیاست سے بالاتر ہے اور اس کے لئے تمام اہلِ وطن کو مل جل کر کام کرنا چاہیئے کہ یہ کارنامہ جو حکومت انجام دینا چاہتی ہے اس کے لئے مناسب فضا میسر آئے اور تمام عازمین حج کو جو ایک مبارک سفر پر روانہ ہو رہے ہیں وہ اپنی منزل مراد پانے میں کامیاب ہو سکیں۔

پاکستان پائندہ باد

Marfat.com

۲۴ر اکتوبر عازمین حج کی اطلاع کے لئے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ خشکی کے رستہ سفر کریں گے ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دسمبر ۷۲ء اور جنوری ۷۳ء میں تمام مقامات پر شدید سردی ہوگی۔ ان دنوں درجہ حرارت صفر سے بھی نیچے گر جاتا ہے اور اکثر مقامات پر بھاری برف باری کا امکان ہوتا ہے بلکہ بعض جگہ سڑک بیٹھ جاتی ہے اور اوپر سے چٹانیں گرتی ہیں۔ ان حالات میں عازم حج کو پوری احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ رستہ میں جو ممالک آتے ہیں انہیں ٹریفک کے قوانین بڑے سخت ہیں۔ اگر ایک بھی حادثہ ہو جائے تو دس دس ہزار ڈالر تک جرمانہ ہوتا ہے۔ پاکستان کے عازمین حج کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جا رہی ہیں۔ جن سے فائدہ اٹھانے کے لئے موٹر گاڑیوں، بسوں اور عازمین حج کو مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنا چاہیئے۔

۱ : گاڑی والوں کو اپنے ساتھ ٹائر چین لے کر چلنا چاہیئے ورنہ ان کو پاکستان سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

۲ : عازمین حج کو تمام گرم کپڑے لے کر چلنا چاہیئے مثلاً گرم جرابیں، کمبل، رضائی، تلائی اور اوور کوٹ وغیرہ۔

۳ : گاڑی والوں کو اپنے ساتھ خیمے (شامیانے نہیں) رکھنے چاہئیں جن میں دس بارہ آدمی سما سکیں۔ خیموں کے ساتھ دریاں بھی ہونی چاہئیں۔

۲۴ر اکتوبر مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ حج کے دوران میں تمام مناسک و رسوم ٹیلی ویژن پر دکھانے اور تبصرہ رواں نشر کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس غرض کیلئے سعودی عرب حکومت سے خط و کتابت جاری ہے۔

۲۴ر اکتوبر وزیر حج و اوقاف مولانا کوثر نیازی نے اشارۃً بتایا کہ سڑک کے ذریعے

Marfat.com

سفر کو سمندری رستہ سے سفر میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر جہازوں میں گنجائش ہوئی تو جو لوگ خشکی کے ذریعے سفر کرنا چاہتے ہیں ان کو سمندر کے رستے سفر کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ خشکی کے رستے سفر کے بارے میں مولانا نے بتایا کہ اس سفر کو زیادہ سے زیادہ آرام دہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ ہر کاروان میں ۱۷ء یا ۲۷ء کے ماڈل کی پانچ پانچ بسیں ہونگی۔ ہر کاروان میں ایک ایک کوالیفائڈ ڈاکٹر ہوگا۔ کاروان کے امیروں کا اعلان یکم نومبر تک کر دیا جائے گا۔ جو لوگ پہلے حج کر چکے ہیں ان کو "حج بدل" کرنے کی اجازت دینے کے سوال پر غور ہو رہا ہے۔

۲۷ اکتوبر "سفینہ حجاج" جو ہانگ کانگ میں مرمت کیلئے تین ماہ سے رکا پڑا تھا واپس کراچی پہنچ گیا ہے اور آج ہفتہ کے روز تین ہزار کے قریب حاجی لے کر جدہ روانہ ہو گیا

یکم نومبر حج آفس کے ایک اعلان کے مطابق ۳۱ اکتوبر تک آٹھ جہاز ساڑھے پندرہ ہزار عازمین حج کو لیکر روانہ ہو چکے ہیں۔ باقی ۲۴۵۰۰ حجاج کو بھجوانے کے انتظامات مکمل کئے جا رہے ہیں۔ موجودہ پروگرام کے مطابق اگلے دو ماہ میں ۷ امزید جہاز روانہ ہوں گے۔ نومبر میں جہازوں کی روانگی کی تاریخیں ۱۰۔ ۱۱ - ۱۲ اور ۱۳ مقرر کی گئی ہیں۔

وزارت اوقاف و حج نے فیصلہ کیا ہے کہ ہوائی جہاز اور بسوں کے ذریعے سفر کرنیوالے عازمین حج کے لئے یہ حلفیہ بیان داخل کرنا ضروری نہیں کہ وہ پہلی مرتبہ حج کو جا رہے ہیں۔ البتہ سمندری راہ اختیار کرنے والوں کیلئے یہ بیان کر دینا ضروری ہے۔ خشکی کے رستے بسیں ۲۰ نومبر سے ۵ دسمبر تک روانہ ہونگی۔ اس غرض کیلئے کوئٹہ اور پشاور میں ۱۰ نومبر سے حاجی کیمپ کھولے جا رہے ہیں۔

وزارت حج و اوقاف نے اس غلط بیانی کی بھی تردید کی ہے کہ سمندری جہازوں میں گنجائش سے زیادہ مسافر بٹھائے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

معلوماتِ حج

ایک اطلاع کے مطابق جنوری ۱۹۷۳ء میں فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے وسط ستمبر ۷۲ء تک ایک لاکھ پانچ ہزار افراد نے درخواستیں دی تھیں۔ ان میں سے چھ ہزار ایک سو تین افراد طیارے کے ذریعے، اکانوے ہزار سات سو چھیالیس بحری جہازوں کے ذریعے اور آٹھ ہزار خشکی کے رستے، بسوں اور موٹروں کے ذریعے سفر کرنے کے متمنی ہیں۔ حکومت ان عازمین حج کو ٹرانسپورٹ اور خارجہ مبادلہ کی مکمل سہولتیں فراہم کر رہی ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ حجاج خود بھی اثنائے سفر اور حج کے دوران پیش آنے والے مسائل اور مناسک و احکام سے پوری طرح آگاہ رہیں۔ ورنہ ذرا سی غلطی بھی ہو گئی تو نہ صرف طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ ان کا حج بھی "حج مبرور" نہیں کہلا سکے گا۔

جہاں تک مناسکِ حج اور مسائل و احکام کا تعلق ہے وہ قرآن مجید کی روشنی میں احادیث و فقہ نے کھول کر بیان کر دئے ہیں لیکن چونکہ عازمینِ حج کے لئے پوری تفصیل ذہن نشین کرنا آسان نہیں اس لئے اس کتاب میں ضروری مسائل کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے تاکہ بوقتِ ضرورت استفادہ کیا جا سکے۔

جہاں تک دورانِ سفر میں پیش آنے والی مشکلات کا تعلق ہے ان کی نوعیت سال بہ سال

Marfat.com

بدلتی رہتی ہے جو مشکلات مغلیہ دور میں پیش آتی تھیں وہ عثمانی دور میں نہ رہیں اور جو مشکلات عثمانی دور میں پیدا ہوئیں اب ان کا وجود بھی باقی نہیں رہا۔ لہٰذا ذیل میں صرف وہ معلومات درج کی جا رہی ہیں جو ۷۲ء اور اس کے بعد مسلسل کئی سال تک حجاج کے لئے کار آمد ہوں گی۔

استطاعتِ حج

حج کا ارادہ کر لے یا مسنون نیت باندھنے سے قبل اپنے نفس کو اچھی طرح ٹٹول کر اطمینان کر لینا چاہیئے کہ مجھ پر حج فی الواقع واجب ہو چکا ہے؟ حج اس شخص پر واجب ہوجاتا ہے (مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا) جو حرمین الشریفین پہنچنے کی "استطاعت رکھتا ہو" "استطاعت" میں مالی اور جسمانی دونوں قدریں شامل ہیں۔ یعنی مالی حالت بھی اطمینان بخش ہو اور صحت بھی اچھی ہو۔ مالی استطاعت اس شخص میں ہوتی ہے جس کے پاس نہ صرف اپنے لئے زادِ راہ ہو بلکہ پیچھے اپنے بیوی بچوں کے گزارے کے لئے بھی معقول رقم ہو۔ پھر یہ نہیں کہ ساری پونجی حج پر لگا دے اور جب واپس آئے تو بھیک مانگنے پر مجبور ہو بلکہ اس کا کوئی مستقل ذریعۂ آمدنی (جائداد یا ملازمت) ہونا چاہیئے جس سے وہ ادائے فریضہ کے بعد بھی گزارا کر سکے۔ پاکستان کی قومی آمدنی کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اکثریت ایسے کنبوں کی آباد ہے۔ جن کی آمدنی ڈھائی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں جو لوگ ایک ہزار روپیہ سے زیادہ کماتے ہیں وہ آبادی کا ایک فیصد بھی نہیں ہیں۔ ۷۲-۱۹۷۱ء کے اعداد و شمار ملاحظہ فرمائیے۔

ماہانہ آمدنی	کنبے
صفر سے ایک سو روپیہ تک	۱۳۶۸ فی صد
ایک سو سے ڈھائی سو تک	۶۰۶۸ فی صد

Marfat.com

ڈھائی سو سے چار سو تک	۱۷٫۸ فی صد
چار سو سے ساڑھے سات سو تک	۶٫۳ فی صد
ساڑھے سات سو سے پندرہ سو تک	۱٫۱ فی صد
ڈیڑھ ہزار سے اوپر	۰٫۴ فی صد

آمدنی کے مقابلے میں اشیائے ضروریہ کے نرخ ذہن میں رکھے جائیں تو جو لوگ بمشکل پانچ سو روپیہ سے کم کماتے ہیں ان کے لئے بچت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر وہ کنجوسی کر کے کچھ رقم پس انداز بھی کریں تو ۲۰۔ ۲۵ سال میں بھی وہ اس قابل نہیں ہو سکتے کہ حج کے لئے دس پندرہ ہزار روپیہ فراہم کر سکیں۔ جہاں تک پانسو سے اُوپر کی آمدنی والوں کا تعلق ہے ان پر انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس اور دوسرے ٹیکسوں کا بوجھ اتنا زیادہ ہے کہ وہ اپنے بال بچوں کی تعلیم اور علاج معالجے کے لئے بھی گنجائش نہیں نکال سکتے چہ جائیکہ حج کر سکیں اسکے باوجود اگر کوئی شخص حج کا ارادہ کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ بہت زیادہ جرأت اور قربانی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ حج کے مصارف چونکہ "حلال کی کمائی" سے ادا ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر شخص کو سفرِ حج پر روانہ ہونے سے قبل اچھی طرح پڑتال کر لینی چاہیئے کہ اس کی کمائی میں کوئی ناجائز عنصر تو داخل نہیں ہو گیا مثلاً اگر کسی تاجر کو سمگلنگ یا گراں فروشی سے منافع ہُوا ہے تو اسے حج بیت اللہ پر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ حج کے دوران ایسے متعدد لوگوں سے ملاقات ہوئی جنھوں نے اعتراف کیا تھا کہ وہ اپنے مال کی "لگی" لگاتے رہے ہیں۔ یعنی انھوں نے جی بھر کے دام وصُول کئے۔ منافع خوری کسی بھی فقہ کی رو سے جائز نہیں ہے۔ اسی طرح بعض لوگ اپنے کسی رشتہ دار سے خارجہ مبادلہ لے کر یا پاکستانی کرنسی بلیک میں فروخت کر کے حج کرنے پہنچ گئے تھے۔ یہ چونکہ ملکی قانون کے خلاف ہے اس لئے ان لوگوں کا

حج بھی جائز نہیں ہوسکتا۔ پھر آج کل "اُدھار کھاتے کی معیشت" کا زمانہ ہے۔ تمام کاروبار بنکوں کے قرضے سے چل رہے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص اپنی جائداد کو بنک میں رہن رکھ کر روپیہ لے اور اس سے حج کرنا چاہے تو یہ بھی جائز نہیں ہوگا۔ البتہ بعض فقہا نے یہ فتوے دیا ہے کہ جو شخص پہلے ہی اپنا کاروباری قرض قسط وار ادا کر رہا ہے اور آئندہ کے لئے بھی ادائے قرض کے لئے اس کے پاس کافی گنجائش ہو (آمدنی یا جائداد کی صورت میں) تو اس کے حج پر اعتراض نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص صرف ایک طرف کے کرایہ کا انتظام کر کے مکہ معظمہ پہنچنے کی اہلیت رکھتا ہے اور سوچتا ہے کہ باقی مصارف کوئی کاروبار یا ملازمت کر کے پورے کر لوں گا تو یہ قیاسی حج بھی جائز نہیں ہے۔ البتہ پورے مصارف کے علاوہ اگر وہ اپنے ساتھ مال لے جائے اور اس کی فروخت سے منافع حاصل کرے تو یہ بالکل جائز ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ اگر حج کے ساتھ ساتھ تم اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں

اسی طرح امام بیہقیؒ نے لکھا ہے کہ ابنِ عباسؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ میں حاجیوں کی مزدوری کے ساتھ ساتھ مناسکِ حج بھی ادا کرتا ہوں۔ کیا میرے لئے اجر ہے؟ ابن عباسؓ نے فرمایا "ہاں" اور پھر یہ آیت تلاوت کی اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چکاتے کچھ دیر نہیں لگتی (فقہ السنہ)

حفظانِ صحت

مالی استطاعت کے علاوہ عازمِ حج کو اپنی اہلیت اور صحت کے بارے میں بھی اطمینان کر لینا چاہئے۔ اہلیتِ حج کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام ارکانِ اسلام کا پابند ہو

اور اس قابل ہو کہ حج کے تمام فرائض خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کر سکے۔ پاکستان سے جو لوگ حج کو جاتے ہیں ان کی اکثریت فقہ کے مبادیات سے بھی آگاہ نہیں ہوتی۔ اس طرح انسان بلا وجہ اضحوکۂ روزگار بنتا ہے۔ عازمانِ حج کو چاہیئے کہ وہ روانہ ہونے سے پہلے مناسکِ حج کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کریں اور دورانِ حج میں یہ کتاب اپنے پاس رکھیں تاکہ ان کو مسنون دعائیں کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ حج کے لئے صحت مند ہونا ضروری ہے۔ معذور، بیمار اور فاترالعقل کو حج معاف ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص موقع پر موجود ہو تو کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے افعالِ حج ادا کر سکتا ہے۔ عرفات میں معذور کا ذاتی طور پر موجود ہونا لازمی ہے۔ اس لئے اس کے ساتھی کو چاہیئے کہ معذور کو میدان میں لے جا کر لٹا دے اور اس کی جانب سے لبیک کہے بلکہ ضرورت ہو تو احرام بھی باندھے۔ اسی طرح طوافِ زیارت کے وقت معذور کو کندھے یا ڈولی میں سوار کر کے طواف کرایا جا سکتا ہے۔ رمی کے وقت معذور کے ہاتھ پر کنکریاں رکھ کر دوسرا اٹھا لے اور پھینکے۔ سعی بھی ہتھ گاڑیوں میں بیٹھ کر ہو سکتی ہے۔

جہاں تک دورانِ سفر میں حفظانِ صحت کا تعلق ہے اس کے متعلق سعودی حکومت کی ہدایات بڑی واضح ہیں ان پر ہر حالت میں عمل ہونا چاہیئے کیونکہ اوّل تو ارضِ حجاز کی آب و ہوا سب کو موافق نہیں آسکتی۔ دوسرے ہجوم کے باعث عوارض اور وباؤں کا اندیشہ رہتا ہے۔ پاکستان میں ہیضہ اور چیچک کے ٹیکوں کے سرٹیفکیٹ میونسپل کمیٹیوں سے مل سکتے ہیں۔ ان سرٹیفکیٹوں کی کراچی کے حاجی کیمپ میں از سرِ نو تصدیق ہوتی ہے۔ بین الاقوامی اسنادِ صحت جاری کی جاتی ہیں۔ ٹیکوں کا ردِّ عمل دیکھنے کے لئے "قرنطینہ" میں رہنا ہوتا ہے اس لئے تمام ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے۔

<u>زادِ راہ</u> استطاعت سے مطمئن ہونے کے بعد حج کی نیت باندھ لینی چاہیئے اور بنکوں

Marfat.com

کے ذریعے بروقت اپنی درخواست بھیج دینی چاہیئے۔ مصارفِ حج کا روپیہ جن بنکوں کی شاخوں میں جمع کرایا جا سکتا ہے وہ یہ ہیں۔ آسٹریلیشیا بنک، بنک آف بہاولپور کامرس بنک، حبیب بنک، لاہور کمرشل بنک، مسلم کمرشل بنک، نیشنل بنک آف پاکستان، پریمیئر بنک، سرحد بنک، سٹینڈرڈ بنک، یونین بنک، یونائیٹڈ بنک۔ ان بنکوں کی شاخیں تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں موجود ہیں اور حج کے موقع پر وہ اپنا تربیت یافتہ سٹاف عازمین حج سے روپیہ وصول کرنے اور ان کو خارجہ مبادلہ تقسیم کرنے کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور اس کی کوئی اُجرت نہیں لیتے۔ لہٰذا کسی مسافر کو اس خصوص میں دقّت نہیں ہونی چاہیئے۔ بنک کا سٹاف درخواست بھی خود ہی پُر کر لیتا ہے اس لئے صرف اپنا نام و پتہ بتا کر رقم اُس کے حوالے کرنا کافی ہے۔ ۱۹۷۳ء کے حج کے لئے نصف رقم ستمبر ۱۹۷۲ء میں وصول کر لی گئی تھی۔ باقی حج پورٹ آفس پہنچ کر کراچی میں اُسی بنک کی شاخ کو ادا کرنی ہے جس میں نصف رقم جمع کرائی گئی تھی۔ حج پورٹ آفس میں رپورٹ کرنے کے بعد بحری یا ہوائی جہازوں کے ٹکٹ اور خارجہ مبادلہ وغیرہ خود بخود مل جاتے ہیں۔ یہی حال بسّوں اور موٹروں کا ہے لیکن طبّی اسناد کی تصدیق، خارجہ مبادلہ کے حصُول اور روانگی کے ٹکٹ وصول کرنے کے لئے چونکہ کچھ مہلت درکار ہوتی ہے اس لئے ہر عازم حج کو چند دن کراچی میں ٹھہرنا ہوگا۔ کراچی میں قیام کے لئے "حاجی کیمپ" موجود ہے جہاں دفتر استقبالیہ سے ٹھہرنے کا اجازت نامہ مل جاتا ہے۔ ورنہ پرائیویٹ طور پر رہائش کا بندوبست کیا جا سکتا ہے تاہم جو لوگ ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر کرنا چاہیں ان کو ٹکٹ حاجی کیمپ ہی سے ملے گا۔ فضلہ کا معائنہ بھی یہیں ہوتا ہے اس لئے کیمپ سے رابطہ رکھنا ضروری ہے۔ "کیمپ" عمارات کے ایک وسیع و عریض سلسلہ کا نام ہے۔ یہاں چارپائیوں اور پانی وغیرہ کا معقول انتظام ہے۔ کھانا بھی خود پکایا

Marfat.com

جاسکتا ہے ورنہ ٹک شاپ موجود ہے۔ خدا کرے کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہو۔ تاہم مسافر کیمپ سے باہر جا کر بھی کھانے پینے کی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔

معلّم اور وکیل

عازمین حج کی رہنمائی کے لئے حاجی کیمپ سے باہر معلّموں کے وکیل بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ اُن سے مشورہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن پہلے خود بھی معلّموں اور وکیلوں کے ادارہ کے بارے میں چند بنیادی باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں۔ معلّم وہ شخص ہوتا ہے جو سعودی حکومت نے مکہ مکرمہ میں حجاج کو مناسکِ حج کی تکمیل کے سلسلے میں رہنمائی کے لئے مقرر کر رکھا ہوتا ہے پہلے وہ شخص معلّم ہو سکتا تھا۔ جس کو فریضۂ حج کا تجربہ ہو اور عازمینِ حج کی رہنمائی کر سکے لیکن اب سعودی عرب حکومت نے معلّم کے تقرر کے لئے یہ شرط عائد کر رکھی ہے کہ وہ سعودی عرب کا باشندہ ہو۔ مناسکِ حج کا طویل تجربہ ہو۔ اور قیام و طعام کے سلسلہ میں حجاج کی امداد کر سکتا ہو۔ اِس وقت سعودی حکومت کی فہرست پر تقریباً ۴۰۰ معلّمین کے نام ہیں جنھوں نے آگے جدّہ اور مدینہ منوّرہ میں اپنے وکیل یعنی ایجنٹ مقرر کر رکھے ہوتے ہیں جن معلمین کو پاکستان کے حجاج سے دلچسپی ہے ان کے ایجنٹ کراچی میں بھی موجود ہیں۔ اسی طرح معلّموں کے ایجنٹ تقریباً تمام ممالکِ اسلامیہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ سعودی حکومت کی طرح معلّم کی فیس ۷۵ ریال (آج کل کی شرح کے مطابق ۲۲۵ روپے کے قریب) مقرر کی گئی ہے جس میں جدّہ وکیل، زمزمی، باربرداری اور متفرق اخراجات شامل ہیں۔ اس کے باوجود معلّم چونکہ "بڑا آدمی" ہوتا ہے اس لئے وہ خود شاذونادر ہی کام کر رہا ہوتا ہے۔ اس نے حجاج کی رہنمائی کے لئے وکیل، مطوّف اور مُزوّد مقرر کر رکھے ہوتے ہیں جو اسکے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ اِن لوگوں کو یوں تو حجاج کی خدمت بلامعاوضہ کرنی چاہیئے لیکن وہ "بخشیش" کے نام پر یا حجاج کی ناواقفیت سے

فائدہ اٹھا کر حج یا زیارت کرانے کے لئے علیحدہ رقوم بٹورتے رہتے ہیں۔ چند سال قبل تک بعض فرقوں کے عازمینِ حج کو مخصوص معلّموں کا انتخاب کرنا ہوتا تھا لیکن اب ہر عازمِ حج کو آزادی ہے کہ جس معلّم کو چاہے منتخب کرے۔ معلّموں کی فہرست علیحدہ درج کی جا رہی ہے۔ ان میں سے صرف چند معلّم ایسے ہیں جن کے یہاں پاکستانی حجاج جا کر ٹھہرتے ہیں مثلاً شیخ حسین علی محمود، عمر اکبر، عبدالقادر امین مکّی مرزوقی، سراج قصاص۔ کمال ناصر سیّد عالم علی بو۔ تفصیلات حاجی کیمپ کے باہر بیٹھے ہوئے ایجنٹ بتا دیں گے۔ اس دفعہ حکومت نے تمام ایجنٹ از سرِ نو مقرر کئے ہیں۔ اُن سے بات چیت کر کے معلّم کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ قیام وطعام معلّم کے ذمّے نہیں ہے۔ اس کے باوجود ہر معلّم نے رہائش کا انتظام کیا ہوتا ہے۔ اس کے کرایہ کا فیصلہ مکہ مکرّمہ میں پہنچ کر ہی ہو سکتا ہے۔ تاہم ایجنٹ سے تفصیلات طلب کی جا سکتی ہیں۔ عام طور پر مکان یا کمرے کا کرایہ تین سو سے آٹھ سو ریال تک ہوتا ہے۔ ایک ایک کمرے میں دس بارہ حجاج کے رہنے کی گنجائش ہو سکتی ہے اس لئے جماعتی رنگ میں فیصلہ کر لیا جائے تو بوجھ تقسیم ہو جاتا ہے۔ تاہم اس سلسلہ میں وکیلوں اور ایجنٹوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آنے کی بجائے خود ہی مکّہ میں پہنچ کر قیام گاہ کا انتخاب کر لینا چاہئے۔ کرایہ کا فیصلہ بھی وہیں ہو سکتا ہے۔ مکّہ اور مدینہ میں ہوٹل بھی موجود ہیں۔ جن کو "فندق" کہتے ہیں۔ لیکن یہاں بھی کرایہ لاہور اور کراچی کے معیار کا ہے۔ مثلاً مکّہ میں شبرہ ہوٹل روزانہ بیس روپے (سنگل) چارج کرتا ہے۔ مکہ پیلس۔ عرفات ہوٹل، السلام ہوٹل، مصر ہوٹل اور التیسر ہوٹل کا کرایہ ۲۵ سے تیس ریال تک ہے۔ یہی حال مدینہ کا ہے لیکن مدینہ میں پنجابیوں کے دو ہوٹل ہیں جن میں ایک چارپائی کا کرایہ چار ریال روزانہ ہے مدینہ میں چونکہ صرف آٹھ دن ٹھہرنے کی اجازت ہے۔ اس لئے معمولی رہائش پر گزارا کر لینا

چاہیئے ۔ اگر مدینہ پیلیس ہوٹل، یا بہاؤالدین ہوٹل یا فندقِ حرم وغیرہ میں ٹھہرنا ہو تو تیس سے ساٹھ ریال روزانہ دینے ہوں گے ۔ مکہ میں چونکہ مہینہ دو مہینہ رہنا ہوتا ہے اس لئے کھانا پکانے کا انتظام خود ہی کر لیا جائے تو بہتر ہے ورنہ ریسٹوران اور کھانے پینے کی دوکانیں موجود ہیں ان میں حسبِ منشا چیزیں مل جاتی ہیں ۔ جو لاہور اور کراچی وغیرہ سے بہرصورت ارزاں ہوتی ہیں ۔

سامان کی درآمد و برآمد

سفرِ حج پر جاتے آتے وقت اپنے ساتھ کم سے کم سامان رکھنا چاہیئے ۔ ہوائی جہاز پر تو یوں بھی ساٹھ پونڈ سے زیادہ وزن رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی ۔ اس میں بمشکل ایک بستر ایک سوٹ کیس اور ایک ہینڈ بیگ کی گنجائش ہوتی ہے ۔ سمندری جہاز اور بس میں بھی اپنے آپ کو ہلکا رکھنا پڑے گا ۔ اس کے علاوہ چونکہ سعودی عرب اور پاکستان دونوں نے سامان لانے اور لے جانے پر پابندی عائد کر رکھی ہے ۔ اس لئے سامان باندھنے سے قبل کسٹم یا چُنگی کے قواعد و ضوابط پر ایک نظر ڈال لینی چاہیئے ۔ موجودہ قوانین کے مطابق عازمین حج کو زرِ مبادلہ "حج نوٹ" یا "ٹریولرز چیک" کے ذریعے تقسیم کیا جاتا ہے ۔ مقررہ رقم کے علاوہ ہر عازم حج اپنے ہمراہ صرف بیس روپے پاکستانی سکے میں لے جا سکتا ہے ۔ حجاز سے واپسی پر فی کس ۸۰/- روپے سے زیادہ مالیت کے پاکستانی نوٹ لانے کی اجازت نہیں ہے ۔ بعض لوگ "زرِ مبادلہ" کے علاوہ پاکستانی نوٹ بھی کافی مقدار میں لے جاتے ہیں ۔ یہ چونکہ غیر قانونی حرکت ہے اور کسٹم پر تلاشی ہوتی ہے اس لئے عازمینِ حج کو احتیاط کرنی چاہیئے ۔ بعض عازمینِ حج پاکستان روانہ ہونے سے قبل اپنے معلم یا ایجنٹ کو پاکستانی روپیہ دے دیتے ہیں تاکہ سعودی عرب پہنچنے پر اس کے بدلے ریال حاصل کر سکیں ۔ یہ طریقہ بھی غیر قانونی اور

باعثِ نقصان ہے۔ اوّل تو اپنے ملک کا روپیہ بلیک میں فروخت نہیں کرنا چاہیئے۔ آج کل ایک سو روپیہ کے نوٹ کے بدلے صرف -/۲۸ روپے ملتے ہیں۔ دوسرے ہو سکتا ہے کہ ایجنٹ یا معلّم آپ کی جمع کردہ رقم واپس نہ کرے اور آپ کو بلا وجہ پریشان ہونا پڑے۔ سب سے محفوظ اور ایماندارانہ طریقہ یہی ہے کہ اُسی زرِ مبادلہ میں گزارا کیا جائے جو سرکاری نرخ پر بنک کے ذریعے ملتا ہے۔

عازمینِ حج کو سعودی عرب میں استعمال کے لئے اپنا راشن لے جانے کی اجازت ہے۔ راشن کی مقدار گندم یا آٹا اور چاول سمیت ایک من فی کس سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے اور اسے بڑی احتیاط سے بوری میں باندھ لینا چاہیئے۔ باقی اشیاء حجاز میں ارزاں ہیں اس لئے ان کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ذاتی استعمال کے لئے پہننے کے کپڑے، بستر اور نہانے دھونے یا سنگھار کا سامان حسبِ منشا رکھ لینا چاہیئے سعودی عرب میں کتابوں اور دواؤں کی درآمد پر پابندی ہے اس لئے صرف ضروری مذہبی کتب اور مناسب مقدار میں دوائیں لے جائیں۔ اسی طرح نشہ آور اشیاء کا حجاز میں لے جانا قطعی ممنوع ہے۔ لہٰذا ایسی چیزوں کو لے جانے سے گریز کیا جائے۔ پان سگرٹ پر کوئی پابندی نہیں ہے تاہم یہ حجاز میں بہت ارزاں نرخ پر دستیاب ہیں۔ سونا چاندی اور زیورات کی درآمد پاکستان میں ممنوع ہے۔ ویسے بھی کرنسی کی قیمت کم ہونے کے باعث ان کے نرخ کئی گنا بڑھ گئے ہیں اس لئے سونا یا سونے کے زیورات ہمراہ نہیں لانے چاہئیں ورنہ ضبط ہو جائیں گے۔ بہرحال غیر ضروری سامانِ سفر سے حتی الوسع گریز کرنا چاہیئے۔ سفر چونکہ طویل ہے اور ایک غیر ملک میں جانا ہوتا ہے۔ اس لئے سامان کو اچھی طرح باندھ کر اس پر شناختی نشان لگا دینا چاہیئے۔ جس پر پکّے رنگ سے یہ

Marfat.com

کوائف لکھے جائیں۔ نام پتہ معلّم کا نام۔ پاسپورٹ نمبر، جہاز یا طیارے کا نام۔
سمندری جہازوں میں سامان گم ہونے کی شکایت عام ہے اس لئے عازمینِ حج کو جہاز راں کمپنیوں کی ہدایات پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے۔ مثلاً رنگین لیبل ان لوگوں کے لئے ہوتے ہیں جو ڈیک پر سفر کرتے ہیں اسی طرح وزنی سامان ساحل پر پورٹ حج افسر کے ذریعے جہاز راں کمپنی کے حوالے کرنا چاہیئے تاکہ وہ "ہولڈ" میں محفوظ رکھ سکے۔ طیارے میں بستر اور سوٹ کیس کے علاوہ بعض اوقات ہینڈ بیگ بھی "ہولڈ" میں رکھنے کے لئے لے لیا جاتا ہے اس لئے ہر چیز پر اپنا نام و پتہ اور شناختی نشان ہونا چاہیئے۔ سفر کے دوران طیارے اور سمندری جہاز میں مناسب ہدایات جاری ہوتی رہتی ہیں ان پر عمل کرنے سے حجاج کی اکثر شکایات رفع ہو جائیں گی۔

طیارے کے ذریعے سفر کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کراچی کے ہوائی اڈّے پر ہی احرام باندھ لیں۔ سمندری جہازوں کے مسافروں کے لئے مقام میقات یلملم ہے جو جدّہ پہنچنے سے دو روز قبل ایک پہاڑی کی صورت میں نظر آتا ہے اس مقام پر پہنچنے کا اعلان سائرن کے ذریعے کر دیا جاتا ہے تاہم پہلے مدینہ منوّرہ جانا ہو تو یلملم کے مقام سے احرام نہیں باندھا جاتا بلکہ مدینہ منوّرہ سے واپسی پر مسجد الشجرہ میں باندھا جاتا ہے۔ احرام باندھنے کے آداب کسی دوسری جگہ درج ہیں۔

حج سے واپسی پر جو اشیاء بلا کسٹم ڈیوٹی اپنے ساتھ لائی جاسکتی ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں
آبِ زمزم (کسی مقدار میں) دینی کتب، خاکِ شفا جس پر آیاتِ قرآنی کندہ ہوں اور قیمت میں بیس روپے سے زائد نہ ہو۔ کفن کے لئے کپڑا (چالیس گز) سجادہ یا جائے نماز چھ عدد بڑے رُومال ریشمی یا سوتی چھ عدد، تسبیح (مٹی یا شیشہ یا عنبر یا سیپی کی) چھ درجن، تعویذ اور مقاماتِ

Marfat.com

مقدسہ کی تصاویر (مناسب تعداد میں) خشک یا ترکھجوریں چار گیلن کے وزن کے برابر، ایک گھڑی، ایک ٹائم پیس، ایک عینک، ایک سگرٹ لائٹر، ایک فاؤنٹین پن، ایک قلم تراش چاقو، ایک معمولی کیمرہ مع دو فلم رولز، دو سو تک سگرٹ یا پچاس سگار یا تمباکو نصف پونڈ یا پلاس ۲۰ تولہ تک دوائیں (زیر استعمال) ذاتی زیورات (حسب اندراج پاسپورٹ) تحائف اور پیس گڈز ذاتی استعمال کے لئے۔

یاد رہے کہ زائرین کو کوئی ایک قسم کا زائد سامان، کسٹم ٹیکس اور سیلز ٹیکس اور بغیر امپورٹ پرمٹ لانے کی اجازت نہیں ہے خواہ ایسے سامان کی مجموعی قیمت ایک سو روپیہ سے کم ہی کیوں نہ ہو۔

سامان کی پڑتال چونکہ جدّہ اور کراچی دونوں جگہ ہوتی ہے اس لئے حجاج کو اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور خواہ مخواہ کسی چیز کو چھپانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے (راقم الحروف نے سینکڑوں حجاج کو کراچی واپس آکر یہ جھوٹ بولتے دیکھا ہے کہ وہ اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس پر کسٹم واجب الادا ہو۔ لیکن کسٹم آفیسر کے چیک کرنے پر ان کے سوٹ کیس یا بستر سے بیش قیمت کلاک، یا کراکری یا کپڑے نکلے جن کے لئے ان کو ہرجانہ دینا پڑا یا بعض نے رشوت دے کر یا اپنے کسی بارسوخ رشتہ دار کو بلا کر سفارش کے ذریعے اپنا مال چھڑایا۔ ظاہر ہے اس سے نہ صرف مالی نقصان ہوا بلکہ پریشانی اٹھانے کے علاوہ حج کا ثواب بھی زائل ہو گیا)

جدّہ پہنچنے کے بعد

طیارے یا بحری جہاز کے ذریعے جدّہ پہنچتے ہی جو مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسٹم سے سامان کی پڑتال کرنے کے بعد باہر مہمان خانے میں پہنچا جائے۔ دوسرے تنازل حاصل کر کے مکۃ مکرمہ یا مدینہ شریف کا سفر کیا جائے۔ عام طور پر پاکستان

Marfat.com

کے سفیرِ جدّہ، حج آفیسر اور ان کے ارکانِ عملہ کا فرض ہے کہ وہ حجاج کی پذیرائی کے لئے مطار یا بندرگاہ پر موجود رہیں لیکن ابھی تک اُن میں چونکہ فرض شناسی کا احساس پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے حجاج کو اپنے مسائل حل کرنے کے لئے خود ہی ہمّت کرنی چاہیئے۔ جہاز یا طیارے سے اُترتے ہی کسٹم شیڈ میں پہنچ کر اپنا سامان چیک کرالینا چاہیئے اس کے بعد جب نقیب الوکلاء "مُعلّم" کا نام پوچھے تو بتا دینا چاہیئے معلم کا وکیل وہاں موجود ہوگا وہ آپ سے معلم اور اپنی فیس کا چک لے لے گا۔ اُسے اپنا پاسپورٹ دے دیں وہ "تنازُل" کا انتظام خود کرے گا۔ یعنی پاسپورٹ پر مکّہ یا مدینہ میں داخلہ کی مہر لگوا دے گا۔ جتنے میں وہ آئے آپ مدینۃ الحجاج میں سامان رکھ کر حوائجِ ضروریہ سے فارغ ہولیں اور کھاپی کر آرام کریں۔ جب تنازل آجائے تو مکّہ مکرمہ یا مدینہ منوّرہ (جہاں جانا ہو) کے لئے سواری کا انتظام کریں۔ یاد رہے کہ مدینۃ الحجاج میں داخل ہوتے ہی ہر عازمِ حج کو مکہ جانے کے لئے ۱۱ ریال ۵ قرش بطور کرایہ بس ادا کرنا ہوتے ہیں لیکن سرکاری بس چونکہ اپنے وقت پر چلتی ہے اور مسافر جلدی میں ہوتا ہے اس لئے پرائیویٹ ٹیکسی کا انتظام کرنا ہی بہتر ہے۔ اگر تنازل پاس ہو تو بس کے لئے صرف دو ریال اور ٹیکسی کے لئے ۳ ریال زائد ادا کرنا ہوں گے۔ دوسرے لفظوں میں سرکاری بس کا انتظار نہ کیا جائے تو ½ ۱۴ ریال خرچ ہوں گے۔ ان میں سے ½ ۱۱ ریال پہلے ہی ادا ہو چکے ہیں تین ریال اور دینا ہوں گے۔ اگر ٹیکسی کے ذریعے سفر کرنا ہو تو کرایہ میں مزید بچت اس طرح ہو سکتی ہے کہ سعودی حکومت کو بس کا کرایہ دے دیا جائے اور خود تنازل لے کر پرائیویٹ ٹیکسی کے ذریعے سفر کیا جائے۔ اس طرح صرف ½ ۱۴ ریال میں کام بن جائے گا ورنہ سعودی حکومت ٹیکسی کا کرایہ ½ ۲۲ ریال وصول کرے گی۔ یہ اشارا سمجھنے کے لئے ذیل کا نقشہ ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

	سرکاری بس	سرکاری ٹیکسی	تنازل کی صورت میں کرایہ
جدّہ سے مکّہ	۱۱ ۱/۴ ریال	قرش ۱۰-۲۲ ریال	۱۱ ۱/۴ + ۳ = ۱۴ ۱/۴ ریال
جدّہ سے مدینہ اور واپسی	۹۰-۰۰	۱۸۰-۰۰	۹۰ + ۳۰ = ۱۲۰ ریال
مکّہ سے جدّہ بعد حج	۱۱ ۱/۴-۰۰	۲۲-۱۰	۱۱ ۱/۴ + ۵ = ۱۶ ۱/۴ ریال
کل	۱۱۲-۱۰	۲۲۴-۲۰	۱۱۲-۱۰ + ۳۸ ریال = ۱۵۰-۱۰ ریال

تنازل ہر مسافت کے لئے علیحدہ علیحدہ لینا ہوگا۔ تنازل حج کے دنوں میں تو فوراً مل جاتا ہے لیکن موسم کے بعد شاذ ہی ملتا ہے۔ جو لوگ جدّہ سے بذریعہ ہوائی جہاز مدینہ جاکر آٹھ دن بعد واپس آنا چاہیں ان کو ایک سو ساٹھ (-/۱۶۰) ریال ادا کرنا ہوتے ہیں اس صورت میں بس کے ۹۰ ریال نہیں دینا پڑتے۔ وکیل کے ذریعہ ٹکٹ خرید لیا جائے۔ تنازل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہوائی سفر میں جدّہ واپس آتے وقت چونکہ مسجد الشجرہ کے میقات سے گزرنا نہیں ہوتا اس لئے احرام جدّہ میں آکر باندھنا چاہیئے تاکہ وہاں سے مکہ مکرمہ جانا ہو سکے شیعہ حضرات چونکہ احرام باندھ کر مسقف گاڑی میں سفر کرنا جائز نہیں سمجھتے اس لئے کھلے ٹرک یا پک اپ کا انتظام کرنا چاہیئے جس کا کرایہ ۲۵ سے ۵۰ ریال ہے اور جس میں ۱۰ سے ۱۵ مسافر آجاتے ہیں اس طرح ہر مسافر کے حصے صرف ۲½-۳ ریال آئیں گے۔ اثنا عشری فقہ کے مطابق غیر متحرک گاڑی خواہ مسقف ہو اس میں احرام سمیت بیٹھنا جائز ہے۔ لیکن جونہی گاڑی چلنے لگے اس سے اتر آنا چاہیئے۔

Marfat.com

مکّہ مشرّفہ میں

بیت الحرام کی حدود میں (جو شہر سے دس میل دُور شروع ہو جاتی ہیں) داخل ہوتے ہی لبّیک۔ لبّیک کا ورد ضروری ہے۔ شہر میں پہنچ کر سب سے پہلا کام یہ ہے کہ طوافِ سلامی کیا جائے۔ مسنون طریقہ سے عہدہ برآ ہونے کے بعد قیام وطعام کا مسئلہ درپیش ہوگا۔ معلم عام طور پر ایک آدھ دن اپنے پاس ٹھہراتا ہے اور کھانے کا انتظام کر دیتا ہے اس کے بعد وہ کمرہ یا مکان دکھاتا ہے۔ اگر اپنے علاقے کے دس بارہ آدمی یا کنبہ کے چار پانچ افراد ایک کمرہ کرایہ پر لے لیں تو رعایت رہتی ہے۔ ایک آدمی کے لئے الگ کمرہ کافی مہنگا پڑتا ہے۔ خور ونوش کا بندوبست خود ہی بازار میں گھوم پھر کر کر لینا چاہیئے۔ اگر اہل خانہ ساتھ ہوں تو ڈیرہ ہی پر کھانا پکانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔ خرید وفروخت کے لئے زبان کی کوئی دقت نہیں ہوتی کیونکہ تمام چیزیں سامنے پڑی ہوتی ہیں صرف اشارا کافی ہے تاہم لون مرچ یا سبزی گوشت خریدنے کے لئے تھوڑی بہت عربی سیکھ لینی چاہیئے۔ کسی دوسری جگہ عام بول چال کے الفاظ لکھ دیئے گئے ہیں۔ اگر یہ کتاب ہر وقت ساتھ رکھیں تو اس سلسلہ میں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔ جہاں تک معلّموں یطوّفوں اور مزوّروں کا تعلق ہے وہ اردو یا انگریزی کی شُد بُد رکھتے ہیں۔ اس لئے ایک دیہاتی بھی اُن سے مافی الضمیر کہہ سکتا ہے لہٰذا کراچی ہی میں وکیل سے دریافت کر لینا چاہیئے کہ معلّم اردو یا انگریزی جانتا ہے یا نہیں؟ ویسے مکّہ اور مدینہ میں اب پنجابی دکاندار بھی موجود ہیں۔ اُن سے سودا خریدا جا سکتا ہے۔

حجاز کے اوقات

حرمین الشّریفین میں چاروں مناروں پر لاؤڈ سپیکر کے ذریعے اذانیں ہوتی ہیں اس لئے نمازوں کے اوقات کا خود ہی پتہ چل جاتا ہے تاہم یاد رکھنا چاہیئے کہ کراچی کا

Marfat.com

وقت گرین وچ ٹائم سے ۵ گھنٹے آگے ہے یعنی جب کراچی میں صبح کے ساڑھے گیارہ بجتے ہیں تو گرین وچ میں ابھی صبح کے ساڑھے چھ بجے ہوتے ہیں لیکن مکّہ کا وقت گرین وچ سے تین گھنٹے بیس منٹ آگے، جدّہ کا تین گھنٹے سولہ منٹ آگے، مدینہ کا تین گھنٹے انیس منٹ آگے اور ریاض کا تین گھنٹے چالیس منٹ آگے ہے۔ گویا جب گرین وچ میں صبح کے ساڑھے چھ بجتے ہیں تو مکّہ میں صبح کے ۹ بجکر ۵۰ منٹ، جدّہ میں ۹ بجکر ۴۶ منٹ، مدینہ میں ۹ بجکر ۴۹ منٹ اور ریاض میں دس بجکر چودہ منٹ ہوں گے۔ اس کو یوں سمجھئے کہ اگر پاکستان میں مغرب کی نماز ہم ساڑھے چھ بجے شام پڑھتے ہیں تو لندن میں اس وقت ابھی دن کا ڈیڑھ بجا ہوگا اور مکّہ میں چار بجکر پچاس منٹ ہوں گے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ مکّہ یا مدینہ میں پہنچتے ہی گھڑیاں سعودی لوکل ٹائم کے مطابق ٹھیک کرلی جائیں۔ اسی طرح وہاں بیت الحرام کے علاوہ جا بجا مسجدیں موجود ہیں اس لئے قبلہ کی سمت معلوم کرنا مشکل نہیں تاہم قبلہ نما پاس رکھا جائے تو پوچھنا نہیں پڑتا۔ ویسے یاد رہے کہ کراچی کا عرض بلد ۲۴ درجے ۵۱ ثانیہ (خطِ استوا سے جانبِ شمال) اور مکّہ کا ۲۱ درجے ۲۵ ثانیہ ہے۔

Marfat.com

ارضِ حجاز میں خرید و فروخت

قرآن مجید میں آیا ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (سورۃ البقرہ)
اس میں کوئی حرج کی بات نہیں کہ تم (حج کے ایام میں) اپنے رب سے کسی فضل کی جستجو کر لو۔
ایک دوسرے موقع پر فرمایا کہ حج کے ایام میں جانوروں کے دودھ وغیرہ سے فائدہ اُٹھانے
کے بعد اُن کی قربانی دے دیا کرو۔ پھر احادیث سے ثابت ہے (جو اسی کتاب میں کسی دوسری جگہ درج
کر دی گئی ہیں) کہ منیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عام اجازت دے رکھی تھی۔ کہ لوگ اپنے
اونٹوں سے بار برداری کا کام لیتے رہیں، اُن کا دودھ فروخت کریں اور یوم النحر کو اُن کی قربانی دے
دیں۔ اسی بناء پر مفسرین کی اکثریت نے "فضل" کے معنی تجارت اور کاروبار کے کئے ہیں۔

پرانے زمانے میں حجاج کا عام دستور تھا کہ اپنے ساتھ مال لے جاتے اور ارض مقدس
میں اُسے فروخت کر کے فائدہ اٹھاتے اور آتی دفعہ وہاں سے سودا خرید لاتے اور اب چونکہ باقی
ممالک کی طرح سعودی عرب کی معیشت بھی بڑی حد تک بدل چکی ہے اور درآمد و برآمد ایک خاص
ضابطے کے تحت ہوتی ہے۔ اس لیے کاروبار کرنے سے پہلے سعودی عرب کی وضع الاقتصادی
کا اچھی طرح مطالعہ کر لینا چاہیئے۔

تیل (زیت) کے انکشاف سے قبل ارض حجاز ایک صحرائی علاقہ تھا۔ جس میں خال خال
کھیتی باڑی ہوتی تھی اور لوگ بھیڑ بکریوں، اونٹوں اور کھجوروں پر گزارا کرتے تھے صنعت

Marfat.com

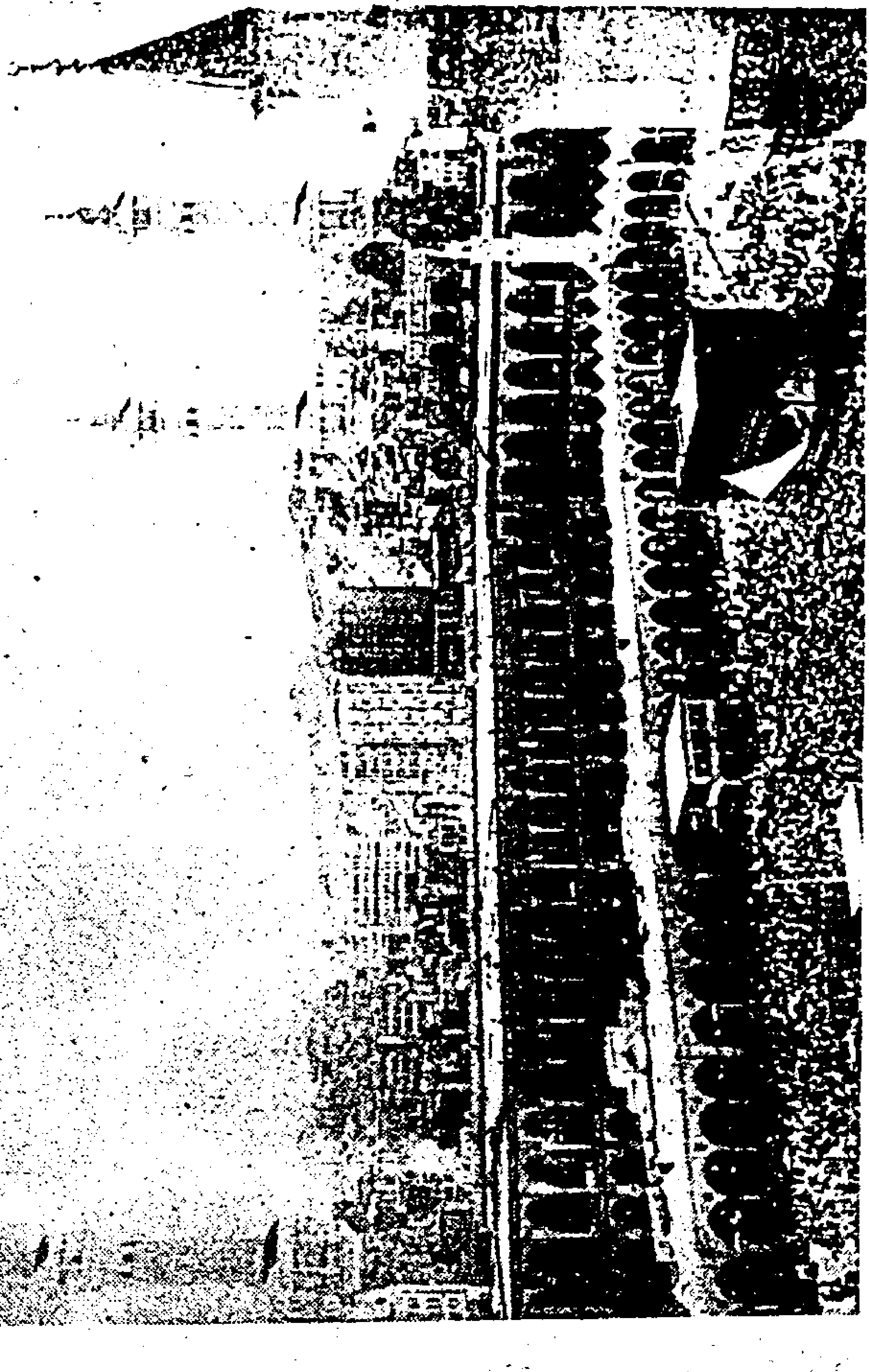

Marfat.com

کا نام ونشان نہ تھا۔ زراعت سے جو کچھ حاصل ہوتا وہ ملک کے اندر ہی کھپ جاتا۔ لیکن جب سے تیل کے چشمے دریافت ہوئے ہیں۔ اس سرزمین کی کایا پلٹ گئی ہے۔ اور اب وہ بین الاقوامی تجارت کے میدان میں قابلِ رشک حیثیت کا مالک ہے۔

سعودی عرب کی بنیاد آج سے چالیس سال قبل ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو رکھی گئی جب شاہ عبدالعزیز نے ایک شاہی فرمان کے ذریعے ارض نجد و حجاز کا نام بدل کر "سعودی عرب" رکھا اور اس کے سیاسی نظام کو ملوکیت کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ "فلاحی" بنانے کی کوشش کی۔ موجودہ شاہ فیصل بھی اسی روایت پر قائم ہیں۔ انہوں نے ملکی معیشت کو ترقی کی جدید ترین راہوں پر ڈالنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اُن کے آٹھ سالہ دورِ حکومت میں ترقیاتی منصوبوں پر چھ گنا اضافہ ہوا ہے۔ پارسال جو میزانیہ میرے قیام بیت الحرام کے زمانے میں شائع ہوا اس میں معیشت کو کثیر الجہت بنانے کے لئے ۴۹ کروڑ ۸۰ لاکھ ریال کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ اسی طرح ۷۳-۱۹۷۲ء کے بجٹ میں نفری کو ترقی دینے کے لیے ایک ارب ۵۷ کروڑ ۷۰ لاکھ ریال وقف کئے گئے ہیں۔ دفاع کے لئے ۳ ارب ۷۹ کروڑ ۲۰ لاکھ ریال مخصوص ہیں۔ اور چھیاسٹھ کروڑ ریال اُن عرب ممالک کے تحفظ کے لئے رکھے گئے ہیں جو اسرائیلی جارحیت کا شکار ہیں۔ جہاں تک تعلیم و تربیت کا تعلق ہے۔ اُس سے بھی سعودی عرب غافل نہیں ہے۔ اس سال (۷۳-۱۹۷۲ء) کے بجٹ میں تعلیم کے لئے ایک ارب چالیس کروڑ ریال کی گنجائش رکھی گئی ہے حالانکہ دس سال قبل یہ رقم ۱۵ کروڑ سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ سعودی عرب میں دسویں اور بارھویں تک تعلیم کے لیے بے شمار مکتب اور مدرسے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کا انتظام ریاض میں کیا گیا ہے اور طلبہ بیرونی ممالک سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔

سعودی عرب کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ تیل (نفط) ہے۔ ۱۹۷۰ء تک تیل کی نکاس

Marfat.com

دس کھرب کنستر بیان کی جاتی تھی جس سے ۸۔۹ ارب ڈالر آمدنی ہوتی۔ تیل کی نکاسی میں چونکہ برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لیے رائلٹی بھی اُسی حساب سے بڑھ رہی ہے۔ اسی آمدنی کے تناسب سے اُس کے طلائی اور زرمبادلہ کا اثاثہ مستحکم ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے وہ اپنی ضروریات کا سامان بہ آسانی غیر ممالک سے منگوا سکتا ہے۔ چند سال قبل اُس کے پاس تین ارب ۸۴ کروڑ ریال کا زرمبادلہ تھا۔ جس کا ایک تہائی وہ اپنی درآمد پر خرچ کر دیتا۔ اب بھی اُس کی درآمدی تجارت اگر ۸ء ۱۶ فیصد کی رفتار سے بڑھ رہی ہے تو برآمدی تجارت ۸ء ۱۱ فیصد سے زیادہ نہیں۔

اِن حالات میں پاکستانی حجاج کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ سعودی عرب کے بازاروں میں جو ریل پیل نظر آتی ہے وہ غیر ملکی اشیاء کی وجہ سے ہے سعودی عرب میں چونکہ درآمد پر ڈیوٹی بالکل برائے نام ہے۔ اس لیے قدرتی طور پر اشیاء بیحد ارزاں ہیں۔ تاہم پاکستان میں چونکہ لائسنس کے بغیر درآمد ممنوع ہے۔ اور جو اشیاء بیرون ملک سے آتی ہیں اُن پر بھاری ڈیوٹی ادا کرنا پڑتی ہے۔ اس لیے یہی اشیا پاکستان میں آکر بیحد گراں ہو جاتی ہیں۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حجاج کو جو زرمبادلہ ملتا ہے وہ بمشکل اُن کے قیام و طعام اور آمدورفت کے لیے کافی ہوتا ہے۔ لہٰذا اُس میں سے کسی بھی قیمتی سامان کی خریداری کے لئے گنجائش نہیں نکالی جا سکتی۔ البتہ حکومت نے ذاتی استعمال کے لیے چند اشیا کی اجازت دے رکھی ہے (جن کی تفصیل کسی دوسری جگہ درج ہے) وہ خرید لی جائیں۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ان میں سے بھی تسبیح، سجادہ، آبِ زمزم، کفن، کھجوریں اور خاکِ شفا تو خیر سوغاتیں ہیں۔ کیمرے، فونٹین پن، گھڑی، سگریٹ لائٹر، زیورات خریدتے وقت یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ سعودی عرب میں پاکستانی کرنسی کی قیمت ایک چوتھائی کے قریب ہے۔ یعنی ایک سو روپیہ کے بدلے صرف ۲۷ ریال

Marfat.com

ملتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ جو فونٹین پن پانچ ریال کا ہے اُس کا لئے آپ بیس روپے دیسے رہے ہوں گے اسی طرح سٹی زن گھڑی اگر چالیس ریال کی ہے تو آپ کو ڈیڑھ سو روپیہ دینا ہوگا۔ غور کیا جائے تو یہ اشیاء پاکستان میں بھی اسی بھاؤ دستیاب ہیں۔ لہٰذا زرمبادلہ ضائع کرنے سے فائدہ؟ سونے کے بارے میں بھی لوگ بھول جاتے ہیں کہ اُس کا بین الاقوامی بھاؤ چالیس ڈالر فی اونس یا موجودہ شرح مبادلہ کے مطابق، سوا دو سو روپیہ فی تولہ ہے لیکن کھلے بازار میں سونا ۲۸۵ روپے فی تولہ ملتا ہے۔

۲۸۵ روپے کے عوض آپ ریال خریدیں گے تو زیادہ سے زیادہ ۷۶ ریال آئیں گے خود ہی اندازہ لگا لیجئے کہ اس رقم میں آپ کتنا سونا خریدیں گے؟ سعودی عرب میں پان سگریٹ اور چائے وغیرہ بے حد ارزاں ہیں۔ دو پیسے میں دیسی پان اور ۱۴ قرش میں ۵۵۵ کے معیار کے امریکی و برطانوی سگریٹ (بیس کی ڈبیہ) دستیاب ہیں۔ لیکن ظاہر ہے یہ چیزیں وہیں استعمال کی ہیں۔ اُن کو ہمراہ لانا ممکن نہیں۔ البتہ بعض گھریلو استعمال کی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جو پاکستان میں اس افراط سے اور ارزاں دستیاب نہیں اس لیے تبرک کے طور پر تھوڑی سی لائی جا سکیں تو کوئی حرج نہیں۔

جو لوگ بڑے پیمانے پر سعودی عرب سے تجارت کرنا چاہیں اُن کے لیے وسیع امکانات ہیں۔ سعودی عرب میں تازہ پھل، سبزی، ترکاری، چاول اور چینی کی کافی کھپت ہے۔ اس کے علاوہ زراعتی مشینری، سامان بجلی، پارچات، چمڑے کی مصنوعات، جوتوں اور کھیل کود کے سامان کی بہت مانگ ہے۔ حال ہی میں سعودی عرب کے ایک تاجر نے پاکستان سے کئی ہزار من کیلا خریدنے کی پیشکش کی ہے۔ وہاں کی حکومت بھی کئی مرتبہ کہہ چکی ہے۔ کہ پاکستان کے جفت ساز یہاں آئیں اور سعودی عرب کے بیوپاریوں سے مل کر جفت سازی کا کارخانہ قائم کریں بشکل

Marfat.com

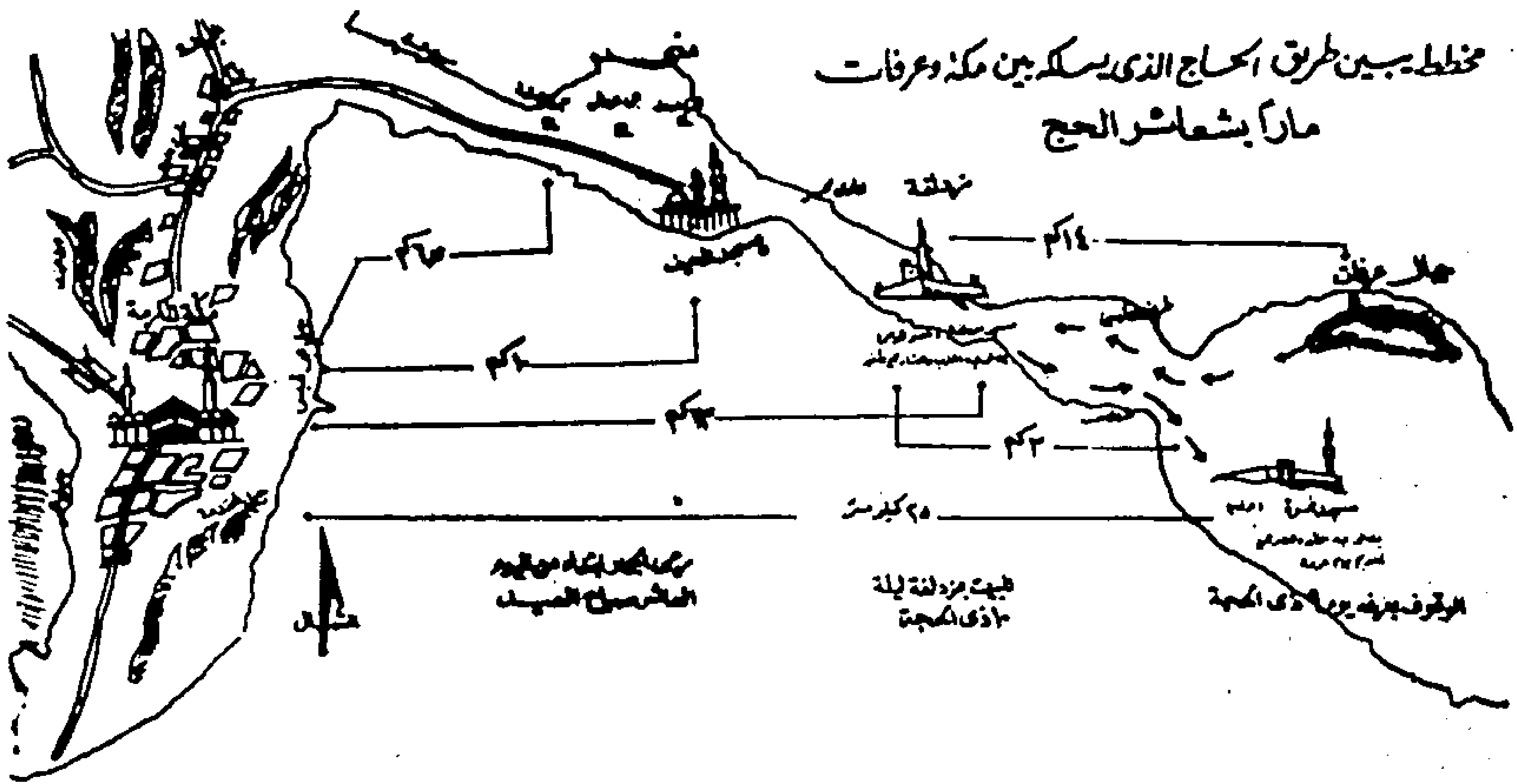

مکہ سے عرفات تک حجاج کا راستہ

Marfat.com

صرف یہ ہے کہ سعودی عرب میں "قرنطینہ" کی پابندیاں ہیں اس لئے تازہ پھل اور سبزی ترکاری لینے سے وہ ہچکچاتا ہے۔ اس کے لئے یہ ضمانت دینا ہوگی کہ اشیا ہر طرح کے جراثیم سے پاک ہے اسی طرح پاکستان ابھی تک جہازوں میں باقاعدگی پیدا نہیں کر سکا جس کی نہ صرف سعودی عرب مشرق الا وسط کے تمام ممالک کو شکایت ہے۔ اس کے باوجود سعودی عرب اور پاکستان کی تجارت میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔

ذیل کا نقشہ اس کا ثبوت ہے۔

سن	درآمد لاکھ روپیہ	برآمد لاکھ روپیہ	توازن ادائیگی	لاکھ روپے
۶۵-۱۹۶۴ء	۶۷	۱۸۸	+	۱۲۱ روپے
۶۶-۱۹۶۵ء	۲۴	۲۰۶	+	۱۸۲ "
۶۸-۱۹۶۷ء	۶	۵۱۸	+	۵۱۳ "
۶۹-۱۹۶۸ء	۱۸۲	۴۳۹	+	۲۵۷ "
۷۰-۱۹۶۹ء	۳۴۷	۳۸۳	+	۳۶ "

اس نقشہ سے ظاہر ہے کہ تجارتی توازن پاکستان کے حق میں ہے وہ ۳ کروڑ ۸۳ لاکھ روپیہ کا مال برآمد کرتا ہے اور ۳ کروڑ ۴۷ لاکھ روپیہ کا درآمد کرتا ہے اس لیے اُسے پارسال سعودی عرب سے تجارت میں ۳۶ لاکھ روپیہ کا فائدہ تھا۔

سعودی عرب پاکستان کا نہایت قریبی دوست ہے۔ تیسرے منصوبہ کے ۱۴ لاکھ روپیہ دینے کے علاوہ وقتاً فوقتاً بھی وہ پاکستان کی مالی اور دفاعی امداد کرتا رہتا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس اخوت و مودت سے پوری طرح فائدہ اٹھایا جائے اور دوطرفہ تجارت کے رستہ میں جو رکاوٹیں ہیں اُن کو جلد سے جلد دور کیا جائے صرف اسی طرح ارشادِ ربانی کا

Marfat.com

یہ تقاضا پورا ہو سکے گا کہ

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم (اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم (حج کے ایام میں) اپنے رب سے کسی فضل کی جستجو کرو۔

حج کے موقع پر تجارت یا مزدوری کرنا

ایک حدیث ہے کہ قیامت کے قریب میری اُمت کے مالدار لوگ محض سیر و تفریح کے ارادہ سے حج کریں گے اور میری اُمت کا متوسط طبقہ تجارت کی غرض سے حج کرے گا۔ کہ کچھ تجارتی مال یہاں سے وہاں لے گئے اور وہاں سے یہاں لے آئے اور علماء محض ریا و شہرت کے باعث حج کریں گے۔ اور غریب و نادار لوگ محض بھیک مانگنے کی غرض سے حج کا عقد کریں گے (کنز العمال) علماء کی رائے میں جو لوگ اُجرت لے کر حج بدل کرتے ہیں کہ اس حج سے روپیہ حاصل کریں وہ حج کے ساتھ تجارت کر رہے ہیں، حج کو مستقل شغل اور تجارت کا وسیلہ نہ بنانا چاہیئے، لیکن اس آیت شریفہ کے مطابق کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم (اگر حج کے ساتھ ساتھ تم اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرتے جاؤ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔) راست اصولوں کے تحت خرید و فروخت کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابتداء میں لوگ حج کے دوران منیٰ، عرفات اور ذی المجاز میں خرید و فروخت کر لیا کرتے تھے، پھر وہ حالت احرام میں خرید و فروخت سے ڈر گئے تو خداوند کریم نے متذکرہ بالا آیت نازل فرمائی۔

ابو الحامد تیمیؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے عرض کی کہ میں حج

خريطة المواقيت المكانية

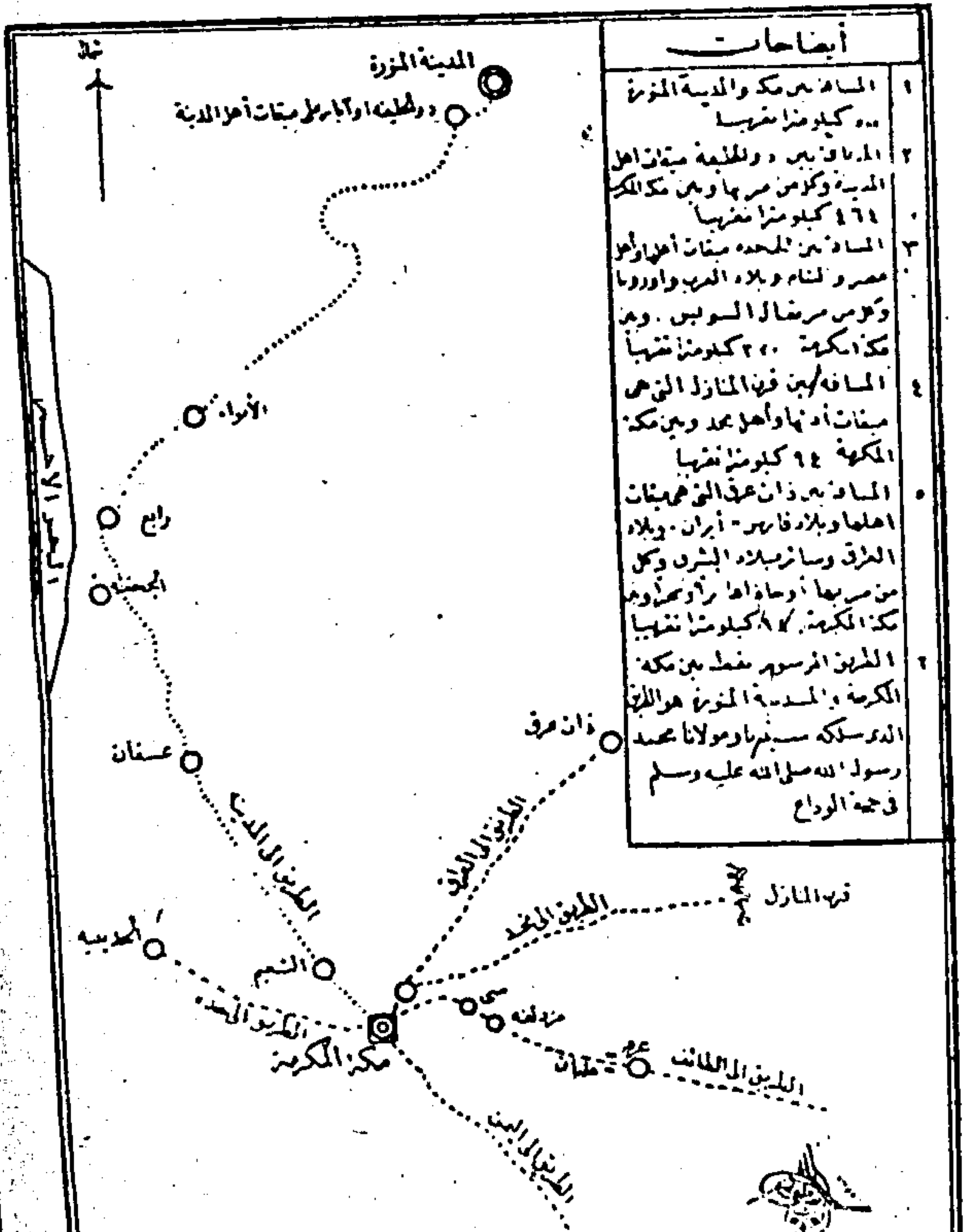

مکہ سے مدینہ تک

Marfat.com

کے مقامات میں کرایہ پر سواریاں دیتا ہوں اور کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ تمہارا حج قبول نہیں ہوگا۔ یہ سن کر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا" کیا تم احرام باندھ کر کعبہ کا طواف کرتے ہو؟ عرفات تک جاتے ہو؟ اور رمی جماد کرتے ہو؟" میں نے عرض کیا کہ" ہاں" فرمایا" تو تمہارا حج ہے۔" ایک آدمی نے حضورؐ سے یہی سوال کیا جیسا کہ تم نے مجھ سے کیا۔ آپؐ خاموش رہے۔ حتیٰ کہ اللہ نے آیتٔ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم' نازل فرمائی۔ حضورؐ نے اس شخص کو بلا کر یہ آیت شریفہ پڑھ کر سنائی (کہ اگر حج کے ساتھ تم اللہ کا فضل بھی تلاش کرو تو اس میں کوئی گناہ نہیں) اور اس سے فرمایا کہ تمہارا حج ہے۔ (ابوداؤد)

اس پر اجماع ہے کہ حج کے دوران کسبِ معاش (حلال) کے لئے تجارت یا مزدوری کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

(بذل المجہود۔ فقہ السنہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۹

حضرت ابن عباسؓ سے ایک شخص نے پوچھا" میں حاجیوں کی مزدوری کرتا ہوں اور ان کے ساتھ مناسک حج بھی ادا کرتا ہوں۔ کیا میرے لئے اجر ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔" ہاں" اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی

ترجمہ (ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چکاتے دیر نہیں لگتی۔

(فقہ السنہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۸-۲۵۹)

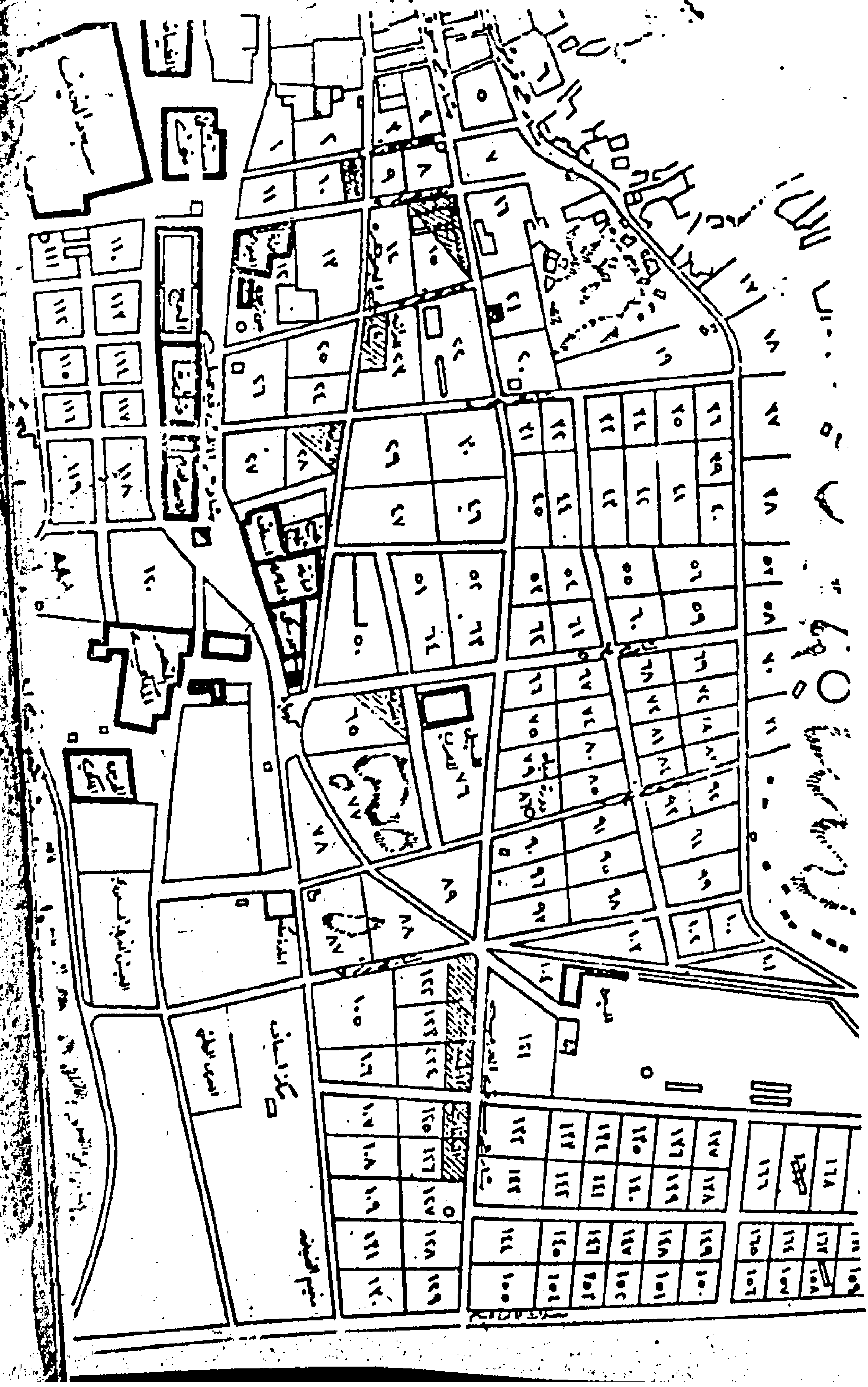

Marfat.com

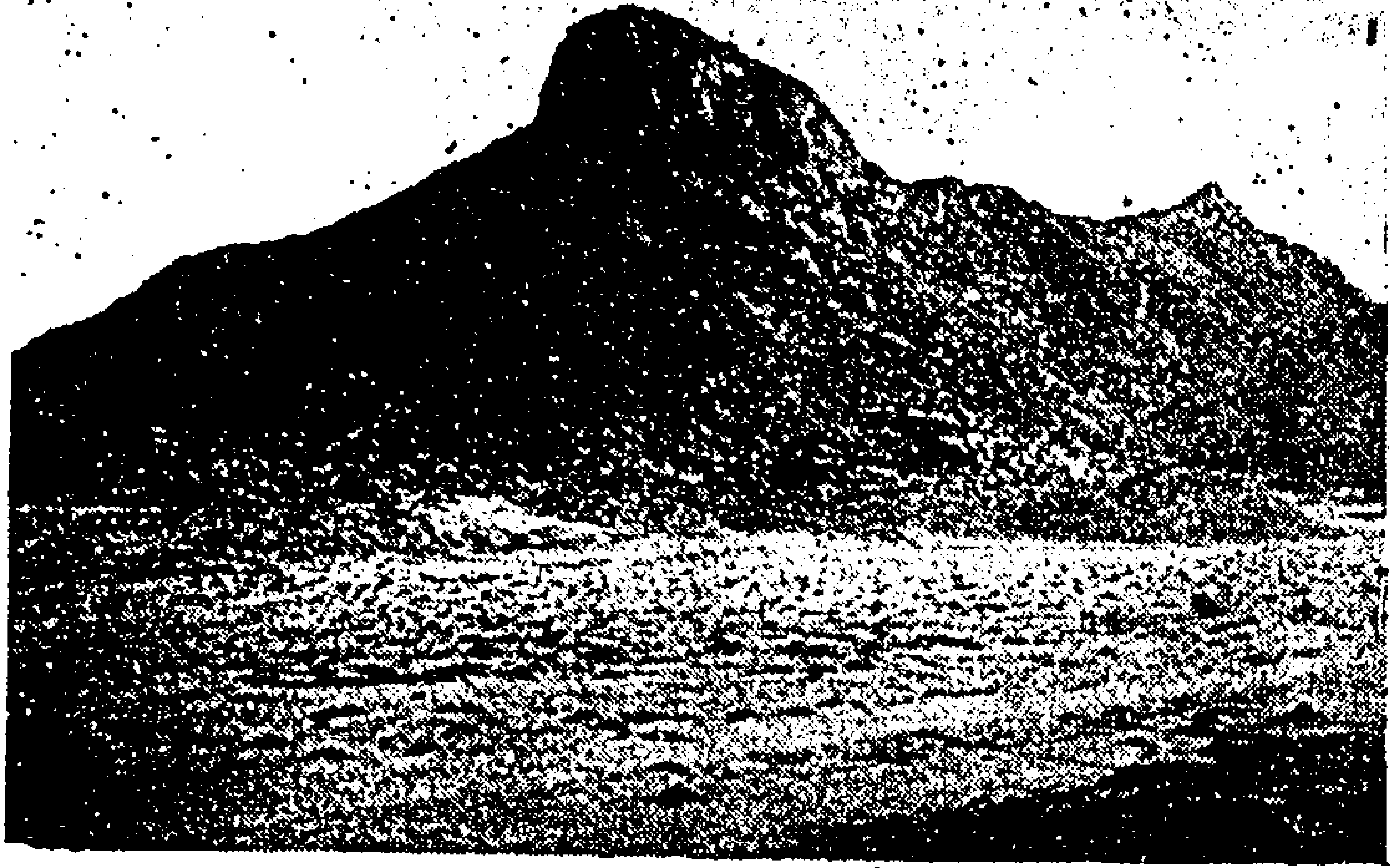

—— غارِ حرا کا بیرونی منظر

روزمرّہ کے مستعمل عربی الفاظ مع اُردو ترجمہ

عربی	اُردو	عربی	اُردو
واحد	ایک	اربعین	چالیس
اثنین	دو	خمسین	پچاس
ثلاثه	تین	ستین	ساٹھ
اربع	چار	سبعین	ستّر
خمس	پانچ	ثمانین	اسّی
ست	چھ	تسعین	نوّے
سبع	سات	مائة	سو
ثمانیه	آٹھ	مائتین	دوسو
تسع	نو	الف	ہزار
عشر	دس	مویا	پانی
احدی عشر	گیارہ	حبل	رسّی
اثناعشر	بارہ	فراش	بستر
عشرین	بیس	ثلج	برف
ثلثین	تیس	خُبز	خمیری روٹی

Marfat.com

عربی	اردو	عربی	اردو
عیش	روٹی	لوز حجازی	بادام
عیش افرنجی	ڈبل روٹی	حب حب	تربوز
بیض	انڈا	تفاح	سیب
رز	چاول	موز	کیلا
لحم	گوشت	سوق	بازار
دقیق	آٹا	بابور	جہاز
بصل	پیاز	بحر	دریا
عدس	مسور	ساعة	گھڑی گھنٹہ
بقل	ترکاری	دقیقة	منٹ
شارع	راستہ	حوائج	اسباب وسامان
جمرك	کسٹم	عنش	سامان
بیت	گھر	تثاء	ککڑی
سیارہ	موٹر	اَخوی	میرا بھائی
طیارہ	ہوائی جہاز	ابوی	میرا باپ
عربہ	گاڑی	اُمّی	میری ماں
فلوس	دروازہ	عربجی	گاڑی بان
برتقال	مالٹا	خادم	نوکر
تین	انجیر	کفیہ	ٹوپی

Marfat.com

عربی	اردو	عربی	اردو
ثوب	پیرہن	غنم	بکری
قماش	کپڑا	حضر	بکرا
منادیل	رُومال	مروف	غسل خانہ
احرام	بڑا رومال	رجال	مرد
ملعقہ	چمچہ	حریم	عورت
عمامہ	پگڑی	طفل	بچہ
صحن	رکابی	ولد	بیٹا
دجاجہ	مرغی	کبریت	ماچس
ناموس	مچھر	اِبرہ	سُوئی
نار	آگ	ورق	کاغذ
فحم	کوئلہ	ظرف	لفافہ
دافور	چولہا	مطر	بارش
بطحا	ریت	جریدہ	اخبار
شرکہ	کمپنی	جدار	دیوار
حلیب	دودھ	ادام	سالن
لبن	دہی	بامیہ	بھنڈی
اُختی	میری بہن	شائی	چائے
خروف	دنبہ	جمل	اُونٹ

عربی	اردو	عربی	اردو
بقرہ	گائے	ثوم	لہسن
فلفل	مرچ	زوج	جاؤ
نعناع	پودینہ	قریب	نزدیک
تنبول	پان	شیل	اٹھا
فوفل	سپاری	ابغ	میں چاہتا ہوں
علبہ	ڈبہ	خذ	لیجئے
اکل	کھانا	سقف	دیکھئے
تنکہ	ٹین	جئت	میں آیا
زفہ	پانی کے دو ٹین	طیّب	اچھا
فنجان	چائے کی خاص پیالی	کم	کتنا
سمن	گھی	ایش	کیا
مرقہ	شوربہ	انزلوا	اترجاؤ
زنطہ	چٹنی	کم تاخذ	کتنا لےگا
تمر	سرمہ	البرید	ڈاک خانہ
کحل	آیئے	برقیہ	تار
تعال	چلئے	فوق	اوپر
اعش	کھجور	وَدِّ	لے جا
فجل	مولی	اعطِ	دے

Marfat.com

عربی	اردو	عربی	اردو
اشرب	پیجیے	بعید	دور
انا راوح	میں جاتا ہوں	قدام	آگے
صغیر	چھوٹا	کبیر	بڑا
عالی	اونچا	کم الساعة	کیا بجا ہے
رباط	مسافرخانہ	سجارة	سگریٹ
حریر	ریشم	کبریت	ماچس
جواز	پاسپورٹ	بکوت	بکٹ
رسوم	ٹیکس	بطاطس	آلو
الیوم	آج	طماطم	ٹماٹر
بکرة	آئندہ کل	حوت سمك	مچھلی
امس	گذشتہ کل	عنب	انگور
العام	پچھلے سال	یوسف آفندی	سنگترے
ذراع	گز	لیمون	لیمو
اربط العفش	سامان باندھو	کزبرا رطبه	ہرا دھنیا
مربوط	بندھا ہوا ہے	مروحه	پنکھا
ارفع فوق	اوپر اٹھاؤ	مفتش	چیکر
اعطیتنی	مجھے دو	تفتیش	چیکنگ
وراء	پیچھے	وقت الصلوٰة	نماز کا وقت

Marfat.com

عربی	اردو	عربی	اردو
خذ هٰذا	یہ لو	ارکب	سوار ہو
فتش عفشی	میرا سامان دیکھو	انزل	نیچے اُترو
عفشی ضائع	میرا سامان کھوگیا ہے	اطلع فوق	اوپر چڑھو
		ولع	جلاؤ
انت طیّب	تم اچھے ہو	کہرباء	بجلی
بطال	بُرا	غاز	مٹی کا تیل
این	کہاں	مکتب	دفتر
فانوس	لالٹین	شنطه	ٹرنک
مکنه	جھاڑو	ماعون	برتن
حبر	روشنائی	بطانیه	کمبل
فی الطریق	راستے میں	شف	چادر
رقم السیّارة	موٹر کا نمبر	جوز	جوڑا
اسم سواق	ڈرائیور کا نام	لواحدہ	اکیلا
غسال	دھوبی	تعال	آؤ
طاحون	چکّی	کم قیمت هٰذا	اسکی قیمت کیا ہے
بیت المُعلّم	معلّم کا گھر	هات القلم	مجھے قلم دو
حرامی	چور	فی کتاب اسمی ؟	کیا میرے نام کا کوئی خط ہے
هوتیل	ہوٹل		

Marfat.com

عربی	اردو	عربی	اردو
خیط	دھاگہ	زیت	تیل
تحت	نیچے	مشط	کنگھی
مکرہ	ریل (دھاگہ کی)	غطا	ڈھکنا
کندرہ	جُوتا	طریق	راستہ
شیل انت	تم اٹھاؤ	خضار	سبزیاں
امسک	پکڑو	خضرہ	سبزی
بولیس	سپاہی	زبدہ	مکھّن
مرکز بولیس	تھانہ چوکی	زبدیہ	پیالی

اردو فقرے	عربی فقرے
ما اسمك	آپ کا نام کیا ہے
من انت	آپ کون ہیں
این تسکن	آپ کہاں رہتے ہیں
انا ساکن فی الفندق	مَیں مسافر خانہ میں رہتا ہوں
ارید ان اذهب الی الحرم	مَیں حرم جانا چاہتا ہوں
بکم هذا (ما ثمنه)	اس کی قیمت کیا ہے ؟
هذا غالی	یہ قیمت زیادہ ہے
ارنی احسن ما عندك	سب سے اچھا مال دکھلایئے

Marfat.com

عربی	اردو
اعطینی فنجان الشاء	ایک پیالی چائے دیجیے
اعطینی طابع البرید	مجھے ڈاک کا ایک ٹکٹ دیجیے
اهلاً وسهلاً	تشریف لائیے
فی امان الله	خدا حافظ
کیف حالك	آپ کا مزاج شریف
تفضل (اجلس)	تشریف رکھئے
این السوق	بازار کہاں ہے
کم الساعة	وقت کیا ہے
کم الایجار	کرایہ کیا ہے
ذهب الی المسجد یصلی	وہ نماز پڑھنے مسجد گئے
من این جئت	آپ کہاں سے آئے ہیں
انا جاء عن الباکستان	مَیں پاکستان سے آیا ہوں
هل عندك تذکرة	کیا آپ کے پاس پاسپورٹ ہے
یاحمال تعال هنا	اے قلی یہاں آؤ
احمل العفش	یہ سامان اٹھالو
اعطینی ماء البارد	مجھے ٹھنڈا پانی دیجیے
عن معلمك فی المکه	آپ کا مکّہ میں معلم کون ہے
انی نسیت الطّریق	میں راستہ بھول گیا ہوں

Marfat.com

عربی	اردو
این اسبابی	میرا اسباب کہاں ہے
این موقف السیّارہ	بس اسٹینڈ کہاں ہے
کم بعیداً الی الجدّہ	جدّہ کتنی دُور ہے
این فندق نہین	اچھا ہوٹل کہاں ہے
طریق الحرم این ؟	حرم کا راستہ کدھر ہے
این سفارت باکستان	سفارتِ پاکستان کدھر ہے
این جواز حقی	میرا پاسپورٹ کہاں ہے
این العفش حقی	میرا سامان کہاں ہے
انا ضائع	مَیں گم ہوگیا ہوں
این بیت المعلّم حقی	میرے معلّم کا گھر کہاں ہے
حتی تاتی نوبة حقی المسفر الباکستان	میرے پاکستان جانے کی باری کب آئے گی ؟
کم ایجار البیت	مکان کا کرایہ کتنا ہے
کم ایجار السیارۃ	موٹر کا کرایہ کتنا ہے
این طریق عرفات / منٰی	عرفات یا منٰی کا راستہ کدھر ہے
این صحیہ باکستان	پاکستانی شفاخانہ کہاں ہے
من انت	تم کون ہو
این خیمة حقی	میرا خیمہ کدھر ہے

اردو	عربی
اپنا روپیہ لے لو	خُذْ فلوس حقّك
ہم مکہ کب جائیں گے ؟	نَحْنُ متیٰ نمش إلیٰ مكة المكرمه
کیا کہتے ہو ؟	عيش تقول
کیا کر رہے ہو ؟	ماذا تعمل
سمجھ گئے ؟	افهمت
سنو	إسمع من فضلك منيّ
شربت ہے ؟	عتوك شامت
بھائی جی ذرا مدد کرنا	يا ابويا سعدنی
انشاء اللہ کل یا پرسوں	انشاء الله بكره او بعده
بس سٹینڈ کہاں ہے	اين موقف السيّاده
مجھے ٹکٹ دو	اعطنی تذكره
مجھے پاکستانی کرنسی دیجئے	اعطنی تلا اوّل باكستان
تیز مت چلاؤ	لاسقوا سريعًا (هاتسوی)
رستہ دے دیجئے	اعطنی طريق
دھکے مت دو	لاتلافعنی
مجھے ایک ٹیکسی کار لادو	سراعنی من فضلك تيكسی

Marfat.com

اردو	عربی
آپ سے مل کر خوشی ہوئی	انا مسرور بزیارتك
معاف کیجئے بڑا افسوس ہے	انا متاسّف
آگ جلاؤ	دلّ نار
یہ لو	خذ
آج کیا تاریخ ہے ؟	کم فی شہر الیوم
آج کیا دن ہے	الیوم عیش من الایّام
قلی یہاں آؤ	یا حامل تعالیٰ هنا
تمہارے پاس پاسپورٹ ہے	هل عندك جواز السفر
گاڑی کس وقت چلتی ہے ؟	متیٰ متحرّك القطار
وہ مسجد میں نماز پڑھنے گیا ہے	ذهب الیٰ مسجد لاصلیّ
جلدی مت کرو .	لا تستعجل
کہاں جا رہے ہو ؟	این تذهب
آؤ . میرے ساتھ آؤ	تعالیٰ معی
آیئے تشریف لایئے	نعم، ادخل، تفضّل
ڈاک کا ٹکٹ دیجئے	اعطنی طبع البرید
ایک روٹی دینا	اعطنی خبز واحد
اردو جانتے ہو ؟	اتعارف لسان اردو
میں رستہ بھول گیا ہوں	انا نسیت طریق

عربی	اردو
أنتم كم نفر؟	کتنے آدمی ہو؟
من هناك	کون ہے؟
فك الباب	دروازہ کھولو
سد الباب	دروازہ بند کرو
اطلع فوق	ادھر آؤ
جئت من الباكستان	میں پاکستان سے آیا ہوں
أين السوق؟	بازار کہاں ہے؟
طيب مشكور	بہت اچھا۔ شکریہ
أعطني فنجان شاي	ایک پیالہ چائے دینا
ماذا تقول	کیا کہتے ہو۔
متى جئت	آپ واپس کب آئے؟
عجّل	جلدی کرو
نرجع بعد الساعة	میں ایک گھنٹہ بعد آؤں گا
أريد أن أذهب إلى الحرم	میں حرم شریف جانا چاہتا ہوں
ماذا تريد؟	کیا مانگتے ہو؟
ماذا تسكن؟	آپ کہاں رہتے ہیں؟

Marfat.com

معلّم اور مطوّف

سعودی حکومت کی منظور شدہ فہرست

ذیل میں معلّموں اور مطوفوں کی مکمل فہرست شائع کی جا رہی ہے۔ ان میں سے پاکستان کے حجاج اپنی مرضی کے مطابق کسی بھی معلّم کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ جن معلّموں کے پاس پاکستان کے حاجی بالعموم جا کر ٹھہرتے ہیں ان کے نام کراچی میں ان کے وکیلوں سے دریافت کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ یوسف سیف الدین
۲۔ محمد یحییٰ دانش
۳۔ صدیق مدراسی
۴۔ احمد رمضانی
۵۔ حسن شیخ
۶۔ عمر فتحی
۷۔ امین بشناق
۸۔ احمد زکی
۹۔ عباس جمال حریری
۱۰۔ احمد مجاہد
۱۱۔ علی ابوالعلا
۱۲۔ محسن غنقادی
۱۳۔ عقیل سالم
۱۴۔ مصطفیٰ غنیم
۱۵۔ عبدالمجید احمد
۱۶۔ احمد سروجی
۱۷۔ عابد عجیبی
۱۸۔ ابراہیم سقاط
۱۹۔ امین سرحان
۲۰۔ امین منصوری
۲۱۔ صدیق نوح
۲۲۔ امین نوح
۲۳۔ احمد ابو عیش
۲۴۔ مکی کردی
۲۵۔ عبدالرحمٰن عالم
۲۶۔ عباس جاد اللہ
۲۷۔ مصطفیٰ البنی
۲۸۔ احمد حوتی
۲۹۔ محمد سعید کامل
۳۰۔ صالح مداح
۳۱۔ محمد نور مفتی
۳۲۔ عبدالوہاب نقش
۳۳۔ بنت عبدہ حکمی
۳۴۔ عبداللطیف مشاط
۳۵۔ محمد کوفیہ
۳۶۔ محمد علی نقیطی

Marfat.com

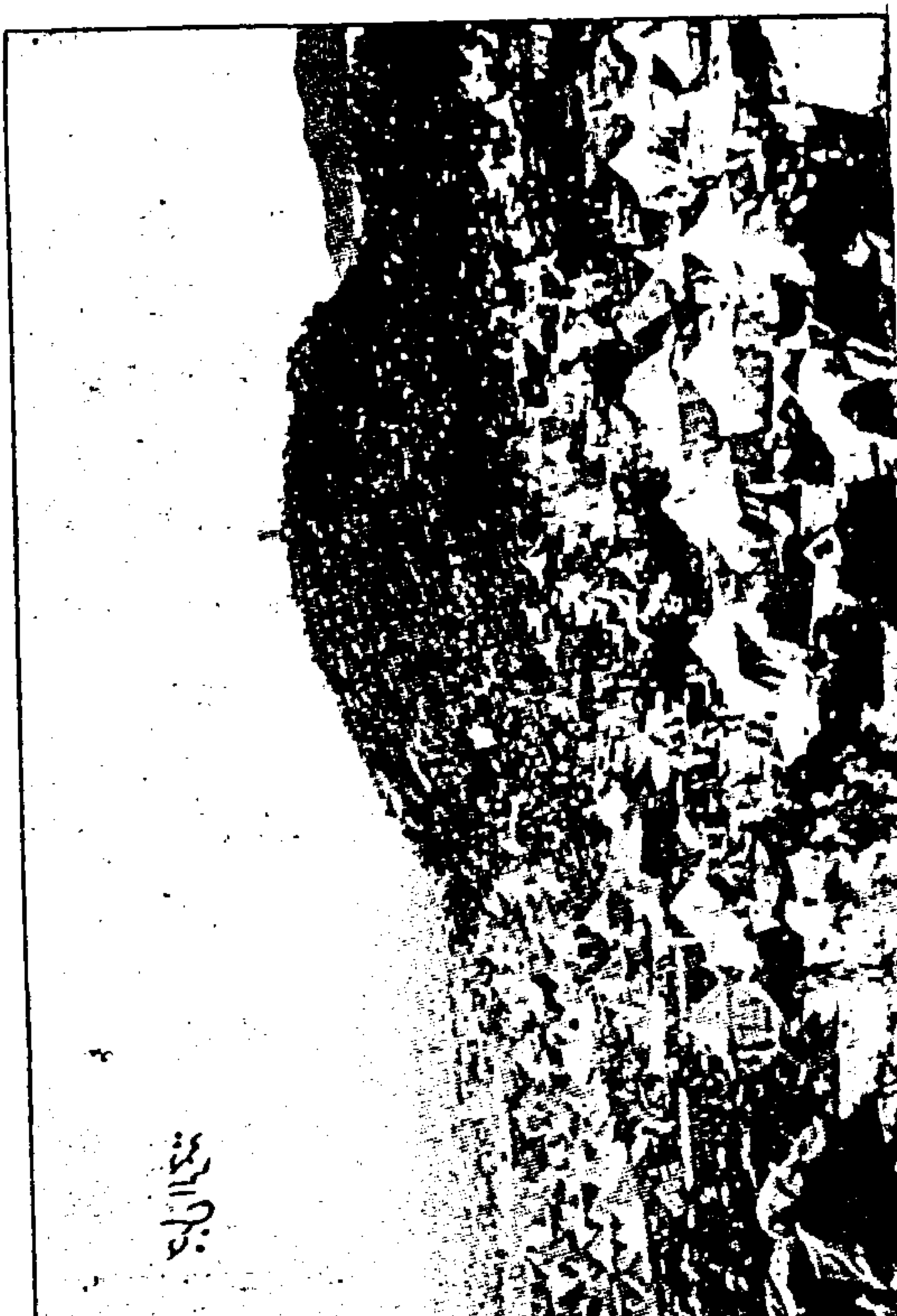

جبلِ ثور

Marfat.com

۳۷۔ مکی مرزادقی
۳۸۔ محمد عبدالسلام مولوی
۳۹۔ جمیل حلوانی
۴۰۔ عمر اکبر
۴۱۔ عبداللہ احمد
۴۲۔ علی مُلّا
۴۳۔ فیصل باشا
۴۴۔ عبدالہادی اسکندر
۴۵۔ عبدالکریم نوری
۴۶۔ ہاشم اسکندر
۴۷۔ عبدالرحمٰن امجد
۴۸۔ عبدالمقتدر اسکندر
۴۹۔ غلام رسول
۵۰۔ حسن اکبر
۵۱۔ عبدالقادر امین
۵۲۔ عبدالکریم جان
۵۳۔ امین کاتب
۵۴۔ بنات جمال اجاوی
۵۵۔ عمر اسکندر
۵۶۔ محمد مدراسی
۵۷۔ احمد ازہر
۵۸۔ عمر الیاس
۵۹۔ صدقہ حمادۃ
۶۰۔ محمد ذاکر خواج
۶۱۔ احسان الیاس
۶۲۔ عیسٰی قمرالدین۔
۶۳۔ احمد سبحی
۶۴۔ رضا امین
۶۵۔ عبدالعزیز معلّم
۶۶۔ احمد سلیم الدین
۶۷۔ محمد سلیم الدین
۶۸۔ یوسف اکرم الدین
۶۹۔ عبدالرحیم محجوب
۷۰۔ عبدالرزاق محجوب
۷۱۔ محمد رمضانی
۷۲۔ سالم باقاسی
۷۳۔ احمد موصلی
۷۴۔ عبدالرحیم بنوں
۷۵۔ رشید حافظ احمد
۷۶۔ سعید محمد حسین
۷۷۔ علی شبرادیشی
۷۸۔ علی حسن اللیثی
۷۹۔ صلاح قطب
۸۰۔ حسن قطب
۸۱۔ اینار احمد سبحی
۸۲۔ ابراہیم مرحومی
۸۳۔ بنت الصجدی
۸۴۔ ہاشم مغربی
۸۵۔ محمد حمادۃ
۸۶۔ حمزہ جبالی
۸۷۔ صدقہ سمنودی
۸۸۔ سعید غزولی
۸۹۔ محمد مصطفٰی المحضر
۹۰۔ مصلح لو
۹۱۔ علی محضر
۹۲۔ جمیل قطب
۹۳۔ فواد ابوناصف

Marfat.com

۹۴۔ محمود ابوخشبہ
۹۵۔ زینی کوشک
۹۶۔ احمد حمادۃ
۹۷۔ محمود دہان
۹۸۔ عبدالرحیم توکل
۹۹۔ محسن بن ماضی
۱۰۰۔ محمود سنی
۱۰۱۔ محمد سلیمان تقی
۱۰۲۔ محمد مصلی
۱۰۳۔ صالح عنقاوی
۱۰۴۔ ناصر عنقاوی
۱۰۵۔ فواد عنقاوی
۱۰۶۔ عمر عنقاوی
۱۰۷۔ محمد سدلو
۱۰۸۔ عبدالخالق سجی
۱۰۹۔ موسیٰ موسیٰ
۱۱۰۔ حسین دہلان
۱۱۱۔ علی عبدالکریم حنفی
۱۱۲۔ محمد مجدلی
۱۱۳۔ احمد صفطہ
۱۱۴۔ سلیمان صفط
۱۱۵۔ عباس ابوخشبہ
۱۱۶۔ ہاشم ابوخشبہ
۱۱۷۔ عبداللہ فقیہ
۱۱۸۔ عبداللہ کردی
۱۱۹۔ احمد عابد مفتی
۱۲۰۔ ابراہیم قرط
۱۲۱۔ صالح الخزامی
۱۲۲۔ علی دمنہوری
۱۲۳۔ احمد بوشہ
۱۲۴۔ حسین زقزوق
۱۲۵۔ محمد مصطفےٰ ابیاری
۱۲۶۔ حسن سرور الصبان
۱۲۷۔ علی عثمان بنا
۱۲۸۔ عبدالقادر امین
۱۲۹۔ عبدالرحمٰن المکی
۱۳۰۔ عدنان جمیل مکی
۱۳۱۔ محمد احمد صباغ
۱۳۲۔ مصطفےٰ اصغر
۱۳۳۔ احمد سقطی
۱۳۴۔ محمود ناصر
۱۳۵۔ جمیل ناصر
۱۳۶۔ احمد شیر بنجابی
۱۳۷۔ عبدالواحد فتیانی
۱۳۸۔ سراج قصاص
۱۳۹۔ زین العابدین کالو
۱۴۰۔ بنت سعود سنبل
۱۴۱۔ محمد سعید آدم
۱۴۲۔ عبدالرحمٰن کتبی
۱۴۳۔ مصطفےٰ افردوس
۱۴۴۔ حسن کرکدان
۱۴۵۔ حسن بہانی
۱۴۷۔ عبدالمعطی عبدالماجد
۱۴۸۔ یوسف خضری
۱۴۹۔ محمد کرکدان
۱۵۰۔ محمد نور بندجی
۱۵۱۔ الشبلی

Marfat.com

۱۵۲۔ علی شربتلی
۱۵۳۔ طلعت وفا
۱۵۴۔ بکر اولیا
۱۵۵۔ عبداللہ زین العابدین
۱۵۶۔ بکر سرحان
۱۵۷۔ حسین محمود
۱۵۸۔ عبدالرحیم امین
۱۵۹۔ اسامتہ راضی
۱۶۰۔ مصباح الراضی
۱۶۱۔ عبدالعزیز الراضی
۱۶۲۔ زینی عقیل
۱۶۳۔ احمد حداوی
۱۶۴۔ محمد صالح فودہ
۱۶۵۔ جمیل عمر عابد
۱۶۶۔ عمر عبدالرحمٰن عابد
۱۶۷۔ صالح محمد جمال
۱۶۸۔ عبدالوہاب خادی
۱۶۹۔ فطومہ سنبل
۱۷۰۔ احسان سنبل
۱۷۱۔ ورثہ بکر دیہ
۱۷۲۔ محمد عمر ناضرہ
۱۷۳۔ محمد موسیٰ
۱۷۴۔ صالح سروجی
۱۷۵۔ احمد فوادہ
۱۷۶۔ محمد صالح بلو
۱۷۷۔ حسن الکافی
۱۷۸۔ عبدالواحد الکافی
۱۷۹۔ حسین قوال
۱۸۰۔ عبداللہ بشناق
۱۸۱۔ احمد بلو
۱۸۲۔ خلیل علاف
۱۸۳۔ حامد نوح
۱۸۴۔ حسین الزیتی
۱۸۵۔ سالم بلو
۱۸۶۔ محمد بن سیاد الفرائضی
۱۸۷۔ عبدالسبحان کفیہ
۱۸۸۔ عباس جمال حریری
۱۸۹۔ اسمٰعیل بنون
۱۹۰۔ حسن مُلّا
۱۹۱۔ محمد رضوان
۱۹۲۔ مکی رضوان
۱۹۳۔ علی اکرم خان
۱۹۴۔ عبداللہ مسلتی
۱۹۵۔ ابراہیم حوتی
۱۹۶۔ جمیل ابوالسعود
۱۹۷۔ احمد حسین بدیری
۱۹۸۔ سعید حوتی
۱۹۹۔ اسعد فودہ
۲۰۰۔ علی بشارۃ
۲۰۱۔ عبداللہ قاری
۲۰۲۔ محمود قاری
۲۰۳۔ مصطفےٰ اجادی
۲۰۴۔ نبیل مداح
۲۰۵۔ بنت الفوزی
۲۰۶۔ سعید محضر
۲۰۷۔ محمد قلیوبی
۲۰۸۔ عقیل ابوخشبہ

Marfat.com

۲۰۹۔ عبدالرحمٰن بدر
۲۱۰۔ محمد سعد تمار
۲۱۱۔ محمد رضوان میرداد
۲۱۲۔ فوزی شاہین
۲۱۳۔ جعفر داغستانی
۲۱۴۔ احمد داود حناوی
۲۱۵۔ ابراہیم بشارۃ
۲۱۶۔ محمد مراد
۲۱۷۔ احمد برقہ
۲۱۸۔ مصطفےٰ شاہین
۲۱۹۔ محمد ماریہ
۲۲۰۔ محمود فقیہا
۲۲۱۔ صدقہ فقیہا
۲۲۲۔ علی فقیہا
۲۲۳۔ احمد حمزہ راجح
۲۲۴۔ ولید الدوبی
۲۲۵۔ حسن ازہر
۲۲۶۔ حسین خیاط
۲۲۷۔ حسن خزاعی
۲۲۸۔ عبدالحمید ابوجماہ
۲۲۹۔ محمد مکی
۲۳۰۔ جمیل بیاری
۲۳۱۔ جمال لبنیٰ
۲۳۲۔ سلیمان ناظرہ
۲۳۳۔ حسن نبا
۲۳۴۔ مصطفےٰ اغزولی
۲۳۵۔ عبدالرحمٰن زوادی
۲۳۶۔ عبداللہ کامل
۲۳۷۔ محمد نورباشا
۲۳۸۔ امین ساجی
۲۳۹۔ عبداللہ حمادہ
۲۴۰۔ رشاد نصرالدین
۲۴۱۔ حسن ازبک
۲۴۲۔ محمد حسن رفیع
۲۴۳۔ سلیمان ہاشم
۲۴۴۔ شاکر اسکندر
۲۴۵۔ عبدالقادر اسکندر
۲۴۶۔ عبدالرحمٰن بدر
۲۴۷۔ احمد سری
۲۴۸۔ احمد سفیرالدین
۲۴۹۔ احمد جبلی
۲۵۰۔ شفیق بخش
۲۵۱۔ صدیق لشکر
۲۵۲۔ عبدالرحمٰن مکی
۲۵۳۔ حسین منشی
۲۵۴۔ زبیدہ سفیرالدین
۲۵۵۔ حامد بخش
۲۵۶۔ موسیٰ مروۃ
۲۵۷۔ منصور علوی
۲۵۸۔ عبدالرحمٰن محسن
۲۵۹۔ عبدالعزیز سلفی
۲۶۰۔ حسن کاظم
۲۶۱۔ عبدالسلام نقش
۲۶۲۔ صالح حافظ ابراہیم
۲۶۳۔ فاطمہ سلطان
۲۶۴۔ محمد بشیر احمد
۲۶۵۔ حسین عطار

Marfat.com

۲۶۶۔ عباس آدم
۲۶۷۔ علی مسکی
۲۶۸۔ عبدالمعطی میرداد
۲۶۹۔ حسن بیلم
۲۷۰۔ حسن مسکی
۲۷۱۔ عبدالرحمٰن حافظ
۲۷۲۔ عبدالقادر ہلدار
۲۷۳۔ حمزہ عین الدین
۲۷۴۔ الیاس عین الدین
۲۷۵۔ محمود سراج الدین
۲۷۶۔ مولوی عبدالرحمٰن
۲۷۷۔ عبدالقادر مسکی
۲۷۸۔ سلطان حسن
۲۷۹۔ نور نمشی
۲۸۰۔ جمیل بشیر
۲۸۱۔ ہاشم محمد حسین
۲۸۲۔ یحییٰ امیر
۲۸۳۔ یعقوب خان
۲۸۴۔ عبداللہ سراج
۲۸۵۔ محمد عزیز الرحمٰن
۲۸۶۔ حسین مروۃ
۲۸۷۔ مصطفےٰ عبدالمجید
۲۸۸۔ ابراہیم عبدالمجید
۲۸۹۔ عباس مطر
۲۹۰۔ علی صباغ
۲۹۱۔ احمد سلفی
۲۹۲۔ اسعد ناصر
۲۹۳۔ احمد اکرم الدین
۲۹۴۔ محمود مغربی
۲۹۵۔ علی سکری
۲۹۶۔ عقیل شیخ
۲۹۷۔ محمد شیخ
۲۹۸۔ فاروق سیف الدین
۲۹۹۔ صدقہ ابوالعلا
۳۰۰۔ عبداللہ بخاری
۳۰۱۔ عمر عطار
۳۰۲۔ مصطفےٰ حریری
۳۰۳۔ سراج غزاوی
۳۰۴۔ بنت الشہادی
۳۰۵۔ عبدالرحمٰن موسی
۳۰۶۔ علی علوشی
۳۰۷۔ صالح سمنودی
۳۰۸۔ ابراہیم جبالی
۳۰۹۔ محمد حمزہ
۳۱۰۔ یوسف مسکی
۳۱۱۔ محمد سالم
۳۱۲۔ یحییٰ باشا
۳۱۳۔ عبدالمعین محمد حسین
۳۱۴۔ جمیل محمد بدیر
۳۱۵۔ محمد علی غنام
۳۱۶۔ رضا صدقہ
۳۱۷۔ عباس مداح
۳۱۸۔ عبدالرحیم شاہین
۳۱۹۔ صدقہ فاغیہ
۳۲۰۔ عیسٰی بحیری
۳۲۱۔ علی بحیری
۳۲۲۔ حسن مبیش

Marfat.com

۳۲۳۔ عبدالعزیز ہمیش
۳۲۴۔ عبدالجواد نوح
۳۲۵۔ علی و مصطفٰے اغندورہ
۳۲۶۔ بدرالدین ستاری
۳۲۷۔ مصطفٰے احریری
۳۲۸۔ عبداللہ حریری
۳۲۹۔ عمر راضی
۳۳۰۔ عمر حریری
۳۳۱۔ عبدالقادر حریری
۳۳۲۔ عبدالوہاب حریری
۳۳۳۔ جمیل حریری
۳۳۴۔ احمد حمامی
۳۳۵۔ احمد عبداللطیف عالم
۳۳۶۔ محمد نور مداح
۳۳۷۔ ابراہیم وقاد
۳۳۸۔ ہاشم بانہ
۳۳۹۔ عبدالرزاق کتوعہ
۳۴۰۔ عبدالرحمٰن کتوعہ
۳۴۱۔ حسن جوہرجی
۳۴۲۔ خالد قزاز
۳۴۳۔ شاکر سلطانی
۳۴۴۔ عبدالوہاب دہان
۳۴۵۔ عبدالمنعم قاضی
۳۴۶۔ جمیل بشناق
۳۴۷۔ عمر حسین میلاد
۳۴۸۔ فواد فیصل الاجہوری
۳۴۹۔ عبداللہ موذن
۳۵۰۔ سلطان علی
۳۵۱۔ عبدالحلیم میاجان
۳۵۲۔ جعفر اکبر
۳۵۳۔ طاہر سفیرالدین
۳۵۴۔ عباس مفتی
۳۵۵۔ جمیل بشیر
۳۵۶۔ محمد عبدالغنی کامل
۳۵۷۔ حسن سیف الدین
۳۵۸۔ سعید محمد حسین
۳۵۹۔ حسن مفتی
۳۶۰۔ زینی جمل اللیل
۳۶۱۔ صدیق بشیر احمد
۳۶۲۔ عبدالمجید لوہبای
۳۶۳۔ عبدالرزاق مردۃ
۳۶۴۔ فاطمہ باشا
۳۶۵۔ عائشہ ابراہیم الوب
۳۶۶۔ حمزہ خفاجی
۳۶۷۔ عباس مفتی
۳۶۸۔ جمیل عطیہ
۳۶۹۔ خلیل الدولی
۳۷۰۔ محمد صلح صباد
۳۷۱۔ حسن حیال
۳۷۲۔ عبداللہ کوفیہ
۳۷۳۔ محمد علی ازہر
۳۷۴۔ حسن بشارۃ
۳۷۵۔ حسن مجدلی
۳۷۶۔ جمیل و احمد حلی
۳۷۷۔ مقبول عوض
۳۷۸۔ یحییٰ کتوعہ
۳۷۹۔ صالح صدقہ

Marfat.com

۳۸۰۔ عمر خوقیر
۳۸۱۔ سعد غزاوی
۳۸۲۔ احمد باشا
۳۸۳۔ محمد سعید المحرق
۳۸۴۔ صالح برنجی
۳۸۵۔ عبدالرحمٰن فوال
۳۸۶۔ صالح فوال
۳۸۷۔ محمد علی فوال
۳۸۸۔ سلیمان ازبک
۳۸۹۔ علی حناوی
۳۹۰۔ احمد خفاجی
۳۹۱۔ محمد عباس شبراویشی
۳۹۲۔ احمد سرحان
۳۹۳۔ عباس سرحان
۳۹۴۔ سلیمان عنقاوی
۳۹۵۔ ابناء الدری
۳۹۶۔ محمد محمود قطانی
۳۹۷۔ بنت الکباریتی
۳۹۸۔ جمیل غزاوی
۳۹۹۔ محمد غزاوی
۴۰۰۔ صفیہ البوناصی
۴۰۱۔ حسن شبراویشی
۴۰۲۔ عبدالسلام بنانی
۴۰۳۔ درویش جبل
۴۰۴۔ محمود جباعی
۴۰۵۔ حسین مشاط
۴۰۶۔ محمد حمزہ آدم
۴۰۷۔ محمد سعید فقیہ
۴۰۸۔ حسن فقیہا
۴۰۹۔ جمیل مکی
۴۱۰۔ عمر نوح
۴۱۱۔ شرف السقاف
۴۱۲۔ مصطفےٰ عالم
۴۱۳۔ صالح عناوی
۴۱۴۔ صالح شہاوی
۴۱۵۔ عبدالوہاب حناوی
۴۱۶۔ حسین صحرہ
۴۱۷۔ بنت طاہر مغازل
۴۱۸۔ سعد جبالی
۴۱۹۔ ابراہیم لبنیٰ
۴۲۰۔ ہاشم غزولی
۴۲۱۔ مہدی مغازل
۴۲۲۔ عبداللہ صحرۃ
۴۲۳۔ محجوب شیخ
۴۲۴۔ جعفر شیخ
۴۲۵۔ ابراہیم شیخ
۴۲۶۔ علی شیخ
۴۲۷۔ صالح شیخ
۴۲۸۔ محمد علی امان
۴۲۹۔ محمود محضر
۴۳۰۔ معتوق سلطان
۴۳۱۔ احمد حدیدی
۴۳۲۔ معسکر الدول الاسلامیہ
۴۳۳۔ علوی بصاص
۴۳۴۔ عبدالقادر السباعی
۴۳۵۔ عبدالہادی السباعی
۴۳۶۔ ابناء الخواجہ

۴۳۷۔ ابراہیم السمنودی
۴۳۸۔ حسین الدوکی
۴۳۹۔ احمد کابلی
۴۴۰۔ عمر نوح
۴۴۱۔ سعد ریس
۴۴۲۔ احمد ساوی
۴۴۳۔ حسن حویت
۴۴۴۔ ابراہیم رشیدی
۴۴۵۔ صدقہ زفزوق
۴۴۶۔ محمد علی حملان
۴۴۷۔ جمیل سالم
۴۴۸۔ جمیل تونسی
۴۴۹۔ عبدہ مراد
۴۵۰۔ منصور جمال
۴۵۱۔ حسن مراد
۴۵۲۔ عبدالکریم نور محمد
۴۵۳۔ عبدالفتاح خیاط
۴۵۴۔ عبدالحی داود
۴۵۵۔ عبداللہ عالم
۴۵۶۔ ابراہیم داود
۴۵۷۔ حبیب سلطان
۴۵۸۔ رشید فارسی
۴۵۹۔ فصیل بیاری
۴۶۰۔ علی بدوی

Marfat.com

حجاز کے مشہور اخبارات ورسائل

نام اخبار یا رسالہ	وقفہ اشاعت	مقام اشاعت
الندوہ	یومیہ	مکۃ المکرمہ
البلاد	یومیہ	جدّہ
المدینہ	یومیہ	جدّہ
عکاظ	یومیہ	جدّہ
الرّیاض	یومیہ	الرّیاض
الجزیرہ	یومیہ	الرّیاض
الدعوۃ	اسبوعیہ	الرّیاض
الیمامہ	اسبوعیہ	الرّیاض
الیوم	اسبوعیہ	الدمام
المنہل	شہریہ	جدّہ
العرب	شہریہ	الرّیاض
التجارۃ والصناعۃ	شہریہ	مکہ
التجارۃ	شہریہ	جدّہ
الاقتصاد	شہریہ	الدمام
تجارۃ الرّیاض	شہریہ	الرّیاض
الرّیاضی	اسبوعیہ	الرّیاض

Marfat.com

اوقات نماز

بمطابق عرب سٹینڈرڈ ٹائم

تہجد	۱۰ بجکر ۴۵ منٹ
فجر	۱۲ بجے
ظہر	۶ بجکر ۴۰ منٹ
عصر	۹ بجکر ۳۵ منٹ
مغرب	۱۲ بجے
عشاء	یک بجکر ۳۰ منٹ

نوٹ: یہ مکہ مشرفہ کے موسم سرما کے مقامی اوقات ہیں۔

سطح سمندر سے بلندی

جدہ	۳۶ فٹ
مکہ مکرمہ	۱۰۰ فٹ
مدینہ منورہ	۱۹۵۰ فٹ
طائف	۴۵۰۰ فٹ

نوٹ: پاکستان کے پہاڑی مقامات میں سے مری ۷۵۰۰ فٹ، ایبٹ آباد ۴۰۱۰ فٹ، نتھیاگلی ۸۲۰۰ فٹ، کوئٹہ ۵۵۰۰ فٹ، زیارت ۸۰۵۰ فٹ ہے۔

"ربِّ کعبہ کے حضور"

کے مُصنف

جناب اے۔ آر۔ شبلی (ایم،کام) کی تازہ ترین تصانیف

- بائیس ۲۲ خانوادے
- پاکستان کے دیہہ خدا
- اسلامی تقویم پاکستان ۱۹۷۳ء

اسی مہینہ نومبر ۱۹۷۲ء میں چھپ کر تیار ہیں

ان تصانیف کی دل چسپی اور افادیت کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

کتب خانے، کتب فروش اور کتب بیں
ابھی سے اپنے شہر کی مانگ کا اندازہ
لگا کر لکھیں —

پیپلز پبلشرز۔ ۱۲/ لاہور روڈ لاہور

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط

حج اور عمرہ خالص

اللہ تعالیٰ کے لئے بجا لاؤ

ربِّ کعبہ کے حضور

(مُصَوَّر دلیلُ الحاجّ)

عبدالرحیم شبلی

—— : جس میں : ——

مصنف کے عارفانہ اور دل گداز رپورتاژ اور تحقیقی مضامین کے علاوہ مناسکِ حج، آدابِ زیارت، احکام و مسائل، ادعیۂ مسنون، حکومتِ پاکستان کی حج پالیسی، عربی بول چال اور سفر و قیامِ حج کے بارے میں مکمل اور تازہ ترین معلومات شامل ہیں